مجالس الواعظین

جلد اول



مؤلف

ذبیح اللہ محلاتی

مترجم

موسیٰ بیگ نجفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجالس الواعظین

مترجم :موسیٰ بیگ نجفی

﴿فہرست﴾

پیش لفظ

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی عَظَّمَ عَلٰی عِبَادِهِ الْمِنَّةَ اِذْجَعَلَ الصَّومَ حِصْنًا لِاَوْلِیَائِهِ وَجُنَّةً وَدَفَعَ عَنْهُمْ کَیْدَ الشَّیْطَانِ وَفِتْنَتَهُ وَرَدَّ اَمَلَهُ وَخَیَّبَ ظَنَّهُ ثُمَّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صَاحِبِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ الدَّاعِیْ عِبَادَاللّٰهِ اِلَی الْجَنَّةِ سِیَّمَا اِبْنُ عَمِّهِ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ حَامِلُ السَّیْفِ وَالْاَسِنَّةِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی اَعْدَائِهِمْ مِنَ الْآنَ اِلٰی یَوْمِ الْقَارِعَةِ وَالرَّنَّةِ۔"

اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے "مجالس الواعظین" جلد اول کا ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس کی تین جلدیں ہیں لیکن مطالعہ کے بعد پہلی جلد پسند آئی چونکہ اس میں اول سے آخر تک روزے کے بارے میں بحث کی گئی ہے اگرچہ روزے کے موضوع پر میری ایک دوسری کتاب بھی منظر عام پر آنے والی ہے جس کا نام "تُحْفَةُ الصَّائِمِیْنَ" ہے اس میں ایک بہت بڑی خوبی یہ پائی جاتی ہے کہ مسائل فضائل اور مصائب کو مناسبت سے بیان کئے گئے ہیں۔

البتہ "مجالس الواعظین" کی فہرست کو دیکھ کر آپ اندازہ لگائیں گے کہ یہ کتاب کتنی عظیم ہے اس کتاب سے تمام واعظین مقررین اور ذاکرین فائدہ اٹھا سکتے ہیں آپ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں پھر خریدیں چونکہ کتاب کا ترجمہ کرنے سے پہلے غور سے مطالعہ کرتا ہوں اس کے بعد ترجمہ کرتا ہوں باری تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ مجھے توفیق دے تاکہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرسکوں اور ایسی کتابوں کا ترجمہ کروں کہ جو مؤمنین کے لئے زیادہ مفید ہو۔

محتاج دعا

موسیٰ بیگ نجفی

فارغ التحصیل جامعۃ النجف عراق

ومدرس حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور

پرنسپل جامعۃ خدیجۃ الکبریٰ ماڈل ٹاؤن لاہور

تُحفَۃُ الوَاعِظِین

منجانب:۔ پروفیسر مظہر عباس

"مجالس الواعظین" درحقیقت تحفۃ الواعظین ہے۔انشاء اللہ واعظین اس سے خود بھی مستفید ہوں گے اور اپنے سامعین کو بھی مستفیض فرمائیں گے۔میرے خیال میں اس فارسی کتاب کا اردو ترجمہ بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ یہ کئی معلومات کا ایک ذخیرہ ہے جن میں سے اکثر معلومات ہمارے ہاں مروج کتب مجالس میں موجود نہیں ہیں۔اس پیش بہا کتاب کی اشاعت سے ہمارے یہاں رائج کتاب مجالس اور منعقد ہونے والی مجالس ومحافل میں پائی جانے والی فرسودگی،تکرار،رسمی موضوعات اور سطحی نکات کا خاتم ہونے کے چنداں امکانات ہیں۔

حجۃ الاسلام آقائے موسیٰ بیگ نجفی مدظلہ نے آقائے حاج شیخ عبداللہ موسیانی اصفہانی کے دائرہ المعارف کی طرح کے اس دائرہ المجالس کا اردو ترجمہ کرکے اپنی علمی روایت کو آگے بڑھادیا ہے اب جبکہ اس کتاب کا ترجمہ منظر عام پر آنے والا ہے اور کچھ دیگر پبلشرز نے بھی ملتے جلتے ناموں سے اس کتاب کو اپنی فہرست کتب میں زیر طبع کے عنوان سے شامل کرنا شروع کردیا ہے۔کاروباری ذہنیت کے حامل نام نہاد مذہبی پبلشرز ایسے اوچھے ہتھکنڈے اکثر استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ترجمہ بہت مشکل کام ہے۔لیکن سرقہ بہت آسان۔یقیناً سارق دنیا وآخرت میں اپنے انجام کو پہنچیں گے،کیونکہ خدائے متعال دلوں کے حال بہتر جاننے والا ہے۔وہ ذات اخلاص کی قدردان اور بدنیتی سے سخت متنفر ہے۔قبلہ نجفی صاحب ایسے سارقین سے پہنچنے والے مالی نقصانات سے بے نیاز رہ کر اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ان کا اپنا ہی ایک حلقہ قارئین اور سامعین ہے اور واعظین بھی گروہ در گروہ ان سے سیرابی حاصل کررہے ہیں۔انہوں نے آج تک جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا ہے اللہ رب العزت نے انہیں اپنی برکات سے نوازا ہے۔چنانچہ مجالس الواعظین بھی ایک ایسا سنگ میل ثابت ہوگا جس سے آنے والی نسلیں اپنی منازل کے تعین میں رہنمائی حاصل کریں گی۔"مجالس الواعظین" کی اس غیر روایتی تقریظ میں بطور مصحح یہ عرض کرنا بھی ضرور سمجھتا ہوں کہ جامعۃ المنتظر میں المنتظر کی ادارت کے وقت سے لیکر آج تک جس کمی کو پورا کرنا میں ضروری جانتا ہوں وہ کمی جزوی طور پر جامعہ ہذا کے ایک ذمہ دار مدرس اور ایک اشاعتی ادارہ کے سرپرست کے طور پر قبلہ موسیٰ بیگ نجفی صاحب سے پوری کرنا شروع کررہی

ہے۔ میری مراد ہے اردو زبان وادب سے استفادہ۔ ان کے اس خوش آئند اقدام سے ہم پرامید ہیں کہ مستقبل قریب میں اس حوزہ علمیہ کے شایان شان اردو زبان وادب سے بھی استفادہ شروع کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ابلاغ کے اس دور میں رابطہ کی زبان کو سیکھنا اور اہمیت دینا نہایت ضروری ہے۔

کتاب مستطاب مجالس الواعظین کی نوک پلک سنوارنا کما حقہ تو ممکن نہیں البتہ امید ہے کہ قارئین اس کے مطالب ومفاہیم سے بآسانی اور بخوبی مستفید ہوسکیں گے...... مجالس کے اس مجموعے میں کئی مجالس ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے شامل کی گئی ہیں کیونکہ یہ عبادت اور رحمت ومغفرت کا مہینہ ہوتا ہے لہذا واعظین ماہ صیام میں اپنے خطبات کو بھی ان بیانات سے مزین کر سکتے ہیں۔ جہاں تک منابع وماخذ سے استفادہ کا تعلق ہے تو قرآن حکیم، کتب حدیث خصوصاً اصول کافی، بحار اور مولائے کائنات کی نہج البلاغہ سے بہت فائدہ اٹھایا گیا، لہذا جو واعظین ان کتب کا براہ راست مطالعہ نہیں کرتے وہ بھی ان کے بیشتر مطالب سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور اپنے سامعین کو بھی آگاہ کر سکتے ہیں۔

کتاب ہذا میں ہمیں متعدد حکایات وروایات بھی ملتی ہیں جن میں انبیاء کرامؑ، بادشاہوں مثلاً انوشیروان، عضدوالہ وغیرہما کے تفصیلی واقعات بیان کئے گئے ہیں یہ سب نتیجہ خیز تاریخی واقعات ہیں۔ گویا مجالس الواعظین قرآن، حدیث تاریخ اور فقہ کا ایک مرقع ہے...... آخر میں ان نوادر کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو اس کتاب میں موجود ہیں اور مؤلف کے کثیر المطالعہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ ان نوادر کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی جاسکتی۔ کتاب پڑھ کر ہی ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

الغرض ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قبلہ موسیٰ بیگ نجفی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو دیگر اہل علم کے لئے لائق تقلید ہے۔ اللہ رب العزت موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ان کا یہ سایہ تادیر قوم کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس نمبر 1

وہ آیہ جو روزہ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے

سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔" سورہ بقرہ آیہ 183"

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم متقی بنو۔

صاحبان معرفت نے کہا ہے "ان لذّۃ النداء اذھب التعب والعناء "بتحقیق نداء کی لذت تھکاوٹ اور رنج کو دور کرتی ہے۔ گویا فرماتے ہیں کہ اس محبت انگیز خطاب اور محبت آمیز نداء کے ساتھ اے وہ جماعت کہ جو ایمان کے علم کے نیچے جمع ہیں اور ایمان کے وصف کے ساتھ متصف ہیں کہ تمہارے اوپر روزہ واجب کیا گیا ہے

⊛ **دوسرا نکتہ** :۔ جو اس آیہ میں پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ عذر خواہی کے مقام پر مجہول کے صیغے کے ساتھ فرمایا گیا ہے: "کُتِبَ عَلَیْکُمْ" اور ماضی معلوم کے ساتھ "کَتَبْنَا" نہیں فرمایا چونکہ اس میں رنج ہے حالانکہ اپنی طرف حوالہ دیکر نہیں فرمایا۔ لیکن رحمت کہ جس میں راحت ہے اس کا اپنی طرف حوالہ دیا جیسا کہ ارشاد ہوا: کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ (سورہ انعام آیہ ۵۴) وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا" سورہ انسان (دھر آیہ ۲۱) ترجمہ۔ انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا، اور جہاں کہیں رنج عذاب ہے اس کو اپنی طرف نسبت نہیں دی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا' ترجمہ۔ انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا (سورہ محمد آیۃ ۱۵) اس میں نُسْقِیْھِم کے ساتھ تعبیر نہیں فرمایا۔ تفسیر ابوالفتوح میں فرماتے ہیں کہ لکھنے والے چار ہیں ایک قلم ہے: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ "(سورہ قلم آیت ۱) ترجمہ۔ نون وقلم اور اس چیز کی جو لکھتے ہیں۔ دوسرے سفرہ ہیں" فِیْ

صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ " (سورہ عبس آیت ۱۳) ترجمہ۔ معزز صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں۔

تیسرے حفظہ ہیں "وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ " (سورہ انفطار آیت ۱۰) ترجمہ۔ حالانکہ تم پر نگھبان مقرر ہیں لکھنے والے (کراماً کاتبین)

چوتھا حق تعالیٰ "كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ " (سورہ انعام آیت ۵۴) ترجمہ۔ خدا نے اپنے اوپر رحمت کو لازم قرار دیا ہے۔ قلم احوال کو لکھتا ہے۔ سفرہ ارزاق کو لکھتے ہیں حفظہ اعمال کو لکھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ رحمت کو۔ ان تین میں تغیر و تبدل پیدا ہو سکتا ہے بخلاف رحمت کہ اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں خبر دی گئی کہ جو کچھ قلم نے لکھا ہے میں اس کو مٹا دیتا ہوں "يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ " (سورہ الرعد آیت ۳۹) ترجمہ۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس (لوح محفوظ) موجود ہے۔ سفرہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کو بھی تبدیل کرتا ہوں۔ "وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ " (سورہ نحل آیت ۱۰۱) ترجمہ۔ اور (اے رسولؐ) ہم جب ایک آیت کے بدلے دوسری آیت نازل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ حفظہ لکھتے ہیں اس کو تبدیل کرتا ہوں "فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ " (سورہ فرقان آیت ۷۰) ترجمہ۔ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے اور جو کچھ میں لکھتا ہوں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ "مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ لا مبدل لكلماته (سورہ ق) میں فرماتے ہیں "مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۲۹ ق" وہ خدا کہ جو تمام لوگوں کی نسبت اپنے بندوں پر مہربان ہے کیا سزاوار ہے کہ یہ روزہ کہ جس کا فائدہ انسان کی طرف لوٹتا ہے اس کو بجا نہ لائے۔

تیسرا نکتہ کہ جو اس آیہ میں فرمایا ہے "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ " جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا گویا یہ ایک اور عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو صرف تمہارے اوپر ہی فرض نہیں کیا ہے بلکہ تم سے پہلی امتیں بھی روزہ رکھتی تھیں۔ تم سب سے پہلے لوگ نہیں ہو کہ جن سے یہ خطاب ہوا ہو۔ پس یہ آیہ ان کو تسلی دینے کے لئے آئی ہے تاکہ تمہیں یہ تکلیف آسان ہو۔ مثلاً کہا جاتا "اَلْبَلَاءُ اِذَا عَمَّتْ طَابَتْ " بلاء جب عام ہو تو پھر محسوس نہیں ہوتی۔ تفسیر ابوالفتوح اور منہج الصادقین میں آیا ہے کہ نصاریٰ ماہ رمضان میں مامور تھے کہ روزہ رکھیں جب ماہ رمضان گرمیوں میں واقع ہوا تو ان کے علماء اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اتفاق کر کے روزہ کو فصل

بہار میں قرار دیا اور دس دن مزید بڑھا دیا تاکہ تبدیل کرنے کا کفارہ ہو جائے پھر ان کے بادشاہ کو منہ کی تکلیف ہوئی تو مزید سات روزوں کا اضافہ کر دیا تو سینتالیس روزے ہو گئے۔ پھر ایک دوسرا بادشاہ آیا تو کہنے لگا: ان روزوں کی دھائی کو مکمل کیا جائے۔ چنانچہ تین روز کا اضافہ کیا گیا تو یہ پچاس ہو گئے۔ آج تک نصاریٰ کے روزے پچاس روز ہیں۔ ادیان آسمانی میں یقیناً روزہ واجب تھا اس میں کسی کو شک وشبہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بناوٹی مذہبوں مین بھی روزہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام آقائے میر سید احمد روضانی نے روزہ کے فلسفہ کے رسالہ میں اشارہ فرمایا ہے" یہاں تک کہ ہندوستان کے بت پرست اپنے درمیان روزہ کی رسموں کو محترم شمار کرتے تھے۔ اسی طرح بودائی اور مانی نقاش کے آئین میں جو کہ مسیحی اور صابئیں سے مخلوط ہے ہندوستان میں ودائی برہمنی اور جوکیان کے آئین اور باقی ساختہ ادیان میں اس روزہ کی کمیت اور کیفیت کے اختلاف کے باوجود روزہ رکھتے تھے اور قدیم مصری اپنی بت پرستی کے دنوں میں بھی روزہ رکھتے تھے روزہ وہاں سے یونان کی مملکت میں منتقل ہوا اور یونانی بھی روزہ کو واجب جانتے تھے خصوصاً عورتوں کے لئے۔ اسی طرح رومانیین بھی روزہ کو اہمیت دیتے تھے۔ اسلام سے پہلے عربستان میں یعنی جاہلیت کے زمانے میں روزہ کو اہم عبادت میں سے شمار کیا جاتا تھا۔

چنانچہ سید محمود شکری آلوسی نے اپنی کتاب (بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب ج ۲ ص ۲۸۸) میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ مخلۃ اور کثیف جماعتیں (بابیت اور بہائیت) کہ جو دنیا میں سب سے بدترین لوگ ہیں انہوں نے بھی اپنے لئے انیس روز کے روزے مقرر کئے تھے۔ اس جماعت نے اپنے فارمولا کا جزء قرار دیا ہے بلکہ اپنے آپ کو ان جھوٹے مراسم انجام دینے کا پابند بنایا ہے۔

کلی طور پر روزہ ہر دین میں آسمانی ادیان کا عظیم رکن شمار کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اسلام سے پہلے کے ادیان کے برنامہ کا بھی جزء شمار کیا جاتا تھا۔ تورات کہ جو آجکل یہودیوں کے درمیان پائی جاتی ہے حضرت موسیٰ کی طرف سے چالیس روزے بیان کرتی ہے۔ ہمارے زمانے کے یہودی ایک ہفتہ یروشلم کے خراب ہونے اور وہاں پر تصرف کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔

نیز مہینہ میں ایک دن صرف پانی کا روزہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ ایک روزہ ایسا بھی ہے کہ جو دن رات یعنی چوبیس گھنٹے روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور روزہ بھی ہے کہ جو صرف دن کو رکھتے ہیں نہ کہ رات کو۔

نصاریٰ کے نزدیک بھی روزہ عبادات میں سے ایک عبادت شمار ہوتا ہے نصاریٰ کا سب سے مشہور روزہ صوم کبیر

ہے وہ عید فصح سے پہلے ہے۔ عید فصح عیسائیوں کے نزدیک ایک عید ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر گئے اور یہودیوں کے نزدیک یہ بھی ایک یادگار ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے۔ یہ وہی دن ہے کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اس دن روزے سے تھے۔ لیکن نصاریٰ کے علماء نے اپنے دین میں اور دنوں کا اضافہ کرایا۔ نصاریٰ کے مختلف جماعتیں اور مختلف مذاہب کے درمیان ان روزوں کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک مسلک وہ ہے کہ جو گوشت کھانے سے مچھلی کھانے سے مرغی کا انڈا کھانے اور دودھ پینے سے روزہ رکھتے تھے۔ شروع میں روزہ رکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ دن اور رات میں کہ ایک دفعہ کھانا کھاتے۔ اس کے بعد نصاریٰ کے علماء نے اس کو تبدیل کر دیا آدھی رات سے آدھے دن تک روزہ رکھتے تھے۔ البتہ حضرت موسیٰ کی تورات اور حضرت عیسیٰ کی انجیل میں دونوں طرف کے خائن علماء نے اتنا تصرف کیا کہ بطورِ کلی اصلی صورت کو ختم کر دیا۔ اب یہ کتابیں تحریف کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے گر گئی ہیں۔

لہٰذا اب انکو آسمانی کتابیں نہیں کہا جا سکتا لیکن ان نقائص کے باوجود دونوں نے روزہ کی تصریح کی ہے۔ روزہ واجب ہونے کا فلسفہ اور بدن کی صحت جیسا کہ شروع میں بتایا گیا ہے کہ آیہ "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" کہ شاید روزہ رکھنے کی وجہ سے تقویٰ کے قیمتی موتی روزہ دار کے لئے حاصل ہو جائیں۔ چونکہ پیغمبروں کے آنے کا مقصد اور دین کے احکام بیان کرنے کا مقصد لوگوں کے اخلاق کو ٹھیک کرنا اور افراد بشر کو بداخلاقیوں کی کثافت سے پاک کرنا ہے۔ یہ معنی صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کے ضمن میں پایا جاتا ہے کہ روزہ ان کو پاک کرتا ہے روزہ قوہ شہوانی کو توڑ دیتا ہے اور قوہ قدسیہ کا مددگار ہے۔ روزہ انسان کے دلوں کو پاک کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بہت مشہور روایت ہے "صُومُوا تَصِحُّوا" "روزہ رکھو تا کہ تم سالم رہو۔ یہی دلیل کافی ہے بھوکا رہنا اور کھانا نہ کھانا تا کہ علم و حکمت ہاتھ میں آ جائے۔ یہ اس بادل کی طرح کہ جو برستا ہے جبکہ سیر ہونا اور پیٹ بھر کر کھانا زیرکی اور دانائی کو ختم کر دیتا ہے بلکہ تمام فتنے سیر ہونے میں ہیں۔ ہم شیخ حر عاملی کی کتاب فصول المہمہ میں امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا "اِنَّمَا فَرَضَ اللّٰهُ الصِّيَامَ لِيَسْتَوِىَ بِهِ الْغَنِىُّ وَالْفَقِيْرُ" یعنی اللہ نے روزہ کو واجب قرار دیا ہے تا کہ بھوک کے برداشت کرنے میں امیر اور فقیر برابر ہو جائیں ایک روزہ دار انسان جب روزہ رکھے بھوک اور پیاس غالب آ جائے تو وہ شخص فقیر اور تنگ دست کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے لگتا ہے۔ پس روزہ کا فلسفہ ایک دولت مند اور فقیر کے درمیان مساوات پیدا کرنا ہے۔ روزہ رکھنے کا دوسرا فلسفہ بدن کی صحت ہے یہ تو واضح ہے کہ بیماریاں بشر پر کھانے پینے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے خدائے متعال نے قرآن مجید میں انسان کی تندرستی کے لئے اختصار

کے ساتھ فرمایا ہے "کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا" کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ اس مطلب کی دلیل عقلی ہے کہ زیادہ کھانا بیماری کے ظاہر ہونے کا سبب بنتا ہے اور مرض کا وجود زندگی کے کم ہونے کا سبب ہے اور انسان کو عبادات کے انجام دینے اور واجبات دینی کے بجالانے سے روکنے کا سبب بنتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا "اَلْمِعْدَةُ بَيْتُ كُلِّ دَاءٍ" معدہ ہر بیماری کا گھر ہے اور پرہیز گاری ہر شفاء کا سرپاہر شفاء کی دواء ہے۔ یہ بھی خود روزہ کے واجب ہونے کا فلسفہ ہے کہ معدہ میں ایک سال کے اندر جو غذا باقی رہتی ہے ماہ رمضان میں ایک مہینہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اسے دور کرتا ہے۔ انسان کے مزاج کی سلامتی کا ضامن بنتا ہے ایک فرانسیسی ڈاکٹر کہتا ہے: جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن روزہ رکھے تا کہ بدن سالم رہے۔ لقمان حکیم اپنے فرزند کو وصیت کرتا ہے "يَا بُنَيَّ اِذَا امْتَلَأَتِ الْمِعْدَةُ نَامَتِ الْفِكْرَةُ وَخَرَسَتِ الْحِكْمَةُ وَقَعَدَتِ الْاَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ" اے میرے فرزند! جب تمہارا معدہ غذا سے بھرا ہوا ہو تو تمہاری فکر ناکارہ ہو جاتی ہے اس میں علم اور دانش نہیں آسکتے اور تمہارے اعضاء خدا کی عبادت کرنے سے رہ جاتے ہیں۔

❁ **چوتھا نکتہ**:۔ اس آیہ میں لعلکم تتقون کہہ کر گویا یہاں پر ایک اور عذر پیش کرتے ہیں کہ اس روزہ کا فائدہ انسان کو پہنچتا ہے نہ کہ خدا کو۔ چونکہ عبادات کا بجالانا ایک لطف ہے خدا کا بندوں پر۔ اس سے قبح اور منکرات ترک ہو جاتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو کہ جہاں فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ " کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ تمام نیکیاں تقویٰ کی وجہ سے ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے تقویٰ کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور تقوی بجالانے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں دوسو چھتیس مقامات پر تقویٰ اور متقین کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ تمام انسانوں کی روحانی ترقی تقویٰ کے ساتھ ہے اور ہمارے دعویٰ کے اثبات کے لئے بارہ آیتیں کافی ہیں۔

+ ﴿پہلی آیت﴾ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا۔" آل عمران آیہ 120۔" ترجمہ: اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچائے گا یہاں پر حفظ اور حراست کو تقوی کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

+ ﴿دوسری آیت ﴾وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔"سورہ الطلاق آیہ 3"

ترجمہ:۔ جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کے لئے نجات کی صورت نکالے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کے وہم وگمان بھی نہ ہو۔ یہاں پر شدائد سے خلاصی اور حلال رزق کو تقویٰ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

+ ﴿تیسری آیت﴾اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْ"(سورہ نحل آیہ 128)

یہاں پر اپنی نصرت اور تائید کو متقین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ گویا اسی مطلب کو خداوند عالم نے سورہ بقرہ آیت 194 میں بیان کیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ بحقیق خدا پرہیزگار لوگوں کے ساتھ ہے۔

+ ﴿چوتھی آیت ﴾يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔"سورہ احزاب آیہ 70"

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جب کہو تو درست بات کہا کرو اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ یہاں پہ اصلاح عمل اور گناہوں کی بخشش کو تقویٰ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

+ ﴿پانچویں آیت﴾اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ"سورہ توبہ آیہ 7"

اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے یہاں اپنی محبت اور معیت کو متقین کے ساتھ کر دیا ہے۔ جیسا کہ ان کے کلمہ سے استفادہ ہوتا ہے۔

﴿چھٹی آیت﴾اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ"مائدہ آیہ 27"

اللہ تو صرف پرہیزگاروں کے اعمال قبول کرتا ہے۔ یہاں پر اعمال کے قبول ہونے کو متقین پر منحصر کیا ہے جو کہ انّما کے کلمہ سے ظاہر ہے۔

+ ﴿ساتویں آیت﴾اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ"(سورہ حجرات 13)۔

بحقیق تم لوگوں میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یہاں پر اعلان فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم صرف وہی لوگ ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

+ ﴿آٹھویں آیت﴾ اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْآخِرَةِ ۔"(سورہ یونس آیہ 63) بحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے ہیں ان ہی

لوگوں کے لئے دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ یہاں اپنی بشارت کو تقوی اختیار کرنے والوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

+ ﴿نویں آیت﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۔"(سورہ مریم سورہ 19 " آیہ 72)

تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جہنم سے ہو کر نہ گزرے۔ کیونکہ پل صراط اسی پر ہے یہ تمہارے پروردگار کا حتمی اور لازمی وعدہ ہے۔ پھر پرہیزگاروں کو بچائیں گے یہاں پر طراط سے نجات متقین کے ساتھ مخصوص کردیا ہے۔ اسی آیہ کی طرح ہے یہ آیہ "تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (سورہ مریم 63) یہ وہی بہشت ہے کہ ہمارے بندوں میں سے جو پرہیزگار ہوگا ہم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔

+ ﴿دسویں آیت﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ" (سورہ شعرا آیہ 90)

اور بہشت متقین کے قریب کردی جائی گی اعدت للمتقین آل عمران " آیت 33۔" یہ دو آیتیں بتاتی ہیں کہ بہشت متقین کے لئے زینت دی گئی ہے یہ ان کے لئے تیار کی گئی ہے۔

+ ﴿گیارھویں آیت﴾ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورہ آل عمران 186) اگر تم ان مصیبتوں پر صبر کرتے رہو گے اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو بے شک بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس آیہ میں پرہیزگاروں کی تعریف کی گئی ہے۔

+ ﴿بارھویں آیت﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔" (سورہ الاعراف آیہ 201)" بے شک جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی انہیں شیطان کا خیال بھی چھو جائے تو چونک پڑتے ہیں اور فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس آیہ میں شیطان کے مکر سے محفوظ رہنے کو تقوی کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔

مجلس نمبر 2

آیہ شریفہ کا تتمّہ

پانچواں نکتہ:۔ اللہ تعالیٰ کا قول اَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ'' سورہ بقرہ آیہ 184 ''

گویا یہ ایک اور عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور فرماتا ہے یہ روزے چند دنوں میں ہیں۔ جب عدد میں آ جائے تو چند آ تا ہے اس کے برعکس کنایہ ہے کہ کثرت کا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا'' (سورہ نحل 18)''

اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اس قدر زیادہ ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے ہو اعملوا یسیر ا تو جرو کثیر ا ''یعنی روزہ رکھو جو کئی گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہے۔ تا کہ تمہیں ثواب دوں اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ اب دین اسلام کے روزہ کو یہود اور نصاریٰ کے روزہ کے ساتھ قیاس کر لو۔ یہود کا روزہ ظہر کے بعد پانچ بجے سے لیکر دوسرے دن ظہر کے بعد شام تک باقی رکھا جاتا ہے۔ اس بناء پر اس کی مدت 26 گھنٹے ہوئی اور اس کو روزہ کیسپور نام دیتے ہیں کہ قربان کے دن یا گناہوں کا کفارہ۔ نصاریٰ کا دوسرا روزہ قتل زکریا کا روزہ ہے اور بیت المقدس کے خراب کا روزہ ہے جو ظہر کے بعد نو بجے سے لیکر دوسرے دن کے دس بجے تک سخت گرمیوں کے دنوں میں انجام دیا جاتا ہے۔ لیکن عیسائیوں کے روزے جیسا کہ پہلی مجلس میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بہت سے روزے ہیں انجیل کی چند جگہوں پر روزہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اور وہ عید تثلیث سے لیکر چالیس دن تک روزے رکھتے تھے اسی طرح ہفتہ اور بدھ کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ لیکن ان کے علما نے ان سب کو تبدیل کر دیا۔ اب دین اسلام کی خصوصیات کے مطابق روزہ جو اسلام میں مقرر ہے تمام ادیان سے زیادہ کامل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلامی روزوں کے اوقات بہت زیادہ منظم ہیں۔ یہ صبح سے لیکر رات کی تاریکی تک ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ کا روزہ منظم نہیں ہے اور اس کی ابتداء اور انتہا کی معرفت صحرا میں رہنے والوں کے لئے اور جن کے پاس گھڑی نہ ہو، بہت مشکل ہے۔ بسا اوقات ممکن ہے کہ اس حالت سے دینی وسواس پیدا ہو

جائے۔

⊛ **چھٹا نکتہ** :۔ کہ جو اس آیہ میں پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قول "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ" ہے گویا یہ ایک اور عذر ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے میں تمہارے اوپر دور نج نہیں رکھتا پس جب بھی کوئی مسافر یا بیمار ہو تو روزہ نہ رکھے، مسافرت سے واپس آنے تک یا بیماری سے تندرست ہونے تک۔ اور جاننا چاہئے کہ سفر میں روزہ رکھنا چاہے اس میں مشقت ہو یا نہ ہو باطل اور حرام ہے۔ جبکہ اس کے حرام ہونے کا علم ہو اگر حرام ہونے کا علم نہ ہو تو پھر روزہ صحیح ہے۔ چند مقامات پر سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے پہلا نذر کا روزہ کہ اس نے منت مانی ہو کہ فلاں مہینے میں روزہ رکھوں گا۔ اگر چہ سفر میں بھی ہو یا منت مانے کہ اس روزہ کو سفر میں رکھوں گا۔ دوسرا تین دن کے روزے مدینہ منورہ میں حاجت روائی کیلئے مسافر یہ روزہ رکھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ وہ تین دن بدھ جمعرات اور جمعہ کے ہوں تیسرے تین روزے اس کے لئے کہ جو حج تمتع بجالانے کے بعد قربانی دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ چوتھا اٹھارہ دن روزہ رکھے جو شخص غروب سے پہلے جان بوجھ کر عرفات سے باہر آئے اور یہ اونٹ کی قربانی کے بدلے میں رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ اونٹ نحر کرنے سے عاجز ہے۔ اٹھارہ دن روزہ رکھے اگر چہ سفر میں ہو۔

اب جہاں تک بیمار کا حکم ہے تو وہ یہ ہے کہ اس کے لئے اگر روزہ رکھنا ضرر رساں ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس کو چاہیے کہ افطار کرے یہاں تک کہ اگر روزہ رکھنے سے آنکھ میں تکلیف ہوتی ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کی بیماری لمبی ہونے کا خدشہ ہو تو اس کو چاہیے کہ روزہ افطار کرے۔ بیماری کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ جن میں روزہ رکھنا ان کے لئے ضرر رساں نہیں ہے یہ وہی لوگ ہیں کہ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ ان کے لئے واجب ہے کہ وہ افطار کریں۔ دوسری قسم بیماروں کی ایسی ہے کہ روزہ رکھ سکتے ہیں لیکن ان کے لئے روزہ رکھنا دشوار ہے۔ جماعت کے لئے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزہ کے بدلے میں ایک مد طعام فقیر کو دے دے بعد میں جب قادر ہو تو اس کی قضاء بھی بجالائے۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی کہ جہاں فرمایا "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ" جیسے بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت اور وہ عورت کہ جو بچہ کو دودھ پلاتی ہے یا حاملہ ہے کہ جس کا وضع حمل قریب ہے یا جس شخص کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور وہ پانی پینے کو نہیں چھوڑ سکتا احتیاط یہ ہے کہ اس قسم کے اشخاص ہر دن کے بدلے دو مد طعام

دیں۔

قول تعالیٰ "فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ" "پس جو نیکی کو زیادہ بجالائے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اگر جان لو۔ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر جان لو جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے اگر افطار کریں تو ایک مسکین کا کھانا ہے روان جاوید میں فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ صدر اسلام میں لوگوں کو روزہ رکھنے کی عادت نہیں تھی تو روزہ اور فدیہ کے درمیان تخییر کا حکم پایا جاتا تھا ہر روز کے لئے کہ آدھا صاع یا ڈیڑھ کلو فدیہ دیتے تھے۔ بعد میں منسوخ ہوا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

❁ **ساتواں نکتہ**:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ "یعنی اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تمہارے اوپر دشواری نہیں چاہتا۔ بعد والی مجلس میں اس آیہ کی طرف اشارہ ہوگا اب آپ اللہ کے رحم کرم کو دیکھیں کہ ایک مختصر عبارت کہ جس کا فائدہ بندہ کو ہوتا ہے کس انداز کا خطاب کس قدر عذر خواہی کر تا ہے۔ کیا سزاوار ہے کہ فرمان الہیٰ کو چھوڑ دیں اور لوگوں کی نظروں میں اس کو اہمیت نہ دیں۔ کیا ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا احاطہ کر رکھا ہے اور دنیا کی محبت نے ہمارے دل کو اندھا کر دیا ہے اور آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔

تو بیا دلا زدنیا بگذر وفا ندارد
کہ دنائت است اصلش بجز از جفا ندارد
بگذار عزو جاهش کہ چہ برق میگریزد
بسوئی فنا دمادم رود و بقا ندارد
منگر بچشم ظاهر بطراوت جمالش
کہ یکی صفات نیکو بہ برایں دغا ندارد
دل خود بدلبری دہ کہ نظیر او نباشد
کہ تمام مهر بانی بود و فنا ندارد

متنفر است عاقل زبقاء عیش دنیا

چو تمام کشت زارش بجز از ہوا ندارد

البتہ کامل اور ہوشیار آدمی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو احاطہ کرنے والا ہے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر اس مطلب کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ سورہ سبا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ'' (سورہ سبا آیہ 3) ''جس سے ذرہ برابر نہ آسمان کی کوئی شے چھپی ہے اور نہ زمین کی۔

نیز فرمایا ہے: وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ''سورہ یونس آیہ 61 ''تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر کوئی چیز غائب نہیں رہ سکتی نہ زمین کی اور نہ آسمان کی۔

نیز فرمایا: یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ''(الحدید 4) خدا جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو اس کی طرف بلند ہوتی ہیں۔ وہ سب کو جانتا ہے۔ یعنی خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمان میں اگرچہ ایک ذرہ مثقال ہو خدا جانتا ہے۔ جو کچھ زمین پر نازل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ آسمان کی طرف چلا جاتا ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ تیرے پروردگار سے زمین اور آسمان کا ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔ پس واجب ہے کہ انسان اپنے تمام حالات کو یاد کرے اپنے تمام حالات کی طرف متوجہ ہو اور تمہارا یہ عقیدہ ہو کہ خدا نے ملائکہ کی بعض قسموں کو اس پر مقرر کیا ہے جو اس کے ساتھ ہیں اس کی خدمت میں مشغول ہیں جہاں کہیں بھی ہو اس کی حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس معنیٰ کو ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ''اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ۔ "(سوریونس آیه 21) ''وقولہ تعالیٰ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ۔" (سورہ انبیاء آیہ 94) وَقَولُهٗ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ "اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ۔" (سورہ زخرف آیہ 80) ''وقولہ تعالیٰ: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔" (سورہ ق آیہ 16)"

وقولہ تعالیٰ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ'' اور سورہ زخرف آیہ 11 میں ہے اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ'' (سورہ ق آیہ 18")

وقولہ تعالیٰ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحَافِظِیْنَ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ" (سورہ افطار آیہ 11)"

وقولہ تعالیٰ وَمَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا ۔"(سورہ یونس آیہ 61)"اس کے علاوہ بھی آیات ہیں کہ جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔

اور امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا: وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ عَلَيْكُمْ رَصَدًا مِنْ اَنْفُسِكُمْ وَعُيُونًا مِنْ جَوَارِحِكُمْ وَحُفَّاظَ صِدْقٍ تَحْفَظُونَ اَعْمَالَكُمْ وَعَدَدَ اَنْفَاسِكُمْ لَا تَسْتُرُكُمْ مِنْهُمْ ظُلْمَةُ لَيْلٍ دَاجٍ وَلَا يُكِنُّكُمْ مِنْهُمْ بَابٌ ذُو رِتَاجٍ"

اور آپ نے فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي اَنْتُمْ بِعَيْنِهِ وَنَوَاصِيكُمْ بِيَدِهِ وَتَقَلُّبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ اِنْ اَعْلَنْتُمْ كَتَبَهُ وَاِنْ اَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ قَدْ وَكَّلَ بِكُمْ حَفَظَةً كِرَامًا لَا يُسْقِطُونَ حَقًّا وَلَا يُثْبِتُونَ بَاطِلًا"

اور دعاء کمیل میں فرمایا: وَكُلُّ سَيِّئَةٍ اَمَرْتَ بِاِثْبَاتِهَا الْكِرَامَ الْكَاتِبِينَ الَّذِينَ وَكَّلْتَهُمْ بِحِفْظِ مَا يَكُونُ مِنِّي وَجَعَلْتَهُمْ شُهُودًا عَلَيَّ مَعَ جَوَارِحِي وَكُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيَّ مِنْ وَرَائِهِمْ وَالشَّاهِدَ لِمَا خَفِيَ عَنْهُمْ"

اور وہ تمام برائیاں جن کو نامہ عمل میں لکھنے کا تو نے کرام کاتبین کو حکم دیا ہے کہ جنہیں تو نے میرے اعمال کو ثبت کرنے پر مامور کیا ہے، اور میرے اعضاء کیساتھ میرے اعمال کا گواہ بنایا ہے، اور تو نگران ہے مجھ پر ان کے ماورآء، اور جو کچھ ان پر مخفی ہے اس سے تو باخبر ہے۔ ان آیات اور روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ انتہائی توجہ کے ساتھ رہیں۔ کہیں شیطان ان کو خواب غفلت اور شہوت کی مستی میں گرفتار نہ کردے مبادا اپنے سروں کو جہنم کے گریبان سے باہر نکالیں چونکہ غفلت کی مستی شراب کی مستی سے سخت تر اور شدید تر ہے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بت پرست بادشاہ تھا لیکن وہ انتہائی شفیق رعیت پرور اور ان کی مدد کرتا تھا اس کا ایک خدا پرست وزیر تھا جو پرہیز گار تھا جب بھی وہ بادشاہ کے پاس آتا اپنی جان کی حفاظت کے لئے تقیۂ بادشاہ کے سامنے سجدہ کرتا اور اس کی تعظیم کرتا تھا بادشاہ اس پر انتہائی شفیق اور مہربان تھا اس کے ہمیشہ گمراہ ہونے کی وجہ سے غمگین تھا اپنے دیندار بھائیوں کے ساتھ مشورہ کیا۔ بادشاہ کو ہدایت کے بارے میں اس کو کہا گیا خبردار کہیں تمہاری بات اس پر اثر نہ کرے اور کہیں تمہارے اور تمہارے دیندار ساتھیوں کے ضرر کا باعث بنے اگر آپ جان لیں کہ یہ ہدایت کے قابل ہے تو اپنے حکمت کے کلمات سے اس کو آگاہ کر دیں ورنہ اس کے ساتھ بات نہ کریں۔ بصورت دیگر بادشاہ کے غضب سے محفوظ نہیں ہو گے۔ اس کے بعد وزیر ہمیشہ

اس فکر میں تھا کہ کوئی موقع ہاتھ آئے کہ اس کو ہدایت کریں یہاں تک کہ ایک رات بادشاہ نے وزیر سے کہا اٹھو اور سوار ہو جاؤ، شہر میں سیر و تفریح کریں اور دیکھیں کہ لوگوں کی حالت کیا ہے بارش کے آثار ان دنوں میں ان پر پڑے ہیں وزیر بادشاہ کے ساتھ سوار ہوا حالانکہ سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ جب شہر سے باہر آئے تو سیر کے دوران ایک گندگی کی جگہ پر پہنچے۔ شہر کے جاروب کش اس کو اکٹھا کئے ہوئے تھے۔ بادشاہ کی نظر روشنی میں اس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر پڑی۔ اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اس روشنی کے پیچھے جانا چاہئے اور اس کی حالت کا پتہ لگانا چاہیے۔ پس دونوں اپنے گھوڑوں کے ذریعے اس روشنی کی تلاش میں نکلے اور ایک ایسے سوراخ کے پاس پہنچے کہ جہاں سے روشنی آتی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا تو اس کے آخر میں ایک شخص تھا جو بدصورت تھا اور جس کے کپڑے پھٹے ہوئے بہت پرانے تھے دیکھا کہ اس نے اپنے کپڑوں کو گندگی پر ڈال دیا ہے اور گندگی کے ڈھیر کو اپنا تکیہ بنایا ہوا ہے اس کے سامنے شراب سے بھرا ہوا ایک برتن ہے ایک موسیقی کا آلہ اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے اور اس کے سامنے بدشکل عورت پرانا لباس پہنے بیٹھی ہوئی ہے۔ جب بھی وہ شراب طلب کرتا ہے وہ عورت اس کو شراب پلاتی ہے اور جب بھی موسیقی کے آلات استعمال کرتا ہے وہ عورت ناچتی ہے۔ جب بھی وہ شراب پیتا ہے عورت اس کو سلام کرتی ہے اور اس کی بہت زیادہ تعریف کرتی ہے جس طرح بادشاہوں کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ مرد بھی اپنی عورت کی تعریف کرتا ہے وہ اس کو سیدۃ النساء کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور تمام عورتوں پر اس کو فضیلت دیتا ہے دونوں ایک دوسرے کے ''حسن و جمال'' کی تعریف کرتے ہیں اور انتہائی خوش حال زندگی گزارتے ہیں۔ بادشاہ اور وزیر کافی دیر تک وہاں کھڑے رہے اور دیکھتے رہے اور ان کی اس خوشی پر جو کہ اس کثیف حالت میں دیکھی ان کو بڑا تعجب ہوا۔ اس کے بعد وہاں سے لوٹے بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ یہ تمام عمر جو ہماری گزری ہے اور جو خوشی اور لذت ہمیں حاصل ہوئی ہے اس مرد اور عورت کی خوشی اور لذت کی طرح ہو۔ ہر رات اس کام میں مشغول ہیں۔ وزیر نے ان باتوں کو بادشاہ سے سنا تو موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا: اے بادشاہ! میں ڈرتا ہوں کہ یہ ہماری دنیا اور تمہاری حکومت اور یہ خوشی اور سرور اور لذت جو اس دنیا میں حاصل ہے اس جماعت کی نظر میں کہ جو خدا پرست اور اہل آخرت ہیں ایسی ہو جیسے ہم اس مرد اور عورت کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ یہ عالی قسم کے محلات اور قصور کہ جن میں ہم رہتے ہیں ان کی نظر میں یہ چیزیں اس گندگی کی طرح ہوں اور اس پاکیزگی اور نظافت اور قسم قسم کی نعمتیں کہ جن میں ہم ہیں ان لوگوں کی نظر میں کہ جو جمال معنوی کو سمجھتے ہیں وہ ہماری نظروں کی طرح جو کہ جوان دونوں کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ ان کے تعجب کو ایسے سمجھیں جیسا کہ ہمیں اس عورت اور مرد کی لذت اور خوشی کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ بادشاہ

نے کہا کہ یہ صفت کہ جو تو نے بیان کی ہے یہ کون لوگ رکھتے ہیں ان کو جانتے ہو؟ وزیر نے کہا: ہاں جانتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: یہ کونسی جماعت ہے۔

وزیر نے کہا: یہ وہ جماعت ہے کہ جو دین الہیٰ پر ایمان رکھتی ہیں اور آخرت کی بادشاہی اور اس کی لذت کو جانتی ہیں ہے اور ہمیشہ آخرت کی سعادت کی طالب ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ آخرت کا جہاں کیسا ہے؟ وزیر نے کہا: ایک نعمت اور لذت ہے کہ جس میں فقر اور کڑواپن نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے کہ جس کے بعد کوئی غم وغصہ نہیں ہے اور صحت ہے کہ جس کے بعد کوئی بیماری نہیں ہے۔ وہ شخص محفوظ ہے اور ثروت مند ہے کہ جو ذلت اور احتیاج سے آلودہ نہیں ہے ۔ یہ ایک ایسی زندگی ہے کہ جس کے بعد موت نہیں ہے یہ ایسا گھر ہے کہ جو ہرگز خراب نہیں ہوگا جس کے احوال میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ جس میں بڑھاپا تھکاوٹ ظلم بھوک اور پیاس نہیں پائے جاتے۔ یہ آخرت کے ملک کی صفت ہے جو میں نے بیان کی۔ بادشاہ نے کہا: کیا اس گھر میں داخل ہونے کے لئے آپ کی نظر میں کوئی طریقہ ہے؟ وزیر نے کہا وہ گھر آمادہ ہے اس شخص کے لئے کہ جو اس کو طلب کرے۔ بادشاہ نے کہا: وہ راستہ کونسا ہے؟ وزیر نے کہا خدا پر ایمان لانا اور بت پرستی کو ترک کرنا تم نے اس سے پہلے اس کی راہنمائی کیوں نہیں کی اس کے اوصاف کو کیوں بیان نہیں کیا؟ وزیر نے کہا: آپ کی جلالت اور ہیبت سے ڈر کر بیان نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا: اگر یہ چیز کہ جو تم نے بیان کی ہے حقیقت ہے تو پھر ہمارے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اس کو ضائع کریں اور چاہیے کہ اس خبر کی تحقیق کریں تا کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ وزیر نے کہا: اگر آپ اجازت دیں تو میں آخرت کے اوصاف آپ کے سامنے اس سے زیادہ بیان کروں ؟ بادشاہ نے کہا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ شب و روز میرے لئے آخرت کے اوصاف بیان کرو۔ وہ بادشاہ اس وزیر کی برکت سے راہ ہدایت پر آگیا اور کفر و بت پرستی سے نجات پائی جیسا کہ زہیر بن القین کا واقعہ ہے۔ حالانکہ اس کا شروع میں عقیدہ اچھا نہیں تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کو صرف دو کلمات کہے ان میں ایسی مقناطیسی قوت تھی کہ جس نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اس نے اپنا ہاتھ مال وعیال سے اٹھا لیا اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر حسینی ہوا۔ یہاں تک کہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوا اور حیات ابدی کے لباس کو پہنا سلام اللہ علیہ۔

مجلس نمبر 3

آیہ "شھر رمضان الذی" کی تشریح

دوسرا جزء اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۸۵) ترجمہ: ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کو لوگوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا ہے اس میں ہدایت کی نشانیاں ہیں اور یہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہے۔ پس تم میں سے جو بھی اس ماہ رمضان میں موجود ہو اس مہینے میں اس کو روزہ رکھنا چاہیے۔ پس جو بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر واجب ہے کہ اتنے دن دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا اور یہ کہ اس تعداد کو مکمل کرلو اور خدا کی بزرگی کو یاد کرو۔ اس نے تمہاری ہدایت کی ہے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔ کلمہ شہر رمضان کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافہ تشریفیہ ہے۔ کافی کی روایت کے مطابق جو امام باقرؑ سے منقول ہے: رمضان خدا کا نام ہے اور آنحضرتؐ نے روکا ہے کہ لوگ فقط رمضان نہ کہیں بلکہ شہر رمضان کہیں۔ کم سے کم اس نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ رمضان رمض سے مشتق ہے۔ رَمَض یرمَض رمضا حرکت کے ساتھ جب اس کی گرمی زیادہ سخت ہو چونکہ رمض کے معنیٰ شدید گرمی کے ہیں۔ جب مہینوں کے ناموں کو قدیم لغت سے نقل کیا تو ماہ رمضان سخت گرمی میں واقع ہوا، اس لئے اس کو رمضان کہتے ہیں۔ چونکہ کوئی مہینہ جس موسم میں واقع ہوا اسی نام سے اسے پکارا جاتا تھا۔ بعض نے اس کو رمیض سے لیا ہے جو اس بادل اور بارش کو کہتے تھے کہ جو گرمی کے آخر میں اور اوّل خریف میں واقع ہو۔ چونکہ یہ زمین کو گرد و غبار سے

پاک کرتا ہے اسی طرح ماہ رمضان کو رمضان اسلئے کہتے ہیں کہ بدنوں کو گناہوں سے دھوتا ہے اور پاک کرتا ہے۔اس باب میں ایک حدیث رسول خداؐ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: رمضان کو رمضان اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ رمضان بدنوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔اسی باب سے ہے رمضت النصل رمضا یعنی تیر کو دو پتھروں کے درمیان گاڑ دیا چونکہ ماہ رمضان میں روزہ دار شخص اپنے آپ کو دو پتھروں کے درمیان سے مراد بھوک اور پیاس کو قرار دیتا ہے۔اس لئے ماہ رمضان کو رمضان کہتے ہیں اس کی جمع رمضانات اور ارمضاء ہیں چونکہ اس میں الف اور نون زائدہ ہے۔یہ علیت کے ساتھ غیر منصرف ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اَلَّذِی اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرآنُ۔کافی میں باب فضل قرآن میں روایت ہے جسکی سند امام صادقؑ تک پہنچتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سارا قرآن ایک دفعہ ماہ رمضان میں بیت المعمور میں نازل ہوا اس کے بعد بیس سال کی مدت میں رسول خداؐ پر نازل ہوتا رہا اور امام صادقؑ نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کے صحیفے اول ماہ رمضان میں اور تورات چھٹے ماہ رمضان میں، انجیل تیرہ رمضان میں، زبور اٹھارہ رمضان میں، قرآن مجید تیئیس رمضان میں، نازل ہوا۔تفسیر ثقفی میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول: "نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ۔"

شاید اس سے قرآن کا نزول مراد ہو کہ جو رسولؐ کے قلب اطہر پر نازل ہوا اس کے بعد بیس سال کی مدت میں نبیؐ کے مقدس دل پر نازل ہوتا رہا اور پھر اس کو جبرئیلؑ کے توسط سے مبارک زبان پر جاری ہو گیا جو کہ الفاظ کے نزول کا واسطہ تھا۔باری باری جبرائیل نے مختلف آیات حضرتؐ کے لئے تلاوت کیں۔بعض نے کہا ہے کہ نزول قرآن در ماہ رمضان سے مراد اس کا پہلا نزول ہے۔بعض نے کہا ہے کہ انزال سے مراد یہ ہے مکمل طور پر دنیا کے آسمان اور بعد میں آہستہ آہستہ پیغمبرؐ پر نازل ہوا اور منہج الصادقین میں اس قول کو ایک روایت کی طرف نسبت دی گئی ہے۔بعض نے کہا ہے آیہ میں انزال سے مراد یہ ہے کہ ماہ رمضان میں جو وجوب روزہ پر دلالت کرتا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس کے نزول کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے کہ جو دلالت کرے روزہ کے وجوب کے حکم پر گویا جو اس مہینہ کی شرافت اور قدر و منزلت پر دلالت کرتا ہے کہ مہینوں کے درمیان اس مہینہ کو عبادت کی وجہ سے زیادہ اہمیت کا حامل قرار دیا۔ہر حال میں قرآن مخلوق کا ہادی اور حلال و حرام کے حدود اور احکام کو بیان کرنے والا ہے۔حق اور باطل کے درمیان فرق رکھنے والا ہے اور امام صادقؑ سے روایت ہے کہ قرآن مکمل کتاب ہے اور فرقان محکم ہے جو کہ واجب العمل ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو بھی ماہ رمضان میں حاضر ہو اور مسافر نہ ہو اس کو چاہیے کہ اس مہینہ میں روزہ رکھے۔ اور تہذیب میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جب ماہ رمضان داخل ہو جائے تو خدا کی طرف سے اس میں شرط ہے کہ جو حاضر ہو یعنی مسافر نہ ہو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے پس انسان سفر نہ کرے مگر حج یا عمرہ یا ایسے مال کے لئے کہ جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی مؤمن کو نجات دینے کے لئے کہ جس کے ہلاک ہونے کا خوف ہو اور اپنے مومن بھائی کے مال کو ضائع کرنے کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے۔ جب تیسویں کی رات گزر جائے تو اس کو سفر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اتنے دن دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔ فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر یہ بار بار اس لئے ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم الزامی ہے یعنی جائز نہیں ہے ان دو صورتوں میں کہ روزہ رکھے۔ چونکہ تکرار تاکید پر دلالت کرتی ہے اور رخصت میں تاکید نہیں ہوا کرتی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ حکم بطور عزیمت ہے یعنی سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کافی میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ خدا نے احسان کیا ہے بیماروں اور مسافروں پر کہ ان کو نماز قصر کا حکم دیا ہے اور روزہ افطار کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیا یہ سزاوار ہے کہ کوئی تمہارے اوپر احسان کرے اور تم اس کے احسان کو رد کر دو خصال (شیخ صدوقؒ) میں رسول خداؐ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے میرے لئے اور میری امت کیلئے ہدیہ بھیجا ایسا ہدیہ پہلی امتوں میں سے کسی کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یہ خدا کی طرف سے ہمارے لئے اکرام ہے۔ عرض کیا گیا ہے کہ وہ اکرام کیا ہے؟ فرمایا: سفر میں افطار اور سفر میں قصر۔ پس جو بھی اس کی مخالفت کرے اس نے خدا کے ہدیہ کو واپس کر دیا اور اگر سفر میں روزہ رکھے تو اس کی قضاء کو بجالانا چاہیے بعض نے علم کی صورت میں اس روزہ کی قضاء کا حکم لگایا ہے (یعنی پتہ ہو کہ سفر میں روزہ صحیح نہیں ہے) اور بعض روایات میں مریض کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا ہے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ بہر صورت اگر روزہ رکھنا اس کے لئے ضرر رساں ہو اس صورت میں افطار کرنا واجب ہے اور بعض میں ضرر کا خوف ہو اسی پر اکتفاء کیا ہے روزہ نہ رکھے لیکن سفر کی حد کہ جو افطار کا موجب بنتی ہے آنے اور جانے کا آٹھ فرسخ ہو یا صرف جانے میں آٹھ فرسخ ہو۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ کہیں دس دن کا قصد اقامہ کی وجہ سے سفر قطع نہ ہوا ہو۔ یا اس کا گزر اپنے وطن سے نہ ہوا ہو یا کسی جگہ تیس دن تردد میں نہ گزارے ہوں ان شرائط کے تحت کہ جن کی تفصیل کو فقہی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ شریعت میں قضاء بجالانے کے حکم سے ماہ رمضان کے دنوں کی تکمیل مقصود ہے۔ اس رمضان کے مہینے میں جتنے دن افطار کر چکے ہیں ماہ رمضان کے بعد سال میں اتنے دنوں کی قضاء کریں۔ ولتکمّلوا: میں میم کو تشدید کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ اسلئے ہے خدا

کی تمجید اور تعظیم کرو کہ اس نے تمہاری ہدایت کی ہے اور اسکا شکر کرنا کہ خدا نے تمہارے کام کو آسان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ تمہاری ہدایت ہوئی اور تمہارے روزے کی تعداد بھی مکمل ہوئی۔ایک تو یہ ہے کہ اس کو سہولت کے ساتھ انجام دیا ہے پھر شکر کا مقام بھی ہے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ منعم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔عقلی طور پر جب بھی کوئی انسان کسی انسان کو صحراء میں دیکھے کہ مٹی پر قسم قسم کی تکالیف اور بیماریوں میں مبتلا ہے اور زخموں میں پڑا ہوا ہے اور اپنی زندگی سے مکمل طور پر مایوس ہے۔اس انسان اس کو اٹھا کر اپنے گھر میں لے آیا ہے۔اپنے نوکر اور اہل وعیال کو حکم دیا ہے کہ اس کی خبر گیری کریں طبیب دوا اور غذا دینے میں کوتاہی نہ کریں یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے تو اپنے اہل وعیال تک پہنچے ایسے موقع پر عقل حکم لگاتی ہے کہ یہ شخص جب تک زندہ ہے اس شخص کا احسان مند ہے۔اگر وہ شخص ان تمام احسانات کے باوجود اسکے دشمنوں سے جا کر ملے،ان کی مدد کرے اور جس نے اس پر احسان کیا ہے۔اسکی توہین میں کوتاہی نہ کرے تو وہاں عقل حکم لگاتی ہے کہ یہ شخص عذاب اور سزا کا مستحق ہے۔اب جس پرودگار نے "لقد کرمنابنی آدم" کا تاج اس کے سر پر رکھا اور تحت الثریٰ سے لیکر لموجِ ثریا تک اسکے لئے فائدے قرار دیئے اور ادھر انسان کی ساخت میں عجیب وغریب چیزیں رکھی ہیں کہ جس سے انسان کی عقل حیران ہے۔اس عمارت کو چار طبیعتوں پر کہ جو مزاج کا سبب ہیں۔نہ کہ جوہر قرار دیا اور تمام کا تمام دس درجوں پر مشتمل ہے کہ جس کے دوسو اڑتالیس عمود قرار پائے۔سات سو پچاس رگیں اس کیلئے ایجاد کیں اور اس میں گیارہ خزینے جواہر نفیسہ کے پائے جاتے ہیں۔اور تین سو ساٹھ راستے اس کے آرام کے لئے قرار دیئے اور تین سو نوے نالیاں بنائی ہیں یہ سور اور قلعہ پر مشتمل ہے اور اس کے بارہ روشن دان ہیں اور اس کی بناء مرکب ہے تیرہ قسموں سے کہ جو موجودات کی قسمیں ہیں۔طبیعتیں چار قسم کی ہیں۔(۱) حرارت، برودت، رطوبت، یبوست (۲) عناصر اربعہ پانی، ہوا، مٹی، آگ، (۳) اخلاطِ اربعہ، سوداء، صفراء، بلغم، خون (۴) نو قسم کے جواہر، بال، کھال، گوشت، ہڈی، ناخن، رگیں، اعصاب، مغز، خون ہیں۔(۵) اس قسم کے اعضاء سر، گردن، سینہ، پیٹ، پیٹ کے اندر کا حصہ، پہلو، سرین، ران، پنڈلی، قدم، (۶) اڑتالیس ستون (۷) سات سو پچاس رگیں کہ جنہوں نے اعضاء کو ایک دسرے کے ساتھ باندھ دیا ہے (۸) گیارہ خزانے ہیں، دماغ، حرام مغز، پھیپھڑا، دل، جگر، تلی، پتہ، معدہ، آنتیں، دونوں گردے، دونوں خصیتین، (۹) تین سو چھیاسٹھ مسالک اور شوارح ہیں اس سے مراد رگیں ہیں (۱۰) ساکن رگیں کہ جو تین سو نوے تک پہنچتی ہیں۔(۱۱) اس کے بارہ دروازے ہیں۔دونوں کان، دونوں آنکھیں ناک کے دو سوراخ، پیشاب و پاخانہ کے دو سوراخ، پستان کے دو سوراخ، ناف، منہ (۱۲) پانچ قسم کے پاسبان محافظ ہیں

کہ اس سے مراد حواس خمسہ ہیں یعنی قوت ذائقہ، قوت شامہ، قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت لامسہ۔ (۱۳) دو ستونوں سے مراد دونوں پاؤں ہیں کہ انسان ان دو ستونوں پر استوار ہے۔ کئی کاری گر اور صنعت گر اس ساختمان میں اپنے کام میں مشغول ہیں اور خوشی کے خواب میں اور اپنے کام میں مشغول ہیں۔ جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ کیا یہ سزاوار ہے کہ ایک جزئی عبادت کہ اس سے مراد رمضان کے تیس روزے ہیں وہ بھی تمام حالتوں میں نہیں۔ حالانکہ ان کا فائدہ انسان کی طرف لوٹتا ہے۔ کیا اس کے باوجود ہم ان کو بجانہ لائیں؟۔ غور کرو دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایک قوت تمہارے بدن کے سانچے میں قرار دی ہے۔ جو اس رنگ دینے والے کی طرح ہے کہ جو کپڑے کو رنگ دیتا ہے۔

اس غذا کے لقمہ کو کہ جس کو تناول کرتے ہو اس میں سے کچھ سرخ رنگ کے ساتھ خون میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دوسری قوت کو قصار یعنی کاٹنے والے کی طرح قرار دیا ہے کہ جو کپڑے کو سفید کرتا ہے وہ خون کو سفید دودھ میں تبدیل کر کے عورتوں کے پستان میں بچے کے لئے تیار کرتا ہے۔ انسان میں دوسری قوت وہ ہے جو نچڑنے والے تیل سے لی جاتی ہے اور اس غذا کے جوہر کو لیکر جگر کے حوالہ کرتا ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے وہ بمنزلہ مقسم عادل کے ہے کہ اس جوہر غذا سے تمام رگوں کے درمیان تقسیم کرتی ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے کہ جو سقا کا کام دیا ہے اس کے بعد بدن اس پانی سے استفادہ کرتا ہے اس کو مثانہ تک پہنچا دیتا ہے انسان میں ایک اور قوت ہے جاروب کش کی طرح کہ اس کے بالوعہ کو صاف کرتی ہے۔ اس غذا کے فضلات کہ جو اس بدن کیلئے کام نہیں آتے کسی اور راستے سے نکال دیا جاتا ہے۔

انسان میں ایک اور قوت رکھی گئی ہے کہ جو ترازو کی مانند ہے۔ جو دردوں کو ہیجان میں لے آتی ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے جو رئیس عادل کی طرح ہے کہ جو دردوں کو برطرف کرتا ہے چنانچہ خیال کے گھوڑے کو اس میدان میں دوڑاؤ ہزار وادیوں میں سے ایک وادی کو طے نہیں کر سکو گے۔ یہ سارے کارگر اس خدمت میں مشغول ہیں اور تم خواب غفلت میں ہو۔ اس نعمت کا کفران سعادت ابدی سے محروم ہونے کا موجب ہے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ. جب امام حسینؑ گھوڑے سے زمین پر گرے تو ایک منادی نے آسمان اور زمین کے درمیان ندادی أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ الْمُتَحَيِّرَةُ لَا وُفِّقْتُمْ فِي الْفِطْرِ وَلَا فِي الضُّحَىٰ پھر تم موفق نہیں ہو گئے کہ نماز عید فطر اور عید قربان کو امامؑ مفترض الطاعۃ کے پیچھے پڑھ سکو یہ جنایت کہ جو تم کر چکے ہو اس کے سبب سعادت تم سے سلب ہو گئی ہے کہ تم نے اپنے رسولؐ کے فرزند کو تشنہ لب شہید کر دیا ہے۔

مجلس نمبر 4

آیہ" احلّ لکم لیۃ الصیام"

اُحِلَّ لَکُم لَیلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُم ھُنَّ لِبَاسٌ لَکُم وَاَنتُم لِبَاسٌ لَھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُم کُنتُم تَختَانُونَ اَنفُسَکُم فَتَابَ عَلَیکُم وَعَفٰی عَنکُم فَالاٰنَ بَاشِرُوھُنَّ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)

ماہ رمضان کی رات اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنا حلال ہو۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ خدا نے جان لیا کہ تم اپنے آپ کے ساتھ خیانت کرتے تھے پھر اس نے تمہای توبہ کو قبول کر لیا اور تمہیں معاف کر دیا اب تم اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت کر سکتے ہو۔ یہ ایک دوسری رحمت ہے اور دوسری سہولت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس امت پر فرمائی ہے۔ چونکہ شروع میں ماہ رمضان کی راتوں میں کسی کو اجازت نہ تھی کہ جماع کرے۔ رفث کے معنی جماع کے ہیں۔ اور اس کا اصلی معنی پردہ چاک کرنا ہیں اور یہ اس اعتبار سے کہ جماع کرنا ایک قسم کا پردہ چاک کرنا ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے جوان اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے۔ منہج الصادقین میں روایت کی گئی ہے کہ عمر بن الخطاب نے ماہ رمضان کی رات اس عمل کو انجام دیا اسکے بعد رسول خداؐ کے پاس عذر پیش کیا اور اقرار کیا کہ میں نے یہ حرام کام اپنی بیوی کے ساتھ عشاء کے بعد انجام دیا ہے اس کے بعد چند اور لوگوں نے جرأت کی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر ثقفی میں ہے کہ اس خیانت اور معصیت کی بناء پر جس کے عمر مرتکب ہوئے عامہ پر ثابت ہو گیا۔ آیہ شریفہ کی نص کے مطابق کہ سب سے پہلا جس نے اقرار اس گناہ کا کیا ہے وہ عمر تھا حالانکہ جوان بھی نہیں تھا کہ اپنے آپ کو اس گناہ سے نہ روک سکتا خدا اور پیغمبرؐ سے شرم نہیں آئی اور حرام کا مرتکب ہوا اس کے علاوہ اس نے جرأت کی اور معصیت کا اقرار کیا یوں اپنے گناہ پر ایک اور گناہ کا اضافہ کیا۔ میں نہیں جانتا کہ اس نے پیغمبرؐ سے کیوں معذرت کی حالانکہ اس کو چاہیے تھا کہ خدا سے معذرت کرتا۔ بہر حال خداوند عالم جانتا تھا کہ لوگ ظلم اور خیانت کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کو عقاب الٰہی کی جگہ پر ڈال دیتے ہیں اور ثواب سے اپنے حصہ کو کم کرتے ہیں پس خدا

وندعالم نے انکی توبہ کو قبول کرلیا جب انہوں نے توبہ کی اور اپنے فضل وکرم سے اس حکم کو اٹھالیا اور ماہ رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنے کی اجازت دی ہے۔ خالق نے ہمارے لئے یہ اور آسان کردیا اور ان کے گناہوں کو بخش دیا جو گناہ کے مرتکب ہوچکے تھے۔ صادقینؑ سے مروی ہے کہ ہر مہینے کی پہلی رات جماع کرنا مکروہ ہے مگر ماہ رمضان کی پہلی رات کو مستحب ہے چونکہ رخصت پر عمل کرنا مطلوب الٰہی ہے۔ یہ ایک قسم کا شکر اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے کہ جو خدا کی نعمتوں پر شکر بجالائے۔ غذا کا ایک لقمہ ہماری نظر میں اتنی زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اس کی پیدائش میں بہت سے موجودات کا عمل اسی عالم محسوس میں دخالت ہے جیسے حرات، سورج کا نور، ہوا، دریا، بادل، زمین کچھ حیوانات سے اور دوسری مخلوقات کی دخالت ہے، یہاں تک کہ یہ مختصر لقمہ ہمارے ہاتھ میں آیا ہے اور ہم انتہائی جہالت اور نادانی کے ساتھ یہ سوچے بغیر کہ یہ لقمہ کیسا تھا کہاں سے آیا ہے اور کیسے پیدا ہوا ہے حیوانوں کی طرح کہ صرف کھانے کے علاوہ اور اس لقمہ کو منہ میں ڈالنے کے علاوہ کوئی فکر نہیں ہے۔ پس سزاوار ہے کہ کچھ خدا کی قدرت کے بارے میں غور وفکر کریں۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ کھانے پینے کیلئے جس قدر منہ کی ضرورت ہے اتنا ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ منہ اور منہ کی فضا کو بڑے حیوان سے لیکر چھوٹے حیوان تک نظر میں رکھیں تو دیکھتے ہیں کہ کسی مقام پر کوئی غلطی واقع نہیں ہوئی۔ ہم کسی ایک حیوان کو نہیں پاتے ہیں کہ اس کا منہ اس کی احتیاج سے زیادہ کھلا ہو یا بہت زیادہ تنگ ہو۔ دوسرا یہ کہ دانت جو اس شکل میں دیکھتے ہیں ان میں بعض کاٹنے کے لئے اور بعض چبانے کے لئے ہیں اور ایک کو مناسب مقام پر اور مناسب شکل میں قرار دیا گیا ہے۔ وہ حیوان کہ جو شکار سے اپنی غذا تیار کرتے ہیں ان کے دانت تیز اور مضبوط شکل میں ایجاد کئے جیسے درندوں کے اور کچھ حیوانوں کے دانتوں کو کہ جو نباتات سے غذا حاصل کرتے ہیں، کو ان کی احتیاج کے مطابق ایجاد کیا۔ اور بعض وہ ہیں کہ جن میں دانتوں کی ضرورت نہیں ہے ان کو اس عطیہ سے محروم رکھا۔ عام طور پر انسان کی غذا گوشت اور نباتات دونوں پر مبنی ہے چنانچہ اس کے دانتوں کو اس طریقہ پر قرار دیا ہے کہ جس سے وہ دونوں عمل کو انجام دیا جاسکتا ہے۔

مجلس نمبر 5

آیہ"کُلُوا وَاشْرَبُوا" کی تشریح

كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (سورہ بقرہ آیہ ۱۸۳) میں ارشاد فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سیاہ دھاگہ سفید دھاگہ سے یعنی صبح صادق ہونے تک۔ پس روزہ کو رات تک تمام کرو ہجرت کے پانچ سال تک یہی حکم تھا کہ اگر کوئی افطار کرنے سے پہلے سو جائے تو پھر اس کے لئے افطار کرنا جائز نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول خداؐ خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے خندق کھودنے میں شرکت کی خوات بن انصاری تھا جب وہ رات کو گھر آیا تو اس وقت کھانا موجود نہیں تھا اس کے گھر والوں نے اس سے کہا: تھوڑی دیر صبر کریں تا کہ کھانا تیار ہو جائے اس نے تکیہ پر سر رکھا تو اس کو نیند آ گئی۔ کھانا حاضر کرنے کے بعد اس سے کہا گیا: اب فطار نہیں کر سکتے ہو۔ اس نے رات بھوک کی حالت میں گزاری۔ دوسرے دن بھی خندق کھودنے میں مددگار رہا یہاں تک کہ غش کھا گیا۔ پیغمبرؐ کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس کی حالت کو دیکھا۔ پس گذشتہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

منہج میں ہے کہ بعض اصحاب سفید اور سیاہ دھاگہ اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ جب روشنی کی وجہ سے ایک دوسرے سے تمیز حاصل ہوتی تھی تو پھر چیزوں کے کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ لہٰذا من الفجر آیہ نازل ہوئی تا کہ سفید اور سیاہ کا پتہ چل جائے کلام الٰہی میں پہلا نزول صرف یہ بیان تھا کہ خطِ ابیض سے مراد فجر ثانی ہے کہ جو افق میں پھیل جاتی ہے اور لیل سے مشرق کی طرف سے سرخی کا زائل ہونا ہے کہ یہی شرعی مغرب ہے روزہ کی انتہا وہاں تک ہے اور یہ احکام مذکور محرمات الٰہی ہیں کہ ان کو حدود سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی غرق ہونے کی جگہ اور خداوند کے غرق گاہ اس کے محرمات ہیں جو بھی گردش کرے غرق گاہ کے اطراف میں محفوظ نہیں ہے اس سے کہ اس میں واقع ہو خبر میں ہے: وَمَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ

الحِمٰی یُوشَكُ اَنْ یقعَ فِیھا۔"

اب انصاف کرنا چاہئے کہ یہ سب لطف اور رحمت اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے ہیں۔ کیا ان نعمتوں کا شکرادا نہیں کرنا چاہیئے اور شکر گزاری حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صنائع الٰہیہ اور اس کی ظاہری اور باطنی ہر قسم کی نعمتوں کی معرفت اور غور وفکر کرنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ دین میں اپنے سے پست کی طرف نظر کرنا۔ تیسرا یہ کہ قبرستان میں جو دفن ہیں ان کی طرف نظر کرے اور یہ یاد کرے۔ ان کے مطلب کی انتہا یہ ہے کہ یہ دنیا میں لوٹیں اور عبادات کی مشقت اور ریاضت کو برداشت کرلے تا کہ آخرت کے عذاب سے نجات پالے یا اس کا ثواب دگنا ہو۔

پس اپنے آپ کو انہیں سے فرض کرلے اور اس طرح تصور کرے کہ تم نے دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کی ہے اور دنیا کی طرف آئے ہو۔ پس تم اپنی عمر کو ایک بے ہودہ کام میں صرف نہ کرو اور شکر و عافیت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ مولا امیر المومنینؑ فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر تم نالہ کرو جس طرح ایک اونٹنی اپنے گمشدہ بچہ کے لئے کرتی ہے یا کبوتر نالہ کرتا ہے یعنی یا کریم کہہ کر صبح تک چیختا ہے یا جیسے بنی اسرائیل کے راہب کرتے ہیں اور فریاد و نالہ سے آرام نہ ہوا ہو اور خدا کی طرف رخ کرو اور اپنی آنکھیں اموال اور اولاد سے ہٹا دو۔ اس لئے کہ خدا کے نزدیک ہو جاؤ تا کہ تمہارے ثواب کا درجہ بلند ہو یا تمہارے گناہ کہ جن کو ملائکہ نے لکھا ہے بخش دیا جائے۔ ہر آئینہ تمہارے عمل کم ہیں اس کے مقابلہ میں کہ جس کا میں تمہارے لئے ثواب کا امیدوار ہوں اور میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں خدا کے عقاب سے۔

خدا کی قسم اگر تمہارے دل نمک کی طرح پانی ہو جائیں اور آنسو کے بدلے تمہاری آنکھوں سے خون جاری ہو جائے خدا کی طرف رغبت یا عذاب کے خوف سے اس کے بعد دنیا میں جتنی دیر زندہ رہو رہو عبادت اور اطاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو تو خدا نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں اس کی جزا نہیں ہو سکتی۔ خدا نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت کی ہے اور یہ عظیم نعمت تمہیں دی ہے۔ پس تم کوشش کرو کہ خدا کی نعمتوں کا کفران نہ کرو اور کفران نعمت کا مطلب یہ ہے کہ نعمتوں کو نہ پہچاننا اور اس پر خوش نہ ہونا اور اس نعمت کو وہاں پر خرچ نہ کرنا کہ جہاں پر وہ راضی ہے۔ جیسے کان احکام الٰہی سننے کے لئے ہے۔ اگر اس کان کو موسیقی اور غنا کے سننے میں استعمال کرے تو یہ باری تعالیٰ کی نعمت کا کفران ہے۔ آنکھ کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھ لے اس کو نظر انداز کر دے۔

خلاصہ نعمتوں کا شکر محرمات سے اجتناب کرنا اور تمام شکر الحمد للہ کہنا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جب بھی تمہیں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یاد آجائے تو اپنے رخسار کو مٹی پر رکھ کر خدا کا شکر ادا کرو اور اگر سوار

ہوتو اتر جاؤ اور اپنے رخسار کو مٹی پر رکھو۔ اگر نیچے نہیں آسکتے یا نیچے آنے میں کوئی خوف ہے تو زین کے اس قربوس پر رخسار رکھو۔ اگر یہ بھی نہیں کرسکتے ہو تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بلند کرو اور پیشانی کو اس پر رکھو۔ معراج السعادہ میں رسول خداؐ سے ایک روایت کی گئی ہے اگر کوئی شخص کوئی چیز کھالے اور اس کا شکر ادا کرے تو اس کا اجر اس مریض کے اجر کی طرح ہے کہ جو صبر کرے اور غنی شاکر کا اجر فقیر قانع کی طرح ہے۔ نیز فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ حمد کرنے والے اٹھیں اور ایک جھنڈا ان کے لئے نصب کیا جائے گا اور ان کو بہشت میں داخل کریں گے۔ عرض کیا گیا کہ حمد کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ خدا کا ہر حال میں شکر ادا کرتے ہیں:

از دست وزبان که بر آید

کز عهدئه شکرش بدر آید

روایت میں ہے کہ تمہارے ہر سانس کیلئے شکر ادا کرنا ضروری ہے بلکہ ہزار شکر یا اس سے بیشتر کم سے کم شکر یہ ہے کہ نعمت کو خدا کی طرف سے جانو اس کے دینے پر راضی ہو جاؤ اس کی نعمت کی وجہ سے اس کی معصیت نہ کرو اور بندہ کے شکر کی غایت یہ ہے کہ جان لے کہ شکر الٰہی بجالانے سے عاجز ہے۔ البتہ نعمت کا شکر منعم کے شکر کو مستلزم ہے اور پھر ان چیزوں کا پہچاننا بھی ضروری ہے کہ جس میں رضا الٰہی ہو جس کو خدا دوست رکھتا ہے تا کہ کفران نعمت میں مبتلا نہ ہو جائے اگر ان چیزوں کو پہچاننا چونکہ پیدا کرنے والے کے کمال وہی شخص جانتا ہے کہ جو پیدا ہونے والے کے کمال کو پہچانے جیسے نقاش کہ جو نقاشی کے رموز سے آگاہ ہے لیکن دوسرے سوائے صورت کے نہیں دیکھتے ہیں۔

چونکہ نقاش جانتا ہے کہ نقاش نے کس قسم کا ہنر کھینچا ہے یا معمار جانتا ہے کہ فلاں معمار نے اپنی عمارت میں کتنی مہارت سے کام لیا ہے۔ لیکن دوسرے کہ جو اہل فن نہیں ہیں وہ اس چیز سے بے خبر ہیں۔ اس بناء پر افلاک کا جاننے والا جانتا ہے۔ ان معلق ستاروں کے بارے میں کہ جن میں نور ہے، آویزاں ہے۔ خالق نے کس قدر اپنی قدرت کو انجام دیا ہے گھاس کا ماہر جانتا ہے کہ گھاس کی قسموں میں کس قدر عجیب وغریب قسم کی گھاس پیدا کی ہے تشریح کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر حیوان کے اعضاء میں کس قسم کی چیزیں رکھی ہیں۔ اب گندم کے دانہ کو جو کہ ہر روز کئی ملین انسانوں کی خوراک ہے اس میں دیکھنا چاہیے کہ وہی دانے کئی ہزار اپنی مانند پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہی نطفہ کہ جو آدمی میں اور دوسرے جانوروں میں ہے۔

ازدواج کے نتیجہ میں اپنے جیسے پیدا کرتا ہے گندم کا دانہ اور دوسرے بیج جب کارگروں کے ہاتھ سے پڑ جائیں تو

اپنے جیسوں کو پیدا کرتے ہیں۔ نیز اس میں ایک قوت ہے یعنی جو جڑوں کی وجہ سے کہ اپنے لئے پانی اور مٹی سے غذا حاصل کرتا ہے۔اس کے بڑھنے کا سبب وہی ہے لیکن یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر زمین میں نہیں اگتا۔ جہاں پر بھی پڑ جائے نہیں اگتا۔ بلکہ زمین ہموار اور نرم ہو کہ پانی اس تک پہنچ جائے اور اس کے اندر ہوا جائے اور جہاں ہوا خود بخود زمین کے اندر نہیں جاتی وہاں اللہ تعالیٰ ہوا کو پیدا کرتا ہے اور وہ زور کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے تا کہ اس کی گہرائی تک پہنچ جائے ۔گندم کے ہر دانہ کی غذا چار چیزوں پر منحصر ہے، زمین، پانی، ہوا، حرارت۔ گندم کا دانہ اگر بھون دیا جائے تو یہ قوت اس سے سلب ہو جاتی ہے دوبارہ سبز نہیں ہوتا۔ پس اس قوت کے بارے میں غور وفکر کرنی چاہیے کہ خداوند عالم نے اس میں کیا رکھا ہے اور اس ذات متعال کی معرفت حاصل کرنی چاہیے اور پھر اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

مجلس نمبر6

واجب اور غیر واجب روزے کی قسمیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرآنِ الْمَجِید: وَلَاتُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِی الْمَسَاجِد تِلْکَ حُدُودُاللّٰهِ فَلَاتَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔
(سورہ بقرہ آیہ 186)

صوم لغت میں امساک کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں امساک از مفطرات ہے۔ قصد قربت کی نیت سے اس بناء پر چار قسموں میں تقسیم ہو جاتا ہے، واجب، مستحب، حرام، مکروہ۔ یعنی اگر روزہ رکھ لے تو اسکا ثواب کم ہے اور واجب آٹھ قسموں میں تقسیم ہوتا ہے: اوّل: ماہ رمضان، دوسرا: اس کی قضا۔ تیسرا: کفارہ کہ اس کی بہت سی قسمیں ہیں، چوتھا: ہدی کے بدلے میں روزہ یعنی جو شخص حج کے دنوں میں قربانی نہ سے سکے اس کو چاہیے کہ تین دن وہاں روزے رکھے اور جب واپس اپنے گھر پہنچ جائے تو سات دن روزے رکھے۔ چنانچہ سورہ بقرہ آیہ 192 میں خدائے متعال نے فرمایا ہے: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ
جس سے قربانی ناممکن ہو پس تین دن روزے حج میں رکھے اور سات دن جب گھر واپس جائے تو یہ مکمل دس دن ہو گئے۔ پانچواں نذر اور عہد قسم کا روزہ چھٹا اجارے کا روزہ اور اس جیسے روزے مثلاً عقد، بیع و شراء یا دیگر عقودِ لازم کے ضمن میں بطور شرط ذکر کیا جائے۔ اسکا واجب ہے ساتواں ماں باپ کے وہ روزے کہ جو کسی عذر کی وجہ سے قضاء ہوں۔ بڑے بیٹے پر ان کا ادا کرنا واجب ہے۔ جس کی تفصیل فقہی کتابوں میں موجود ہے۔ آٹھواں اعتکاف کے تیسرے دن کا روزہ وہ اعتکاف جو ماہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں ہو۔ آیہ مذکورہ میں اس روزے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ تم اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت نہ کرو، جس وقت تم مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔ چونکہ اعتکاف کا معنی یہ ہے کہ چار مسجدوں میں سے ایک میں یعنی مسجد الحرام یا مسجد النبیؐ یا مسجد کوفہ یا مسجد بصرہ میں توقف

کرو۔اور تین روز سے کم نہ ہو جان بوجھ کر اختیاری حالت میں مسجد سے باہر نہ نکلے جب دو دن مسجد میں ٹھہرے تو تیسرے دن واجب ہو جاتا ہے تو عورت کے ساتھ مباشرت یہاں تک مس کرنا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا حرام ہے اعتکاف کے ایام میں یہاں تک کہ رات کو بھی حرام ہے اسی طرح پھول اور ریاحینؒ کا سونگھنا اور خرید وفروخت بلکہ مطلق تجارت مگر ضرورت اقتضاء کرے تو کوئی حرج نہیں۔اسی طرح نزاع اور جھگڑا کرنا حرام ہے اگر سہواً کوئی محرمات میں سے کوئی شخص بجالائے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔مگر جماع اعتکاف کو باطل کرتا ہے اور اس پر ضروری ہے کہ اگر واجب معین نہیں ہے تو چاہیے کہ اس کی قضاء کرے اگر واجب معین نہیں ہے تو اس کو چاہئے کہ اول سے اعتکاف بیٹھے کہ یہ خدا کے حدود ہیں کہ ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو لوگوں کے لئے ظاہر اور آشکار کرتا ہے تا کہ لوگ تقویٰ اور پرہیز گاری کے طریقے کو اپنائیں۔جب معرفت اور تقویٰ آ جائے تو روزہ کی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔

روزے کے درجات

✿ پہلا درجہ۔عام روزہ اس سے مراد کہ دس چیزوں کے افطار سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔کھانا، پینا، جان بوجھ کر قے کرنا، گاڑھے غبار کا حلق تک پہنچانا، خدا اور رسولؐ پر جھوٹ باندھنا اور اسی طرح باقی ائمہ طاہرینؑ پر، سر کو پانی میں ڈبونا، جماع کرنا، استمناء کرنا، حقنہ کرنا، جنابت کی حالت میں صبح تک رہنا لیکن خاص روزہ حواس خمسہ کا امساک ہے تمام گناہوں سے۔

✿ دوسرا درجہ یہ روزے کا ہے کہ کمال بلکہ اس کی صحت چھ چیزوں کے بجالانے میں ہیں۔اول آنکھ کو نامحرموں اور ہراس چیز سے کہ خدا کی نظر میں مغضوب ہے (یعنی شرم گاہ مثلاً کسی کی بھی دیکھنا اگر چہ محرم ہی کیوں نہ ہو) اور عیسیٰؑ کی انجیل میں نامحرم کی طرف نظر کرنا زنا قلبی کہا گیا ہے اور سید الانبیاء کی شریعت میں زہر آلود تیر اور ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

روایت میں موجود ہے: جب کوئی اپنی آنکھ نامحرم سے ہٹا دے تو اس کو ایمان دیا جاتا ہے کہ اس کی حلاوت کو چکھے اور جو اپنی آنکھ کو کھلا چھوڑ دے تو وہ زیادہ حسرت اور افسوس کرے گا یہی وہ نظر ہے کہ جوانوں کو قہوہ خانوں اور سینماؤں میں سرگرداں کرتی ہے یہی نظر ہے کہ دلوں کے لئے شکاری ہے اور انسانی جانوں کے لئے بجلی ہے اور بدنوں کو گرفتار کرنے کا آلہ ہے اور خواہشات کا مقناطیس ہے۔یہی نظر ہے کہ گھروں کو ویران اور ناظرین کو بے سروسامان کر دیتی

ہے۔ یہی نظر ہے جو فتنہ آمیز و خونریز ہے۔ یہی ہے کہ جو دلوں کو کباب بنا دیتی ہے اور آنکھوں کو آنسوؤں سے پر کر دیتی ہے اور گھروں کو خراب کرتی ہے۔ یہی نظر ہے کہ جو دلوں کو خراب کرنے والی اور حسرتوں میں اضافہ کرنے والی ہے۔ یہی نظر ہے کہ جو جوانوں کو مجنوں کرنے والی ہے یہی نظر ہے کہ جو زنا کی کنجی ہے اور زنا وہ ہے کہ جو نسل کو ختم کرنے والا ہے۔ یہی نظر معاشرہ پر ایک ضربت فاجعہ ہے۔ حقیر نے اس موضوع کو کتاب کشف الغرور میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور وہ کتاب چھپ چکی ہے۔

دوسرا کانوں کو موسیقی، غنا اور غیبت سننے سے محفوظ رکھنا۔ روایت میں آیا ہے ایک شخص نے حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ میرے ہمسائے ہیں ان کی کنیزیں ہیں سارا دن گانے بجانے میں گزارتی ہیں آلات موسیقی استعمال کرتے ہیں۔ میں کبھی بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو اس کو سننے کے لئے کافی طول دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ کام نہ کرو۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم یہ وہ کام نہیں ہے جس کے لئے چل کر جاتا ہوں۔ یعنی سننے کے لئے نہیں جاتا ہوں بلکہ کسی اور کام کے لئے جاتا ہوں۔ صرف میں سنتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان السمع والبصر والفؤا کل اولئک کا ن عنه مسؤلا. کان آنکھ دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا اس مرد نے کہا: گویا اب تک یہ آیہ میرے کان میں نہیں پہنچی تھی۔ میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں اور خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس وقت آنحضرتؑ نے فرمایا اٹھو اور غسل کرو اور دو رکعت نماز بجالاؤ۔ تم بدترین حالت میں تھے اور برے کام میں مشغول تھے۔ اگر اس حالت میں تمہیں موت آجاتی تو بدترین حالات میں مرتے اب استغفار کرو اور خدا کی طرف لوٹ آؤ اور ہر ناپسند چیز سے توبہ کرلو۔ خدا قبیح چیز کو پسند نہیں کرتا ہے اس چیز کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دو فان لکل اھلا۔'' اب آپ انصاف سے بتائیں کہ مرد اپنے پاؤں سے چل کر غناء کی مجلس میں نہیں گیا اس کے باوجود امام صادقؑ اس کو تہدید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: خصوصاً اگر اس حال میں مر گئے ہوتے تو بدترین حالت میں ہوتے۔ پس کیا پوچھتے ہو اس شخص کے بارے میں کہ جو شب و روز موسیقی اور گانے سننے میں مشغول ہے۔ وہ لوگ کہ جو آلات موسیقی خریدتے ہیں۔ ناچ اور گانا سننے میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ کان کے سوراخ اس لئے کہ ان سے معرفت اور عرفان کے لئے اپنے دل کے گھر کو کھول دے۔ لیکن اس سے لہو ولعب سنتا ہے۔ پہچاننے کے راستے سب کے سب بند ہیں۔ آیات واحکام اور مواعظ سننے سے بہرے ہیں۔ لیکن موسیقی کے آلات سننے کے لئے صبح تک تیار ہیں۔ اور کسی سستی کے بغیر سنتے ہیں اس بات سے غافل ہے کہ موسیقی کا سننا مصحف کو بیچ کر موسیقی کے آلات خریدنے کے مترادف ہے۔ اپنی

زندگی کو گانا گانے والوں کے لئے صرف کرنا یہ کام گویا نسخہ نجات پر خط کھینچنے کے مترادف ہے۔

کل اس موسیقی کے بدلے صحرائے محشر میں آہ و نالہ وفریاد کی آواز پر کردے گی اور عمل صالح سے خالی اور اپنی عمر کو ایسی چیزوں میں صرف کیا کہ جو موجب عذاب بنی ہیں۔ روز قیامت افسوس کروگے اور حکم خدا آیا: خُذُوهُ فَغُلُّوهُ کہ انہیں پکڑو اور جہنم میں ڈال دو۔ اس کے بارے میں مؤلف نے کتاب ''ساحل نجات'' میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اور وہ چھپ چکی ہے۔

امیر المؤمنینؑ اپنے بعض کلمات میں فرماتے ہیں: کل قیامت کے دن جب سر قبر سے باہر نکالو گے حالانکہ تو پسینے نے گردن تک تمہیں گھیرا ہوگا نہ تمہارے دلخراش نالے پر رحم کیا جائے گا کہ آنسوؤں کے سیلاب کا موجب ہوگا اس پر کسی کا دل نہ جلے گا اور کوئی جحتوں کو کوئی بھی نہیں سنے گا جب تم اپنے نامہ اعمال کو دیکھو گے تو تمہاری برائیاں آشکار ہو جائیں گی۔ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء اس ضرر پر گواہی دیں گے اور رسوا کریں گے۔ (مولا کے فرمان کو ہم نے صیغہ عرفی طب میں پیش کیا ہے) چنانچہ خدا تعالیٰ سورہ فصلت کی انیسویں آیت میں فرماتا ہے: حٰم سجدہ

حَتّٰى اِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ."

جب وہ آتش جہنم میں گواہی دے گا جو کچھ اس نے سنا اس کے خلاف اس کے کان گواہی دیں گے جو کچھ اس نے سنا ہے حق کی دعوت اور اس سے اعراض کیا ہے۔ انہوں نے آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہ آیات جو خدا کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں لیکن اس پر ایمان نہیں لائے۔ باقی اعضاء بھی اسی طرح گواہی دیں گے ان پر کہ جو برے وہ اعمال کر چکے ہیں اور کافر تعجب کرتے ہوئے اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف ہمارے ضرر پر کیوں گواہی دی؟! حالانکہ ہم دنیا میں تم سے آفات کو دور کرتے تھے۔

اعضاء کہیں گے ہمیں عتاب اور ملامت نہ کرو ہم اپنی مرضی سے نہیں بولے بلکہ خدا نے ہم سے کلام کرایا ہے۔ اس نے تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔ تمہارے لئے ممکن نہیں تھا کہ خود کو اپنے اعضاء سے چھپائے رکھو کہ آج تمہارے خلاف گواہی نہ دیں۔ تم لوگوں سے اپنے قبیح اعمال کو چھپا نہ سکے اور تم گمان نہیں کرتے تھے کہ یہ

اعضاء تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور تم نے ایسا خیال کیا کہ خداوند تعالیٰ باقی اعمال سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ تمہارے پوشیدہ کردار سے بے خبر ہے۔ مختصراً عقلمند شخص اپنے آپ کو ہوا اور ہوس کا اسیر نہیں بناتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فردا ز تو مشکلات حل می طلبند
از تو نہ ترانہ و غزل می طلبند
آواز فکند ای کار آسان است
اینہا ہم صوتست عمل می طلبند

اس غزل سرائی کے بدلے میں کیوں اپنے خدا کے ساتھ رات کی تاریکی میں راز و نیاز نہیں کرتے ہو اور اپنے مولیٰ کی اقتدا کیوں نہیں کرتے ہو حدیث ابوالدرداء کو سنو اور عبرت حاصل کرو۔ ہشام بن عروہ بن زبیر اپنے باپ عروہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ رسول خداؐ کی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اہل بدر کے اعمال اور اہل بیت کے اعمال کا تذکرہ ہوا تو ابودرداء نے کہا: اے قوم آیا تجھ کو خبر دوں اس شخص کے بارے میں کہ جس کا مال سب سے کم اور ورع اور تقویٰ سب سے زیادہ ہے؟ کہا گیا وہ کون ہیں کہا: امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

ہشام نے کہا خدا کی قسم تمام اہل مجلس نے اپنے چہروں کو ابودرداء سے پھیرا اور اس بات سے ان کو غصہ آ گیا؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اے ابوالدرداء تم نے بات تو کی ہے۔ لیکن کسی نے تیرا ساتھ نہیں دیا۔ ابودرداء نے کہا: میں نے خود علیؑ ابن ابی طالبؑ سے وہی کچھ سنا جو کچھ دیکھا ہے۔ میں آپ کے لئے بیان کرتا ہوں اس کے بعد آپ جو جانتے ہیں کہیں۔ خدا کی قسم کہ میں نے علی بن ابی طالب کو اسی نجار کے نخلستان میں دیکھا ہے کہ اپنے دوستوں میں سے ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک اپنی جگہ سے اٹھے اور اس نخلستان کے درمیان ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یقیناً گھر تشریف لے گئے ہوں گے۔ اس دوران میں مناجات کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ یہ آواز بہت زیادہ حزن آور اور دلخراش تھی۔ میں نے کان لگا کر سنا کہ کوئی کہتا ہے:

اِلٰهِی كَمْ مِنْ مُوبِقَةٍ حَلُمْتَ مِنْ مُقَابَلَتِهَا بِنِقْمَتِكَ وَ كَمْ مِنْ جَرِيْرَةٍ تَكَرَّمْتَ عَنْ كَشْفِهَا بِكَرَمِكَ اِلٰهِی اِنْ طَالَ فِي عِصْيَانِكَ عُمْرِيْ وَعَظُمَ فِي الصُّحُفِ ذَنْبِي فَمَا اَنَا مُؤَمِّلٌ غَيْرُ غُفْرَانِكَ وَلَا اَنَا بِرَاجٍ غَيْرَ رِضْوَانِكَ فَشَغَلَنِي الصَّوْتُ۔

ابوالدرداء نے کہا اس مناجات کی آواز نے میرے دل کو مشغول کر دیا۔ میں صاحب آواز کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ علی بن ابی طالب مناجات میں مشغول ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ پروردگارا! کتنے بہت سے گناہ ہلاک کرنے والے ہیں اور اس کے مقابلے میں تو نے حلم سے کام لیا اور صاحب گناہ کو اس کے عذاب کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا اور تو نے کتنی جنایتوں کو اپنے کرم سے چھپا دیا اور ان کو آشکار نہیں کیا۔ الٰہی اگر تیری معصیت میں میری عمر دراز ہو چکی ہے اور میرے نامہ اعمال میں گناہ بہت زیادہ ہیں تیری بخشش کے بغیر کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں اور تیری خوشنودی کے بغیر کسی چیز کی امید نہیں رکھتا ہوں۔ ابودرداء کہتا ہے میں نے اپنے آپ کو چھپا دیا میں نے کوئی حرکت نہ کی تو میں نے دیکھا کہ علیؑ اس رات کی تاریکی میں چند رکعت نماز بجالائے۔ اس کے بعد دعا، گریہ اور مناجات میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے آہ و نالہ کے ساتھ یہ کلمات کہے: اِلٰهِی اِذَا اُفَكِّرُ فِی عَفْوِكَ فَتَهُونُ عَلَیَّ خَطِيئَتِی ثُمَّ اَذْكُرُ الْعَظِيمَ مِنْ اَخْذِكَ فَتَعْظُمُ عَلَیَّ بَلِيَّتِی۔

پروردگارا! جب بھی تیرے عفو اور بخشش کے بارے میں فکر کرتا ہوں تو میرے گناہ میرے لئے آسان ہو جاتے ہیں لیکن جب میں دردناک عذاب کو یاد کرتا ہوں تو میری معصیت اور بلا شدید ہو جاتی ہے: ثُمَّ قَالَ آهِ اِنْ اَنَا قَرَأْتُ فِی الصُّحُفِ سَيِّئَةً اَنَا نَاسِيهَا وَاَنْتَ مُحْصِيهَا فَتَقُولُ خُذُوهُ فَيَا لَهُ مِنْ مَأْخُوذٍ لَا تُنْجِيهِ عَشِيرَتُهُ وَلَا تَنْفَعُهُ قَبِيلَتُهُ آه من نار تنضح الاكباد والكلى آه من نار نزاعة للشوى آه من غمرة من ملهبات لظى

های معصیت. " اگر میں پڑھوں اپنے نامہ عمل کو جو گناہ میں فراموش کر چکا ہوں اور جس کو تو نے ضبط کیا ہے تو اس وقت کہو گے کہ اس گنہگار کو پکڑ لو اور غل و زنجیر میں باندھ دو۔ اس گرفتاری اور اسیری میں کہ جس میں مدد کے لئے اس کے عشیرہ نہیں پہنچیں گے اور اس کا قبیلہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہو گا اس آگ سے تو جو دلوں اور جگروں کو بھوننے والی ہے۔ اس آگ سے جو بدن کی کھال کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ہے۔ ابودرداء نے کہا: اس کے بعد علی ابن ابی طالب نے بہت زیادہ گریہ کیا اور خاموش ہوئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ رات کی کثرت بیداری نے آپ کو سست کر دیا ہوگا بہتر ہے کہ ان کو نماز صبح کے لئے بیدار کروں۔ جب میں ان کے سرہانے پہنچا تو میں نے ان کو حرکت دی۔ میں نے دیکھا کہ حرکت نہیں کرتے اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر پڑے تھے۔ میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ زبان پر جاری کیا۔

گویا علیؑ دنیا سے چلے گئے میں جلدی جلدی جناب فاطمہؑ کے دروازے پر پہنچا اور جناب فاطمہؑ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے ابودرداء علیؑ دنیا سے نہیں گئے ہیں۔ یہ بے ہوشی کی حالت میں ہیں کہ جوان کو عارض ہوئی ہے

خدا کے خوف سے۔اس کے بعد پانی لایا گیا اور حضرت کے چہرۂ مبارک پر چھڑکا یا گیا۔اس سے آپ ہوش میں آ گئے۔ ابودرداء کہتا ہے: آنحضرت نے مجھے روتے دیکھا تو فرمایا: ابودردا! کیوں گریہ کرتے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی حالت کو دیکھ کر رو رہا ہوں۔فرمایا: اگر تو مجھے دیکھے کہ مجھ کو حساب کے لئے لے جاتے ہیں اور وہ وقت ہے کہ اہل معاصی کو عذاب کا یقین حاصل ہے اور ملائکہ غلاظ وشداد مجھے گھیرے ہوں اور مجھے عدل الٰہی کے محضر میں پیش کریں اور اس وقت میرے دوست بھی مجھے چھوڑ چکے ہوں گے۔اس وقت تجھ کو مجھ پر زیادہ رحم آئے گا۔ابودردا نے کہا: خدا کی قسم یہ حالت پیغمبر کے اصحاب میں سے کسی سے نہیں دیکھی۔طاووس کا واقعہ اور اسکی ملاقات سید الساجدینؑ سے طواف میں کثرت مناجات اور گریہ سے غش کرنا مشہور ہے۔

مجلس نمبر 7

(خاص روزے کے باقی شرائط)

زبان کی حفاظت کرنا تمام ان چیزوں سے کہ جن کا کہنا حرام ہے۔ جیسے بے ہودہ باتیں کرنا جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلخوری کرنا، گالی دینا، جھگڑا کرنا، اور زبان کی آفات تمام آفات سے زیادہ ہیں۔ روزہ دار شخص کو چاہئے کہ ان بزرگ آفات سے اپنے آپ کو بچالے جن سے ایک غیبت ہے کہ جو زنا سے زیادہ سخت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو لقب یا کنیت یا اسم یا ایک صفت کے ساتھ ذکر کریں کہ اگر وہ سنے تو اس کو پسند نہ آئے۔ یہی ارشادہ پلمی کی ایک روایت کافی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: تم مومن کی غیر موجودگی میں غیبت اور برائی کرنے سے اجتناب کرو۔ چونکہ غیبت اور برائی بیان کرنے کا گناہ زنا کے گناہ سے بدتر ہے۔ چونکہ مرد زنا کرتا ہے پشیمان ہونے کے بعد توبہ کرتا ہے تو خداوند تعالی اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک نہیں بخشا جائے گا جب تک وہ شخص راضی نہ ہو جائے جس کی غیبت کی گئی۔ نیز اس کتاب میں منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: کہ کل قیامت کے دن ایک شخص کو لائیں گے اور اس کے نامہ اعمال کو اس کو دیں گے اس مرد نے دنیا میں جو نیکیاں کی تھیں ان کو نہیں دیکھے گا۔ عرض کرے گا پروردگارا! یہ میرا نامہ عمل نہیں ہے۔ اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہارا نامہ اعمال ہی ہے تمہارے پروردگار نے فراموش نہیں کیا ہے لیکن چونکہ تم نے لوگوں کی غیبت کی ہے اس لئے تمہارا عمل ان کو دیا گیا ہے۔ پھر دوسرے کو لائیں گے۔ اس کے نامہ اعمال کو اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: خدایا یہ میرا نامہ عمل نہیں ہے چونکہ میں نے یہ عبادتیں نہیں کی ہیں اس کو کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تمہاری غیبت کی اس لئے اس کی نیکیاں تجھ کو دے دی گئی ہیں۔

خلاصہ غیبت کرنا کتاب، سنت، اجماع اور عقل کی رو سے گناہان کبیرہ میں سے ہے اور روزہ دار اگر غیبت کرتا ہے تو اس کا عمل یقیناً قبول نہیں ہوگا۔ اس کے عمل کو پلٹا دیا جاتا ہے اور اس صاحب کے سر پر مار دیا جاتا ہے۔

دوسری آفت جھوٹ ہے کہ اگر جھوٹ خدا اور رسولؐ پر ہو تو یقیناً اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر خدا اور رسول و آئمہ کے علاوہ کسی اور کی طرف جھوٹ کی نسبت دے تو یہ روزہ قبولیت روزہ کو فاسد کرتا ہے اور جھوٹ کتاب سنت، اجماع اور عقل کی رو سے حرام ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں کہ جو جھوٹ کی مذمت کے بارے میں ہیں وہ چودہ آیات ہیں میں نے کتاب (کشف حقیقت) کے آخر میں جھوٹ کے مفاسد کو نقل کرتے ہوئے بیان کر دی ہیں اور ان میں سے ایک آیہ جو جھوٹ بولنے والے کے ایمان کی نفی کرتی ہے: اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ

یعنی جھوٹ صرف وہی باندھتے ہیں کہ جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ معراج السعادۃ میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جب بھی مؤمن کسی شرعی عذر کے بغیر جھوٹ بولے تو ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس کے دل سے بدبو نکلتی ہے۔ جو عرش تک پہنچتی ہے۔ خداوند تعالیٰ اس جھوٹ کے سبب ستر زنا کا گناہ اس کیلئے لکھ دیتا ہے اور سب سے آسان زنا یہ ہے کہ جو وہ اپنی ماں کے ساتھ کرے۔

نیز حضرت رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ مؤمن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ مؤمن جھوٹ بول سکتا ہے۔ فرمایا: مومن جھوٹ نہیں بولتا ہے نیز فرمایا کہ جھوٹ آدمی کی روزی کو کم کرتا ہے۔

نیز فرمایا: وائے ہو اس شخص پر کہ جھوٹی بات کرتا ہے تا کہ حاضرین ہنسیں۔ وائے اس پر وائے ہو اس پر وائے ہو اس پر تین مرتبہ فرمایا۔

نیز رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: آیا میں تمہیں بتا دوں کہ گناہان کبیرہ میں سے سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا فرمائیے: فرمایا: وہ خدا کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا۔

نیز امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: کہ بندہ ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا ہے کہ جب تک جھوٹ کو ترک نہ کرے۔ چاہے جھوٹ مذاق کے طور پر ہو یا حتمی طور پر ہو۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برائی کیلئے ایک قفل قرار دیا ہے اور

اس قفل کی چابی شراب ہے اور جھوٹ بولنا شراب سے بدتر ہے اور فرمایا کہ جھوٹ بولنا ایمان کی بنیاد کو خراب کرنے والا ہے۔

امام حسن عسکریؑ سے مروی ہے کہ!"تمام برے اعمال ایک گھر میں ہیں اور اس گھر کی چابی جھوٹ بولنا ہے"

البتہ دانشمند حضرات استثناء کے مقامات کو جانتے ہیں مثال کے طور پر اگر جھوٹ نہ بولیں تو اس پر ایک فساد مرتب ہوتا ہے یا انہیں یا کسی اور مسلمان کو ضرر پہنچتا ہے یا عزت اور آبرو کا خطرہ ہو یا محترم مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو آپس میں اصلاح کرنا مقصود ہو یا اپنے عیال اور بچوں کو خاموش کرانے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے یا جنگ کے میدان میں دشمن کے ساتھ لڑتے ہوئے۔ البتہ جہاں تک ممکن ہو توریہ سے کام لے۔

زبان کی ایک اور آفت تہمت لگانا اور چغل خوری کرنا ہے۔ آیات اور روایات اس کی مذمت میں بہت زیادہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ" نیز فرمایا: وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ "وائے ہو اس پر کہ جو ہاتھ زبان اور آنکھوں کے ساتھ لوگوں کو اذیت پہنچائے، ان کے سامنے یا ان کے پیچھے۔

اس آیہ کی شان نزول اگرچہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے اور عام آیۃ بالعموم ان لوگوں کے لئے ہے کہ جو ان صفات سے متصف ہوں۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چغل خور بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور فرمایا لوگوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن وہ ہے کہ جو چغلخور ہو۔ لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے اور پاک لوگوں کے عیب کو تلاش کرتا ہو۔ ایسا شخص شریر ترین لوگوں میں سے ہے۔

معراج السعادہ میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل میں قحط سالی اور خشک سالی ہوئی۔ حضرت موسیٰ کئی دفعہ بارش کی دعا کیلئے باہر گئے۔ اس سے کوئی اثر نہ ہوا حضرت کلیم اللہ نے عرض کیا یا الہی! اس دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

خطاب ہوا: ایک چغل خور تمہارے درمیان میں ہے اس کی بدبختی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی اب اس خبر کے مضمون سے یہ بات ضرور سمجھی جاسکتی ہے کہ چغلخوری کی صفت رکھنے والا کس قدر رحمت الہی سے دور ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بائع نے غلام کے بارے میں خریدار سے کہا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ چغل خور ہے۔ خریدار نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے میں اس پر راضی ہوں۔ اور اس غلام کو خرید کر گھر لے آیا۔

چند روز گزرے تھے کہ غلام نے اپنے آقا کی عورت سے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میرا آقا تجھ سے محبت نہیں کرتا اور ایک دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ عورت نے کہا اب مجھے اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ غلام نے کہا: یہ کام آسان ہے اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے چند بال لے کر مجھے دے دیں۔ میں ان پر منتر پڑھوں گا تا کہ وہ تمہارا تابع ہو جائے۔

عورت نے کہا: میں کس طرح اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے بال لوں۔ غلام نے کہا: بہت آسان ہے۔ جب وہ سو جائے قینچی کے ساتھ اس کام کو انجام دے دینا۔ عورت اس کام پر آمادہ ہوگئی۔

غلام اس کے بعد اپنے آقا کے پاس چلا گیا اور کہا: تمہاری بیوی کے کسی دوسرے مرد کے ساتھ تعلقات ہیں، اس کے ساتھ دوستی ہے اور تجھ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر میری بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو نیند کی حالت میں رکھو اور پھر دیکھو وہ مرد اپنے گھر چلا گیا تو عورت کو دیکھا کہ بستر کے ساتھ اپنے شوہر کے سرہانے آگئی ہے اس کو اپنے غلام کی بات پر یقین آ گیا۔ لہذا اپنی جگہ سے اٹھا اور عورت کو قتل کر دیا اسی وقت غلام عورت کے رشتہ داروں کے پاس گیا اور ان کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ عورت کے رشتہ دار آ گئے اور اس عورت کے شوہر کو قتل کر دیا اور عورت اور مرد کے قبیلے کے درمیان تلواریں چلیں اور بہت سے لوگ مارے گئے۔

میان دو کس جنگ چوں آتش است
سخن چین بدبخت هیزم کش است
کنند ایں و آن خوش دیگر باره دل
وی اندر میاں کور بخت و خجل
میان دو کس آتش فروختن
نه عقل است خود را در آن سوختن

نیز کتاب مذکور میں محمد بن فضل نے موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں میرے دینی بھائیوں میں سے ایک ایک چیز مجھ کو پہنچی ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے

خود اس سے پوچھا وہ انکار کرتا ہے حالانکہ بعض اھل وثوق نے مجھے خبر دی ہے۔

حضرت ﷺ نے فرمایا: اے محمدؑ! اگر خود سن نہ لو یا دیکھ لو تو اپنے کان اور آنکھوں کو جھٹلا دو۔ اگر پچاس آدمی تمہارے پاس گواہی دے دیں۔ یہاں پر اپنے بھائی کے قول کی تصدیق کرو اور ان کو جھٹلا دو۔

لیکن تہمت کا مسئلہ غیبت اور جھوٹ سے بدتر ہے اور یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے کتاب ابواب الجنان میں فرماتے ہیں کہ افترٰی اور تہمت جھوٹ کی قسموں میں سے بدترین قسم ہے۔ اس کی مذمت کیلئے اتنا کافی ہے کہ

امام صادقؑ نے فرمایا: مَنْ بَهَتَ مُؤمِناً اَوْ مُؤمِنَةً بِمَالَيْسَ فِيْهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي طِينَةِ خِبَالٍ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ "یعنی جو کسی شخص پر تہمت باندھے یا اہل ایمان میں سے کسی عورت پر کہ جب کہ اس میں کوئی چیز موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو طینت خبال (خواتین کی فرج کا میل اور خون) سے مبعوث کرے گا۔ یہاں تک کہ اس عہدہ سے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے نکل آئے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ گناہ سے پاک ہو جائے اور طینت خبال کے بارے میں حضرت سے پوچھا گیا تو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا وہ میل اور خون جو زانیہ عورتوں کے فرج سے نکلتا ہے۔

اسی طرح آنجنابؑ سے منقول ہے کہ: اِذَا اتَّهَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ انْمَاثَ الْاِيْمَانُ مِنْ قَلْبِهٖ كَا نْمَاثِ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ" جب تہمت لگائے اور اپنے برادر دینی بھائی کے ساتھ بدگمانی کرے تو اس کا ایمان دل سے اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

سب سے بڑی تہمت خدا، رسولؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر تہمت لگانا ہے۔ زبان کی ایک اور آفت کسی کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ حجرات میں فرماتا ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم میں سے ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑوئے۔ ہوسکتا ہے کہ جن کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے وہ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہو، خدا کے نزدیک درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے۔ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے کہ جن عورتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے وہ بہتر ہوں، ان عورتوں سے کہ جو مذاق اڑاتی ہیں۔

اورتم اپنے اھل ملت پرعیب نہ لگاؤ۔ یہ تمہارے نفسوں کی طرح ہیں ان کو برے الفاظ سے نہ پکارو، یعنی مسلمانوں کو نہ کہو: اے یہودی یا اے نصرانی اوران کو برے القاب سے نہ پکارو کہ یہ بدکاری ہے اور جو بھی اس کام سے توبہ نہ کرے گا وہ ظالموں میں سے شمار ہوگا۔

خبر میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس چونکہ اس کے کان ثقیل تھے آہستہ سے وہ نہیں سنتا تھا، اصحاب رسول خدا اس کو پیغمبر کے نزدیک بٹھا دیتے تھے تا کہ آسانی سے حضرت کے کلمات کو سنے۔ ایک دن وہ آنحضرت کے پاس آیا تو اس کی جگہ پر کوئی اور بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس شخص سے کہا کہ میری جگہ کو چھوڑ دو۔ اس شخص نے کہا: جہاں کہیں ہو وہیں پر بیٹھ جاؤ۔ ثابت کو غصہ آ گیا وہیں پر بیٹھا رہا اس کے بعد کہ جو شخص اس کی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلان بن فلان ہوں۔ ثابت نے کہا کہو فلاں بن فلان یہ بات بطور کنایہ اور طعن تھی، چونکہ اس کی ماں جاہلیت کے زمانے میں زنا اور فجور میں شہرت رکھتی تھی۔ وہ شخص اس بات کو سن کر شرمندہ ہوا اور سر کو نیچے جھکا لیا۔ خدا نے اس کی اس گفتگو کو پسند نہ کیا اور اس وقت آیہ مذکورہ نازل فرمایا: بعض نے کہا ہے کہ بنی تمیم کی ایک جماعت صحابہ میں سے جو فقیر تھے۔ کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ جیسے سلمان عمار، جناب بلال، ابوذر وغیرہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک دن جناب ام سلمہ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی ان کی چادر کا گوشہ پیچھے سے لٹکا ہوا تھا۔ عائشہ نے حفصہ سے کہا گویا کتے کی زبان کی طرح ہے جو منہ سے باہر نکالا ہے۔ یہ مذاق ایک انہوں نے ام سلمہؓ کے ساتھ کیا تو اس وقت یہ آیہ ناز ہوئی۔

نیز روایت میں ہے کہ عائشہ نے صفیہ سے کہا: اے یہودیہ کی بیٹی! صفیہ نے رسول خداؐ کے پاس شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے کیوں نہیں کہا کہ میرے جد ہارون بن عمران اور چچا موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور میرے شوہر محمد رسول اللہؐ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہے اگر وہ کسی مومن یا مومنہ کا مذاق اڑائے تو اس کے روزے قبول نہیں ہوتے۔ چاہے وہ مذاق اڑانے والا لوگوں کی گفتار یا ان کے کردار یا ان کے اوصاف یا ان کی خلقت پر قول سے یا فعل سے یا اشارہ کنایہ سے سبب بن جائے، اگر چہ اس نے کوئی قصد نہ کیا ہو یعنی صرف حاضرین کو ہنسانے کیلئے۔ یہ عمل بہت برا ہے کہ کوئی کسی مومن کی کوئی توہین کرے اور لوگوں کو خوش کرنے کیلئے ایسا عمل بجالائے۔

معراج السعادہ میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مذاق اڑانے والوں کو لایا جائے گا ان کے

لئے بہشت کے دروازے کھول دئے جائیں گے اوران سے کہا جائے گا کہ جلدی سے بہشت میں چلے جاؤ۔ جب یہ نزدیک ہوجائیں گے تو بہشت کے دروازے ان پر بند کردیئے جائیں گے۔ بار باران کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا۔

مامون کی مجلس میں حمید بن مہران کا مذاق حضرت امام رضاؑ کے ساتھ اور شیر کا کھا جانا، اسی طرح شعبدہ ہندی کا مذاق امام علی نقی کے ساتھ متوکل کے مجلس میں اور شیر کا لقمہ ہونا مشہور واقعات ہیں اور عاشور کے دن حصین بن نمیر یا کسی اور نے حضرت ابی عبداللہ سے کہا تجھ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا نسبت اور کیا رشتہ داری ہے؟ آنحضرت نے یہ آیہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَ نُوحاً کو آخر تک پڑھا۔

* * * * *

مجلس نمبر8

خصوصی روزے کے باقی شرائط

زبان کی ایک اور آفت گالی دینا روزہ دار شخص کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچائے۔

محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کتاب کافی میں ایک باب قرار دیا ہے: گالی دینے والا فاسق ہے اور ھلاکت کے نزدیک ہے اور مظلوم کا گناہ ظالم پر لادا جائے گا۔ اگر کوئی کسی پر لعنت کرے تو خود کی طرف لوٹتی ہے اور اس کا عمل خدا کے نزدیک قبول نہیں ہوگا۔ حالانکہ اپنے برادر دینی کے ساتھ برائی کی نیت رکھتا ہو۔ اور ابواب الجنان میں کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ان نشانیوں میں سے ایک کہ جس سے جانا جاتا ہے کہ ماں باپ کی مباشرت میں اور اس سے جو نطفہ بنا ہے اس میں شیطان شریک ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ زیادہ گالی دیتا ہوگا اور یہ کہ گالی دینے اور سننے سے پروانہ کرتا ہو۔

نیز منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت کو گالی دینے والے پر حرام قرار دیا ہے اور ایسے شخص پر کہ جو بے آبروئی کی پروانہ کرتا ہو اور نہ اس کی کہ وہ گالی دیتا ہے اور (جواباً) اسے گالی دی جاتی ہے۔ اگر اس کی حالت کی تحقیق کریں تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا ولد الزنا ہے یا نطفہ میں شیطان کی شرکت ہے۔

نیز منقول ہے جو بھی اپنے مؤمن بھائی کو گالی دے تو اس کی روزی سے برکت چلی جاتی ہے اور شفقت کا ہاتھ اس کے کام سے اٹھالیا جاتا ہے اور اسی کے حوالہ کیا جاتا ہے اور معیشت کا معاملہ اس پر فاسد اور تباہ ہو جاتا ہے۔

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے: خدا کے بندوں میں سے سب سے زیادہ بدتر وہ ہے کہ جس کا ساتھی اس کی گالی اور بد زبانی کی وجہ سے اس سے بیزار ہو۔ کافی میں سند کے ساتھ سماعہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں امام صادقؑ کی

خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؑ نے ابتداء میں مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! تمہارے اور ساربان کے درمیان کیا واقعہ تھا یعنی کیا جھگڑا تھا۔

اے سماعہ! ڈرو اس بات سے کہ گالی دینے والے اور لعن کرنے والے بن جاؤ۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم یہ واقع ہوا ہے انہوں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر چہ اس نے تمہارے اوپر ظلم کیا ہے لیکن تو گالی دے کر اس کے ظلم میں اضافہ کا باعث بنا۔

پس جان لو کہ اس قسم کے کام میرے افعال اور عادات میں سے نہیں ہیں اور میں اپنے شیعوں میں سے کسی کیلئے اس کو جائز قرار نہیں دیتا ہوں کہ وہ اس کا ارتکاب کرے۔ اے سماعہ! خدا کے نزدیک استغفار کرو اور ایسے عمل کے مرتکب نہ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا! میں نے اس کام سے توبہ کی یا ابن الرّسول اللہؐ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ گالی کے تیشہ سے لوگوں کی طاقت کے نخل کو نیچے سے نکال لیتے ہیں۔ کہ کسی کی ماں کو حرامزادی سے خطاب کریں یا اور پتھر کسی کی ناموس کے آئینہ پر ماریں تو یہ زمانہ والوں کے نزدیک غلط ہے۔ کیا تم نے کافی کی روایت کو نہیں سنا ہے۔

اس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صادقؑ کا ایک دوست تھا حضرت جہاں جاتے وہ عام طور پر حضرت کے ساتھ ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اور حضرت جعفر صادقؑ جوتے بنانے والوں کے بازار میں سے گذر رہے تھے اور اس شخص کا غلام سندی اس شخص کے ساتھ تھا۔ اچانک اس شخص نے پیچھے دیکھا تو غلام کو نہ پایا تین مرتبہ اس کو آواز دی۔ چوتھی مرتبہ کہا: یا بن الفاعلہ این کنت ''زانیہ کے بیٹے تو کہاں تھا۔

راوی نے کہا حضرتؑ نے جب یہ سنا تو ہاتھ اٹھا کر اپنی پیشانی پر مارا۔ اس کے بعد اس سے فرمایا سبحان اللہ ماں کو گالی دیتے ہو اور تہمت لگاتے ہو، میں تو سمجھتا تھا کہ تم میں تقوی اور پرہیزگاری ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس کی ماں سندیہ مشرکہ ہے یعنی وہ اہل کفر سے ہے۔ قانون شریعت اور دین حق کے مطابق ان میں نکاح نہیں ہوا کرتا۔ پس اگر اس کو زانیہ کہہ دیا ہے یا کہوں تو کیا حرج ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہر مذہب اور امت میں ایک نکاح ہوا کرتا ہے۔ ان کی عورتیں زنا اور ان کی اولاد حرام زدگی سے پاک اور منزہ ہیں۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

راوی کہتا ہے دوبارہ اس مرد کو نہیں دیکھا کہ حضرت کے ساتھ گیا ہو۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

کہ حضرت نے گالی دینے کی وجہ سے اس شخص کو اپنے ساتھ نہیں رکھا اور اپنے سے دور کر دیا۔

آفت زبان جدال اور جھگڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر کی باتوں پر اعتراض کرنا اور نقص کا اظہار کرنا۔ لفظ یا معنی میں خلل کا واقع ہونا اس کو پست کرنے کے قصد سے یا اس شخص کی اہانت کرنا و دین اور آخرت کے باعث زیرکی متانت ظہار نہ کرنا۔ اور خصومت بھی جدال کی ایک قسم ہے اور وہ بات میں جدال کرنا ہے مال تک پہنچنے کیلئے یا کسی اور مقصد کیلئے اور یہ اخلاق مذمومہ اور صفات رزیلہ ہیں۔ چاہے مسائل علمیہ میں ہو یا کسی اور میں خواہ اعتراض حق ہو یا اعتراض باطل ہو مگر یہ کہ مسائل دینیہ سے متعلق غرض حق سمجھنا یا سمجھانا ہو تو اس صورت میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ اس کو مراء اور جدال نہیں بلکہ ارشاد اور ھدایت کا کہتے ہیں۔

ارشاد کی علامت یہ ہے کہ کوئی مضائقہ نہ ہو کہ حق کا مطلب تمہارے غیر کی جانب سے ظاہر ہو جائے اور مجادلہ کی علامت یہ ہے اگر حق بات دوسرے کی زبان سے جاری ہو جائے تو اور تمہیں پسند نہ آئے خواہ جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہو اور اس کو جلال کے طریق پر دشمن پر تمام کرو اور اس کے کلام کے نقص اور خلل کو ظاہر کرو۔

امیر المومنینؑ کے کلمات میں سے ہے کہ فرمایا: ایک جماعت وہ ہے کہ جو مذاق اور مراء کیلئے علم حاصل کرتی ہے اس صفت کے حامل اذیت پہنچانے والے اور جھگڑا کرنے والے ہیں۔ مجالس اور محافل میں لوگوں کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری غرض حق کے اظہار کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اپنے آپ کو حلم اور خشوع کے لباس میں ملبوس کئے ہوئے ہیں حالانکہ وہ ورع اور تقویٰ سے خالی ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو ذلت اور خواری اور ھلاکت میں بتلا کرے گا۔"

چنانچہ معراج السعادہ میں رسول خداؐ سے مروی ہے کہ بندہ کا حقیقت میں ایمان کامل نہیں ہو جاتا مگر اس وقت کہ جب مراء اور جدال کو ترک امام صادقؑ نے فرمایا: ڈرو جدال سے کہ جو عداوت کا باعث اور عیوب کے کشف کرنے کا موجب بنتا ہے۔ ہرگز صاحب حلم کے ساتھ اور نہ کسی سفیہ کے ساتھ مراء اور مجادلہ نہ کرو صاحب حلم تمہارا دشمن ہو جائے گا اور سفیہ تم کو اذیت پہنچائے گا اور فرمایا بچو جھگڑے سے کہ یہ دل کو مشغول اور گرفتار کرتا ہے اور نفاق اور کینہ کا باعث بنتا ہے۔ صوم خصوص کی شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ: کف بقية الجوارح عن الاثام مطلقاً "اپنے اعضاء اور جورح کو گناہوں سے روکنا۔

پانچویں شرط ان شرائط میں سے یہ ہے کہ افطار کے وقت اپنے پیٹ کو حلال مال سے اتنا پُر نہ کرو کہ اس سے اس

سے پیٹ سنگین ہوجائے۔ خبر نبوی ﷺ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لَا تُمِيتُوا الْقُلُوبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ الْقَلْبَ يَمُوتُ كَالزَّرْعِ إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ " اپنے دلوں کوزیادہ کھانے اور پینے کی وجہ سے نہ مارڈالو جیسے زراعت کہ جب اس کوزیادہ پانی دیا جائے تو وہ چیز ضائع ہوجاتی ہے اسی طرح انسان کا دل بھی زیادہ کھانے کی وجہ سے مرجاتا ہے۔

گر خوری لقمہ ای زعادت بیش
هیضہ آرد کلید گلخن پیش
هاضمہ چوں بدو نہ پردازد
از گلو گلخن دیگر سازد
باش کمخوار تابمانی دیر
کہ اجل گرسنہ است و خوردش سیر

چنانچہ زیادہ کھانے اور پینے سے زندگی کا چراغ خاموش ہوجاتا ہے اور وہ چراغ نور ایمان ہے اور واضح ہے کہ سیر ہونے کی صورت میں عبودیت کے مراسم کوادا کرنا گراں گزرتا ہے اور اپنے نفس کی دیکھ بھال سے غافل ہوجاتا ہے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرسکتا۔ چونکہ زیادہ کھانے اور پینے سے خواب غفلت کی فوج اور شہوت کا لشکر دل کی کشور پر غالب آجاتا ہے۔ نیز حدیث نبوی میں ہے کہ جو بھی کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے اور اس کا دل صاف رہتا ہے۔ اور جو بھی زیادہ کھاتا ہے پیٹ کے درد اور قساوت قلب میں مبتلا ہوجاتا ہے (بحوالہ ابواب الجنان) جناب لقمان کی جو نصیحتیں اپنے بیٹے کیلئے تھیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا: يَا بُنَيَّ إِذَا امْتَلَأَتِ الْمَعِدَةُ نَامَتِ الْفِكْرَةُ وَخَرِسَتِ الْحِكْمَةُ وَقَعَدَتِ الْأَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ۔ "یعنی معدہ جب پُر ہوجائے تو فکر کی آنکھ سوجاتی ہے اور حکمت کی زبان گنگ رہتی ہے اور اعضاء اور جوارح بندگی کے وظائف انجام دینے سے محروم یا معزور رہ جاتے ہیں۔

بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ حضرت یحیٰ نے ابلیس لعین سے پوچھا کہ کس وقت تو بنی آدم پر مسلط ہوجاتا ہے؟ کہا: جب کہ یہ سیر ہوں۔ حضرت یحیٰ نے فرمایا: کسی کسی وقت تم مجھ پر مسلط ہوتے ہو۔ کہا: ہاں ایک رات چند لقمے عادت سے زیادہ تناول کئے اس رات عبادت بجالانے سے ست ہوگئے۔ حضرت یحیٰ نے کہا میں اس کے بعد ہرگز سیر

ہو کر نہ کھاؤں گا۔ نیز خبر میں ہے: ان الشیطان بجری علی ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع و العطش "بے شک شیطان بنی آدم پر اس طرح جاری ہے۔ جس طرح خون بدن میں جاری ہے اس کے جاری ہونے کو روکو بھوک اور پیاس کے ساتھ۔

نیز خبر نبوی میں ہے کہ فرمایا: م میں سے مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بلند خدا کے نزدیک وہ شخص ہے کہ جو زیادہ بھوکا رہا ہو اور تم میں سے سب سے زیادہ دشمن خدا کے نزدیک وہ ہے کہ جو بہت زیادہ کھائے اور بہت زیادہ پئے اور بہت زیادہ سوئے۔ نیز عیسیٰ بن مریم سے مروی ہے کہ فرمایا: اے بنی اسرائیل! زیادہ کھانے سے پرہیز کرو جو بھی زیادہ کھالے وہ زیادہ سوئے گا جو زیادہ سوئے نماز کم پڑھے گا اور جو بھی نماز کم پڑھے گا اس کا نام غافلین کے صحیفہ میں لکھا جائے گا۔

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی ساری ہمت نماز روزہ اور بندگی میں صرف ہوتی ہے اور منافق کی ہمت کھانے پینے میں جیسے جانوروں کی عادت ہوتی ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُؤمِنُ یَاکُلُ فِی مِعَاءٍ وَاحِدٍ وَالْمُنَافِقُ یَاکُلُ فِی سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ "یعنی مومن ایک انتڑی سے کھانا کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیوں کے ساتھ اس سے کنایہ یہ ہے کہ مومن کم کھاتا ہے اور منافق زیادہ کھاتا ہے۔ اور خبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ فرمایا: انّ اکثر کم شبعافی الدنیا اکثر کم جوعاً فی الآخرۃ "تم میں سے جو دنیا میں زیادہ سیر ہو گا وہ آخرت میں سب سے زیادہ بھوکا ہو گا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے: خدا کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے بڑا دشمن وہ ہو گا کہ جسے زیادہ کھانے کی وجہ سے بدہضمی ہو گئی ہو۔ کوئی بندہ سالن کی خواہش کے باوجود اسے چھوڑ دے گا تو اس کیلئے بہشت میں درجہ ہے۔ اکابرین میں سے ایک شخص بازار سے گزر رہا تھا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ کر اس کے دل میں مکمل طور پر ان کی طرف میلان پیدا ہوا تو اس نے اپنے آپ سے خطاب کیا: اے نفس جس چیز کی تو آرزو کرتا ہے اس کی جدائی پر صبر کر اور یہ کہ میں تجھے اپنی آرزو تک نہیں پہنچاؤں گا یعنی جو کرامت اور منزلت میرے پاس ہے اسے ضائع نہیں کروں گا۔ میں ڈرتا ہوں کہ آخرت کی دائمی نعمتوں سے محروم نہ ہو ابواب الجنان میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک روز امیر المومنینؑ کا گزر ایک قصاب کے پاس سے ہوا اس کے پاس گوشت تھا۔ قصاب نے آنحضرتؑ کو اس گوشت کے خرید کی طرف رغبت دلائی تو حضرت نے فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے دیکر اسے خریدوں قصاب نے کہا آپ لیں میں صبر کروں گا (یعنی ادھار لے جائیں)۔ حضرت نے فرمایا: میں گوشت نہ کھا کر صبر کا زیادہ مستحق ہوں۔ ایک خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں قرار دیا ہے عزت کو اطاعت میں اور ذلت کو

معصیت میں، حکمت کو خالی پیٹ میں، ھیبت کو نمازِ شب میں اور دولت کو قناعت میں ہے۔ اور امام صادق سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو غضب الہی کا باعث بنتی ہیں ایسا سونا کہ جس میں بیداری نہ ہو تعجب کے بغیر ہنسا بھوک کے بغیر کھانا۔ نیز خبر میں ہے کہ۔ اَلْجُوعُ سَحَابٌ یَمْطُرُ الْحِکْمَۃَ. بھوک ایک بادل ہے کہ جس سے حکمت کی بارش ہوتی ہے۔

نیز شب معراج میں خطاب فرمایا کہ اے احمد! اھل دنیا کو دشمن قرار دے۔ عرض کیا اھل دنیا کون ہیں؟ آیا اھل دنیا وہ ہیں کہ جو زیادہ کھاتے ہیں اور بہت زیادہ ہنستے ہیں کہا گیا؟ جس کی ہمت پیٹ کے پر کرنے میں ہے اس کی یہی فائدہ ہے کہ وہ پیٹ سے باہر آئے بطور اجمال یہ ہے کہ انسان شکم پروری کے سبب سے سعادت اور بلندی درجات کو حاصل کرنے میں پیچھے رہ جاتا ہے۔

معدہ کی گرانی انسان کی ہمت کو زمین گیر کر دیتی ہے۔ اور وہ مراتب عالیہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ معدہ سے بخارات نکلنے سے دل کا آئینہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ کبھی طبیعت کے قبض ہونے کی وجہ سے شکم کے درد میں مبتلا ہو جاتا ہے تو درد دین کو فراموش کرتا ہے اور کبھی سرد غذا کا اثر اس کے ہاتھ پاؤں طریق بندگی کے سلوک سے سست اور بے جان ہو جاتے ہیں۔ کبھی بہت زیادہ گرم شربت اضطرار کی آگ آسودگی کے خرمن میں ڈال دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ بے چارہ آدم قیامت کے سفر کے اسباب کب تیار کرے گا۔ ابواب الجنان میں مرقوم ہے کہ ایک دن حضرت امام حسنؑ ایک دستر خوان پر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے اور اپنی عادت کے مطابق رغبت کا ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور اس نے حیوانیت کی صفت میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی تھی۔ معاویہ نے کہا: یا ابا محمدؑ! کیوں عورتوں کی طرح کھاتے ہو؟ آنحضرتؑ نے فرمایا: ہمارا کھانا عورتوں کی طرح ہے اور ہماری ضرب مردوں کی طرح ہے۔ معاویہ رسول خداؐ کی بددعا کی وجہ سے کبھی سیر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کہتا تھا کہ کھانے کے دستر خوان کو اٹھا دو میں کھا کھا کر تھک گیا ہوں اور سیر نہیں ہوا ہوں۔ خلافت کے لئے اس کی اشتہاء ایسی تھی کہ خون بہانے سے سیر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول خداؐ کے پھول حضرت امام حسنؑ کو زہر جفا کے ساتھ شہید کیا۔ کہا اب خلافت میرے لئے صاف ہے (یعنی اب میرا مد مقابل کوئی نہیں)۔

مجلس نمبر 9

خاص روزے کی چھٹی شرط

⊛ پہلی شرط یہ ہے اس کا دل افطار کے بعد خوف اور امید کے درمیان میں ہو اور مضطرب ہو چونکہ وہ نہیں جانتا ہے کیا اس کا روزہ قبول ہوگا انہیں۔ اگر قبول ہوا تو وہ مقربین میں شمار ہوگا یا پھر اس کا روزہ رد کر دیا جائے گا۔

جاننا چاہئے کہ خوف تین قسم پر ہے ایک بندہ کا خوف عظمت اور جلال کبریائی سے کہ ارباب قلوب اس قسم کے خوف کو خشیت کا نام دیتے ہیں۔ اور آیہ شریفہ: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ کو اس پر حمل کیا گیا ہے کہ خدا کا خوف اس کے بندوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ جو عالم اور دانا ہیں۔ سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انا اخو فکم من اللہ ۔ میرا ڈرنا خدا سے سب سے زیادہ ہے انبیاء اور اولیاء کا خوف اور غشی مقام الوھیت کی زیادہ معرفت کی وجہ سے ہے۔

⊛ دوسرا خوف ان گناہوں کی وجہ سے ہے کہ جو انہوں نے کیا ہے اور یہ وہ حالت ہے ترک کرنے کی وجہ سے یا نواہی بجالانے کی وجہ سے اب ڈرتا ہے کہ وہ جو گناہ بجالا چکا ہے اس کی وجہ سے اس کو عذاب نہ دے دیا جائے۔

⊛ تیسرا خوف یہ ہے کہ کہیں اس سے کوئی معصیت صادر نہ ہو اور کہیں اس وجہ سے وہ پروردگار کی ملاقات سے محروم نہ ہو جائے۔ اس لئے اس کا دل ہمیشہ اضطراب میں رہتا ہے کہ کہیں نفس امارہ اس کو فریب نہ دے اور وہ ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہے۔ اِلٰهِی لَا تَكِلْنِی اِلٰی نَفْسِی طَرْفَةَ عَیْنٍ اَبَدًا وَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بارالٰہا! ایک آنکھ جھپکنے کی مقدار مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کر اور میں پناہ مانگتا ہوں شیطان الرجیم سے۔ خدا سے خوف مراتب رفیعہ میں سے ایک مرتبہ ہے اور خوف کی صفت فضائل نفسانیہ میں سے افضل صفت ہے اور اوصاف حسنہ میں سے سب سے اشرف ہے۔ اس کی تفصیل معراج السعادہ میں نقل کی گئی ہے۔ اور انسان کو خوف حاصل نہیں ہوتا

ہے مگر یقین حاصل ہونے کے بعد خوف یقین کی فرع ہے۔ جس طرح شیر، ریچھ بھیڑئے سے انسان فرار کرتا ہے اس یقین کی وجہ سے کہ جو اس میں ہے کہ درندہ بہت بڑی طاقت ہے۔ اب جب انسان کو جہنم کا یقین حاصل ہو جائے تو وہ یقیناً گناہ سے فرار کرتا ہے، جیسا کہ درندوں کو دیکھ کر فرار کرتا ہے۔ چونکہ اس کو جہنم کا یقین ہے تو وہ ڈرتا ہے اور اپنے کام کا تدارک کرتا ہے اور ہمیشہ روز حساب کے احوال اور قسم قسم کے عذاب کا فکر کرتا ہے۔

لیکن رجاء رحمت خدا سے ناامید ہونے کی ضد ہے۔ رحمت خدا کی امید رکھنا اور گناہ کبیرہ کی بخشش سے ناامید ہونا اور مایوس ہونا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اے میرے بندے کہ جنہوں نے اپنے اوپر ظلم اور اسراف کیا ہے، رحمت خدا سے مایوس نہ ہو جائیں پھر فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الضَّالُّوْنَ ۔ کون ہے کہ جو رحمت خدا سے مایوس ہو جائے مگر وہ لوگ کہ جو گمراہ اور اهل ضلالت ہیں۔ بلکہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خدا سے نا امید ہونا کفر کا موجب ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ وَلَا يَيْاَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ ۔ رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہو جاتے مگر وہی قوم کہ جو کافر ہے۔ یہاں ہم معراج السعادہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بہت زیادہ گناہوں کی وجہ سے ڈرتا تھا، اور بخشش خدا سے ناامید تھا۔ حضرت امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تیرا رحمت خدا سے مایوس ہونا بدتر ہے ان گناہوں سے کہ جو تو کر چکا ہے۔

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس چیز کو جان لو کہ جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو گے اور بہت زیادہ گریہ کرو گے اور پھر بیابانوں اور صحراء میں چلے جاؤ گے اور اپنے سینہ پیٹو گے اور خدا سے پناہ حاصل کرو گے۔ پس جبرائیل نازل ہوا اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مجھ سے ناامید نہ کرو۔ اور مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو کہ لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس کرتا تھا اور ڈرتا تھا۔ ایسے شخص کو قیامت کے دن خالق فرمائے گا کہ آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہوں جس طرح تو نے میرے بندوں کو مجھ سے ناامید کیا تھا۔ مایوسی کی مذمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی کو خدا کی دوستی سے (کہ جو تمام فضائل کی سردار اور سب سے بالاتر عمل ہے) روکتی ہے۔ چونکہ جب تک کسی کو کسی سے امید نہ ہو اس سے دوستی نہیں رکھتا۔ یہ برا گمان ہے جو خدا سے رکھتا ہے اور صفات رزیلہ میں سے ہے اور خدا کے ساتھ حسن ظن رکھنا ہی رجاء اور امید ہے۔ رجاء سے مراد دل میں خوشی کرنا اور ایک محبوب کے انتظار میں رہنا اور اس سرور کو رجاء اور امید کہتے ہیں۔ آدمی نے بہشت کے اسباب کو محبوب کی طرح حاصل ہوتا ہے۔ جیسے زراعت

کرنیوالا کا غلہ کے ڈھیر کیلئے (چونکہ گندم کے مقدمات کو مکمل طور پر فراہم کیا جاتا ہے) مرغوب زمین میں بیج بونا، احتیاج کے وقت پانی کا دینا۔ ایسا شخص امیدوار ہے اوراس کا امید کرنا صحیح ہے۔ لیکن جس نے بیج نہیں بویا ہے یا بیج بویا ہے مگر شور دار زمین میں، یا اس کو پانی نہیں دیا ہے جس کی وجہ سے وہ خشک ہو گیا تو ایسا شخص اگر کہہ دے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ گندم اکٹھی کرلوں گا تو یہ بے شعور مغرور اور احمق ہوگا۔

پس جان لو کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور آدمی کا دل زمین کی مانند ہے اور ایمان بیج کی طرح ہے اور اطاعت یہ ہے کہ زمین کو اس سے سیراب کرنا چاہئے اور دل کو گناہوں اور مذموم اخلاق سے پاک کرنا چاہئے اور مذموم اخلاق جیسے زمین کو خس وخاشاک سے پاک کیا جاتا ہے۔ پتھر اور ڈھیلے اور گھاس سے کہ جو زراعت کو خراب کرتی ہے اور قیامت کا دن گندم کاٹنے اور اٹھانے کا وقت ہے۔ پس جو احادیث اور اخبار میں امید کی ترغیب اور پروردگار کی طرف سے عفو کے بارے میں آیا ہے یہ مخصوص ہے ان لوگوں کیلئے کہ جنہوں نے اسباب کو جمع کیا ہے۔ پھر کوئی چیز باقی نہ رہے مگر وہ کہ جو اس کی قدرت سے باہر ہے اور خدا کا فضل اور کرم ہے کہ وہ اپنے لطف سے برے خاتمہ اور اس کو شیطان کے شر سے اور اس کے دل کو ھوا اور ھوس سے محفوظ رکھے گا۔ حالانکہ مکمل طور پر خدا پر امید ہے۔ اور خوف خدا بھی رکھتا ہے کہ کہیں اچھا انجام برے انجام میں تبدیل نہ ہو جائے۔ یہ ہے اس کا معنی کہ روزہ رکھنے والا افطار کرتے وقت خوف اور رجاء کے درمیان ہو، تاکہ عجب اور غرور سے محفوظ رہے۔

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود
مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد
شبان وادی ایمن گھی رسد بمراد
کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

اب ہم بعض آیات اور اخبار کو بیان کرتے ہیں کہ جو خدا سے امید اور رجاء کے بارے میں ہیں۔ جن کو صاحب معراج السعادۃ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیات اور اخبار اس کے بارے میں بہت زیادہ ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں۔ ہر قسم میں خدا کی رحمت کا دریا ہے: اوّل وہ آیات اور اخبار کہ جو رحمت الٰہی سے ناامید ہونے سے منع کرتی ہیں۔ گزر چکے ہیں۔ دوسری وہ احادیث کہ جو رجاء کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک شخص جان کنی کی حالت میں تھا۔ حضرت امیر

علیہ السلام اس کے سرہانے پہنچے تو اس نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ گناہوں سے ڈروں اور میں اپنے پروردگار سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ڈر اور امید بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔ مگر یہ کہ خدا اس کو اس چیز تک پہنچائے کہ جس کی امید رکھتا ہے، اور جس سے ڈرتا ہے اس سے محفوظ ہو جائے۔

نیز مروی ہے کہ قیامت کے دن خداوند عالم اپنے بندہ سے کہتا ہے: کونسی چیز مانع ہوئی کہ تم نے منکر (برائی) کو دیکھا اور اس سے نہیں رکے؟ اگر وہ بندہ کہے کہ مجھے تمہارے اوپر امید تھی اور لوگوں سے ڈرتا تھا خدا فرماتا ہے۔ اس گناہ کو تم سے بخش دیا اور امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی کتاب میں دیکھا کہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت رسولؐ نے منبر کے اوپر فرمایا: اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کسی مومن کو دنیا اور آخرت کی نیکی نہیں دی گئی ہے مگر خدا کے ساتھ حسن ظن اور خدا سے امید کی وجہ سے اور مومنین کی غیبت سے بچنے کی وجہ سے اور اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن کو توبہ اور استغفار کے بعد عذاب نہیں کرتا ہے مگر جو خدا پر بدگمانی کرتا ہو، اور خدا پر امیدواری میں کوتاہی کرتا ہو، بداخلاق ہو، مومنین کی غیبت کرتا ہو۔

قسم اس خدا کی کہ جس کے بغیر کوئی خدا نہیں ہے کوئی بندہ بھی خدا سے حسن ظن نہ رکھتا ہوگا مگر یہ کہ خدا اس کے ظن کے مطابق اس کے ساتھ رفتار کرتا ہے۔ چونکہ خدا کریم ہے اور تمام نیکیاں اس کے ہاتھ میں ہے اور شرم رکھتا ہے کہ بندہ مومن خدا کے بارے اچھا گمان رکھتا ہو اور خدا اس کے گمان سے تخلف کرے اور اپنے فضل اور کرم سے اس کو نہ بخشے۔

تیسری وہ چیزیں کہ مومنین کے لئے امیدواری کا باعث ہیں اور ان کا تذکرہ آیات اور احادیث میں ہے کہ جو واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ملائکہ اور انبیاء مومنین کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور خدا سے اس کی بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا خدا کے نزدیک قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ "یعنی فرشتے اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں اور ان بندوں کے لئے کہ جو زمین میں ہیں بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔

رسول آدمؑ نے فرمایا: کہ میری زندگی اور موت تمہارے لئے نیک ہے، اب جہاں تک اس زندگی میں ممکن ہے شریعت کے احکام کو تمہارے لئے بیان کرتا ہوں۔ لیکن مرنے کے بعد وہ اعمال کہ جو تم سے صادر ہوتے ہیں۔ مجھے پیش کئے جاتے ہیں جو دیکھتا کہ نیک ہے اس پر خدا کی حمد کرتا ہوں اور جو دیکھتا کہ برا ہے اس کیلئے خدا سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔

⊛ چوتھا وہ اخبار ہیں کہ جن کا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لکھنے میں تاخیر کرتے ہیں کہ شاید یہ پشیمان اور نادم ہو جائے اور استغفار کرے۔امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جب کسی بندے سے گناہ صادر ہوتا ہے تو ایک دن کی تاخیر اس کے گناہ کے لکھنے میں تاخیر کی جاتی ہے۔اگر استغفار کرے تو نہیں لکھا جاتا ہے۔اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو بھی گناہ کرتا ہے اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے اگر تین مرتبہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔تو فرشتے اس کے گناہ کو نہیں لکھتے۔

⊛ پانچواں (شفاعت) محمد و آل محمدؑ روایات میں آیا ہے کہ شفاعت محمدؐ و آل محمدؑ مومنین کی نجات کا وسیلہ اور گناہگاروں کیلئے امید کا باعث ہے۔جب قیامت کا دن ہوگا تو رسول خداؐ، حضرت فاطمہ زہراءؑ اور آئمہؑ ھدیٰ اپنے اپنے دامن کو کمر میں باندھ دیں گے اور گنہ گاروں کی شفاعت کریں گے اور درگاہ الٰہی مے ان کی تقصیرات کے عفو کی درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کہ جو اس نے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے اور فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ان کی شفاعت کو قبول کرے گا اور روایت میں ہے کہ رسول خداؐ راضی نہیں ہوں گے کہ امت سے ایک آدمی بھی جہنم میں داخل ہو جائے۔مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اِدَّخَرْتُ شَفَاعَتِی لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ۔یعنی میں نے اپنی شفاعت کو گناہ کبیرہ بجالانے والوں کیلئے ذخیرہ کیا ہے۔

⊛ چھٹا اخبار میں بشارت دی گئی ہے کہ شیعہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔پیغمبرؐ اور اھل بیتؑ کی دوستی ان کو جہنم کے عذاب سے نجات دے گی۔چاہے کتنے ہی گناہ کئے ہوں۔

چه غم دیوار امت را که دارد چون تو پشتیبان
چه باک از موج طوفان را که باشد نوح کشتیبان

⊛ ساتویں وہ آیات جو دلالت کرتی ہیں کہ خداوند عالم نے جہنم کی آگ کو کفار کیلئے خلق فرمایا ہے اور خدا کے دشمنوں کے علاوہ کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور خدا اپنے دوستوں کو اس جہنم سے ڈراتا ہے۔چنانچہ فرماتا ہے!"ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ۔اور فرماتا ہے: اِتَّقُوا النَّارَ الَّتِی اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ" جہنم کی آگ سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ ڈرو جہنم کی آگ سے کہ جو کفار کیلئے تیار کی گئی ہے۔نیز فرماتا ہے: لَا یَصْلٰهَا اِلَّا الْاَشْقَی الَّذِی کَذَّبَ وَتَوَلّٰی "۔یعنی جہنم کی آگ نہیں جلائے گی مگر بہت زیادہ شقی لوگوں کو کہ جو پروردگار کی تکذیب کرتے تھے اور اس سے اعراض کرتے تھے۔

۞ آٹھویں وہ اخبار کہ جو خصوصی طور پر مغفرت خدا اور اس کی مہربانی کی وسعت کو ظاہر کرتی ہیں۔ وانّ ربّک لذو مغفرۃ للنّاس علٰی ظلمھم۔ بتحقیق تمہارا پروردگار صاحب مغفرت اور بخشنے والا ہے۔ ان لوگوں کو کہ جنہوں نے گناہ کیا ہے۔ اور مروی ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی طرف وحی بھیجی کہ میں قیامت کے دن تیری امت کو محاسبہ کیلئے تیرے حوالہ کروں گا۔ آنحضرتؐ نے عرض کی خدایا! تو ان کے لئے بہتر ہے اور ان کا محاسبہ بھی تیرے پاس ہو تو بہتر ہے۔ خطاب ہوا کہ اگر ایسا ہوا تو میں تجھے ان کے حق میں مایوس نہیں کروں گا۔

مروی ہے کہ ایک دن رسول اکرمؐ نے فرمایا: یا کریم العفو جبرائیل نے عرض کیا کہ جانتے ہو کہ کریم العفو کا کیا معنی ہے؟ یعنی بندوں کی برائی کو میں اپنی رحمت سے عفو کرتا ہوں۔ پھر ان کو اس کے بعد اپنے کرم سے نیکیوں میں تبدیل کرتا ہوں۔ معراج السعادۃ میں روایت کی گئی ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو خدا ملائکہ سے کہتا ہے ۔ دیکھو میرے بندہ کو کہ اس سے گناہ سرزد ہوا ہے اور اس نے جان لیا کہ اس کا پروردگار ہے کہ جو اس کے گناہوں کو بخشتا ہے اور توبہ کے بعد گناہ کا مواخذ نہیں کرتا ہے۔ اب تم کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میں نے مخلوق کو خلق نہیں کیا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں میں نے ان کو خلق کیا ہے تا کہ ان پر جود و کرم کروں۔

من نکردم خلق تا سودی کم
بلکہ بر بندگان جودی کم

مروی ہے کہ اگر بندے گناہ نہ کریں تو دوسری مخلوق کو خلق کرے گا کہ گناہ کرے اور ان کو بخش دے۔ رسول خداؐ سے مروی ہے کہ فرمایا: اس خدا کا واسطہ کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے خدا اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حشر کے دن خداوند عالم اس قدر بخشش کرے گا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ۔ یہاں تک شیطان کو بھی طمع ہو گا آیات اور اخبار اس بارے بہت زیادہ ہیں۔ یہاں ہم ان کے بیان اور ان سب کی شرح سے ہم عاجز ہیں۔

۞ نویں۔ جو اخبار وارد ہیں کہ ہر بلا اور ناخوشی کہ جو دنیا میں مومن کو پہنچتی ہے کے بدلے میں بخشش رکھی گئی ہے ۔ یہاں تک کہ اس کے پاؤں کو پتھر لگ جائے تو اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جو کچھ ہم نے کہا رجاء اور امید رحمت اور مغفرت کی یہ اطاعت اور عبادت کے بعد ہو اس کے بغیر دھوکہ اور حماقت ہے۔ اخبار اور آیات کہ جو اس معنی پر دال ہیں۔ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: انّ الّذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی

سَبِیۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ "یعنی جو ایمان لے آئے اور رسول کی متابعت کرتے ہوئے اپنے وطن کو ترک کیا اور راہ خدا میں کفار کے ساتھ اور نفس امارہ کے ساتھ جہاد کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو رحمت خدا کی امید رکھتے ہیں۔

مروی ہے کہ وہ احمق ہے کہ جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرے اور خدا سے آرزو رکھتا ہو۔ ایک شخص نے امام صادق کی خدمت میں عرض کیا: ایک قوم ہے جو گناہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہمیں خدا پر امید ہے اور ہمیشہ سے اس طرح ہے یہاں تک کہ موت آجائے حضرت نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو آرزو پر دن گزارتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں یہ رجاء اور امید نہیں رکھتے ہیں۔ جو بھی کسی چیز کی امید رکھتا ہو اس کے طلب کے درپے ہوتا ہے اور جس کو کسی چیز سے امید نہیں ہوتی ہے وہ اس سے بھاگتا ہے۔ آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ مومن مومن نہیں جب تک اس میں خوف اور امید نہ ہو اور خوف اور امید اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مگر جس وقت عمل کرے اس چیز کیلئے کہ جس سے ڈرتا ہے اور جس سے امید رکھتا ہے۔ رجاء اور خوف آدمی کو اطاعت اور عبادت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ان کا عاشق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عاشور کے دن شہدائے کربلا اس سخت جنگ میں بھی نماز کی فکر میں تھے۔

مجلس نمبر10

عقلی اعتبار سے روزہ واجب ہونے کی علت

ماہ رمضان کا روزہ انسان کو کھانے پینے اور باقی مفطرات ترک کرنے کی وجہ سے ملائکہ کے مشابہ قرار دیتا ہے اور روزہ قوتِ شہوت اور لذت کو ختم کرتا ہے۔ اور قوۃ عقلائی کو تقویت دیتا ہے اس لئے انسان ملائکہ کی شبیہ قرار پائے گا۔ چونکہ روزہ ایک مخفی امر ہے۔ اس میں اخلاص بہت زیادہ ہے۔ یہ صفائے عقل اور صفائے فکر کا موجب بنتا ہے اللہ کے معارف کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور وہ حالت انسان کے لئے سب سے اشرف حالت ہے۔ اس لئے عقل حکم لگاتی ہے کہ ایسے مقام کا حاصل کرنا واجب ہے کہ جس کے لئے بندوں کو خدا نے خلق فرمایا اور یہی علت خلق ہے۔ اور روزہ اس بلند مقام کے حاصل کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے نیز روایت میں وارد ہوا ہے: "اَلْجُوعُ سَحَابٌ تَمْطُرُ الْحِكْمَةَ" کہ بھوک ایک بادل ہے کہ جس سے حکمت کی بارش ہوتی ہے۔

نیز وارد ہوا ہے: "اَلْحِكْمَةُ لَا تَدْخُلُ جَوفاً مَلَأَ طَعَاماً" کہ حکمت اس پیٹ میں داخل نہیں ہوتی کہ جو طعام سے بھرا ہوا ہو اور حدیث قدسی میں ہے کہ خطاب ہوا: یا احمدؐ! بندہ میرے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جس وقت وہ بھوکا ہو۔ پس روزہ سبب بنتا ہے کہ علم اور حکمت کے چشمے اس کے دل میں جاری ہوں اور دین میں استقامت پیدا ہو اور استقامت کے ثمرات میسر آئیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ "سور فصلت نمبر 41 بے شک جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے یعنی اس کی واحدانیت کا اعتراف کرتے ہیں اور جو کچھ رسولؐ کے ذریعے آیا اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ نیز کسی صورت میں بھی اس سے منحرف نہیں ہوتے ہیں۔ مرتے دم تک قبر سے نکلتے وقت اور حساب کے وقت کہتے ہیں: اے مومن

!کہیں تمہیں خوف عارض نہ ہو جائے۔ کسی غم میں مبتلا نہ ہو یہ ہولناک عقاب اور خطرناک مقام ہے جس گناہ سے عذاب کا خوف رکھتے ہو اس سے غمگین نہ ہو جاؤ، ثواب کے جانے سے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا اور تمام گناہوں سے در گزر کرے گا اور تمہیں بشارت ہو اس بہشت کی کہ جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں کہ دنیا میں تم کو ہر قسم کی آفات سے تمہیں محفوظ رکھتے تھے۔ نیکی اور اصلاح کی ھدایت کرتے تھے۔ آخرت میں اور موت کے وقت شیطانی وسوسوں اور عقوبت کے شدائد سے، نیز جنت کے باغات میں پہنچانے میں ہم تمہاری حفاظت کرتے تھے اس بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جو کچھ تم چاہتے ہو قسم کی لذات اور قسم قسم کی کرامات کہ جو تمہارے ساتھ مخصوص ہیں کوئی شخص بھی اس میں تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کرے گا۔ اور جن لوگوں نے دین میں استقامت اور ظلم اور مصیبتوں کے مقابلے میں استقامت سے کام لیا ان کو یہ بلند مقامات ملیں گے۔

عبداللہ بن حذاقہ کی تاریخ کی طرف اشارہ

ان میں سے ایک عبداللہ بن حذاقہ ہے۔ رجال مامقانی میں کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن حذاقہ ابن قیس القرشی السہمی اصحاب رسول خدا میں سے ہے۔ اس نے حبشہ کی طرف ھجرت کی اور روایت میں ہے کہ رومیوں نے ان کو اسیر کیا اور ایک دیگ کہ تیل سے پر تھی اس تیل کے نیچے آگ جلائی گئی تھی اسیروں میں سے ایک ایک کو لایا گیا اور ان کے سامنے نصرانیت کو پیش کیا گیا کہ یا تو نصرانیت قبول کرلو یا یہ کہ اس کو جوش مارتے ہوئے تیل کے درمیاں بٹھا دیں گے۔ مگر اس شخص نے نصرانیت قبول نہ کی۔ اس کو ایک دیگ میں رکھا گیا فوراً اس کی ہڈی ایک دوسرے سے جدا ہو گئی اس کے بعد عبداللہ بن حذاقہ کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا اگر دین نصرانیت قبول نہ کرو گے تو تمہارا حال بھی یہی ہو گا جو تجھ سے پہلے شخص کا ہوا ہے۔ عبداللہ رونے لگے۔ ان سے کہا گیا کہ تم موت سے جزع فزع کرتے ہو تو عبداللہ نے کہا: خدا کی قسم میری جزع موت کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ میرا گریہ اس لئے ہے کہ میں فقط ایک جان کیوں رکھتا ہوں جو راہ خدا میں قربان کروں اس کیفیت کے ساتھ میں دوست رکھتا تھا کہ کاش بدن پر جتنے بال ہیں اتنی نہیں رکھتا اور ان کو راہ خدا میں قربان کرتا نصرانی ان کی اس بات پر متعجب ہوئے اور چاہا کہ ان کو آزاد کر دیں۔ ایک انصاری نے کہا آجاؤ میرے سر کو بوسہ دو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا ایسا کام ہرگز نہیں کروں گا۔ کہا: آجاؤ نصرانیت قبول کر لو میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور جو کچھ مال رکھتا ہوں اس کے دو حصے کروں گا اور آدھا تجھے دے دوں گا۔ عبداللہ نے قبول نہ کیا نصرانی نے کہا: ایک بوسہ میرے سر کو دو میں اسی آدمی مسلمانوں کے قیدیوں سے آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ

نے کہا اب میں اس کام کیلئے تیار ہوں۔ نصرانی کے سر کو بوسہ دیا اور مسلمانوں کے اسی قیدیوں کو آزاد کرایا۔ جب مدینہ آئے تو عمر نے عبداللہ کے سر کا بوسہ لیا اور رسول کے اصحاب جب کبھی عبداللہ کا مذاق اڑاتے تھے کہ ایک نصرانی کے سر کا بوسہ دیا ہے تو عبداللہ نے جواب دیا کہ میرے اس ایک بوسہ نے اسی 80 مسلمانوں کو آزاد کروا دیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی تاریخ کی طرف اشارہ

ان میں سے ایک محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ہے کہ اس کے باپ کا نام ابو حذیفہ مہشم تھا۔ جنگ بدر میں رسول خداؐ کی رکاب میں تھا لیکن رجال میں مجہول الحال قرار دیا گیا ہے اور اس کا جد عقبہ بن ربیعہ تھا جو جنگ بدر میں جہنم واصل ہوا اور محمد بن ابی واصل حذیفہ معاویہ بن ابی سفیان کے ماموں کا بیٹا تھا اور معاویہ محمد بن ابی حذیفہ کی پھوپھی کا لڑکا تھا اور رجال مامقانی میں اس کی حالات بتائے ہیں جب اس کا باپ قتل ہوا تو عثمان نے محمد کی کفالت کی۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا تو اس کے بعد مصر چلا گیا۔ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو حذیفہ شہید ہوا ہے۔ پس ان کا یہ کہنا کہ مجہول تھا درست نہیں ہے۔ خلاصہ رجال کشی کے نقل کے مطابق امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: اس کے تعریف کرنے والے انکار کرتے ہیں اس سے کہ اس نے خدا کی معصیت کی ہو۔ محمد بن الحنفیہ اور محمد بن ابی بکر و محمد بن حذیفہ و محمد بن جعفر اور کہتے ہیں محمد بن ابی حذیفہ حبشہ میں پیدا ہوئے رسول خداؐ کے زمانے میں اور ایک مدت تک امیر المؤمنینؑ کی طرف سے مصر کی ولایت رکھتے تھے جب عثمان نے کتاب خدا اور سنت کے خلاف کام کئے تو محمد نے مصر کے لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکایا جب امیر المومنینؑ شہید ہوئے تو معاویہ نے محمد کے خلاف کامیابی حاصل کی اور اس کو قید خانہ میں بند کر دیا۔ شیخ کشی رجال میں فرماتے ہیں کہ محمد بن حذیفہ امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھا اور حضرت کی طرف سے مصر کا عامل اور حاکم تھا اور بہترین مسلمانوں میں سے شمار ہوتا تھا۔ معاویہ نے اس کو پکڑ لیا اور چاہا کہ اس کو قتل کر دے۔ چونکہ یہ اس کے ماموں کا بیٹا تھا اس نے طمع کی کہ شاید یہ اس کے قریب کر دے اور اس کو فریب دے اس لئے اسی قید خانہ میں طوق و زنجیر میں مقید کر دیا ایک دن حاضرین سے کہا: نیکی یہ ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ دیوانہ کو حاضر کریں اور اس کو اس گمراہی کے راستے پر جانے کی وجہ سے ملامت کریں اور اس کو اس چیز سے روکیں اور حکم دیں کہ ہمارے ساتھ ہو جائے اور علی ابن ابی طالبؑ پر سب کرے۔ پس کسی کو بھیجا تا کہ اس کو قید خانہ سے نکال کر مجلس میں حاضر کرے۔ اس کو حاضر کیا گیا۔ معاویہ نے کہا: محمد بن ابی حذیفہ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم باز آ جاؤ اس ضلالت اور گمراہی کہ علی ابن ابی طالبؑ کہ جھوٹ بولنے والا ہے اس کی مدد نہ کرو۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ عثمان مظلوم مارا گیا۔ عائشہ، طلحہ اور زبیر اس کا خون کے

طلب کرنے کے لئے باہر نکلے تو علیؑ نے خفیہ تدبیر سے ان کو ھلاک کروادیا اور آج ہم ان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں۔

محمد بن ابی حذیفہ نے جب یہ خرافات سنی فرمایا اے معاویہ تو جانتا ہے کہ میں تمام لوگوں سے رحم اور رشتہ داری کے اعتبار سے تیرے زیادہ نزدیک ہوں اور میں سب سے زیادہ تجھے جانتا ہوں۔ معاویہ نے کہا: ایسا ہی ہے۔ محمد نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کسی کو کہ قتل عثمان میں شریک ہو جیسا کہ تو عثمان کے خون میں شریک ہے۔ میں محرک اور موسس اس کے قتل میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا کہ جس وقت تجھے اور تیرے جیسوں کو شہروں کی حکومت ملی تو تو نے ظلم اور ستم کی انتہا کر دی۔ مہاجر اور انصار تیرے معزول ہونے کے خواستگار ہوئے ان کی بات نہیں مانی گئی۔ انہوں نے ناچار اس کے قتل میں تمہارا ساتھ دیا۔ جیسا کہ تم نے سنا اور جان لیا خدا کی قسم عثمان کے قتل میں کوئی شریک نہیں تھا مگر طلحہ زبیر اور عائشہ نے اس بلاء کو عثمان پر وارد کیا اور لوگوں کو اس کے خلاف آمادہ کیا اسی طرح عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود عمار اور انصار عثمان کے قتل میں سب اکٹھے ہو گئے اور تم ان واقعات کو جانتے ہو اور میں نے پہلے دن سے تمہیں پہچانا ہے۔ تم جاہلیت اور اسلام میں ایک راستہ پر چلے اور اسلام کا اثر تم پر نہیں ہوا اس سے واضح کوئی دلیل نہیں؟ تم مجھے علیؑ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔ اسی علیؑ کی رکاب میں مہاجر اور انصار میں سے وہ لوگ تھے کہ جو رات کو عبادت کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے جبکہ تم منافقین کی اولاد ہو۔ تم نے ان کے دین کو دھوکہ دیتے ہیں جس طرح یہ لوگ تمہاری دنیا میں دھوکہ دیا خدا کی قسم اے معاویہ! پوشیدہ نہیں تم پر اور ان پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جو کچھ وہ کر چکے اور کبھی اپنے نفس کی طرف رجوع کریں۔ وہ جانتے ہیں کہ کیا کیا۔ البتہ اللہ تعالیٰ تمہارے کردار پر غضبناک ہے اور میں جب تک زندہ ہوں علیؑ کا دوست دار رہوں گا۔ چونکہ ان کے ساتھ دوستی میں خدا اور رسولؐ کی خوشنودی ہے۔ نیز جب تک زندہ ہوں تجھے خدا اور رسولؐ کی رضا میں دشمن رکھوں گا جب بات یہاں تک پہنچی تو معاویہ نے کہا اسی گمراہی پر باقی رہو۔ پس حکم دیا کہ اس کو دوبارہ قید خانہ میں لے جاؤ۔ وہ اسی قید خانہ میں پڑا رہا یہاں تک اس کی وفات ہوئی۔ بعض نے لکھا ہے کہ قید خانہ سے فرار کیا بالآخر اس کو پکڑا گیا اور اس کو شہید کر دیا گیا رضوان اللہ علیہ۔

ان بزرگان میں سے ایک محمد بن ابی عمیر بھی ہے

اس کی کنیت ابو احمد اور باپ کا نام عیسیٰ تھا۔ اصحاب کا اتفاق ہے جس کو وہ صحیح قرار دے وہ صحیح ہے۔ اس کی سند کی بجائے اس کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور یہ حضرت موسیٰ بن جعفر حضرت رضا اور حضرت جواد کے اصحاب میں سے تھے۔ ابن داؤد کے قول کے مطابق امام صادقؑ کے زمانے کو بھی درک کیا اور 217ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

تقریباً 87 سال اس دنیا میں زندگی بسر کی اور اس کو ھارون رشید کے سامنے ایک سو بیس تازیانے سندی بن شاھک نے
مارے تا کہ اسکے سامنے شیعوں کا تعارف کرے۔ فضل بن شاذان کہتا ہے میں نے ابن ابی عمیر سے سنا کہ فرماتے تھے:
جب مجھے سو تازیانے مارے گئے اور ھلاک ہونے کے قریب تھا تو نزدیک تھا کہ میں ان کو شیعوں کا نام بتادوں۔ اچانک
محمد بن یونس بن عبدالرحمن کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ کہا یَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی عُمَیْرٍ اُذْكُرْ مَوْقِفَكَ بَيْنَ
یَدَیِ اللّٰہِ اپنا موقف خدا کے سامنے ذکر کرو۔ پس میں نے اپنا دل قوی کیا اور ان شدائد پر صبر کیا اور ان کو نام نہ بتائے۔
ابن ابی عمیر کو قید رکھا گیا۔ پھر ایک لاکھ اکیس ہزار درہم ان سے لیکر ان کو آزاد کیا گیا۔ 94 تصیفات ان سے نقل کی گئی
ہیں لیکن جس زمانے میں وہ قید تھے ان کی بہن نے ڈر کی وجہ سے ان کی کتابوں کو دفن کر دیا اور وہ سب ضائع ہو گئیں۔
اسکے بعد ابن ابی عمیر زبانی لوگوں کو حدیث بیان کرتے تھے۔ وَكَانَ اَوْثَقُ النَّاسِ عِنْدَ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ۔ سنی اور
شیعہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل وثوق تھے ورع تقویٰ اور عبات میں یگانہ زماں تھے ابو محمد فضل بن
شاذان کہتا ہے میں عراق میں داخل ہوا تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھی پر عتاب کرتا تھا کہ تو صاحب عیال ہے۔ اور
تو کمائی کا محتاج ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سجدہ میں طول دینے کی وجہ سے تمہاری آنکھیں ضائع ہو جائیں۔ اس شخص نے
جواب میں کہا: مجھ پر عتاب بہت زیادہ کیا: تجھ پر افسوس ہو اگر طویل سجدہ کی وجہ سے آنکھیں ضائع ہو جاتیں تو پھر محمد بن
ابی عمیر کی آنکھیں اب تک ضائع ہو چکی ہوتیں کہ نماز صبح کے بعد سجدہ کرتے تھے اور زوال تک سر نہیں اٹھاتے تھے۔
مامقانی نے اپنی رجال میں ذریح محاربی کے حالات میں شیخ صدوقؒ اور شیخ مفیدؒ سے سند کے ساتھ حدیث بیان کی کہ محمد
بن ابی عمیر ایک کپڑا فروش شخص تھا کسی سے پیسے لینے کی وجہ سے فقیر ہو گیا تھا۔ اس نے بارہ ہزار درہم ایک شخص سے لینے
تھے اس شخص نے جب ابن ابی عمیر کو بہت زیادہ محتاج دیکھا تو اس نے اپنا مکان بیچا اور اس کی قیمت لے کر ابن ابی عمیر
کے پاس آیا اس نے کہا کہ یہ مال تم کہاں سے لائے ہو؟ کیا تمہیں میراث میں ملا ہے یا کسی نے تجھ کو ھبہ کیا تھا۔ کہا ان
میں سے کوئی بھی نہیں ہے بلکہ میں نے اپنا رہائش کا مکان بیچا ہے تا کہ تیرا قرض ادا کروں۔ ابن ابی عمیر نے کہا: میں اب
ایک درہم کا محتاج ہوں لیکن یہ ایک درھم اس مال سے قبول نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ ذریح محاربی نے امام صادقؑ سے
مجھے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: لَا یَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنْ مَسْقَطِ رَاسِهٖ بِالدَّیْنِ کوئی شخص اپنے مکان کو بیچ کر
قرض ادا نہ کرے۔ اس قیمت کو لے لو میں قبول نہیں کروں گا۔ محمد بن ابی عمیر کی نظیر میثم بن یحییٰ تمار عمرو بن حمق حجر بن
عدی رشید ھجری بھی ہیں کہ انہوں نے دین میں استقامت سے کام لیا اور انہوں نے اپنی جان کو دین کے لئے قربان کیا۔

مجلس نمبر11

روزہ کے شرعی طور پر واجب ہونے کی علت

شیخ صدوقؒ علل الشرائع اور عیون اخبار الرضا میں سند کے ساتھ فضل بن شاذان سے اور اس نے امام رضاؑ سے، حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: آج روزہ اس لئے ہے کہ جان لو بھوک اور پیاس کے درد کو تا کہ اس کی وجہ سے قیامت کے دن کی بھوک اور پیاس کو یاد کر لو۔ یہاں تک کہ خضوع اور خشوع کرو۔ اور روزہ داروں معرفت خدا اور بھوک اور پیاس پر صبر کرنے پر اجر دیا جائے گا۔ اور شہوات سے اپنے آپ کو روکنا یہ ایک واعظ کی مانند ہے اور دنیا میں اور قیامت کی سعادت کی دلیل ہے دوسرا یہ کہ اس کی وجہ سے اس کے دل میں فقراء اور مساکین کا درد ہو گا اور فقراء کے حقوق کو اپنے اموال سے ادا کرے گا۔ ایک اور سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ روزہ واجب ہونے کی علت یہ ہے کہ امیر اور غنی یکساں ہو جائیں۔ چونکہ غنی جو کچھ چاہتا ہے اس کیلئے حاضر ہے اسی وجہ سے خدا نے چاہا کہ امیر بھی بھوک اور پیاس کے درد کو چکھے تا کہ فقراء پر رحم کرے۔ حدیث نبویؐ میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے کہا: اے محمدؐ! یہ بتاؤ کہ تمہاری امت میں تیس روزے کیوں واجب کئے گئے ہیں حالانکہ دوسری امتوں میں اس سے زیادہ واجب ہیں؟ رسول خداؐ نے فرمایا: چونکہ آدم نے شجرہ منہیہ سے تناول کیا تھا۔ اس کا اثر ان کے شکم میں تیس روز تک باقی رہا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر واجب کر دیا کہ تیس روز تک بھوک اور پیاس کو برداشت کریں اور جو کچھ رات کو کھاتے ہیں یہ تو اللہ کا فضل ہے اور انہی تیس روزوں کو میری امت پر واجب کیا ہے۔ اس کے بعد آیہ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کی تلاوت کی۔ یہودی نے کہا تم نے سچ کہا ہے اے محمدؐ اب یہ بتاؤ کہ اس روزہ کے رکھنے کی جزا کیا ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: کوئی مومن بھی ماہ رمضان میں روزہ نہیں رکھے گا مگر یہ کہ اس کو سات خصلتیں دی جائیں گی۔ اول حرام اس کے بدن سے پگھل کر پانی ہو جائے گا۔ دوسرے خدا کی رحمت کے نزدیک ہو گا۔ تیسرے آدم ابو البشرؑ کی خطا کا کفارہ ہو گا۔ چوتھے موت کی جان کنی اس کے لئے آسان ہو گی۔ پانچویں قیامت کی

بھوک اور پیاس سے محفوظ ہوگا یعنی قیامت کے دن جب لوگ محشر میں پیاس سے فریاد کریں گے اس وقت سیراب ہوگا ۔ چھٹے اس کو جہنم کی آگ سے آزادی ہوگی۔ ساتویں اس کو بہشت کی نعمتیں ملیں گی۔ یہودی نے کہا یا رسول اللہؐ آپ نے سچ کہا ہے۔ سابق عناوین میں ہم نے زیادہ کھانے کے مفاسد کو بیان کیا جب حلال مال کھائے اب اگر حرام مال سے شکم پری کی تو کیا حالت ہوگی۔ ابواب الجنان میں فاضل قزوینی حدیث نبوی میں فرماتے ہیں: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ سُحْتٍ اَلنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ"۔ یعنی وہ شخص بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ کہ جس کا گوشت حرام سے اگا ہو ایسے شخص کے لئے جہنم کی آگ زیادہ سزاوار ہے۔ اسی میں معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ سے سوال کیا اس آیہ کی تفسیر کے بارے میں: يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ تو آنحضرت نے فرمایا: ایک عجیب امر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا میری امت سے دس قسم کے لوگ قیامت میں محشور ہوں گے اور ان مؤمنین سے جدا ہوں گے یعنی الگ نظر آئیں گے۔ بعض بندر کی شکل میں ہوں گے اور بعض خنزیر کی شکل میں بعض نابیناؤں کی شکل میں بعض بہروں کی شکل میں اور بعض گونگوں کی شکل میں اور بعض اپنی زبان کو چباتے ہوں گے اور زبانیں ان کے سینوں پر لٹکی ہوں گی اور میل اور کچیل ان کے منہ سے نکل رہا ہوگا۔ اھل محشر انہیں ناپسند کریں گے۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔ اس وقت حضرت نے ہر ایک کو بیان کیا یعنی فرمایا: یہ کس سبب سے ایسے ہوئے ہیں۔ ایک جماعت خنزیر کی شکل میں ہوں گے یہ وہ ہوں گے کہ جنہوں نے حرام کھایا۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا کہ کل قیامت کے دن ایک جماعت کو لے آئیں گے ان کی نیکیاں زیادہ ہونے کی وجہ سے تہامہ کے پہاڑوں کی طرح ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ھباءً منثور کرے گا اور ان کو آگ لگا دے گا۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ جماعت کونسی ہوگی حضرت نے فرمایا یہ لوگ نماز پڑھنے والے ہوں گے، لیکن کوئی حرام مل جائے تو اس سے نہیں بچیں گے اور اس کو کھالیں گے۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ يَرْفَعُ يَدَهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُهُ حَرَامٌ فَكَيْفَ يُسْتَجَابُ لَهُ وَ هٰذِهٖ حَالُهُ۔ جب بندہ اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھاتا ہے اور اپنے مطلب کا سوال خدا سے کرتا ہے حالانکہ اس کی غذا اور لباس حرام ہو اور رضا الٰہی کے موافق نہ ہو تو اس حالت میں کس طرح اس کی دعا قبول ہوگی؟!۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا: جو بھی ایک لقمہ حرام کا کھالے چالیس روز تک اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

عدۃ الداعی سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں

کہ میری دعا قبول ہو آنحضرت نے فرمایا غذا کو پاکیزہ قرار دو اور اپنے شکم میں حرام داخل نہ کرو۔ داؤد نبیؑ سے منقول ہے کہ اپنے موعظہ میں فرمایا: یَا بَنِی اِسْرَائِیلَ لَا تَدْخُلُ اَفْوَاهَکُمْ اِلَّا طَیِّبٌ وَلَا یَخْرُجُ اِلَّا طَیِّبٌ "۔ یعنی تمہارے منہ میں پاکیزہ اور حلال غذا جائے اور تمہارے منہ سے نہ نکلے مگر اچھی بات۔ اسی موعظہ میں ہے کہ ایک شخص نے رسول خداؐ سے پوچھا کہ مومن کو کس صفت کے ساتھ پہچانا جائے آنحضرت نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ جب صبح کرے تو اپنی روٹی کے بارے میں غور کرے کہ کہاں سے کماتا ہے اور اپنی معیشت میں دیکھے کہ وہ مال حرام سے آلودہ نہ ہو۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ شکم کا حق تم پر یہ ہے کہ اس کو حرام لقمہ کا ظرف قرار نہ دو ضرورت سے زیادہ کھانا نہ کھاؤ حدیث قدسی میں آیا ہے:

یَا اَحْمَدُ اِنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ فَاِذَا طَیَّبْتَ مَطْعَمَکَ وَ مَشْرَبَکَ فَاَنْتَ فِی حِفْظِی وَ کَنَفِی "۔ یعنی اے محمدؐ! عبادت کے لئے دس جزء ہیں ان میں سے نو جز رزق حلال کے طلب کرنے میں ہے۔ چنانچہ جب تم اپنے طعام کو حرام سے پاک کر دو تو تم کو اپنی حمایت میں لیتا ہوں اور مکر و عداوت شیطان اور جہنم کے عذاب سے تمہاری حفاظت کروں گا امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ نمازیں اور روزے کم رکھتا ہوں لیکن میری کوشش ہے کہ حرام نہ کھاؤں۔ حضرت نے فرمایا: خدا کی بندگی میں اس سے بہتر کونسی بات ہے کہ انسان اپنے شکم اور فرج کو حرام سے بچالے اور عدۃ الداعی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حرام لقمہ کا ترک کرنا خدا کے نزدیک دو ہزار رکعت مستحب نماز سے بہتر ہے۔ معراج السعادہ میں رسول خداؐ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ جو بھی چالیس روز حلال غذا تناول کرے خدا وند متعال اس کے دل کو روشن کرتا ہے اور حکمت کے چشموں کو اس کے دل میں جاری کر دیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں حرام مال کا کھانا دنیا سے محبت اور لالچی ہونے کا نتیجہ ہے اور وہ سخت ترین مہلکات میں سے ہے۔

نیز سعادت تک پہنچنے کیلئے سب سے بڑا مانع ہے۔ اور اکثر لوگ کہ جو فیوضات اور سعادات سے محروم ہوئے وہ حرام کھانے کی وجہ سے ہوئے، جس سے توفیق کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اور حرام مال کھانا سب سے بڑا حجاب ہے کہ بندوں کو ابرار کے درجہ پر پہنچنے سے مانع ہوتا ہے حرام کھانے والے کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور انسان کا نفس اس کی وجہ سے ھلاکت اور ضلالت کے سب سے نیچے طبقے تک پہنچ جاتا ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں بارش کے پانی اور بیابان کی گھاس کے علاوہ حلال نہیں پایا جاتا۔

اس کے علاہ جو بھی دیکھیں گے وہ حرام ہوگا جیسے ربا اور غصبی مال فاسد معاملات کی وجہ سے کہ جس نے سارے بازار کو گھیر لیا ہے۔کی حرفت اور صنعت کی وجہ سے بھی حرام ہے۔ جیسے داڑھی منڈانے کی اجرت، غناء کی کمائی یا ناچنا، سینما بنانا، قسمت آزمائی (لاٹری) یا مجسمہ فروشی، جس قسم کی بھی ہو حرام ہے۔قمار کے آلات یا معاملات میں دھوکہ دینے کی وجہ سے یا کم فروشی۔آج کل لوگ گوسفند کے بیضتین کو بیچتے ہیں جبکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔اس کے باوجود آزادانہ خرید وفروخت کرتے ہیں اور لوگ کھاتے ہیں انہیں جبکہ کوئی بھی ان کو روکنے کی جرأت نہیں کرتا۔آہ آہ افسوس جہاں شراب آزادی کے ساتھ خرید وفروخت ہوتی ہو باقی چیزوں کا کیا پوچھنا۔کوئی درہم (پیسہ) نہیں ہے مگر یہ کہ پے در پے غاصبین کے ہاتھ اس تک پہنچے ہوئے ہیں۔زیادہ تر پانی اور زمین غصبی ہیں۔

اکثر حیوانات لوٹ مار کے ہیں اس صورت میں کس طرح حلال غذا حاصل کی جاسکتی ہے۔بہت سے تاجر ایسے ہیں کہ جن کا معاملہ ظالموں اور دشمنوں کے ساتھ ہے ان کا مال ظالم حاکم اور بادشاہوں کے مال کے ساتھ مخلوط ہے۔یہی وجہ ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ: ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤمِنِ اَهْوَنُ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلِّهِ۔تلوار کی ضرب مومن پر حلال درھم کے حاصل کرنے سے آسان ہوگی۔

ذکر کیا گیا ہے کہ مہدی عباسی نے شریک بن عبداللہ کو طلب کیا اور کہا کہ بغداد کی قضاوت کو قبول کریں۔انہوں نے کہا مجھے اس کام سے معاف رکھیں۔کہا: میرے دو فرزند ہیں ھادی اور ہارون ان کو علم اور ادب سکھاؤ کہا کہ اس سے بھی معاف رکھیں۔کہا: پس آج ہمارے مہمان رہیں۔کہا کوئی حرج نہیں۔جب قسم قسم کے کھانے دسترخوان پر حاضر کئے گئے اور شریک غذا کھانے میں مشغول ہوئے تو مہدی عباسی کے غلام نے کہا: یہ شیخ اس غذا کے کھانے کے بعد رستگار نہیں ہوگا۔اس لئے بغداد کی قضاوت کو قبول کیا اور ھادی اور ھارون کا استاد بھی بنا۔اور رسول خدا سے مروی ہے کہ فرمایا: حَلَالٌ بَيِّنٌ وَ حَرَامٌ بَيِّنٌ وَ شُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَالِكَ فَمَنْ تَرَكَ الشُّبُهَاتِ نَجى مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ وَ مَنْ اِرْتَكَبَ الشُّبُهَاتِ وَ قَعَ فِي الْحَرَامِ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ" حلال آشکار اور واضح حرام کہ جس کا حکم واضح ہے لیکن شبہ کا مال اگر اس کو ترک کرے تو حرام میں واقع نہیں ہوگا۔اگر اس کا مرتکب ہوا اور تناول کیا تو حرام میں واقع ہو جائے گا ایسی جگہ سے کہ جہاں اس کو خود سے معلوم نہیں ہوگا۔

حضرت امیر المؤمنینؑ کے خطوط میں سے ایک خط ہے کہ عثمان بن حنیف کو لکھا جس وقت وہ حضرت کی طرف سے بصرہ کا والی تھا جس میں فرمایا: حنیف کے بیٹے! مجھے خبر پہنچی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک جوان نے تجھ سے

وعدہ لیا کہ اس کی دعوت میں شریک ہو گے۔ جس میں صرف امیر لوگوں کو دعوت دی جائے گی اور تو نے اس کو قبول کیا ہے۔ قسم قسم کے کھانے تمہارے سامنے پیش کئے گئے اور تم نے تناول کئے۔ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ تم ان کے مہمانی کو قبول کرو گے جس میں امراء کو دعوت دی جائے اور فقراء کو قریب نہ آنے دیا جائے۔

اب تمہارے اوپر ہے کہ غور کرلو اور جو کچھ حلال ہے اس کو کھالو اور جس کے حلال ہونے کو معلوم نہ ہو اپنے منہ سے نکالو۔ تم اپنے امام کی اقتداء کرو اور اس کے علم کے نور سے فائدہ اٹھاؤ میں جو تمہارا امام ہوں اس دنیا میں پرانے کپڑے پر اکتفا کیا اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کی۔ تم میں یہ استطاعت تو نہیں ہے۔ لیکن میری مدد کرو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ حضرت سید الشہداؑ ایک خطبہ میں پڑھا۔ جب عمر سعد کے لشکر کے مقابلہ میں فرمایا: اے لشکر امیہ! تم نے عدل اور انصاف کے راستے کو نہیں اپنایا۔ صرف تمہارا طمع ان سے یہ ہے کہ حرام مال تمہارے ہاتھ میں آجائے اور اپنی زندگی کو اس کے ساتھ مرتب کرو۔ اس لئے اس (یزید) کا ساتھ دیا اور نواسہ رسولؐ کے خون کو بہایا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اُجْزَ بِہٖ۔ محقق سبزواری اسرار الحکم میں فرماتے ہیں: اجزی منی بر مجہول ہے یعنی فعل مجہول ہے تاکہ حدیث قدسی کی طرح ہوجائے۔ مَنْ قَتَلَهٗ فَعَلَیَّ دِیَةٌ۔ یہ صوفیہ کے مجہولات میں سے ہے۔ اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے میں نے کتاب کشف الاشتباہ میں صوفی کی غلطیوں کے عنوان کے تحت اس حدیث کے جعلی ہونے کو بیان کیا ہے۔ خلاصہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے": الصوم لی۔" یہ اضافہ اضافہ تشریفیہ ہے کہ روزے کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔ حالانکہ تمام عبادات خدا کیلئے ہیں۔ چونکہ صوم کا معنی رکنا ہے اور شہوات کو ترک کرنا ہے یہ پوشیدہ چیز ہے ظاہری نہیں ہے مخلوق کے دیکھنے کی چیز نہیں ہے جیسے باقی اعمال اور اس میں خالص خلوص ہے۔ اس لئے روایت میں وارد ہے کہ دنیا کا کمال انسان کے ساتھ ہے اور انسان کا کمال روح کے ساتھ ہے اور روح کا کمال عقل کے ساتھ ہے اور عقل کا کمال عمل کے ساتھ ہے اور عمل کا کمال اخلاص کے ساتھ ہے مغز عبادت اور لب عبادت اخلاص ہے اگر اخلاص نہ ہو تو عبادات چھلکے کی مانند ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے: مَنْ اَخْلَصَ عَمَلَهٗ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَةِ فِیْ قَلْبِهٖ وَ مِنْ قَلْبِهٖ جَرَتْ عَلٰی لِسَانِهٖ جو بھی اپنے عمل کو خدا کے لئے چالیس روز تک خالص بنائے تو حکمت کے چشمے اس کے دل اور زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔ ریا کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خدا کی اطاعت کرے اس قصد سے کہ لوگ دیکھیں اور سنیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مکاری سے نیک اور پرہیزگار بننے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور یہ نیت قصد قربت اور

اخلاص کے منافی ہے اور اخلاص صحت عبادت کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ آیات اور اخبار اس قسم کی اطاعت کی مذمت میں بہت زیادہ ہیں۔ خداوند متعال سورہ ماعون میں فرماتا ہے: فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ۔ وائے ہو ایسے نماز پڑھنے والوں پر کہ جو فراموش کرنے والے اور غافل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے عمل کو دکھاوے کیلئے کرتے ہیں وہ یہ اطاعت تعریف یا کسی اور فائدہ کے لئے کرتے ہیں یا دنیوی فائدہ کیلئے کرتے ہیں۔ اور سورہ کہف میں فرمان ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا "۔ جو امید رکھتا ہے اپنے پروردگار سے ثواب کی تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ امام صادقؑ سے کافی میں جو کلینیؒ نے نقل کیا ہے کہ ہے: اَلرَّجُلُ يَعْمَلُ شَيْئاً مِنَ الثَّوَابِ یا يَطْلُبُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ اِنَّمَا يَطْلُبُ بِهِ تَزْكِيَةَ النَّاسِ وَ يَشْتَهِى اَنْ يَسْمَعَ بِهِ النَّاسُ فَهٰذَا الَّذِى اَشْرَكَ لِعِبَادَةِ رَبِّهِ احداً۔ ایک آدمی اطاعت کرتا ہے اور اس سے رضائے الٰہی مطلوب نہیں ہوتی۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیک اور صالح جانیں اس کی اطاعت کی شہرت سنیں کہ یہ شخص وہ ہے (جو اتنا عبادت گزار ہے)۔ پس خدا کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ ابواب الجنان میں عدۃ الداعی سے خبر نبوی میں مرقوم ہے: مَن صلّى صلوة يرائى بها فقد اشرك "یعنی جو نماز پڑھے یہ دکھاوے کے لئے، بے شک اس نے خدا کا شریک قرار دیا۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِتَّقُوا الشِّرْكَ الْاَصْغَرَ "۔ شرک اصغر سے ڈرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے فرمایا: ریاء۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُم الشِّرْكُ الْاَصْغَر سب سے زیادہ تمہارے بارے میں جس سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ عرض کیا گیا شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ریا ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِيَّاكُمْ وَالشِّرْكَ و الشرك الرانَّ الشِّرْكَ اَخْفَى فِى اُمَّتِى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِى لَيْلَةٍ ظَلْمَاء "یعنی دور ہو جاؤ اور پرہیز کرو پوشیدہ شرک سے۔ یہ شرک خفی زیادہ پوشیدہ ہے میری امت میں اس چیونٹی کی چال سے کہ جو نرم پتھر پر رات کی تاریکی میں چلتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خود اپنے حال پر بھی پوشیدہ ہوتا ہے اور آسانی سے اس کو درک نہیں کیا جا سکتا۔ بسا اوقات کوئی شخص اپنے اندر عمل خالص کا اعتقاد رکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو بلند درجات کو درک کرنے والا سمجھتا ہے جب اس کی آنکھوں سے پردے ہٹا دئے جائیں تو اسے علم ہوتا ہے کہ وہ خالی ہاتھ ہے۔ اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اور امالی شیخ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اِنَّ الْمُرَائِى يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَرْبَعَةِ اَسْمَاءٍ يَا كَافِرُ يَا فَاجِرُ يا

غَادِرُ یَا خَاسِرُ حَبَطَ عَمَلُكَ وَ بَطَلَ اَجْرُكَ وَلَا خَلَاقَ لَكَ الْيَوْمَ فَالْتَمِس اَجْرَكَ مِمَّنْ كُنْتَ تَعْمَلُ

" کہ ریا کرنے والے کو قیامت کے دن چار ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔اے کافر! اے بے دین، اے منکر نعمت الٰہی، اے فاجر اے فاسق جھوٹ بولنے والا، اے غادر، اے حیلہ باز، اور مکار، اے خاسر (اے نقصان اٹھانے والے) تمہارا عمل فاسد ہے۔تمہارا اجر باطل ہوا تمہارے لئے آج کوئی ثواب نہیں ہے۔اپنے اجر کو اس شخص سے مانگو کہ جس کے لئے تم نے عمل کیا تھا۔معراج السعادہ میں ہے کہ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو بھی کوئی عمل انجام دے اور میرے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک قرار دے اس کا تمام عمل ضائع ہوگا اور میں اس عمل سے بیزار ہوں۔نیز آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کسی کے ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جس عمل میں ذرا برابر ریا ہو۔

نیز روایت میں ہے کہ ایک دن رسول خداؐ بہت زیادہ روئے۔عرض کیا گیا کس چیز نے آپ کو رلا دیا ہے۔فرمایا: میں اپنی امت میں شرک کے بارے میں ڈرا اور جان لو اور آگاہ ہو جاؤ یہ کسی بت کی پرستش نہیں کریں گے نہ سورج اور چاند کی نہ کسی پتھر کی لیکن یہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا باطن خبیث ہوگا البتہ ظاہری اعتبار سے نیک دکھائی دیں گے۔دنیا میں طمع کی وجہ سے اور اس سے پروردگار کی طرف ثواب نہیں چاہیں گے یہ لوگ دنیاوی ہیں اور ان کے دل میں خوف خدا نہیں ہے۔خدا کا عذاب ان کو گھیر لے گا پس وہ خدا کو پکاریں گے جیسے کوئی غرق ہو رہا ہو اور ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔عدۃ الداعی سے حکایت کی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان کو خلق کرنے سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر آسمان پر ایک فرشتہ کو موکل فرمایا اور آسمان کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک فرشتہ کو موکل فرمایا۔

پس فرشتے اعمال کو حفظ کرنے اور ضبط کرنے والے ہیں اور بندے کے عمل کو اوپر لے جاتے ہیں کہ جو روزہ، نماز فقہ، اجتہاد اور تقویٰ پر مشتمل ہے۔اور اس کی آواز ایسی ہوگی جیسے رعدہ برق کی آواز ہوتی ہے۔اس کے ساتھ روشنی ہوگی جیسے سورج کی روشنی ہوتی ہے۔اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوں گے پس حفظہ ان فرشتوں کے ساتھ جائیں گے اور آسمانوں سے گزریں گے یہاں تک کہ اس فرشتے کے پاس پہنچے گے کہ جو ساتویں آسمان پر موکل ہے وہ فرشتہ کہے گا جو عمل بھی خدا کے لئے نہ ہو وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرتا ہے واپس ہو جاؤ اور اس کے صاحب پر مارو۔کیونکہ اس صاحب عمل کا مقصود خدا نہیں تھا بلکہ اس سے مقصد یہ تھا کہ امراء کے نزدیک بلند مرتبہ ہو جاؤں اور مجالس میں اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی شہرت شہروں میں منتشر ہو جائے۔

مجلس نمبر 12

"اَلصَّوْمُ لِیْ" کے معنی کے بارے میں

حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اجزی" محقق سبزواری اسرارالحکم میں فرماتے ہیں اجزی مبنی برمجہول ہے۔ یعنی فعل مجہول ہے تا کہ حدیث قدسی کی طرح ہو جائے "مَنْ قَتَلْتُهُ فَعَلَیَّ دِیَتُهُ" میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حدیث "من قتلته فعلی دیته" صوفیہ کے مجعولات میں سے ہے اس کی کوئی اصل وبنیاد نہیں ہے میں نے کتاب کشف الاشتباہ میں صوفی کی غلطیوں کے عنوان کے تحت اس حدیث کے جعلی ہونے کو بیان کیا ہے۔ اور وہ کتاب چھپ چکی ہے۔

خلاصہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَلصَّوْمُ لِی" یہ اضافہ اضافہ تشریفیہ ہے کہ روزے کو اپنی طرف نسبت دی ہے حالانکہ تمام عبادات خدا کے لئے ہے چونکہ صوم کا معنی رکنا ہے اور شہوات کو ترک کرنا ہے یہ پوشیدہ چیز ہے ظاہری نہیں ہے مخلوق کے دیکھنے کی چیز نہیں ہے جیسے باقی اعمال اور اس میں خالص خلوص ہے۔ اس لئے روایت میں وارد ہے کہ دنیا کا کمال انسان کے ساتھ ہے اور انسان کا کمال روح کے ساتھ ہے اور روح کا کمال عقل کے ساتھ ہے اور عقل کا کمال علم کے ساتھ ہے اور علم کا کمال عمل کے ساتھ ہے اور عمل کا کمال اخلاص کے ساتھ ہے مغز عبادت اور لب عبادت اخلاص ہے اگر اخلاص نہ ہو تو سب عبادات چھلکے کی مانند ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے: مَنْ اَخْلَصَ عَمَلَهُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَةِ فِیْ قَلْبِهِ وَمِنْ قَلْبِهِ جَرَتْ عَلٰی لِسَانِهِ "جو بھی اپنے عمل کو خدا کے لئے خالص بنائے چالیس روز تک تو حکمت کے چشمے اس کے دل اور زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

ریا اور سمعت کی حرمت اور اس کے مفاسد

ریاء کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خدا کی اطاعت کرے اس قصد سے کہ لوگ دیکھیں۔ سمعت کا مطلب یہ ہے کہ مکاری سے نیک اور پرہیز گار بننے کے لئے اپنے نیک کام لوگوں کو سنائے اور یہ نیت قصد قربت اور اخلاص کے منافی ہے اور اخلاص صحت عبادت کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔

آیات اور اخبار اس قسم کی اطاعت کی مذمت میں بہت زیادہ ہیں خداوند متعال سورہ ماعون میں فرماتا ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآئُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ" وائے نماز پڑھنے والوں پر کہ جو فراموش کرنے والے اور غافل ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے عمل کو دکھاوے کے لئے کرتے ہیں یعنی وہ اس اطاعت کو تعریف کرنے یا کسی اور فائدہ کے لئے کرتے ہیں یا دینوی فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ اور سورہ کہف میں فرماتے ہیں: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا۔" جو امید رکھتا ہے اپنے پروردگار سے ثواب کی تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کتاب کافی میں جو "کلینیؒ" کی ہے: اَلرَّجُلُ يَعْمَلُ شَيْئًا مِنَ الثَّوَابِ لَا يَطْلُبُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِنَّمَا يَطْلُبُ بِهٖ تَزْكِيَةَ النَّاسِ وَيَشْتَهِيْ اَنْ يَسْمَعَ بِهِ النَّاسُ فَهٰذَا الَّذِيْ اَشْرَكَ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا۔" ایک آدمی اطاعت کرتا ہے اور اس سے رضاء الٰہی مطلوب نہیں ہے یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیک اور صالح جانیں اس کی اطاعت کی شہرت سنیں کہ یہ شخص وہ ہے جو اتنا عبادت گزار ہے پس اس نے خدا کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔

ابواب الجنان میں عدۃ الداعیؒ سے خبر نبوی میں فرماتے ہیں: مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً يُرَائِيْ بِهَا فَقَدْ اَشْرَكَ۔" یعنی جو نماز پڑھ لے یہ دکھاوے کے لئے ہو بے شک اس نے خدا کا شریک قرار دیا۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِتَّقُوا الشِّرْكَ الْاَصْغَرَ" شرک اصغر سے ڈرو عرض کیا یا رسول اللہؐ شرک اصغر کونسا ہے فرمایا ریاء ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ" سب سے زیادہ خوف تمہارے بارے میں کہ جس سے زیادہ ڈرتا ہوں شرک اصغر ہے عرض کیا شرک اصغر کونسا ہے فرمایا وہ ریاء ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: اِيَّاكُمْ واشرك والشرّ فَاِنَّ الشِّرْكَ اَخْفٰى فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلٰى

الصَّفَا فِی لَیْلَۃٍ ظَلْمَاءَ ۔"یعنی دور ہو جاؤ اور پرہیز کرو پوشیدہ شرک سے یہ شرک خفی زیادہ پوشیدہ ہے میری امت میں اس چیونٹی سے کہ جو نرم پتھر پر رات کی تاریکی میں چلتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود صاحب پر بھی پوشیدہ ہوتی ہے اور آسانی سے اس کو درک نہیں کیا جاسکتا ہے بسا اوقات کہ جو اپنے اندر عمل خالص کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے بلند درجات کو درک کرنے والا سمجھتا ہے جب اس کام سے پردے ہٹادئے جائیں تو وہ جان لے گا کہ وہ خالی ہاتھ ہے اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

امالی شیخؒ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اِنَّ الْمُرَائِی یُدْعٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَرْبَعَۃِ اَسْمَاءٍ یَا کَافِرُ یَا فَاجِرُ یَا غَادِرُ یَا خَاسِرُ حَبَطَ عَمَلُکَ وَبَطَلَ اَجْرُکَ وَلَا خَلَاقَ لَکَ اَلْیَوْمَ فَالْتَمِسْ اَجْرَکَ مِمَّنْ کُنْتَ تَعْمَلُ لَہُ۔"یعنی البتہ ریاء کرنے والا قیامت کے دن اس کو چار ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا: اے کافر، اے بے دین، اے منکر نعمت الٰہی، اے فاجر، اے فاسق جھوٹ بولنے والا، اے غادر، اے حیلہ باز اور مکار، اے خاسر، اے نقصان اٹھانے والا تمہارا عمل فاسد ہے تمہارا اجر باطل ہوا تمہارے لئے آج کوئی ثواب نہیں ہے اپنے اجر کو اس شخص سے مانگ لو کہ جس کے لئے تم نے عمل کیا ہے۔ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بھی کوئی عمل انجام دے اور میرے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک قرار دے وہ تمام عمل غارت ہوگا اور میں اس عمل سے بیزار ہوں۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جس عمل میں ذرّہ بھر ریاء ہو۔ نیز روایت میں ہے کہ ایک دن رسول خداؐ بہت زیادہ روئے عرض کیا گیا کس چیز نے تم کو رلا دیا ہے فرمایا: میں اپنی امت سے شرک کے بارے میں ڈرا اور جان لو اور آگاہ ہو جاؤ یہ کسی بت کی پرستش نہیں کریں گے نہ سورج اور نہ چاند نہ کسی پتھر کی لیکن یہ اپنے اعمال میں ریاء کریں گے۔ اور فرمایا عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا باطن خبیث اور ظاہری اعتبار سے نیک دکھائی دیں گے دنیا میں طمع کی وجہ سے اور اس سے پروردگار کی طرف سے ثواب نہیں چاہیں گے ان کا دین ریاء ہے اور ان کے دل میں خوف خدا نہیں ہے خدا کا عذاب ان کو گھیر لے گا پس خدا کو پکاریں گے جیسا کوئی غرق ہوا ہو اور ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

عدۃ الداعی سے حکایت کی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ آسمان کو خلق کرنے سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر آسمان پر ایک فرشتہ کو موکل فرمایا اور آسمان کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک فرشتہ کو موکل فرمایا پس فرشتے اعمال کو حفظ

کرنے اور ضبط کرنے والے ہیں اور بندہ کے عمل کو اوپر لے جاتے ہیں کہ جو روزہ، نماز، فقہ، اجتہاد اور تقویٰ پر مشتمل ہے اور اس کی آواز ہوگی جیسے رعد و برق کی آواز ہوتی ہے اس کے ساتھ روشنی ہوگی جیسے سورج کی روشنی ہوتی ہے اس عمل کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوں گے۔ پس حفظہ ان فرشتوں کے ساتھ جائیں گے اور آسمانوں سے گزریں گے یہاں تک کہ اس فرشتے کے پاس پہنچیں گے کہ جو ساتویں آسمان پر موکل ہے وہ فرشتہ کہے گا جو عمل بھی خدا کے لئے نہ ہو وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرتا ہے واپس ہو جاؤ اور اس کے صاحب پر مارو کیونکہ اس صاحب عمل کا مقصود خدا نہیں تھا بلکہ اسے مقصد یہ تھا کہ امراء کے نزدیک بلند مرتبہ ہو جائے اور مجالس میں اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی شہرت شہروں میں منتشر ہو جائے۔

نیز فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے بندہ کا عمل ساتویں آسمان سے گزر جاتا ہے اور اس کے حفظہ اس کے عمل سے خوش ہوتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، عمرہ اچھے اخلاق خاموشی اور بہت زیادہ ذکر خدا کی تمام ملائکہ مشایعت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام حجابوں سے گزر جاتے ہیں اور عدل الٰہی کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس ملائکہ گواہی دیتے ہیں اس بندہ کے لئے کہ جس نے ایسا عمل انجام دیا ہے خطاب ہوتا ہے اے ملائکہ! تم میرے بندہ کے عمل کے محافظ ہو اس کے دل سے تم آگاہ نہیں ہو میں اس کے دل کا نگہبان ہوں اور جو کچھ اس کے باطن میں ہے اس کو جانتا ہوں اس بندہ نے ان اعمال کے ساتھ میرا ارادہ نہیں کیا ہے اور اس کی غرض میری رضا حاصل کرنا نہیں ہے میرے علاوہ کوئی اور اس کی نظر میں ہے۔ پس اس پر اس وقت ملائکہ کہیں گے اس پر ہماری لعنت اور تمام آسمان والوں کی اس پر لعنت ہو۔

ریا کی قسمیں اور اس کے احکام

جاننا چاہئے کہ ریاء کی چند قسمیں ہیں۔ اول ایمان میں ریا کرنا کہ زبان سے شہادتین کا اظہار کرے لیکن اس کا دل منکر ہو ایسا شخص کافر اور منافق ہے اور ہمیشہ جہنم میں ہوگا۔ صدر اسلام میں اس قسم کے اشخاص بہت زیادہ پائے جاتے تھے۔ دوسرا عبادت میں ریاء ہے۔ یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے اور انسان مغضوب درگاہ الٰہی قرار پاتا ہے اور یہی ریاء سعادت کے حصول سے مانع اور عبادت کے بطلان اور فاسد ہونے کا موجب ہے اب اگر کوئی اہل عبادت خلوت میں تارک نماز، روزہ، زکوۃ ہو جبکہ ظاہری طور پر لوگوں کی مذمت کے خوف سے نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے ہو کوئی شخص لوگوں میں اگر شام تک روزہ رکھنے والے بیٹھے رہیں یہ شخص بھی کوئی چیز نہ کھائے اسی طرح باقی عبادات میں کمیت اور کیفیت میں فرق ڈالتا ہو جیسے رکوع سجود کو لوگوں کے سامنے طول دینا اور تنہا ہو تو ایسا نہ کرے تو ایسا شخص ریا کاری کرتا ہے۔

کلید در دوزخ است آن نما — کہ چشم مردم گزاری دراز

اگر جز بحق میرود جادواست — در آتش فشانند سجاداست

+ تیسرا: مستحب اعمال میں ریا جیسے جنازہ کی تشییع مریض کی عیادت تعزیہ داری اور سید الشہداء پر رونا اس صفت کا صاحب بھی ایک قسم کے شرک میں مبتلاء ہے

+ چوتھا: وہ اعمال کہ جو ایک دوسرے سے پیوستہ نہیں ہیں۔ جیسے مجالس میں قرآن کی قرأت اور لوگوں کا حاضر ہونا جہاں کہیں ریا نہیں ہے وہ عمل قبول ہے اور جس آیہ کے پڑھنے میں ریا آ جائے وہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔

+ پانچواں ریا والے عمل کے بعد جب بھی کوئی اس عمل سے آگاہ ہو جائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے مرتبہ کے حصول کی امید کی وجہ سے۔ یہ صورت اگر خود اس کے اظہار کا باعث نہ ہوتی تو اس کا عمل باطل نہ ہوتا اور اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوتی۔ لیکن یہ سرور اور نشاط امراض نفسانیہ میں سے ہیں اور اس کو ریائے خفی کا نام دیتے ہیں اور اس کا صاحب مطلع ہونے والے سے تعظیم اور احترام کی توقع رکھتا ہے، اگر چہ وہ شخص اس کے احترام میں تقصیر کرے اور اپنے دل میں اس سے نفرت کرے۔ پس جب بھی اطلاع اور عدم اطلاع اس کے نزدیک مساوی ہو تو یہ ریا سے منزہ اور پاک ہے۔

ریاء کا علاج: چنانچہ معراج السعادہ میں بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جان لو کہ ریا کے مرض کا مادہ مال میں طمع اور لوگوں کے منافع ہیں۔ یا ان کی مدح اور ستائش کو دوست رکھنا اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے۔ یا ان کی مذمت کو ناپسند کرنا ہے کہ اس کی وجہ سے چاہتا ہے وہ افعال حسنہ اور اوصاف جمیلہ کو بجالاتا ہے تا کہ لوگ اس کو نیک اور پرہیز گار کہیں۔ اس راستے سے مرتبہ حاصل کر چکا ہے تا کہ خود کو پست اور شریف انسان کے نزدیک مکرم اور معزز ثابت کرے اور عوام و خواص کے دل کو تسخیر کرے تا کہ اس کی وجہ سے خواہشات نفس اور لذات نفس کو انجام دے۔

پس جو چاہتا ہے کہ اس مہلک بیماری کا علاج کرے اس کو چاہئے کہ اصل مادہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے طمع مدح و ستائش ملامت کے کراہت کا علاج کرے اس طرح کہ خدا سے دل لگائے اور ریا کے ضرر اور مفاسد کو یاد کرے اور اپنے نفس سے خطاب کرے کہ اے احمق ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور تمہیں شرم نہیں آتی ہے کہ اللہ کی عبادت کو کہ جس کے بدلے میں سعادت ابدیہ حاصل ہوتی ہے ایک ضعیف بندہ کی تعریف کے سبب بیچ دیتے ہو اور اپنی عبادت کو باطل کرتے ہو اور عذاب الٰہی کے مستحق ہو جاتے ہو اور ذات اقدس کو بیچارے چند بندوں کے مقابلے میں بے اعتبار قرار دیتے ہو

حالانکہ اختیار کی مہار خالق کے قبضہ قدرت میں ہے دونوں جہاں کے مقاصد کے دروازے اس کے ہاتھ میں ہیں۔

هیچ دندانی نخند درجهان
بی رضا وامر فرمادروان

هیچ برگی می نیفتد از درخت
بی رضا وکم آن سلطان بخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو
تانگفت آن لقمه راحق دخلو

خلاصہ یہ کہ ریا سبب بنتی ہے عبادت کے فاسد ہونے کا۔ اس کے علاوہ خدا کی ناراضگی کا بھی سبب بنتی ہے اور اس کی ناراضگی معلوم ہے اور جو کچھ لوگوں سے ریا کار کو مقصود ہے اس کا حصول ایک احتمال اور وہم ہے۔ بسا اوقات ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم تمہاری ریا کو ان لوگوں پر ظاہر کر دے اور "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ" ہو جائے اور ظاہر نہ بھی ہو تو بھی یقینی اور جزمی نہیں ہے کہ لوگ تمہاری مدح اور ثناء کریں۔

یا ان سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچے۔ فرض کریں فائدہ پہنچ بھی جائے تو اس میں بہت زیادہ محنت کرنا پڑے گی۔ اس لئے جو شخص بھی ریا میں مبتلا ہو جائے ہمیشہ دنیا میں متزلزل اور پریشان رہتا ہے چونکہ اسے لوگوں کی رضا مقصود ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ان کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ان کی خوشنودی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اگر ایک جماعت کو اپنے سے راضی کرتا ہے تو دوسری جماعت اس سے ناراض ہو جاتی ہے۔ چونکہ ہر کسی کو خواہش ہوتی ہے اور ہر دل کی آرزو ہوتی ہے اور جس نے مخلوق کی رضا کی خاطر خدا کی رضا سے ہاتھ اٹھایا خدا اور مخلوق اس کو دشمن رکھتے ہیں۔

یہ سب کچھ دنیا کے امور کے متعلق ہے اور جو کچھ آخرت میں اس ریا کار سے فوت ہو جاتا ہے وہ بلند درجات ہیں۔ علاوہ ازایں اس کو قسم قسم کے عذاب ملیں گے۔ جب عاقل ان امور کو یاد کرے گا کہ اپنے نفس کا دشمن نہیں بننا چاہئے تو خدا پر ایمان اور آخرت کے دن پر ایمان ہونا چاہئے اس سے اس کی غفلت زائل ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت اس ریا کاری سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ یہ تھا ریا کا علمی معالجہ۔

اور ریا کا عملی معالجہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو عادی بنا دے کہ عبادت کو چھپا کر بجا لائے۔ عبادت کرتے وقت لوگوں کے سامنے سے دروازہ بند کر دے جس طرح معصیت کرنے والے معصیت کو چھپاتے ہیں۔ اپنی عبادت کو چھپا کر

بجالائے تا کہ اس کا نفس لوگوں کو پتہ لگنے کی خواہش پیدا نہ کرے۔ چنانچہ اولیائے حق رات کو غنیمت سمجھتے تھے اور خدا بے نیاز کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو جاتے تھے اور خانہ کعبہ میں امام زین العابدینؑ کا نالہ مشہور ہے۔

*****

مجلس نمبر 13

"اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ" کا معنی

جنۃ جیم کو ضمہ اور نون مشددہ فتح کے ساتھ جسکے معنی سپر ہیں جس وقت دشمن نے ان کو مار دیا ہے مجاہدین اپنے سروں کو اس کے نیچے چھپاتے ہیں وجن اس مادہ سے ہے۔ چونکہ جن لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور جنین کو بھی اس لئے جنین کہا جاتا ہے کہ رحم میں پوشیدہ ہے۔ واجنه الليل رات نے اس کو چھپادیا۔ وقولہ: مَا بِصَاحِبِكُم مِنْ جِنَّةٍ وھو ہے جنون جب عقل پوشید ہو جاتی ہے تو وہ شخص مجنوں ہو جاتا ہے اور الجنۃ جیم کو فتحہ کے ساتھ کھجور اور درخت کے باغ کو کہتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ صرف روزہ جہنم کی آگ کے لئے سپر نہیں ہے چونکہ آگ جہنم کی ساتھ مختص نہیں ہے۔ بلکہ انسان کے اندر شہوات بھی آگ ہیں کہ جو ایمان کے بنیاد کو ختم کر دیتی ہیں۔

عدوی خانہ در پہلو نشستہ
تو بر خصم برونی در بہ بستہ
عودوی خانہ خنجر تیز کردہ
تو از خصم برون پرہیز کردہ
گرشود دشمن درونی نیست
باکی از دشمن برونی نیست

پس تمام شہوات آگ اور شیطان کے اسلحے ہیں اور زیادہ پانے کی وجہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: شیطان بنی آدم رگوں میں اس طرح جاری ہے جس طرح خون رگوں میں جاری ہوتا ہے۔ تم اس کے راستوں کو بند کردو اور ان پر تنگی کردو بھوک اور پیاس کے ساتھ یعنی بھوک اور پیاس کو برداشت کرلو۔ نیز فرمایا ہے: لَو لاَ

اَنَّ الشَّیطَانَ یَحُومُونَ عَلٰی قُلُوبِ بَنِی آدَمَ لَنظَرُوا اِلیٰ مَلَکُوتِ السَّمٰاوٰاتِ ''اگر شیطان آدم کی اولاد کے دلوں کو احاطہ نہ کرتے تو ہر آئینہ آسمان کے ملکوت کو ان آنکھوں سے دیکھتے اور ان اندرونی آتشوں میں سے ایک آتش کہ جو ایمان کے غلہ کو فنا کرتی ہے اور روزہ اور باقی عبادات کے لئے ایک جلانے والی بجلی کی طرح ہے وہ حسد ہے روایت میں ہے: اَلْحَسَدُ یَاکُلُ الْاِیمَانَ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ الْیَابِسَ ''یعنی حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حسد کے مفاسد اور اس کی قسمیں

جو کچھ کتب اخلاق میں ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حسد ایک حالت ہے کہ جو قوۂ شہویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا حامل غیر کے مال کی تمنا اور آرزو کرتا ہے اور یہ قوہ غضبیہ کے ہیجان کو مستلزم ہے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

+ پہلا یہ کہ دوست رکھتا ہے کہ کسی مسلمان سے نعمت زائل ہو اور وہ نعمت اس کو نہ پہنچے اس طرف سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور یہ سب سے زیادہ خبیث اور حسد کے افراد میں سے سب سے بدتر ہے۔

+ دوسرا یہ کہ دوست رکھتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے اور وہی نعمت اس کے ہاتھ میں آ جائے جیسے اچھا گھر یا خوبصورت عورت کہ اس شخص کے ہاتھ سے نکل جائے اور خود اس کے تصرف میں آ جائے۔

+ تیسرا یہ کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے اس جیسی نعمت مجھے بھی ملے اگر مجھے میسر نہ ہو تو اس سے بھی زائل ہو جائے خود اس کے تصرف میں نہ رہے۔

+ چوتھا یہ ہے کہ جو نعمت یا خوبی دوسرے کے پاس ہے اس کی طرف مائل ہے۔ اگر وہ اس کیلئے میسر نہ ہو تو یہ دوست نہیں رکھتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے۔ یہ چار صورتیں ہیں پہلی تین صورتیں حرام اور مذموم ہیں اور چوتھی صورت کو حسد نہیں کہتے ہیں اس کو رشک کہتے ہیں اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ علم اور اُخروی امور میں اس کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ کہے کہ خدایا کہ علم کا یہ درجہ مجھ کو عطا فرما اور اس کو غلبہ کہتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ حسد امراض نفسانیہ میں سے سب سے زیادہ سخت مرض ہے۔ سب سے بدتریں اور سب سے زیادہ رذیل ہے۔ حسد والا انسان دنیا میں ہمیشہ غم میں گرفتار ہو رہتا ہے اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلاء ہوگا۔ حسد کرنے والا دنیا میں ایک سیکنڈ بھی حزن اور غم وغصہ سے خالی نہیں رہتا اور حاسد کو مجالس اور مجامع کی طرف سے مذمت اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ملائکہ کی طرف سے اس پر بغض اور لعنت ہے اور مخلوق سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے مگر

غم کرتے وقت ہول اور شدت دیکھے گا اور قیامت میں اس کو عذاب اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا امیر المومنین فرماتے ہیں: اَلْحَسُودُ لَا يَسُودُ ''حسد والا انسان بزرگی کو نہیں پاتا'' :وَاَقَلُّ النَّاسِ لَذَّةً اَلْحَسُودُ ۔حسد والا انسان لذت حاصل نہیں کرتا۔

خلاصہ یہ کہ حسد دنیاوی عذاب کا موجب اور اُخروی عذاب کا موجب اور دنیا میں ملال اور حزن کا موجب ہے آدمی کے لئے اس سے زیادہ ناپسند اور ہلاک کرنے والی بیماری نہیں ہے اس کی مذمت میں اخبار اور آثار بہت زیادہ ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔''یعنی حسد کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ اس چیز کے بارے میں کہ جو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق میں اپنے پیغمبر کو حسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے شر شیطان اور ساحر کے شر کے بعد فرمایا: ومن شر حاسد اذا حسد۔

شہید ثانی نے کشف الریبہ میں رسول اکرمؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ چھ قسم کے لوگ حساب کے بغیر جہنم میں داخل ہوں گے ۔امراء ظلم اور جور کی وجہ سے ،عرب معصیت کی وجہ سے اور گاؤں کے روٴسا تکبر کی وجہ سے تجار خیانت کی وجہ سے دیہاتی جہالت کی وجہ سے اور علماء حسد کی وجہ سے ۔خبر معاذ میں ہے کہ حاسد شخص کا عمل پانچویں آسمان سے لوٹا دیا جاتا ہے ۔ملک موٴکل اس آسمان پر ہے کہتا ہے اس عمل کا صاحب حاسد تھا خداوند متعال نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایسے شخص کے عمل کو نہ چھوڑوں کہ مجھ سے تجاوز کرے ۔امام صادقؑ سے منقول ہے حسد کرنے والا انسان اپنے نفس کو ضرر پہنچاتا ہے قبل اس کے کہ محسود کو کوئی ضرر پہنچے جس طرح شیطان حسد کی وجہ سے درگاہ الٰہی سے دور ہوا ہے لیکن آدم کہ جو محسود تھا اس کو برگزیدہ اور خلعت انتخاب سے نوازا گیا ہے ۔جیسے یوسفؑ کے بھائی کو سوائے ذلت اور خواری کے ان کے حصہ میں کچھ نہ آیا ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔

رسول خداؐ سے مروی ہے کہ اللہ نے موسیٰ بن عمران کی طرف وحی کی کہ لوگوں کے ساتھ حسد نہ کرو جو کچھ میرے فضل سے ان تک پہنچا ہے اس پر اپنی آنکھیں نہ رکھو ۔اپنے دل کو اس کے ہمراہ نہ کرو چونکہ جو میری نعمتوں پر حسد کرتا ہے وہ غضبناک ہے کہ اس کو بندوں کے درمیان تقسیم کیا اور میری اس تقسیم پر راضی نہیں ہے اور جو بھی ایسا ہو میں اس سے نہیں ہوں اور وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے بیزار ہوں۔

نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: سب سے زیادہ میں اپنی امت کے لئے جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے

کہ ان کا مال زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ پھر یہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ نیز فرمایا: خدا کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ حسد کرتے ہیں لوگوں پر اس نعمت کے لئے کہ جو خدا نے ان کو دی ہے اور جو کچھ فضل خدا سے انہیں پہنچا ہے۔ اور حدیث قدسی میں ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے اور میری قضاء پر ناراض ہے اور اس تقسیم پر راضی نہیں جو بندوں کے درمیان کی گئی ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: دین کے لئے آفت حسد، عجب اور فخر ہے۔ حاسد کے اعمال کا وزن ہمیشہ ہلکا رہتا ہے۔ یعنی حسد کرنے والے کی نیکیوں کو محسود کے اعمال کی ترازو میں رکھا جاتا ہے ہر ایک کی روزی تقسیم ہوئی ہوتی ہے۔ پس حاسد کے حسد سے اس کو کیا فائدہ پہنچتا ہے اور محسود کو کیا ضرر پہنچتا ہے اصل میں حسد دل کا اندھا ہونا اور فضل خدا کا انکار ہے اور کفر کے لئے دو بازو ہیں اور آدم کی اولاد حسد کی وجہ سے ہمیشہ حسرت اور ہلاکت میں ہوگی اس کے لئے کسی صورت میں نجات نہیں ہوگی۔ مجموعہ ورام میں سید الانامؐ سے مروی ہے تین صفتیں ہیں کہ ان سے کسی کو خلاصی نہیں۔ + اول لوگوں کے ساتھ بدگمانی کرنا + دوسری برا فال نکالنا۔ + تیسری رشک اور حسد کرنا اور ان سے نجات کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی کے لئے بدگمان ہو جاؤ تو اس کو غلط اور واقع کے خلاف قرار دو۔ جب بھی کسی چیز کو فال بد قرار دو اس کی پروانہ کرو اور جب بھی رشک اور حسد کرو اس کے مطابق اس پر ظلم اور بغاوت نہ کرو نیز اس سے نعمت کے ازالہ کے لئے حق کے راستے سے قدم نہ ہٹاؤ اور جملہ (لَا یَنجُو مِنهُنَّ اَحَدٌ) یہ منافی نہیں ہے اس حدیث کے کہ: اِنَّ الْمُومِنَ یَغْبِطُ وَلَا یَحْسُدُ" وہ اس لئے کہ دل کے خطرات طبعی طور پر ہر انسان کے دل میں ایک خلج ہیں کہ جو اس کے اختیار سے باہر ہیں فرق صرف یہ ہے کہ مومن ترتیب اثر نہیں دیتا ہے اور حاسد ترتیب اثر دیتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے۔

چند چیزیں ہیں کہ جو حسد کا موجب بنتی ہیں

● پہلی چیز خباثت نفس اور ذاتی بخل۔ انسان اللہ کے بندوں کے ساتھ کسی سابقہ عداوت کے بغیر بلکہ خبث نفس کی وجہ سے غیر سے زوال نعمت چاہتا ہے اور اللہ کے بندوں کو بلاؤں میں گرفتار دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کو راحت ملنے اور اپنے مقصود میں پہنچنے کی وجہ سے حزن اور تکلیف ہوتی ہے۔

● دوسری چیز عداوت اور دشمنی اور یہ سب سے بڑا سبب ہے حسد کا: وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ" یہ آیہ سورہ آل عمران ہے آیہ ۱۱۸ یعنی دوست رکھتے تھے تمہارے رنج اور ابتداء کو ہر آئینہ بتحقیق ظاہر ہوا اور وہ دشمنی جو اپنے منہ میں اور اپنے سینوں میں چھپا کر رکھ دیتے ہیں یہ زیادہ بری ہے بغض اور عداوت سے۔

● تیسری چیز حسد کے اسباب میں سے بغیر کسی مطلب کے شہرت کو دوست رکھنا ہے جیسے کوئی دوست رکھتا ہو کہ اس کی پورے عالم میں شہرت ہو علم میں یا شجاعت میں یا فصاحت یا صنعت میں اور اس کے عصر میں کوئی نظیر نہ ہو اور وہ نادر روزگار ہو جب وہ سن لے کہ دوسرا اس کا نظیر ہے تو وہ اس پر حسد کرتا ہے اگر چہ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہ ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کا کوئی مدِ مقابل نہ ہو۔

● چوتھی چیز اپنے مقصود اور طلب سے رہ جانے کا خوف ہے اور یہ دو آدمیوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ ہر ایک فلاں منصب کا طالب ہے کہ فلاں منصب اس کو مل جائے ہر ایک دوسرے سے حسد کرتا ہے قضاوت یا امارت یا تجارت یا محراب اور منبر میں کہ جو ایک شہر کے رہنے والے ہیں۔

● پانچویں چیز حسد کے اسباب میں سے تکبر ہے۔ جب بھی کسی شخص میں تکبر پیدا ہو جائے کہ لوگ اس کے مطیع اور فرمانبردار ہوں کہ اس کے حکم سے تجاوز نہ کریں۔ اس لئے جب بھی اس میں کوئی نعمت دیکھتا ہے اس کے زوال کو چاہتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اس مقابلے اور برابری کا نہ ہو جائے۔ اکثر کفار کا حسد اس قسم کا تھا وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم کس طرح برداشت کریں کہ وہ ہم سے مقدم جو ایک یتیم بچہ اور فقیر ہے۔ لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ''کیوں یہ قرآن ولید بن مغیرہ پر مکہ میں یا عروہ بن مسعود پر طائف میں نازل نہیں ہوا چونکہ یہ دونوں صاحب ثروت اور زیادہ مال رکھتے تھے اور محمدؐ ایک فقیر شخص پر نازل ہوا۔

● چھٹی چیز حسد کے اسباب میں سے تعجب اور بعید قرار دینا ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ محسود حاسد کی نظر میں پست اور حقیر شمار ہوتا ہو اور جو نعمت ان کو دی گئی ہے بہت زیادہ عظیم اور جلیل ہو۔ اس وجہ سے اس پر حسد کرتا ہے اور اس سے زوال نعمت کا طالب ہے اس قسم کا حسد بہت سے لوگ اپنے پیغمبروں سے کرتے رہے وہ کہتے تھے: مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ''تم نہیں ہو مگر ہماری طرح بشر ہو۔ پس کس طرح خلعت نبوت کے سزاوار ہوئے اور وحی اور رسالت کے مرتبہ کو پالیا اور مخفی نہ رہے کہ ان تمام چیزوں کا باعث دنیا کی محبت ہے۔

حسد کی بیماری کے علاج کا طریقہ

علم عمل اور خدا کی معرفت پر غور کرنا چاہئے اس دنیا کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ عنقریب نہ حاسد رہے گا اور نہ محسود اور غور کریں کہ تمہارا حسد محسود کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ محسود کے دین اور دنیا میں نفع ہے جبکہ تمہارا حسد رسوائی اور آخرت کے عذاب کا موجب ہے۔ اس کے علاوہ حسد کا معنی یہ ہے کہ حاسد پروردگار کے فیصلہ پر ناراض ہوتا ہے اور

خالق کے اس انعام پر کہ جو وہ اپنے بندوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ ایسا گمان کرتا ہے کہ اس کے یہ افعال درست نہیں ہیں اور ملک میں عدالت کے طریقے پر عمل نہیں کیا گیا۔ یہ خالق عباد کے ساتھ ضد اور عناد کا تقاضا کرتا ہے اصل ایمان اور توحید اس کی وجہ سے فاسد ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حسد، دشمنی اور عداوت کا موجب ہے۔ چنانچہ بنی امیہ نے سخت حسد کی وجہ سے کہ جو وہ بنی ہاشم کے ساتھ رکھتے تھے عداوت اور دشمنی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ابوسفیان نے رسول خداؐ کے ساتھ اور معاویہ نے امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کے ساتھ اور امام مجتبیٰؑ کے ساتھ اور یزید نے سید الشہدا ءؑ کے ساتھ دشمنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

مجلس نمبر 14

مومن کے روزہ سے شیطان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے

حاجی ملا علی مجتہد نے منہاج النجاۃ میں امام صادقؑ سے حدیث کی ہے کہ اپنے اصحاب سے فرمایا: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشَیْئٍ اِنْ اَنْتُمْ فَعَلْتُمُوْہُ تَبَاعَدَ الشَّیْطَانُ مِنْکُمْ کَتَبَاعُدِ الْمَشْرِقِ مِنَ الْمَغْرِبِ قَالُوا بَلٰی قَالَ اَلصَّوْمُ یُسَوِّدُ وَجْھَہُ وَالصَّدَقَۃُ تَکْسُرُ ظَھْرَہُ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ یَقْطَعُ دَابِرَہُ وَالْاِسْتِغْفَارُ یَقْطَعُ دِیْنَہُ لِکُلِّ شَیْئٍ زَکَاۃٌ وَزَکَاۃُ الْاَبْدَانِ الصِّیَامُ۔''

کیا تمہیں کچھ ان چیزوں کے بارے میں نہ بتادوں کہ اگر ان کو بجالاؤ گے تو شیطان تم سے دور ہوگا جیسا کہ مغرب مشرق سے دور ہے۔ آنحضرت کے اصحاب نے کہا کہ فرمائیے آنحضرت نے فرمایا: وہ روزہ ہے کہ جو شیطان کی صورت کو سیاہ کرتا ہے اور دوستی خدا کے لئے صدقہ اس کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ اس کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے اور استغفار اس کے جگر کو پارہ پارہ کرتی ہے اور ہر چیز کے لئے زکاۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔

اس حدیث میں امام صادقؑ نے پانچ مطالب بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ روزہ شیطان کی صورت کو سیاہ کرتا ہے اور یہ محاورات عرفیہ میں بہت زیادہ ہے۔ جب بھی کسی کو کسی چیز کی طمع ہو اس کے طلب کرنے میں دوڑے اس کو کہیں گے ''دیکھا کس طرح تمہارا چہرہ سیاہ ہوا'' یہاں بھی یہی مقصود ہے چونکہ روزہ شرائط کے تحت بجالائے تو شیطان اس کے فریب سے مایوس ہو جاتا ہے گویا اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے چونکہ روزہ دار ایک فرشتہ کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اس کی سنخیت شیطان کے ساتھ کٹ جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کرو گے کہ جب بھی تیل کا ایک قطرہ دریا میں ڈالو گے تو پانی کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتا اور جب تیل کا دوسرا قطرہ اس کے ساتھ مل جائے تو وہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

جان گرگان وسگان از ہم جدا ست　　　متحد جانہای شیر ان خدا ست

اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ اور وَالْمُؤْمِنُوْنَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ کے مصداق مومنین آپس میں بدن

واحدہ ہیں۔اور سب کی طینت علیین سے ہے۔جب بھی ان میں سے ایک متاثر ہو تو تمام متاثر ہوتے ہیں۔

بنی آدم اعضاء همدیگرند / که در آفرینش زیک گوهرند
چه عضوی بدرد آورد روزگار / دیگر عضوها نماند قرار
نخواهد که بیند هنر مندریش / نه بر عضو مردم نه برعضو خویش
دل مرد دانا بود بارکش / چه بیند بگل شد خر خار کش
چه بیند که درویش مسکین نخورد / بکام اندرش لقمه زهر است ودرد
چه بیند کسی زهر درگام خلق / کیش بگزرد آب شیرین زحلق
منقص بود عیش آن تن درست / که خواهد بنزدیک بیمار است
عبادت بسجاده ودلق نیست / عبادت بجز خدمت خلق نیست
چه بیند بزندان بوددوستان / کجا خوش بودعیش دربوستان
گراز درهم جنس خود بی غمی / نشاید ترای خواندنت آدمی
عجب دارم از خواب آن سنگ دل / که خلقی بخسبند از او تنگ دل
نکردند رغبت هنر پروران / بشادی خویش از غم دیگران
کسی زین میان گوی دولت ربود / که دربند آسایش خلق بود

حضرت امیر المومنینؑ کے کلمات میں سے ہے کہ فرمایا:لَو شِئتُ لَاهتَدَیتُ عَلٰی مُصَفَّی هٰذَا العَسَل وَلُبَابَ هٰذَا القَمحِ وَنَسَائِجَ هٰذَا القَزِّ وَلٰکِن هَیهَاتَ أَن اَقُودَ جَشَعِی اِلٰی تَخَیِّرِ الاَطعِمَةِ وَاِنَّ بِالحِجَازِ اَوِ الیَمَامَةِ مَن لَا طَمَعَ لَهُ فِی قُرصٍ وَلَا عَهدَ لَهُ بِالشِّبعِ ثُمَّ قَالَ فَحَسبُکَ دَاءً اَن تَبِیتَ بِبِطنَةٍ وَحَولَکَ اَکبَادٌ تَحِنُّ اِلَی القِدِّ اَقنَعُ مِن نَفسِی اَن یُقَالَ اَنتَ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ وَلَا اُشَارِکُهُم فِی مَکَارِهِ الدَّهرِ۔"

● امامؑ فرماتے ہیں:اگر آج میں چاہتا تو صاف شہد پی لیتا اور گندم کے معدہ کی روٹی کھاتا اور ریشمی لباس پہنتا۔یہ میرے لئے تیار ہیں لیکن بعید ہے کہ میں اپنے نفس کو لذیذ کھانے کی طرف کھینچوں اور احتمال دوں کہ ہوسکتا ہے کہ ملک حجاز یا یمامہ میں کوئی مسلمان سر شام کھانا کھائے بغیر سو رہا ہو اور شکم سیر ہو کر زمین پر نہ گزارے۔یہی درد جوان مرد کے

لئے کافی ہے کہ وہ شکم سیر ہو کر کھانا کھالے اور اس کے اطراف میں بھوکے ہوں۔

پس مومن وہ ہے کہ افطار کرتے وقت دستر خوان بچھاتا ہے۔ اس پر قسم قسم کے کھانے رکھتا ہے اس کو یاد ہونا چاہئے کہ محتاج کے افطار کرتے وقت ایک کاسہ گوشت کا نہیں رکھتے۔ قسم قسم کی لذیذ غذائیں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کے پاس غذا کی خوشبو سونگھنے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔

● دوسرا جملہ: اس روایت کا یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ صدقہ شیطان کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ یعنی مومن جب صدقہ دیتا ہے گویا اس نے اپنے اطراف میں ایک حصار کھینچا ہے کہ پھر شیطان میں قدرت نہیں ہے کہ اس کے اندر پہنچ پائے۔ چونکہ اس نے اہل بیتؑ عصمت کی اقتداء کی ہے اور ان کے ساتھ اتصال پیدا کیا ہے۔ شیطان کہاں قدرت رکھتا ہے کہ اس جیسے شخص پر مسلط ہو جائے جیسے کوئی کسی کی کمر کو توڑ دے اور وہ اٹھنے پر قادر نہ ہو۔ صدقہ کے فوائد شمار سے باہر ہیں۔ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ مستحب صدقات کا ثواب بہت زیادہ ہے اور ان کے فوائد بے شمار ہیں۔ رسول اکرمؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ صدقہ بچاتا ہے مرض سے، مصیبت سے آگ میں جلنے سے، پانی میں غرق ہونے سے۔ گھر اوپر گرنے سے اور دیوانگی سے۔ آنحضرتؐ نے ستر قسم کے شر کو شمار کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی اس صدقہ کی برکت سے ان آفات کو دور کرتا ہے۔

نیز آنحضرتؐ سے مروی ہے ہر کوئی قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو اور فرمایا قیامت کی زمین آگ ہے مگر مومن کے لئے سایہ ہے کہ جس کے نیچے وہ ہوگا یہ سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی سائل رات کو مرد کی صورت میں سوال کرے اس کو رد نہ کرو اور یہ تخصیص اس لئے ہے کہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ ایک ملک ایک مرد کی صورت میں رات کے وقت سوال کرے اور یہ اس کے لئے امتحان ہو اور مروی ہے کہ موسیٰ پر وحی ہوئی کہ سائل کی عزت کرو۔ کچھ دینے کے ساتھ یا اچھا جواب دیکر کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ تمہارے پاس آنے والا شخص نہ جن سے ہوتا ہے اور نہ انس سے بلکہ ملائکہ میں سے ہوتا ہے کہ وہ امتحان لینا چاہتا ہے اس نعمت کا کہ جو تجھے دی گئی ہے۔ اس لئے رسول خداؐ نے ترغیب فرمائی ہے کہ سائل کو رد نہ کرو اگر چہ وہ سائل گھوڑے پر سوار ہو۔ اور امام باقرؑ سے مروی ہے کہ نیکی اور صدقہ دینا فقر کو دور کرتا ہے اور عمر کو زیادہ کرتا ہے اور صاحب صدقہ سے ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے اور امام صادقؑ سے مروی ہے کہ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کرو اور

دعاؤں کے ساتھ بلاؤں کو دور کرو اور روزی طلب کرو صدقہ کے ساتھ۔

سات سو شیطانوں کو باہر نکالتا ہے اور کوئی چیز شیطان پر مومن کے صدقہ دینے سے گراں نہیں ہے یہ صدقہ ابتداء میں خدا کے ہاتھ میں آتا ہے۔ یعنی فقیر کے ہاتھ میں آنے سے پہلے۔ نیز آنجنابؑ سے مروی ہے کہ مستحب ہے کہ بیمار کے لئے کوئی چیز سائل کو دی جائے اور وہ سائل کو کہے کہ اس کے لئے دعا کرے اور جو بھی صبح کے وقت صدقہ دے خداوند تعالیٰ اس دن کی نحوست کو اس سے دور کرتا ہے۔ جو رات کے اول حصہ میں صدقہ دے جو شر بھی اس رات آسمان سے نازل ہوتی ہے لہذا اس کو اٹھا دیتا ہے جناب امیرؑ جب عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور رات کا ایک حصہ گزر جاتا تھا تو ایک تھیلا کہ جس میں روٹی، گوشت اور پیسے ہوتے تھے اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے اور مدینہ میں فقراء کے دروازے پر آجاتے تھے اور ان میں تقسیم کرتے تھے اور کوئی بھی حضرت کو نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے فقراء نے دیکھا کہ وہ تقسیم اب نہیں ہو رہی ہے تو اس وقت انہوں نے جان لیا کہ وہ تقسیم کرنے والے حضرت امیرؑ تھے اور باقی ائمہ طاہرینؑ کی بھی یہی حالت تھی۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں روایت بیان کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو حضرت کی پشت سخت تھی حضرت امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا کہ یہ کس چیز کا اثر ہے تو حضرت نے فرمایا: پشت پر کھانے کی چیزیں اور دیگر چیزیں بیوہ عورتوں یتیم بچوں اور فقراء و مساکین تک پہنچایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے پشت سخت ہوگئی۔

متعدد کتابوں میں روایت ہوئی ہے کہ ایک عرب مدینہ میں وارد ہوا تو اس نے سوال کیا کہ مدینہ میں سب زیادہ کریم و سخی کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اہل بیتؑ سب سے زیادہ کریم و سخی ہیں۔ اس نے اہل بیتؑ کے بارے میں پوچھا تو سید الشہداؑ کا تعارف کرا گیا وہ آنحضرت کے گھر پر آیا اور یہ اشعار پڑھے:

لَنْ يَخِبَ الآنَ مَنْ رَجَاکَ وَمَنْ   حَرَّکَ مِنْ دُونِ بَابِکَ الْحَلَقَة
اَنْتَ جَوَادٌ وَاَنْتَ مُعْتَمَدٌ   اَبُوکَ قَدْ کَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَة
لَوْلَا الَّذِی کَانَ مِنْ اَوَائِلِکُمْ   کَانَتْ عَلَیْنَا الْجَحِیمُ مُنْطَبِقَة

جب وہ یہ اشعار پڑھنے سے فارغ ہوا تو حضرت نے فرمایا: اے قنبر! مال حجاز میں سے کوئی چیز باقی پڑی ہے؟ عرض کیا چار ہزار دینار موجود ہیں فرمایا: حاضر کرو کہ ایک شخص اس مال کے تصرف میں ہم سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

قنبر نے اس کو حاضر کیا: آنحضرتؑ نے چار ہزار دینار عباء کے ایک گوشہ میں باندھ دیئے اور دروازے کے

پیچھے کھڑے ہوگئے اور رقم کے کم ہونے کی وجہ سے اعرابی سے شرم کرتے ہوئے دروازہ کے سوراخ سے اپنے ہاتھ کو باہر نکالا اور یہ اشعار پڑھے:

خُذْهَا فَاِنِّی اِلَیکَ مُعْتَذِرٌ ۔ فَاعْلَمْ بِاَنِّی عَلَیکَ ذُوشَفَقَةٍ
لَو کَانَ فِی سَیرِنَا الغَدَاةَ عَصًا ۔ اَمْسَتْ سَمَانَا عَلَیکَ مُنْدَفِقَةً
لٰکِنْ ایبَ الزَّمَانِ ذُوغِیَرٍ ۔ وَالْکَفُّ مِنِّی قَلِیْلَةُ النَّفَقَةِ

عرابی نے اس رقم کو لیا اور بہت زیادہ رویا حضرت نے فرمایا: اے اعرابی! گویا تم نے ہمارے عطیہ کو کم سمجھا، جس کی وجہ سے گریہ کرتے ہو؟ عرض کیا کہ میں اس پر روتا ہوں کہ یہ سخاوت کرنے والا ہاتھ کس طرح مٹی کے اندر ہوگا۔

اعرابی کو یہ پتہ نہیں تھا کہ گیارہ محرم کو ساربان لعین ان دو ہاتھوں کو کاٹ دے گا۔ ناسخ التواریخ مدینۃ المعاجز سے اور کتاب عوالم میں ساربان کے قصہ کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

* * * * *

مجلس نمبر15

راہ خدامیں دوستی اور دشمنی کرنا

امام صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کے لئے دوستی شیطان کی دم کو کاٹ دیتی ہے اور استغفار اس کے پھیپھڑے کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ یہ کنایہ ہے کہ اس کے اور شیطان کے درمیان تباین کلی پایا جاتا ہے جیسے کوئی کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہو اور کوئی صورت اس کے لئے نظر نہ آتی ہو تو افسوس کے ساتھ ہاتھ سر پر مارتا ہے اور اپنے ہاتھ کی پشت کو دانتوں سے کاٹتا ہے کہ میں اس کو کیوں ہلاک نہیں کر سکا۔

حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کا مطلب یہی ہے کہ یہ شیطان کو زمین گیر کرتی ہے اور وہ اس کے حامل کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا ہے اور اخبار اس بارے میں بہت زیادہ ہیں۔

''اصول کافی'' میں کفر اور ایمان کے بارے میں ایک باب منعقد کیا گیا ہے اور بہت سی اخبار کو نقل کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادق سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ فرمایا: جو خدا کے لئے دوستی کرے اور دشمنی رضائے خدا کے لئے کرے اور اسکی عطاء اور احسان خدا کے لئے ہوں تو ایسے شخص کا ایمان کامل ہے۔

اسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی کہ جس سے انسان تمسک کرے یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی، احسان کرنا اور دینے سے منع کرنا، سب کے سب کام خدا کے لئے ہوں۔

اس میں سند کے ساتھ امام باقرؑ سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ مومن کا مومن کو دوست رکھنا خدا کے نزدیک ایمان کے شعبوں میں سے بزرگترین شعبہ ہے آگاہ ہو جاؤ کہ جو دوست رکھے کسی مومن کو خدا کی رضا کے لئے اور منافق کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہو رضائے الٰہی کے لئے۔ نیز اس کا انفاق اور عدم انفاق خوشنودی خدا کے لئے ہو تو ہر آئینہ وہ بزرگان خدا میں سے ہے۔

اسی میں سند کے ساتھ ابی بصیر سے کہا کہ میں نے امام صادق سے سنا کہ فرمایا: جو بھی رضائے الٰہی کے لئے

آپس میں دوستی کرے تو قیامت کے دن نور کے منبر پر ہوگا اس کی صورت بدن اور منبر سے قیامت کا صحراء میں روشن ہوگا اور اس نور کو پہچانا جائے گا۔ جب ایسے لوگوں سے ان کی حالت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ یہ وہ جماعت ہے کہ جو راہ خدا میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔

اسی کتاب میں سند کے ساتھ حضرت صادق رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اپنے اصحاب سے کونسا رشتہ ایمان کے رشتوں میں زیادہ مضبوط ہے انہوں نے عرض کیا: خدا اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: تم بتاؤ بعض نے کہا کہ وہ نماز ہے۔ بعض نے کہا کہ راہ خدا میں جہاد ہے۔ بعض نے کہا حج اور عمرہ ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ان میں سے جس قسم کا نام تم نے لیا اس میں فضیلت ہے لیکن وہ رشتہ زیادہ محکم نہیں ہے: وَلٰكِنْ اَوْثَقُ عُرَى الْاِيْمَانِ اَلْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ وَتَوَلّٰى اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَالتَّبَرِّى مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰهِ۔ یعنی ایمان کا محکم رشتہ راہ خدا میں دوستی کرنا اور رضائے خدا کے لئے دشمنی کرنا گویا اولیائے خدا کو دوست رکھنا اور خدا کے دشمنوں سے بیزاری طلب کرنا۔

روایت ہے کہ اسی کتاب میں سند کے ساتھ ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدینؑ نے کہ فرمایا: قیامت کے دن جبکہ اولین اور آخرین سے مخلوق جمع ہوگی تو منادی ندا دے گا: کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو راہ خدا میں دوستی رکھتے تھے؟ ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی ان سے کہا جائے گا کہ حساب کے بغیر بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بہشت کی جانب چلے جائیں گے ملائکہ ان سے کہیں گے: تم کون ہو؟ دنیا میں تمہارا عمل کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہم وہ لوگ ہیں کہ دار دنیا میں فقط خدا کی رضا کے لئے دوستی رکھتے تھے۔ ملائکہ کہیں گے: نعم اجر العاملین عمل کرنے والوں کا بہت اچھا اجر ہے اور کافی میں سولہ روایت اس حصہ کے بارے میں نقل کی گئی ہیں ایسے شخص پر شیطان ہرگز مسلط نہیں ہو سکے گا۔

چوتھا فقرہ: استغفار ہے کہ یہ بندہ کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے اور استغفار کی حقیقت خدا کو ہر حال میں یاد کرنا ہے البتہ ایسا شخص شیطان کے شر سے محفوظ ہے۔

کافی میں کئی روایات نقل کی گئی ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے دن سے رات تک اس کو مہلت دیتے ہیں۔ اس کے نامہ عمل میں نہیں لکھا جاتا اور اگر استغفار کرے تو فرشتے اس کا عمل نہیں لکھتے۔

بعض روایات میں ہے کہ سات گھنٹے تک مہلت ہے۔ ممکن ہے اشخاص کے اختلاف سے گناہوں کی کمیت اور کیفیت میں اختلاف ہو۔ فرماتے ہیں: کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ مومن نے بیس سال پہلے گناہ کیا ہو تو اللہ تعالی اس کا گناہ

اس کو یاد دلاتا ہے کہ وہ استغفار کرے اور توبہ کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس کی توبہ کو قبول کرے۔ لیکن منافق جو گناہ بھی کرتا ہے فوراً بعد اسے وہ فراموش کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا کہ ہر چیز کے لئے دوا ہوتی ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ اس سے بخش دیتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا کہ بہترین دعا استغفار ہے۔ نیز امام صادقؑ نے فرمایا کہ بندہ جب استغفار زیادہ کرتا ہے تو اس کا نامہ عمل آسمان پر لے جاتے ہیں اور اس سے نور چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام: کَانَ فِی الْاَرْضِ اَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ وَقَدْ رُفِعَ اَحَدُھُمَا فَدُوْنَکُمَا الْآخَرَ وَاَمَّا الْاَمَانُ الَّذِیْ رُفِعَ فَھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَمَّا الْاَمَانُ الْبَاقِیْ فَالْاِسْتِغْفَارُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَاکَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ

یعنی دو امانیں زمین میں تھیں ایک رسول خدا جب وہ دنیا سے چلے گئے تو دوسری امان اپنی حالت پر باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔ یعنی استغفار کرلو تا کہ تمہارے اوپر عذاب نازل نہ ہو اور گہوارہ امان میں رہو اور منہج الصادقین میں سورہ نوح میں کہا گیا ہے: فلانسی کہ جو اہل سنت کے بزرگ علما میں سے تھے وہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور کہا: یا امیر المومنینؑ میں بہت زیادہ گناہ کر چکا ہوں اور اپنے صحیفہ اعمال کو اس کے ساتھ سیاہ کر لیا ہے۔ دعا کریں تا کہ خدا میرے گناہوں کو بخش دے حضرت نے فرمایا: جا کے استغفار کرلو ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا: یا امیر المومنینؑ! میرا نقصان پانی کی کمی کی وجہ سے ہوا ہے اور میری زراعت خشک ہو گئی ہے۔ دعا کریں تا کہ خدا بارش برسائے فرمایا جا کر استغفار کرلو ایک اور شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا: یا امیر المومنینؑ میں ایک درویش شخص ہوں اور فقر و فاقہ کی وجہ سے مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ آپ دعا فرمائیں تا کہ خدا اپنے لطف و کرم سے مجھے کوئی انعام عطا کر دے فرمایا: جا کر استغفار کرو چوتھا شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا: میرے پاس مال بہت زیادہ ہے۔ لیکن میری کوئی اولاد نہیں ہے، دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو فرزند عطا کرے۔

حضرت نے فرمایا: جا کر استغفار کرو ایک اور شخص اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنینؑ میرے باغ میں میوے ہیں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس میوے میں زیادتی عطا فرمائے۔ آنحضرتؑ نے فرمایا: جا کر استغفار کرلو ایک اور شخص نے کہا: یا سیدی ہمارے اطراف میں ایک چشمہ تھا جو خشک ہو چکا ہے پانی کی نہریں زمین کے اندر چلی گئی ہیں

اور قحط پیدا ہو گیا ہے آپ حضرت سے دعا کی التماس کرتا ہوں۔فرمایا: جا کر استغفار کرو۔

ابن عباس نے کہا میں آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھا میں نے کہا: یا امیر المومنینؑ آپ سے لوگوں نے مختلف سوالات کئے اور آپ نے سب کا ایک جواب دیا فرمایا: یابن عباسؓ! مگر آپ نے اللہ کے قول کو نہیں سنا کہ جہاں فرماتا ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا۔

یعنی استغفروا اس شخص کا جواب ہے کہ جو گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہے: ویرسل السماء علیکم یہ اس شخص کا جواب ہے کہ جو بارش طلب کرے ویمددکم باموال یہ اس شخص کا جواب ہے کہ جو مال طلب کرتا ہے۔اور بنین یہ جواب ہے اس کا جو اولاد طلب کرے۔ویجعل لکم جنات یہ اس شخص کا جواب ہے جو کہتا ہے کہ میرے باغ کے میوے کم ہوتے ہیں: ویجعل لکم انہارا یہ اس شخص کا جواب ہے کہ جس کی نہریں خشک ہو چکی تھیں۔

نیز منہج میں امام باقرؑ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ فرمایا کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا: میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، لیکن میری اولاد نہیں۔حضرت نے فرمایا ایک سال تک رات کے آخر میں سو مرتبہ استغفار کرو اگر رات کو فراموش کر بیٹھو تو دن میں اس کی قضا کرو اس کے بعد آیہ مذکورہ کی قرأت کی فرمایا: استغفار ہر درد کی دوا ہے اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

لیکن پانچواں فقرہ کہ فرمایا: لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْأَبْدَانِ الصِّيَامُ" جاننا چاہئے کہ زکوۃ کا معنی لغت میں نمو اور طہارت کے ہیں اور مال میں زکوۃ مال کے زیادہ ہونے کا سبب بنتی ہے۔

زکوۃ مال بدر کن کہ فضلہ رزرا چہ باغبان بہ برد نفع بیشتر گردد

فطرہ کی زکوۃ بدن کو پاک کرتی ہے۔بلاء کو اس سے دور کرتی ہے اور روزہ بدن کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور شیطانی وسوسے اس سے دور ہوتے ہیں اس کے علاوہ بدن کی صحت کا موجب بنتے ہیں۔یعنی "صوموا تصحوا" کے مصداق کے چنانچہ جب بھی ماہ رمضان کے فوائد کے بارے میں غور وفکر کرے تو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کس قدر حفظ صحت کے موافق ہے۔بخلاف یہود اور نصاری کے روزے کہ جس کے بارے میں پہلی مجلس میں تفصیل کے ساتھ بتا دیا گیا ہے۔

● اول یہ کہ روزہ اسلام میں گرمیوں میں ۱۶ گھنٹے اور سردیوں میں تقریبا دس گھنٹے ہوتا ہے۔

● دوسرا یہ ہے کہ اسلامی روزہ بہت زیادہ منظم ہے بخلاف یہود اور نصاری کے روزے کے، جیسا کہ آپ نے پہلے پہچان لیا۔

● تیسرا یہ کہ اسلامی روزہ کو خداوند متعال نے معین فرمایا ہے اور قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ بخلاف نصاری کے روزے کہ اس کو ان کے پاپ نے جعل کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی کی گئی ہے اور جو روزہ یہودی مذہب کی کتاب میں ذکر ہوا ہے فقط قربان کا روزہ یا کیپور ہے۔ اور باقی کو ان کے علماء نے جعل کیا ہے اور انجیل میں روزے کا انکار کیا گیا ہے اور روزہ رکھنے کو ایک پرانا موضوع شمار کیا گیا ہے اور نصاری نے اس روزہ کے رکھنے سے پہلوتہی کی ہے۔ چنانچہ باب نہم انجیل اور بعض رسالوں میں نقل کے مطابق ہے باب نہم میں انجیل متی آیہ چودہ تا سترہ اس کے بارے میں تصریح کی ہے اور آیہ اکیس میں اس کے نقیض کو ایراد کیا ہے اور انجیل لکھنے والوں کا تناقض ان دو موضوعات کے پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔

● چوتھا اسلامی روزہ تمام سال میں پراگندہ نہیں ہے بلکہ ایک معین مہینے میں مقرر ہوا ہے۔ یہ علماء کے اختلاف سے محفوظ ہے بخلاف دوسرے ادیان کے روزہ کہ تمام سالوں میں پراگندہ ہے اور ان کے معین کرنے میں ان کے علماء کے درمیان جھگڑا ہے۔

● پانچواں اسلامی روزے بہترین مہینہ میں ہیں کہ جس میں قرآن نازل ہوا ہے مقرر ہوئے ہیں یہ خود اس کے فضائل وخصائص میں سے ہے۔

● چھٹا پے در پے تیس روزے قرار دئے گئے ہیں کہ اپنے روحی اثرات مکمل طور پر روزہ دار کو بخش دیتے ہیں۔ بخلاف یہود اور نصاریٰ کے روزہ کے کہ اس میں افراط اور تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ اور پھر ایک دن کے روزے یا دو دن کے روزہ سے کوئی مفید اثر ان پر مرتب نہیں ہوتا اور روح کو آمادہ کرنے سے پہلے روزے تمام ہو جاتے ہیں۔

● ساتواں: اسلامی روزے میں غذا کی ترتیب مرتب ہے کوئی اتنا زیادہ ضرر انسان پر وارد نہیں ہوتا ہے بخلاف دوسرے ادیان کے روزے کے۔ حفظ الصحہ کے مخالف اور امراض کے ایجاد ہونے کا موجب بنتا ہے۔ مسلسل تغیرات کی وجہ سے جو غذا کے برنامہ میں استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔

● آٹھواں: اسلامی روزہ تمام معین دنوں پر تقسیم ہے بخلاف دوسرے ادیان میں کہ اس کا عمدہ اور زیادہ وقت رات کا ہے اور یہ بھوک اگر ایسی مدت میں ہو کہ بدن میں حرکت نہ ہو اور نیند کی حالت میں ہو تو جسم کو بہت نقصان پہنچ سکتا

ہے آج کے علم طب میں یہ ثابت ہے کہ نور اور حرارت کے سبب دن کا روزہ روزے دار میں تاثیر پیدا کرتا ہے بخالف رات کے۔

● نواں: بشارت اور ثواب اسلامی روزہ کے لئے ہے اور شارح مقدس نے اس کی جو شرح دی ہے دوسرے ادیان میں یہ بشارت موجود نہیں ہے۔ یہ بشارت روزہ دار لوگوں کے لئے شوق کا موجب بنتی ہے۔

● دسواں: روزہ اسلام کے دنوں میں کہ جو ماہ رمضان کا مہینہ ہوتا ہے دعائیں نمازیں اذکار روزہ دار لوگوں کے لئے مقرر ہوئے ہیں دوسرے ادیان میں اصلاً اس چیز کا وجود نہیں ہے۔ ان دعاؤں میں مشغول ہونا اور روزہ دار کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا اس کے علاوہ اس کو سرگرم کرتا ہے۔ بسا اوقات وہ متوجہ نہیں ہوتا ہے کہ روزہ ہے یا نہیں یہ اس کو ایک روحانیت بخشتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے کہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز اور مناجات میں مشغول ہے۔ اولیائے خدا قاضی الحاجات کے ساتھ مناجات کو غنیمت شمار کرتے ہیں۔

جس طرح نویں محرم کی عصر کو لشکر نے خیام کی طرف ہجوم کیا تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو بھیجا اور فرمایا: اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُؤَخِّرَهُمْ وَتَدْفَعَهُمْ عَنَّا الْعَشِيَّةَ لَعَلَّنَا نُصَلِّي لِرَبِّنَا اللَّيْلَةَ وَنَدْعُوَهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ فَهُوَ يَعْلَمُ اِنِّي قَدْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ لَهُ وَتِلَاوَةَ كِتَابِهِ وَكَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ۔

عباس سے فرمایا: اس جماعت سے ملاقات کرو اگر ہو سکے تو اس جنگ کو کل تک مؤخر کر دو تا کہ آج کی رات نماز میں مشغول ہو جائیں اور خداوندِ بے نیاز کے ساتھ مناجات کریں اور رات کو دعا اور استغفار میں گزاریں۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز اور قرآن کی قرأت کو دوست رکھتا ہوں۔

روزے کے طبی فوائد

جاننا چاہئے کہ روزہ نفس کے عدل اور صفات رذیلہ سے خالی اور صفات جمیلہ سے آراستہ اور خدا کی اطاعت کا موجب بنتا ہے لیکن ہماری مراد اس مقام پر روزہ صحت بدن کے ساتھ مناسب ہے جس طرح خبر نبوی میں معروف ہے :صوموا تصحوا رسالہ آگہی میں کہتا ہے: اصفہان کے ڈاکٹروں میں سے ایک اہم ڈاکٹر نے کہا: روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے تمام نقاطِ بدن کثافات سے خالی ہوتی ہیں اور کہتا ہے کہ واضح ہے کہ جب کسی ایک ادارہ کی خوراک تمام نہ ہو جائے وہ کثافات سے پاک نہیں ہوتا ہے بدن کی مملکت جس وقت پاک ہو جائے تو معدہ ایک مدت تک عمل کے بغیر رہ جاتا ہے اس طریقے پر کہ اپنے طبیعی وظائف کو کم انجام دے اگر تمام اوقات عمل میں مشغول ہو جائے تو وہ خراب ہو جاتا

ہے یہاں تک کہا گیا کہ جس طرح اعضاء کیلئے غذا ضروری ہے آرام بھی ضروری ہے کہ وہ کام سے تھک نہ جائے خ
ہے آرام بھی ضروری ہے کہ وہ کام سے تھک نہ جائے خصوصا اعصاب کہ بھوک کے وقت اچھی طرح اپنے کام کو انجام
دے سکتے ہیں خصوصا دماغی اعصاب کہ اس عمل کو اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔

ڈاکٹر تومانیانس نصرانی کہتا ہے بہت بڑا فائدہ کم کھانے اور پرہیز کرنے میں ہے چونکہ معدہ گیارہ مہینے غذا سے پر رہتا ہے ایک مہینہ کے دوران مواد غذائی کو اچھی طرح دور کرسکتا ہے اسی طرح جگر کہ جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری ہے ہمیشہ اپنے صفراء کو مصروف رکھتا ہے تیس روز کی مدت میں صفراء کے ترشحات کو جمع شدہ غذا کو حل کرتا ہے آلات ہاضمہ بھی غذا کے کم کھانے کے حاصل ہوتے ہیں اور اس سے تھکاوٹ بھی دور ہوجاتی ہے روزہ یعنی کم کھانا اور کم پینا سال کی کسی ایک مدت میں علاج کے بہترین طریقوں میں سے ایک اور تندرستی کے حفظ کے وسائل میں سے ہے۔ طب جدید اور قدیم نے اس کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مخصوص امراض کو کہ جو ہضم کے آلات کہ جو جگر وغیرہ کو لگے ہیں ان کو دواؤں کے ذریعہ علاج نہیں کہا جاسکتا ہے روزہ سے ان کا اچھی طرح علاج ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بہترین دوا بدہضمی کو دور کرنے کے لئے روزہ ہے۔ خصوصا جگر کہ جو یرقان کا شکار ہوجاتا ہے اس کے علاج کا بہترین طریقہ روزہ ہے۔ یہ امراض زیادہ تر جگر کی تھکاوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں چونکہ زیادہ عمل کرتے وقت جگر صفراء خون سے اخذ نہیں کرسکتا ۔ جب غذا ہضم ہوجائے تو اچھی طرح صفراء کو خون سے اخذ کرنے پر قادر ہوتا ہے اور اس کے بعد خون صاف ہوجاتا ہے ۔ روزہ صحت اور تندرستی کے لئے ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ جب ایک انسان ایک مدت تک معمول کی غذا سے ہر روز ہاتھ اٹھائے رکھے اور غذا کے استعمال میں تخفیف کرے دے تو پھر غذا کی طرف زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں معدہ مواد غذا کہ جو غذا ہضم کرنے کا عضو ہے۔ اس موقع پر نہایت آزادی کے ساتھ جذب کرتا ہے اور یہ غذا بدن کا جزء بنتی ہے واضح ہے کہ اس صورت میں انسان کی سلامتی اور تندرستی لوٹ آتی ہے۔

مجلس نمبر 16

آیہ "وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ" کا معنی

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کا معنی وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ "سورہ بقرہ آیہ ۴۵"

امام صادقؑ نے فرمایا: إِذَا نَزَلَتْ بِالرَّجُلِ النَّازِلَةُ الشَّدِيدَةُ لِيَصُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ ۔ یعنی الصیام جب بھی کوئی مصیبت کسی شخص پر آ جائے تو وہ روزہ کے ساتھ اس سے پناہ حاصل کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مدد طلب کرو صبر کے ساتھ اور صبر سے مراد روزہ ہے۔

منہج الصادقین میں ہے کہ اس آیہ کے ذیل میں کہ صبر کے لئے مشکل امور پر فرج کا موجب ہے اور صبر سے مراد روزہ ہے۔ مدد طلب کرو جن چیزوں کے دنیا اور آخرت میں محتاج ہو روزہ رکھنے اور واجب نماز کے ساتھ۔ چونکہ روزہ نام ہے صبر کرنے کا مفطرات کے ترک کرنے کے ساتھ کہ جو شہوات کو ختم کرتی ہیں۔

صلوۃ۔ التجا اور توسل کے ساتھ نفس پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ روزہ میں تمام بدنی اور نفسانی عبادات پائی جاتی ہیں۔ مروی ہے کہ رسول خداؐ جب بھی غمگین ہوتے تھے نماز اور روزہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صلوۃ سے مراد لغوی معنی ہو اور وہ ہے دعا یعنی بلاؤں میں مدد طلب کرو صبر کے ساتھ اور دعا کے ساتھ پناہ حاصل کرو اور بلاؤں کے دفع کرنے میں خدا سے تضرع کرو روان جاوید میں علامہ ثقفی لکھتے ہیں: وَاسْتَعِينُوا مدد طلب کرو صبر کے ساتھ معصیتوں کو ترک کر کے اطاعت کو بجالاتے ہوئے اور معصیتوں پر صبر کرتے ہوئے تاکہ جنت کی نعمتوں تک پہنچ سکو۔ کافی میں حضرت صادقؑ سے نقل کیا گیا ہے کہ اس آیہ میں صبر سے مراد روزہ ہے۔ فقیہ اور عیاشی میں بھی آنحضرتؑ سے نقل ہوا ہے کہ فرمایا: جب کسی شخص کو کوئی حادثہ پیش آئے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھ لے۔ چونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ اور صبر سے مراد روزہ ہے۔ عیاشی نے امام کاظمؑ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ نیز مدد طلب کرو پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج کر اور امام صادقؑ نے فرمایا: کونسی چیز تم کو روکتی

ہے اس سے کہ جب کوئی غم امور دنیا میں سے تمہاری طرف رخ کرے تو وضوء کر کے مسجد میں داخل ہو جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ اور چاہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے ہم وغم کو دور کر دے۔ کیا تم نے نہیں سنا خدا کے اس فرمان کو کہ صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔ اور کافی میں آنحضرتؐ سے نقل ہوا ہے کہ امیر المومنینؑ جب کسی امر سے ڈرتے تھے تو نماز کو وسیلہ قرار دیتے تھے اور اس آیہ کو تلاوت فرماتے: وَقَولُهُ تَعَالىٰ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخَاشِعِيْنَ "بعض نے انہا کی ضمیر کا مرجع صرف صلوۃ کو قرار دیا ہے یہ دیکھتے ہوئے کہ نماز عظیم اور گراں ہے مگر صاحبان خشوع پر اور جو خوف الٰہی رکھتے ہیں۔ نماز کی زحمت باقی عبادات سے زیادہ ہے چونکہ شب و روز پانچ مرتبہ خدا کی اطاعت کرنی پڑتی ہے اس لئے باقی عبادات سے اس کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دین کا ستون ہے باقی اعمال کی قبولیت کی شرط ہے اور مومن کی معراج ہے۔ اور فحشاء اور منکر سے روکنے والی ہے اور یہ نکتہ امام کی تفسیر میں پانچ وقت کی نماز کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے چونکہ دوسری نمازیں چاہے واجب ہوں یا مستحب یہ مشکل اور شاق نہیں اور کبیرہ سے مراد سنگین اور شاق ہے۔ چنانچہ تفسیر صافی میں یہی معنی تفسیر کیا گیا ہے۔ بعض نے انہا کی ضمیر کا مرجع استعانت با صبر اور صلوۃ کو قرار دیا ہے اور یہ خشوع کرنے والوں پر آسان ہے۔ اس لئے کہ مطلق عبادات خاشعین کے لئے لذت کے اسباب ہیں۔ چونکہ اطاعت کے ثمرات سے آگاہ ہیں اور اپنے آپ کو محبوب حقیقی کے حضور میں دیکھتے ہیں اپنے آپ کو خالق کے ساتھ گفتگو میں مشغول جانتے ہیں۔ اس لئے لذت حاصل کرتے ہیں۔ وہ راز و نیاز میں سرگرم ہیں، اس لئے عبادت میں زحمت کا احساس نہیں کرتے۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ نماز کے موقع پر بلال سے فرماتے تھے: اَرِحْنِي يَا بِلَالُ یعنی اذان دو اور ہمارے لئے آسائش فراہم کرو اور فرماتے تھے میں تمہاری اس دنیا سے تین چیزوں کو دوست رکھتا ہوں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کا نور نماز میں ہے یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نمازوں کے ساتھ مانوس ہونے کی وجہ سے جس طرح دنیوی اعتبار سے طبیعت ہے کہ خوشبو اور عورتوں سے لذت حاصل کرتے تھے۔ نماز سے بھی ان کو اس سے زیادہ لذت حاصل ہوتی تھی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس کی ریاضت کو عبادت کا عادی بنا لے تو وہ سمجھتا ہے کہ مناجات کی لذت تمام لذتوں سے بلند ہے۔

اگر لذت ترک لذت بدانی　　دیگر لذت نفس بے ہودہ دانی

امیر المومنینؑ کی مناجات ہمارے مدعا کے صدق پر شاہد ہیں۔ چھٹی مجلس میں ابو درداء کے قصہ سے معلوم ہوا کہ امیر المومنینؑ کس طرح مناجات کرتے تھے۔"

علی علیہ السلام کے بارے میں ضرار کی گفتگو

کتاب درالنظیم فی مناقب الائمہ تالیف شیخ جلیل جمال الدین یوسف بن الحاتم الشامی شاگرد محقق صاحب شرائع علی بن طاؤس'' کے ہم عصر وہ ضرار بن خطاب سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ کہا: میں معاویہ کے پاس گیا اس نے میرے سامنے مجھ سے کہا علیؑ کی تعریف کرو۔ ضرار نے کہا: خدا کی قسم میرے مولا علی بن ابی طالب علیہم السلام کے مناقب بے شما رہیں انہوں نے کبھی بھی خواہشات میں قدم نہیں رکھا قضاوت کرتے وقت ذرا برابر عدل سے کنارہ گیری نہیں کی ہے۔ علم کے چشمے ان کے اطراف سے پھوٹتے تھے منہ سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔ دنیا اور دنیا کی زینت سے فرار کرتے تھے وحشت زدہ شخص کی طرح اور رات کی تاریکی سے مانوس ہوتے تھے۔ اور اپنے خدا کے ساتھ مناجات کرتے تھے خدا کی قسم میرے مولا کے رخسار پر پے در پے آنسو چاند کی طرح دکھائی دیتے تھے اور وہ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے بہت گہرے تفکر کے سمندر میں چلے جاتے تھے اور اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کرتے تھے اور اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے اور اس کو پروردگار کی اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے کھانے اور پینے میں بہت زیادہ اقتصاد کے پابند تھے کہ دوسرے اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اے معاویہ! خدا کی قسم ہمارے مولا ہمارے درمیان تو ایسا دکھائی دیتا تھا کہ ہم میں سے ایک ہیں اور جب بھی کوئی ان پر وارد ہوتا تو اسے اپنے پاس بٹھاتے تھے، اپنے مہربان بھائی کی طرح اس کے ساتھ کلام کرتے تھے، جب ہم ان سے سوال کرتے تھے تو وہ جواب دیتے تھے اگر ہمیں سوال سے شرم آتی تو خود بخود ہمیں جواب دیتے تھے۔ فقراء اور مساکین کو دوست رکھتے تھے اہل باطل فساد کرنے پر جرأت نہیں کرتے تھے۔ چونکہ جانتے تھے کہ علیؑ عدل اور انصاف کے ساتھ ان سے انتقام لیں گے اور ضعیف لوگ خوشحال تھے کہ ان کے حقوق مولا کے عدل کی وجہ سے پامال نہیں ہوں گے۔ اے معاویہ! خدا کو شاہد اور گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے بعض اوقات علیؑ کو دیکھا کہ بعض اوقات رات کی تاریکی نے عالم کو احاطہ کیا ہوتا تھا اور آسمان کے ستارے درخشاں تھے اور وہ محرابِ عبادت میں اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پکڑے ہوئے تھے جیسے کسی کو سانپ نے ڈسا ہو۔ وہ اپنے آپ کو سمیٹتے تھے اور اس عورت کی طرح کہ ''جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو'' نالہ کرتے تھے اور میں سنتا تھا کہ فرماتے تھے: اے دنیا! کیا تم میری طرف راغب ہوئی ہو اور مجھے دھوکہ دینا چاہتی ہو؟ دور ہو جاؤ اور جان لو کہ میں نے تمہیں تین طلاقیں دے دی ہیں کہ پھر تمہاری طرف رجوع نہیں ہے اور میں نے تمہیں پہچانا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری شان پست ہے اور تمہارا منافع بہت کم ہے اور تمہارا حساب بہت زیادہ سخت اور تمہارا عقاب بسا اوقات بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس کے بعد فرمایا: آہ زادراہ اور توشہ

کی کمی سے اور سفر آخرت کی دوری سے اور ان کے سخت ہولناک موارد سے کہ ایسی آگ ہوگی کہ جو جگر اور دل کو پگھلانے والی ہوگی اور ان کو بھون دے گی۔

ضرار نے کہا معاویہ ان کلمات کو سننے کے بعد اس قدر رویا کہ اس کی ڈاڑھی تر ہوگئی وہ چیختا تھا اور جو لوگ اس کے اطراف میں تھے وہ بھی رونے لگے۔ اس کے بعد معاویہ نے کہا کہ خدا رحمت کرے ابوالحسنؑ پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ اب اے ضرار! کہو کہ علیؑ کی جدائی اور فراق میں تمہارا حزن کس قدر ہے۔ ضرار نے کہا: میرا غم علیؑ کی خاطر اس ماں کی طرح ہے کہ جس کے فرزند کا اس کے دامن میں سر کو تن سے جدا کیا جائے کہ کسی وقت بھی آنکھوں کے آنسو ختم نہ ہوں اور دل کی جلن کم نہ ہو۔

حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ کی مناجات کو انس بن مالک بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا: مکہ معظمہ میں حسینؑ کو خدیجۃ الکبریٰؑ کی قبر کے کنارے دیکھا کہ اپنی مناجات میں فرماتے تھے۔

يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاهُ — فَارْحَمْ عُبَيْداً اِلَيْكَ مَلْجَاهُ
يَا ذَا الْمَعَالِي اِلَيْكَ مُعْتَمَدِي — طُوبٰى لِعَبْدٍ تَكُونُ مَوْلَاهُ
طُوبٰى لِمَنْ كَانَ خَائِفاً وَجِلاً — يَشْكُو اِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلْوَاهُ
وَمَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سُقْمٌ — اَكْثَرُ مِنْ حُبِّهِ لِمَوْلَاهُ
اِذَا اشْتَكٰى بَثَّهُ وَغُصَّةً — اَجَابَهُ اللّٰهُ ثُمَّ لَبَّاهُ

اس وقت ایک ہاتف نے درج ذیل اشعار کے ساتھ جواب دیا:

لَبَّيْكَ عَبْدِي فَاَنْتَ فِي كَنَفِي — كُلَّمَا قُلْتَ قَدْ سَمِعْنَاهُ
صَوْتُكَ تَشْتَاقُهُ مَلَائِكَتِي — فَحَسْبُكَ الشُّكْرُ قَدْ سَفَرْنَاهُ
سَلْنِي بِلَا رَغْبَةٍ وَلَا رَهَبٍ — وَلَا تَخَفْ اِنَّنِي اَنَا اللّٰهُ

قتلگاہ کی گہری جگہ پر مناجات کی جبکہ آپ خون میں تیر رہے تھے فرماتے تھے:

تَرَكْتُ الْخَلْقَ طُرّاً فِي هَوَاكَ — وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَ

بارالٰہا! میں نے تیری محبت میں تمام مخلوق کو چھوڑ دیا اور اپنے عیال کو یتیم کر لیا اس لئے کہ تجھ کو دیکھ لوں۔

* * * * *

مجلس نمبر 17

روزہ دار کے لئے ملائکہ کا دعا مانگنا

منہاج النجات میں کہا ہے: عَنِ النَّبِیّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَکَّلَ مَلَائِکَۃً بِالدُّعَاءِ لِلصَّائِمِیْنَ۔ تحقیق اللہ نے ملائکہ کو روزہ دار کے لئے دعا کرنے پر مقرر فرمایا ہے: وَقَالَ اَخْبَرَنِیْ جَبْرَئِیْلُ عَنْ رَبِّہٖ اِنَّہٗ قَالَ مَا اَمَرْتُ مَلَائِکَتِیْ بِدُعَاءٍ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلصَّائِمِیْنَ اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے پروردگار جلیل سے کہ فرمایا: میں نے ملائکہ کو حکم نہیں دیا کہ کسی کے لئے دعا کریں مگر روزہ داروں کے لئے۔

یہ بھی جاننا چاہئے کہ دعا کا مسئلہ اہم امر ہے۔ کافی میں چند باب دعا کے لئے ہیں فرمایا: ان میں سے بعض روایات کے مضمون کو اس مختصر از ینت دی ہے۔

امام محمد باقرؑ اس آیہ کی تفسیر میں: اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ فرماتے ہیں کہ اس عبادت سے مراد دعا ہے یعنی جو لوگ دعاء مانگنے سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد ذلت اور خواری کی حالت میں جہنم میں داخل ہونگے اور سب سے افضل عبادت دعا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ میسر بن عبدالعزیز نے فرمایا خدا کو پکارو یہ نہ کہو جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا چونکہ تمہارے لئے خدا کے نزدیک ایک مقام ہے کہ تجھ کو نہیں دی جائے گا مگر وہی چیز کہ جو خدا سے مانگو گے۔ اگر سوال نہیں کرو گے تو وہ تجھ کو نہیں دی جائے گی۔ اے میسر! کوئی دروازہ نہیں کھٹکھٹاؤ گے مگر اس امید کے ساتھ کہ کھل جائے۔

حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا: رسول خداؐ فرماتے تھے کہ دعا مومن کا اسلحہ ہے اور دین کا ستون اور آسمان اور زمین کا نور ہے اور نجات کی چابی ہے اور حاجت کی برآوری کا موجب ہے اور بہترین دعا وہ ہے کہ جو پاک سینہ اور صاف ستھرے دل سے نکلے اور دعاء مومن کے لئے سپر ہے اور جب کسی دروازے پر بہت زیادہ دق الباب کرو گے تو وہ لامحالہ تمہارے لئے کھل جائے گا۔

نیز فرمایا: تمہارے اوپر لازم ہے انبیاء کا اسلحہ۔ عرض کیا گیا: کہ انبیاء کا اسلحہ کونسا ہے؟ فرمایا کہ وہ دعا ہے۔ نیز فرمایا: دعا اسے رد کرتی ہے کہ جو مقدر میں ہے۔ یعنی جس کا نازل ہونا حتمی ہے اور جو مقدر نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا جو کچھ مقدر میں ہے اس کو ہم نے سمجھا اور جو مقدر نہیں ہوا ہے اس کا کیا مطلب؟ امام صادق نے فرمایا دعا قضاء مبرم کو رد کرتی ہے اور فرمایا کہ دعا نازل شدہ بلا اور نازل نہ ہوئی بلا کو دور کرتی ہے اور اخبار اس باب میں بہت زیادہ ہیں۔ نیز امام صادق نے فرمایا کہ دعا ہر درد کے لئے شفاء ہے جس طرح بادل بارش کا نگہدار ہے دعا اجابت کی نگہدار ہے۔ جب بھی کوئی بندہ اپنے خالق کی طرف اپنا ہاتھ بلند کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ وہ خالی ہاتھ واپس جائے۔ البتہ خدا رحمت سے کوئی چیز اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی طرف بلند کرتا ہے اس کو واپس نہیں کرتا ہے جب تک اپنے ہاتھ سے اپنے چہرہ اور سر کو مسح نہ کرے۔

نیز فرمایا: اپنے اصحاب سے کہ آیا تم طولانی بلا اور کم مدت والی بلا کو جانتے ہو؟ آنحضرتؐ کے اصحاب نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے فرمایا: جس وقت عبد کو دعا کرنے کے لئے الہام ہو جائے پس جان لو کہ اس بلا کی موت کوتاہ ہو گی یعنی جلد از جلد اس سے دور ہو جائے گی اور جس بندہ پر بلا نازل ہو جائے اور دعا نہ مانگے ہر آئینہ اس کی بلا لمبی ہو جاتی ہے پس جب بھی تم پر بلا نازل ہو جائے تم پر لازم ہے دعا اور تضرع کرنا اور آسائش کے وقت دعا مانگنا یہ موجب ہوتا ہے کہ شدت اور بلا کے وقت اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

نیز فرمایا جب بھی دعا مانگو تو بار بار مانگو اور اپنی حاجت کا نام لیکر پکارو۔ خداوند متعال تمہاری حاجت کو جانتا ہے لیکن دوست رکھتا ہے کہ تم اس کی طرف اپنی حاجت کو پیش کرو اور فرمایا دعا کے لئے بہترین اوقات جب ہوائیں چلیں اور بارش ہو رہی ہو اور نماز وتر میں نماز فجر کے بعد ظہر اور مغرب کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اذان کہتے وقت اور جب بھی تمہارے دل میں رقت پیدا ہو جائے تو خدا کو پکارو اور دل میں رقت پیدا نہیں ہوتی مگر یہ کہ شوائب سے خالی ہوا ہو اور دعاء مانگنے سے پہلے کوئی چیز صدقہ دو اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرو اور کوشش کرو کہ رونا آجائے۔ آنسو کا ایک قطرہ آگ کے دریا کو بجھا دیتا ہے اگر چہ ہر آنکھ قیامت کے دن گریاں ہے مگر وہ آنکھ کہ جو خوف خدا سے آنسو بہائے اور وہ آنکھ کہ جو محارم اللہ کو دور رکھے اور وہ آنکھ کہ جو پروردگار کی اطاعت کے لئے شب بیداری میں گزارے دعا کرتے وقت خدا کی حمد اور ثناء بجالاؤ اور رسول خداؐ پر درود بھیجو۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں تک ابتداء مجلس سے مکمل طور پر کافی سے ماخوذ ہے

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی......؟

ایک مرد نے امیرالمومنینؑ سے سوال کیا اور کہا: یا امیرالمومنینؑ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ادعونی استجب لکم** 'مجھے پکارو تمہاری دعا قبول کروں گا۔ پس جب ہم انہیں پکارتے ہیں تو وہ کیوں نہیں قبول کرتا ہے حضرت نے فرمایا وہ اس لئے کہ تمہارے دل آٹھ حصہ کے اندر خیانت کر چکے ہیں اور جب وہ خیانت کے ساتھ آلودہ ہوئے ہیں تو پھر دعا کہاں مستجاب ہوگی۔

* پہلا: یہ تم نے خدا کو پہچانا لیکن خدا کے حق کو ادا نہیں کیا جیسا کہ ادا کرنے کا حق ہے
* دوسرا: تم اپنے پیغمبروں پر ایمان لائے لیکن پیغمبر کی روش کے ساتھ مخالفت کی اور ان کے آئین پر عمل نہیں کیا پس ایمان کا ثمرہ کہاں ہے؟۔
* تیسرا: تم نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے مطابق نہ چلے تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کریں گے لیکن تم نے مخالفت کی۔
* چوتھا: یہ کہ تم نے کہا کہ ہم جہنم کی آگ سے ڈرتے ہیں اس کے باوجود گناہوں کے ساتھ آگ کی طرف جا رہے ہو۔ پس تمہارا ڈرنا کہاں ہے۔
* پانچواں: تم نے دعویٰ کیا کہ ہم بہشت کو طلب کرتے ہیں اس کے باوجود تم ایسا کام کرتے ہو کہ جو تمہیں اس سے دور کرتا ہے پس تمہاری رغبت کہاں ہے؟
* چھٹا: یہ کہ تم نے خدا کی نعمت کو کھایا اور شکر ادا نہ کیا۔
* ساتواں: یہ کہ خدا نے تمہیں حکم دیا کہ شیطان کے ساتھ دشمنی کرو تم نے اس کو اپنا دشمن قرار نہ دیا اس کے باوجود تم نے اس سے منہ نہیں پھیرا اور اس کی مخالفت نہ کی آٹھویں لوگوں کے عیبوں کو اپنے آنکھوں کے سامنے رکھا اور اپنے عیبوں کو پس ڈالا جس کی تم ملامت کرتے ہو حالانکہ تم اس سے زیادہ ملامت کے سزاوار ہو اس کے باوجود کس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعا قبول ہو جائے پس خدا سے ڈرو اور اپنے کاموں کی اصلاح کرلو اور اپنی نیتوں کو خالص قرار دو اور لوگوں کو نیکی پر آمادہ کرلو اور برائی سے روکو تا کہ خدا تمہاری دعاؤں کو قبول کرے۔

ان تمام تفصیلات کے باوجود ہماری تکلیف دعا مانگنا ہے خبر میں ہے کہ خدا نے آدم ابوالبشرؑ کو وحی کی کہ میں نے

تمام نیکیوں کو چار کلمات میں قرار دیا ہے۔ایک میرے ساتھ خاص ہے ایک تمہارے ساتھ خاص ہے ایک میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے ایک تمہارے اور باقی لوگوں کے درمیان ہے۔وہ جو میرے ساتھ خاص ہے یہ ہے کہ عبادت میں کسی کو میرا شریک قرار نہ دو عبادت میرے ساتھ خاص ہے۔

دوسرا یہ کہ تمہارے ساتھ خاص ہے وہ ہے عمل اگر خالص ہوگا تو تمہیں جزا دی جائے گی عمل کی مقدار کے مطابق۔ایک وہ ہے کہ جو میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ ہے تمہاری طرف سے دعا کرنا اور میری طرف سے قبول کرنا ہے وہ جو تمہارے اور باقی مخلوق کے درمیان ہے اپنے دینی بھائی کے لئے اس چیز کو پسند کرو جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

طاؤس بن کیسان کہ جو طاؤس الفقیہ کے نام سے معروف ہے کہا کہ میں بیت الحرام میں داخل ہوا تو دلخراش نالہ کو سنا کوئی اپنے خدا کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور راز و نیاز میں مشغول ہے اور کہتا ہے:

يَا مَنْ يُجِيبُ دُعَاءَ الْمُضطَرِّ فِي الظُّلَمِ يَا كَاشِفَ الضُّرِّ والضر والبلوى مع

قَدْ نَامَ وَفْدُكَ حَولَ الْبَيْتِ قَاطِبَةً ~~السوانت وحدك يا قيوم لم تنم~~

اِن كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرجُوهُ ذُو صَرَفٍ فَمَنْ يَجُودُ عَلَى الْعَاصِيْنَ بِالنِعَمِ

طاؤس کہتا ہے کہ اچانک وہ آواز خاموش ہوگئی میں اس جگہ گیا تو دیکھا امام زین العابدینؑ ہیں کہ بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ان کے سر کو اپنے دامن میں لیا۔میری آنکھوں کے آنسو اس رخسار پر گر پڑے کہ جو چاند سے زیادہ روشن تھا۔انہوں نے آنکھیں کھولیں فرمایا: من اشغلني عن ربی ''کس نے مجھے اپنے رب سے اعراض کرایا۔طاؤس نے کہا یا بن رسول اللہؐ آپ کا نانا رسول خداؐ اور جد علی مرتضیٰؑ آپ کی ماں فاطمہ زہراءؑ آپ کا باپ حضرت سید الشہداؑ اس کے باوجود یہ رونا کس لئے ہے حضرتؑ نے فرمایا: چھوڑ دو میرے جد اور بابا کی حدیث کو خداوند تعالیٰ نے جہنم کو قرار دیا ہے گناہ گاروں کے لئے اگر چہ سید قرشی ہو اور بہشت کو زینت دی ہے اطاعت کرنے والوں کے لئے اگر چہ غلام حبشی ہو اے طاؤس! اَفَلَا اَكُونُ عَبْداً شَكُوراً کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں ذکر کیا گیا ہے کہ کربلاء میں جب غل زنجیر کو حضرت کی گردن میں ڈالا تو روئے اور فرمایا اس زنجیر کو دیکھ کر جہنم کی زنجیریں یاد آگئیں اس لئے رویا۔

* * * * *

مجلس نمبر 18

روزہ دار کے منہ کی خوشبو کے بیان میں

منہاج النجاۃ میں لکھتے ہیں: عَنِ الصَّادِقِ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى مُوسٰى مَا يَمْنَعُكَ عَنْ مُنَاجَاتِي قَالَ لِخُلُوقِ فَمِي فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا مُوسٰى لَخُلُوقُ فَمُ الصَّائِمِ عِنْدِي اَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔"

آنحضرتؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی کی کونسی چیز میری مناجات سے مانع ہے عرض کی میرے منہ کی بدبو مانع ہے کہ میں تیرے کے ساتھ مناجات کرلوں۔ اس وقت اللہ تعالی نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبو ہے یہ بھی جاننا چاہئے عوالم علویہ میں میں کہ گناہ گاروں کی بدبو گندیدہ مردار سے زیادہ بدبودار ہے اور اس عالم میں گنہ گار گناہ کے بجالانے سے لذت حاصل کرتا ہے اور عبادات بجالانے کو اپنے لئے مشقت سمجھتا ہے اس لئے روزہ دار کے منہ کی بو ناپسند ہے لیکن چونکہ عبادت ہے عوالم علویہ میں مشک اور عنبر سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس سے پہلے ساتویں مجلس میں ذکر کیا تھا کہ جب بھی کوئی جھوٹ بولے تو اس کے دل سے بدبو نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچتی ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

حجاج بن یوسف کے احوال میں لکھا گیا ہے کہ کہتا تھا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ چیز خون کا بہانا اور سر کو جدا کرنا ہے۔ باجملہ جب بشر پر جس قوہ ملکوتی اس پر غالب آتی ہے تو اس کو عبادت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور اس کے منہ کی بو جب آسمان میں چلی جاتی ہے تو وہ بو کستوری اور عنبر میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ملائکہ اس کی آواز کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں لیکن منافق اگر چہ وہ مشک و عنبر کے درمیان غوطہ کھائے اس کی بو ملائکہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔ چونکہ سخت شرط ہے اجزاء کی

ترکیب میں گناہ گار میں ایک عجیب حالت پیدا ہوتی ہے کہ بدبودار سے خوش حال ہو جاتا ہے اور اس کی طرف جلدی کرتا ہے اور اپنے چنگال سے اس کو اپنے حلقہ میں سے آیا ہے اور اپنے آشیانہ میں لے جاتا ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک جاروب کش ہمیشہ بالوعہ (گٹر) اور مزبلہ (گندگی) صاف کرنے میں وقت گزارتا تھا ایک دن اس کا گزر اس بازار سے ہوا کہ جہاں عطر بیچتے تھے اچانک اس کی حالت خراب ہوگئی اور وہ بے ہوش ہو گیا زمین پر گرا عطر والے بار بار اس کے ناک میں عطر ڈالتے تھے اس سے اس کی حالت اور زیادہ خراب ہوتی گئی۔ اس جیسے ایک جاروب کش کا گزر وہاں سے ہوا تو اس کی حالت دیکھ کر کہا: تم چاہتے ہو کہ اس کو عطر کے ساتھ ہوش میں لانا چاہتے ہو ؟ حالانکہ اس عطر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ کہا گیا تو اس کا کیا چارہ ہے۔ کہا ابھی اس کو ہوش میں لے آتا ہوں چلا گیا اور تھوڑی سی نجاست لے آیا اور اس کے ناک کے نزدیک رکھی تو وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔ البتہ گناہوں پر اصرار کی وجہ سے طبیعت میں تبدیلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ گناہ سے لذت حاصل کرتا ہے اور عبادت اس کے نزدیک کڑوی اور ثقیل ہوتی ہے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ مومن مسجد میں اس طرح ہے جس طرح مچھلی پانی کے درمیان ہوتی ہے چنانچہ مچھلی پانی میں تیرنے سے لذت حاصل کرتی ہے مومن بھی مسجد میں رہنے سے لذت حاصل کرتا ہے اور منافق کی مثال مسجد میں اس طرح جس طرح پرندہ قفس میں ہو جس طرح مرغ قفس کے اطراف کو چونچ مارتا ہے تا کہ وہاں سے نجات حاصل کرے۔ منافق اگر اتفاق سے مسجد میں آ جائے کوشش کرتا ہے۔ کہ جلد از جلد مسجد سے نکلے اور خبر میں ہے: كَسَلَانٌ عِنْدَ الطَّاعَةِ شُجَاعٌ عِنْدَ الْمَعْصِيَةِ "اطاعت کے وقت سستی کرنے والا معصیت کے وقت بہادر۔

عجیب حکایت

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان پر ایک بدکردار عورت اس کے حسن و جمال کی بناء پر اس پر فریفتہ ہوئی چونکہ شکاری اپنے شکار کی تلاش میں تھا وہ اس جوان کی جستجو میں تھی اس کو کسی بہانہ اپنے گھر میں سے آئی اور اس پر دروازہ بند کیا اور اپنا مقصد بیان کیا۔ جوان نے کہا ایسا کام ہرگز مجھ سے نہیں ہو سکے گا وہ عورت کہ جو اس مکر اور حیلہ سے جوان کو گھر لے آئی تھی بڑی ناراحت ہوئی چونکہ وہ جوان راضی نہیں ہے اس نے اپنی کنیزوں کو حکم دیا اس کو باندھ کر اس کو مارو۔ جوان نے دیکھا کہ اب ہلاک ہو جاؤں گا اپنے آپ سے کہا کہ کچھ مکر سے کام لینا چاہئے اس نے کہا کہ مجھے نہ مارو میں راضی ہو گیا جب اس کو کھولا گیا تو کہا کہ بیت الخلاء میں جا کر طہارت کرنا چاہتا ہوں جب بیت الخلاء میں داخل ہوا اپنے سارے بدن کو سر سے لیکر پاؤں تک نجاست لگا دی اور باہر آ گیا کنیزوں نے اس کو جب اس حالت میں دیکھا تو بھاگ

گئیں کہ کہیں ان کونجاست نہ لگے وہ نو جوان گھر کے دروازہ پر آیا دروازہ کو کھولا اور وہاں سے بھاگ گیا اس کے بعد نہر پر گیا اور بدن کو دھویا اپنے آپ کو دھونے کے بعد ایک لباس نہر کے کنارے دیکھا اس لباس کو پہنا کہ اس لباس سے مشک اور عنبر کی خوشبو آ رہی ہے وہ جوان جب تک زندہ تھا یہ خوشبو اس سے جدا نہیں ہوتی تھی البتہ یہ عطر کی خوشبو نفس کی عفت اور نفس کو گناہ سے بچانے کی وجہ سے تھی۔ دنیا میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کبھی معصیت کی وجہ سے انسان کا بدن مسخ ہو جاتا ہے اور بد بودار ہو جاتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی حکایت

چنانچہ محرم وقائع الایام کی جلد میں خیابانی اور دار السلام میں شیخ محمود عراقی ایک عجیب غریب حکایت نقل کرتے ہیں کہ حقیر نے اس حکایت کہ فرسان الہیجا میں نقل کیا ہے کہ اس حکایت میں عبداللہ اہوازی نے کہا کہ میرے باپ نے حکایت کی ہے کہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی خلقت میں تبدیلی آ گئی ہے۔ اس کا منظر خوفناک بدصورت جیسے آدھی جلی ہوئی لکڑی ہوتی ہے اور اس سے بد بو آتی تھی جیسے سیاہ تیل بدکی ہوتی ہے کہ جب وہ آگ میں ہو تو جس قسم کی بو آتی ہے اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھا اور بازار میں گدائی کرتا تھا اور امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے ایک تھا۔

مناقب ابن شہر آشوب میں قاسم بن اصبغ روایت کی گئی ہے کہ بنی دارم کے قبیلہ سے ایک شخص کو دیکھا اس کا چہرہ متغیر ہوا تھا میں نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ جو تمہاری یہ صورت ہوئی ہے کہنے لگا کہ میں ابن سعد کا ایک سپاہی تھا امام حسینؑ کے قتل کے بعد کہ میں نہیں سویا مگر یہ کہ خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھے جہنم میں ڈالتا ہے اور اس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص بیان کرتا ہے ہر رات ہم اس کی چیخ اور پکار کی وجہ سو نہیں سکتے ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب نے روایت بیان کی ہے کہ ابن سعد کے سپاہیوں میں سے ایک شخص سے پوچھا گیا تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم دونوں آنکھوں سے نابینا ہو چکا ہو کہا کہ میں کربلاء میں حاضر تھا لیکن میں نے جنگ نہیں کی امام حسینؑ کے قتل کے بعد خواب میں ایک ہولناک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھے آوازیں دیتا تھا کہ اٹھو رسول خداؐ تم کو طلب کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے اس نے اپنا ہاتھ مجھ پر ڈالا اور مجھے کھینچے کھینچے حضرت رسولؐ کے پاس لے آئے میں نے حضرت کو غمگین دیکھا ان کے ہاتھ میں ہتھیار ہے اور چمڑے کا ایک فرش بچھایا ہوا ہے اور ایک فرشتہ آگ کی ایک تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے کچھ لوگوں کی گردنیں کاٹ کر آگ میں ڈال دیتا ہے دوبارہ ان کو زندہ کرتا ہے اور ان

کی گردن کاٹ دیتا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم میں نے کربلاء کی زمین پر تلوار نہیں ماری اور نیزہ نہیں مارا میں نے تیر نہیں مارا۔ رسول خداؐ نے فرمایا: کیا تم نے لشکر کو بڑھانہ دیا؟ اس وقت ایک طشت کو دیکھا کہ جو خون سے سرشار تھا رسول خداؐ نے اس خون سے میری آنکھوں میں لگایا ایسا لگا جیسے میری آنکھ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میری دونوں آنکھیں نابینا ہو گئیں۔ نیز بستان الواعظین سے حکایت کی گئی ہے اس نے فضل بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے سدی کی مجلس میں میری جگہ تھی۔ اتنے میں ایک مرد آیا اور اس سے قطران یعنی سیاہ تیل سے پورہ مجلس کو گھیر لیا تھا۔ سدی نے کہا مگر تم قطران فروش تو نہیں۔ کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہا یہ بدبو کس لئے آتی ہے کہا کہ میں عمر سعد کے لشکر میں حاضر تھا اور لشکر والوں کو لوہے کی میخیں بیچتا تھا۔ حسینؑ کی شہادت کے بعد رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا کہ حسینؑ اور علیؑ ان کے ساتھ تھے علیؑ اصحاب حسینؑ کو پانی پلاتے تھے کہ جو عاشور کے دن شہید ہوئے میں بھی پیاسا تھا میں نے پانی مانگا رسول خداؐ نے فرمایا تو وہ نہیں کہ جو دشمنوں کی مدد کرتا تھا میں نے عرض کی میں صرف ان کو لوہے کی میخیں بیچتا تھا علیؑ سے فرمایا اس کو قطران تیل سے سیراب کرو علیؑ نے ایک گلاس قطران کا مجھے دیا تا کہ میں پی لوں ۔جب بیدار ہوا تین دن میرا پیشاب قطران تھا اس وقت وہ قطران ختم ہوا اور یہ بدبو اب تک مجھ میں باقی ہے اس وقت سدی نے کہا جو بھی اس لشکر کی مدد گندم کی روٹی سے کرے یا گھاس دیکران کی مدد کرے محمدؐ کے چہرہ کو نہیں دیکھے گا اور بہشت کو نہیں دیکھ سکے گا۔ مدینۃ المعاجز میں روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ کندہ کے ایک شخص نے عاشور کے دن حضرت امام حسینؑ کی خود کو لوٹ لیا اور گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ حسینؑ کا خود ہے کہ حسینؑ کے سر پر تھا اس نے اس پر سے خون دھویا اور اپنے پاس بطور امانت رکھ لیا وہ عورت روئی اور کہا وائے ہو تجھ پر حسینؑ کو قتل کرتے ہوا اور پھر اس کے خود کو لوٹتے ہو خدا کی قسم ہرگز تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی وہ شخص غضبناک ہوا اور عورت کو اپنے ہاتھ کے ساتھ طمانچہ مارا اس دوران ایک میخ اس کی کہنی کو لگی چنانچہ اس زخم کی وجہ سے ہاتھ کو کہنی سے جدا کرنا پڑا اور وہ اپنی زندگی میں نہایت فقر و فاقہ میں تھا یہاں تک کہ وہ جہنم میں واصل ہوا۔ مدینۃ المعاجز میں سدی سے حدیث بیان کی کہ کہا ایک رات ایک شخص میرے پاس آیا ہوا تھا میں نے اس کو خوش آمدید کہا چونکہ دوست رکھتا تھا دوستوں کے ساتھ افسانہ میں رات گزاروں جب وہ بیٹھا تو ہر موضوع پر گفتگو ہوئی اچانک کربلا کا قصہ پیش آیا میں نے سرد آہ کھینچی اس نے کہ آپ کو کیا ہوا ہے میں نے کہا مجھے کربلا کی مصیبت یاد آئی تمام مصیبتیں اس مصیبت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں اس نے کہا آپ کربلا میں موجود تھے میں نے کہ اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ میں حاضر نہیں تھا کہ یہ شکر کس لئے ہے میں نے کہا کہ خون حسینؑ سے نجات کے لئے مگر تم

نے نہیں سنا کہ ان کے جد فرماتے تھے کہ میرا فرزند حسین ظلم وستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا جان لو کہ اس کو قتل کرنے والا آگ کے تابوت میں داخل ہوگا اور اس کو عذاب دیا جائے اہل جہنم کے عذاب کا آدھا ان کے ہاتھ پاؤں کو غل وزنجیر میں کھینچا جائے گا اور اس کے بدن کی بدبو سے جہنم والے پناہ مانگیں گے اور جو اس امر پر راضی ہوئے اور ان کی پیروی کی اور ان کا ساتھ دیا انہیں بھی اسی طرح عذاب دیا جائے گا جب شدت عذاب کی وجہ سے ان کی کھال پگھل جائے گی دوسری کھال ان کو پہنائی جائے گی تا کہ شدت عذاب کا احساس کریں ان کے عذاب میں کمی نہیں ہوگی اور ان کو جہنم کے گرم پانی سے سیراب کیا جائے گا وائے ہو ان کے لئے عذاب جہنم ہے۔ جواب میں کہا تصدیق نہ کرو اور ان کلمات کو صحیح قرار نہ دو مگر تم نہیں دیکھتے ہو کہ پیغمبر سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرے بیٹے کو قتل کرنے والے کی عمر طولانی ہوگی اور اب میری عمر اسی سال سے زیادہ ہو چکی ہے کیا تم مجھے جانتے ہو میں نے کہا میں آپ کو نہیں جانتا ہوں کہا میں اخنس بن یزید ہوں میں نے کہا مگر تم نے کربلا کی زمین پر کیا کیا اس نے کہا میں کچھ سواروں پر پہرہ دینے والا تھا عمر بن سعد کے حکم سے حسینؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑایا اور ان کی پسلیوں کو توڑ دیا اور علی بن الحسینؑ کے نیچے سے چمڑے کا جو فرش تھا اس کو کھینچا اور اس کو دروازے پر ڈال دیا حسینؑ کی بیٹی کے گوشوارہ کی خاطر ان کی کان کو چیرا۔ سدی کہتا ہے میرے دل میں آگ لگی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سوچ میں پڑ گیا کہ اس کو ہلاک کروں اس وقت میں اٹھا تا کہ چراغ کے فتیلہ کو ٹھیک کروں مجھے بٹھایا اور خود کھڑا ہوا تا کہ چراغ کے شعلہ کو ٹھیک کر دوں مجھے سخت تعجب ہوا اسکی طول عمر اور سلامتی سے۔

پس اس نے اپنے ہاتھ کو بڑھا دیا تا کہ اپنی انگلی کے ساتھ چراغ کو روشن کرے آگ اس کی انگلی پر پڑی جب زیادہ جلنے لگی تو مٹی اوپر ملی تا کہ آرام آئے لیکن کوئی فرق نہ پڑا اس نے فریاد بلند کی کہ اے بھائی مجھ کو بچاؤ میں اگر چہ اس کا دشمن تھا اس پر پانی ڈالا اس سے آگ اور زیادہ شعلہ ور ہوئی اس نے فریاد بلند کی لیکن کسی طرح سے آگ نہیں بجھی میں نے کہا اپنے آپ کو نہر میں ڈال دو جب وہ نہر میں گیا کئی مرتبہ پانی میں غوطہ لگایا پانی کے اوپر شعلہ بلند ہوتا تھا جب سر پانی سے باہر نکالتا تھا آگ اس کو گھیر لیتی تھی خدا کی قسم وہ آگ خاموش نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس کو جلے ہوئے کوئلہ کی طرح پانی کے اوپر ڈال دیا۔ اور کتاب منتخب المجالس اور عوالم اور دیگر کتابوں سے نقل ہوا ہے کہ اہل کوفہ کے ایک شخص نے نقل حکایت کی کہ میں ایک لوہار تھا۔ میں نے لوہے کے ٹکڑوں کو جمع کیا اور اپنی کاریگری کے آلات کو لیا اور ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا چلا گیا۔ جب لشکر نے نہر علقمہ کے کنارے خیمے لگا دئے۔ میں بہادر لوگوں کے اسلحے درست کرتا تھا نیزے

اور تیر سیدھے کر دیتا تھا۔ خیموں کی میخیں اور گھوڑوں کو باندھنے کے لئے سب کچھ میرے ذمہ تھا۔ اس سے بہت زیادہ اجرت حاصل کی پس حسینؑ پہنچے اور جنگ شروع ہوگئی پھر حضرت کی شہادت کے بعد اشقیاء شہداء کے سروں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر کوفہ لے آئے۔ چند روز گزرے تھے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور لوگ مکڑیوں کی طرح پراگندہ اور پریشان تھے سخت پیاس کی وجہ سے ان کی زبانیں سینہ تک لٹکی ہوئی تھیں۔ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ پیاسا خیال کر رہا تھا اور مجھے زمین سیاہ تارکول کی طرح نظر آئی تھی کہ جس کی نیچے آگ لگائی گئی ہو۔ میرا دماغ جوش مار رہا تھا۔ خدا کی قسم میں راضی تھا کہ میرے بدن سے گوشت کو جدا کریں اور مجھے ایک قطرہ پانی دے دیں اس وقت ایک شخص ظاہر ہوا اس کے جمال کی روشنی نے اس جگہ کو گھیر لیا وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے چند ہزار نبی، وصی، صدیق، شہید صالح ان کی رکاب میں تھے۔ پس وہ جلدی سے وہاں سے گزر گئے۔ کچھ دیر بعد ایک اور سواری ظاہر ہوئی۔ چودھویں کے چاند کی طرح اور کئی ہزار ان کی رکاب میں تھے کہ ان کے اوامر اور نواہی کو اپنے لئے فرض سمجھتے تھے۔ وہ سوار اپنی سواری سوار پر تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لو۔ اس شخص نے میرے بازو کو پکڑا ایسا معلوم ہوا جیسے گرم لوہے کو پکڑنے والے آلات سے کہ جو آگ سے داغا گیا ہو اس کے ساتھ میرے بازو کو کھینچا میں نے اس سے درخواست کی کہ میرے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ اس نے مجھ سے سختی کی میں نے اس سے کہا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں مجھے یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں اس نے کہا کہ میں خالق کی جانب سے ایک ملک ہوں میں نے کہا کہ جس نے سب سے پہلے عبور کیا وہ کون تھا؟ کہا رسولؐ خدا میں نے اس سے کہا کہ جس نے تمہیں میرے اوپر مقرر کیا۔ وہ کون تھا؟ کہا: علی مرتضیٰؑ میں نے کہا کہ میرا جرم کیا ہے؟ کہا: تمہاری وہی حالت ہے کہ جو اس جماعت کی ہے۔ جب میں نے اس جماعت کو دیکھا تو ان کے درمیان عمر سعد کو پایا کہ اس کی گردن میں لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے دونوں کانوں اور آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔ وہ سب جماعت آگ کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ اس وقت رسول خداؐ کو ایک کرسی پر دیکھا کہ جو بلند مقام رکھی گئی تھی۔ حضورؐ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ دو بزرگ ان کے دائیں جانب تھے۔ ایک نوحؑ دوسرے حضرت ابراہیمؑ تھے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ آپ کیا کر رہے ہیں آپ نے جواب دیا؟ امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے ایک بھی باقی نہیں رکھا۔ میں نے شکر ادا کیا کہ میں امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے نہیں ہوں اس وقت رسول خداؐ نے اس جماعت کو اپنے پاس بلایا اور بہت زیادہ روئے وہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب روئے پھر آنحضرتؐ نے اس جماعت سے پوچھا کہ کربلا میں تم نے میرے فرزند حسینؑ کے ساتھ کیا کیا؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ ان پر پانی بند کر

دیا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں نے ان کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نے ان کے بدن پر گھوڑا دوڑایا ۔ایک اور نے کہا کہ میں نے ان کے بیمار فرزند کو اذیت دی۔ اس وقت رسول خداؐ نے ایک چیخ ماری اور فرمایا: وَا وَلَدَاهُ وَ احُسَيْنَاهُ هٰكَذَا جَرٰى عَلَيْكُم بَعْدِىْ "اسی طرح یہ سلسلہ تمہارے اوپر جاری رہا۔ اس کے بعد فرمایا: اے انبیاء اور اوصیاء کی جماعت دیکھو کہ میرے فرزند کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا وہاں بیٹھے ہوئے لوگ اتنا روئے کہ محشر میں زلزلہ آ گیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ سب کو جہنم میں ڈال دیں۔ ایک شخص کو طلب کیا اور کہا کہ کربلا میں کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا آنحضرتؐ نے فرمایا: مگر تو وہاں نجار نہ تھا اس نے عرض کیا: اے میرے مولا میں نجار نہ تھا؟ اس حصین بن نمیر کے خیمہ کو ٹھیک کر رہا تھا جو ہوا سے خراب ہوا تھا، فرمایا: میرے فرزند پر لشکر کی زیادتی کا موجب بنا اس کو آگ میں ڈال دو۔ جب اس کو جہنم میں ڈالا گیا تو مجھے اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا۔ پس رسول خداؐ نے مجھے طلب کیا اور مجھ سے پوچھا میں نے اپنا سارا واقعہ بتا دیا حضرت نے فرمایا کہ اس کو قتل کریں اور جہنم میں ڈال دیں۔ میں خوف ناک خواب سے بیدار ہوا اور اس واقعہ سے میں نے اندازہ لگا لیا اور سب سے کہا: اس وقت نجار کی زبان ناکارہ ہوئی اور آدھا بدن مردہ ہو گیا۔ اس کے دوست اس سے بیزار ہو گئے اور وہ فقر و فاقہ کے ساتھ ھلاک ہوا۔

يَا ابْنَ النَّبِى الْمُصْطَفٰى وَوَصِيِّهٖ
وَاَخَا الزَّكِى ابْنَ الْبَتُولِ الزَّاكِيَةِ
تَبْكِيكَ عَيْنِى لَا لِاَجْلِ مَثُوبَةٍ
لٰكِنَّمَا عَيْنِى لِاَجْلِكَ بَاكِيَةٌ
تَبْتَلُّ مِنْكُمْ كَرْبَلَاءُ بِدَمٍ وَلَا
تَبْتَلُّ مِنِّى بِالدُّمُوعِ الْجَارِيَةِ
اَنَسِيتُ رُزِيتُكُمْ رَزَايَا فَالَّتِى
سَلَفَتْ وَهَوَّنَتِ الرَّزَايَا الْآتِيَةِ
وَفَجَائِعُ الْاَيَّامِ تَبْقٰى مُدَّةً
وَتَزُوْلُ وَهِىَ اِلَى الْقِيَامَةِ بَاقِيَةٌ

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

مجلس نمبر19

روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہوتی ہیں

کتاب مذکور میں امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ یعنی روزہ رکھنے والے کو دوخوشیاں ملتی ہیں۔ایک افطار کے وقت دوسری اپنے رب کے ساتھ ملاقات کرتے وقت یہ بھی جاننا چاہئے کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے اور اس عالم ناسوت یعنی اس دنیا کے عالم میں کہ جو عالم خاک ہے یہ عناصر اربعہ سے مرکب ہے یعنی پانی ہوا مٹی اور آگ۔ انسان کے بدن میں چار چیزیں مخلوط ہیں کہ جو عناصر اربعہ کی علامت ہیں۔خون آگ کی علامت ہے۔بلغم پانی کی علامت ہے۔صفراء ہوا کی علامت ہے۔ سوداء مٹی کی علامت ہے۔ جب بھی یہ چار چیزیں مساوی طور پر پائی جاتی ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت طغیان نہ ہو تو بدن صحیح سالم رہتا ہے۔ جب بھی چار میں سے کوئی ایک زیادہ ہو تو بدن بیمار رہتا ہے۔اس وقت بستر پر پڑا رہتا ہے طبیب اور ڈاکٹر کا محتاج ہوتا ہے اور یہ بدن روح کے جدا ہونے کے بعد مٹی ہو جاتا ہے۔

لیکن روح کہ جو اس بدن پر سوار ہے۔ یہ جوہر ملکوتیہ ہے۔ عالم ملکوت سے اس بدن خاکی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لیکن کیفیت کا تعلق کس طریقے پر ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیا مکان اور متمکن کی طرح ہے یا ظرف و مظروف کی طرح ہے یا عرض و معروض کی طرح ہے یا صفت و موصوف کی طرح بہر حال جس طرح بھی ہو انسان ایک ہے جس کے دو معنی ہیں جو روح اور بدن سے مرکب ہے اس روح کی تعبیر کبھی دل کے ساتھ کی جاتی ہے اور کبھی نفس ناطقہ کے ساتھ کی جاتی ہے اور کبھی انسان کامل کے ساتھ تعبیر کی جاتی ہے۔

کتاب اور سنت میں جہاں کہیں بھی قلب کا نام لیا گیا ہے اس سے مراد یہی روح ہے اس کی غذا علم عمل اور اخلاق ہے اور جب بھی یہ اخلاق علم اور عمل سرحد کمال کو پہنچ جائے تو روح کو ایک قسم کی خوشی حاصل ہو جاتی ہے اور اس قدر پروردگار کی ملاقات کا شوق اس کو حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہتی ہے کہ پرواز کرے جیسا کہ پرندہ قفس کو توڑ کر اپنے محل کی

طرف پرواز کرنا چاہتا ہے یا وہ شکار کہ جو اس فکر میں ہے کہ جال کو پھاڑ کر اپنے مرکز کی طرف رجوع کرے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں۔

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک
آدم آورد در ایں دیر خراب آبادم
طائر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق
که در ایں دامکه حادثه چون افتادم
در دم نه همین است که بسته اند پر مرا
ترسم نرسانند بگلشن خبرم را
از حسرت مرغیکه جدا گشته ز گلشن
آگه نشدا ما که شکسته اند پر مرا

تسخیر ارواح کے دعویٰ کا بطلان

جب بات یہاں تک پہنچی تو مناسب یہ ہے کہ اس جملہ کو کہ جسے میں نے دعوت اسلامی کے ایک رسالہ میں دیکھا ہے یہاں نقل کردوں کہتے ہیں۔ عالم وجود میں عالم ارواح کی پانچ قسمیں ہیں۔

☆ پہلی روح جمادی اس سے مراد عالم جماد میں مادہ جوہر یہ ہے اور یہ مسئلہ آج مسلم ہے کہ جماد بھی روح رکھتا ہے اس کی حیات بھی وہی حرکت جوہری اور ظاہری تاثیرات اس جماد کی روح ہے۔

☆ دوسری قسم روح نباتی ہے یہ وہ قوت ہے کہ جو عناصر کی ترکیب اور مواد کے امتزاج سے اور باقی تمام کائنات کے ارتباط سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا جوہر ہے کہ قوہ نباتیہ اس کے ساتھ قائم ہے۔ جس کی وجہ سے درخت، اور پھول اور پھل حاصل ہوتے ہیں۔

☆ تیسری روح حیوانی ہے اور وہ ایک قوت ہے یا ایک جوہر ہے کہ قوہ حساسہ اس کے ساتھ قائم ہے۔ روح نباتی کی طرح امتزاج سے عناصر کی ترکیب حاصل ہو جاتی ہے۔ جمادی نباتی اور حیوانی روح جدا ہونے کے بعد مرکب اجزاء محو ہو جاتے ہیں اور خود بخود قائم نہیں ہیں دائمی بقاء اس میں شامل نہی۔ جب تیل ختم ہو جائے تو فتیلہ جل جاتا ہے اور نور

بھی ختم ہو جاتا ہے۔

٭ چوتھی انسانی روح ہے اور وہ ہے قوہ کاشفہ کہ جس نے تمام اشیاء کو احاطہ کیا ہوا ہے اس کے دو پہلو ہیں شیطانی اور رحمانی ۔یعنی انتہائی استعداد کمال رکھتا ہے اور انتہائی نقص بھی اگر فضائل کو کسب کرے تو ممکنات میں سے سب سے اشرف ہے اور اگر رزائل کو کسب کرے تو موجودات میں سے سب سے زیادہ ذلیل ہے۔اس روح کو نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کو عالم طبیعت سے الگ تھلگ جانتے ہیں اور اس کو باقی اور دائم شمار کرتے ہیں۔فلاسفہ متالھین انسان کے جسم کو آئینہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور انسان کی روح کو سورج کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔قوہ عقلیہ اس روح کی خاصیتوں میں سے ہے اور کہتے ہیں کہ انسانی جسم کو جو عناصر اربعہ سے مرکب ہے۔

اکمل صورت میں ترکیب اور امتزاج ہے اور انتہائی متقن ہے اس لئے الوھیت کے شمس کے انوار کے پرتو سے روح انسانی روشن ہے اور کہتے ہیں انسان کے عناصر اجزاء اور ارکان میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن روح ایک جہت جامعہ ہے اور سب کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔ایک دوسرے سے تعاون حاصل ہو جاتا ہے اور تمام ارکان کی حرکت اس کے قوانین منتظمہ کے تحت ہے۔لیکن انسان کا جسم جامعہ کلی کی جہت سے بے خبر ہے۔حالانکہ اس کے ارادہ سے اس کا منتظمہ اس کو انجام دیتا ہے اور پورا کرتا ہے۔اب جب آپ نے یہ جان لیا پس یہ ارواح ان خصوصیات کے ساتھ کہ جو محسوس ہوتی ہیں۔محال ہے کہ وہ اس کے سامنے حاضر ہوں یا انسان سے مسخر ہو جائے یا اس کے ساتھ کلام کرے۔

٭ پانچویں آسمانی روح ہے کہ جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اس کو روح القدس سے تعبیر کرتے ہیں وکلمہ القاھا الی مریم یہی ہے۔

ھ اقول: ظاہراً یہ روح وہی ہے کہ جس کی امیر المومنینؑ کمیل بن زیاد کے لئے شرح بیان کرتے ہیں اور اس کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔چوتھی قسم میں فرماتے ہیں:

وَالْکَلِمَۃُ الْاِلٰھِیَّۃُ وَلَھَا خَمْسُ قُوٰی بَقَاءٌ فِی فَنَاءٍ وَ نَعِیْمٌ فِی شِقَاءٍ وَ عِزٌّ فِی ذُلٍّ وَ فَقْرٌ فِی غِنَاءٍ وَ صَبْرٌ فِی بَلَاءٍ وَ لَھَا خَاصَّتَانِ الْحِلْمُ وَالْکَرَمُ وَ ھٰذَا الَّذِی مَبْدَؤُھَا مِنَ اللّٰہِ وَ اِلَیْہِ تَعُوْدُ وَ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ نَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُوْحِنَا ۔وَاَمَّا عَوْدُھَا فَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً" سب سے زیادہ بلند درجہ امام حسین

رکھتے تھے اس لئے آیہ شریفہ ان کی تاویل میں کر دیا جس وقت حضرت قتلگاہ کے گودال میں پڑے رہے۔ راوی کہتا ہے:۔ مَا رَأَيْتُ مُضَمَّخًا بِدَمِهِ أَنْوَرَ وَجْهًا مِنَ الْحُسَيْنِ لَقَدْ شَغَلَنِي نُورُ وَجْهِهِ عَنِ الْفِكْرَةِ فِي قَتْلِهِ. کیا وہی وقت تھا کہ جب ان کی بہن جناب زینبؑ ان کے پاس آئی اور اس دلخراش منظر کو دیکھا۔ واللہ اعلم

سوی میدان شد آن خاتون محشر
که جویا گردد از حال برادر
بدید آن شاه را افتاده بر خاک
تنش از تیر و خنجر گشته صد چاک
بشمشیر شقاوت شمر گمراه
برید از مدّ بسم الله الله
جهان تاریک شد از کثرت دود
عیان گردید گویا روز موعود

* * * * *

مجلس نمبر 20

روزہ پانچ ارکان میں سے ایک ہے

عَنِ الْبَاقِرِ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَةِ اَشْيَاءٍ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَالصَّوْمِ وَالْوِلَايَةِ فَمَا نُودِيَ بِشَيْءٍ مِثْلَ مَا نُودِيَ لِلْوِلَايَةِ فَتَرَكَ النَّاسُ الْوِلَايَةَ وَاَخَذُوا بِالْاَرْبَعِ۔ "فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز زکوۃ حج روزہ اور علی بن ابی طالب کی ولایت کے اقرار پر جس مقدار میں ولایت کے لئے اعلان کیا گیا ہے۔ کسی اور کے لئے اتنا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود لوگوں نے علیؑ کی ولایت اور علیؑ کی امامت کے اقرار کو ترک کیا اور ان چار چیزوں کے پابند ہو گئے۔ وہ اس چیز سے غافل ہیں کہ ان کی ساری عبادتیں امیر المومنینؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر روئی کی طرح ہوامیں اڑتی ہیں اور یہ عبادتیں ثمر آور نہیں ہیں۔ روایت میں ہے: لَوْ اَنَّ عَبْداً عَبَدَاللّٰهَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ حَتّٰى صَارَ جِلْدُهُ كَالشَّنِّ الْبَالِي بِغَيْرِ وِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ لَاَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْخَرِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ "یعنی اگر خدا کا بندہ خدا کی عبادت بہترین مقام کہ جو حضرت ابراہیم کے مقام اور رکن کے درمیان بجالائے یہاں تک کہ اتنی زیادہ عبادت کرے کہ جس سے اس کا بدن گھاس کی طرح خشک ہو جائے اور وہ بھی علیؑ کی ولایت کے بغیر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔

زہیر عقل جوانی سؤال کرد و بگفت
کہ ای ز نور تو روشن چراغ انسانی
بغیر حب علی طاعتی تواند بود
کہ خلق را برھاند ز قید نیرانی

نماز و روزه و حج زکاة بی مهرش
بدین وسیله تهوان دعوی مسلمانی
جوابداد که لا والله این سخن غلط است
دوبیت بشنو از من اگر سخن دانی
بحق قادر چون خدائی سبحانی
بحق جمله کرّ و بیان و روحانی
که دشمنان علی را نماز نیست درست
اگر که سینه اشتر کنند پیشانی

وقیل ایضا

لَوْ اَنَّ عَبْداً اَتٰی فِی الصَّالِحَاتِ غَدًا
وَوُدَّ كُلَّ نَبِیٍّ مُرْسَلٍ وَوَلِیٍّ
وَصَامَ مَا صَامَ صَوَاماً بِلَا مِلَلٍ
وَقَامَ مَا قَامَ قِوامٌ بِلَا كَسَلٍ
وَطَارَفِی الْجَو لَا یَاوِی اِلٰی اَحَدٍ
وَغَاصَ فِی الْبَحْرِ مَامُوناً مِنَ الْبَلَلِ
وَحَجَّ ثُمَّ حَجَّةً لِلّٰهِ وَاجِبَةً
وَطَافَ بِالْبَيْتِ حَافٍ غَيْرَ مُنْتَعِلٍ
وَاَكْسَى الْيَتَامٰى مِنَ الدِّيبَاجِ كُلَّهُمْ
وَاَطْعَمَهُمْ مِنْ لَذِيذِ الْبُرِّ وَالْعَسَلِ
وَعَاشَ فِی النَّاسِ آلَافاً مُؤَلَّفَةً
عَارٍ مِنَ الذَّنْبِ مَعْصُوماً مِنَ الذَّلَلِ

فَلَيْسَ فِي الْحَشْرِ يَوْمَ الْبَعْثِ مُنْتَفِعاً
اِلَّا بِحُبِّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ

احمد ناصر نے کہا:

قَسَماً بِمَكَّةَ وَالْحَطِيْمِ وَ زَمْزَمِ
وَالرَّاقِصَاتِ وَ مَشْيُهُنَّ اِلَى مِنَى
بُغْضُ الْوَصِيِّ عَلَامَةٌ مَكْتُوْبَةٌ
كُتِبَتْ عَلَى جَبَهَاتِ اَوْلَادِ الزِّنَا
مَنْ لَمْ يُوَالِ مِنَ الْبَرِيَّةِ حَيْدَراً
سِيَّانِ عِنْدَ اللّٰهِ صَلّٰى اَوْزَنٰى

خلامت امیر المومنین علیہ السلام

خلاصہ یہ ہے امیر المومنینؑ کی امامت بلافصل کے اقرار کے بغیر عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو اس کی عبادتیں باطل ہوں گی۔

علامہ مامقانی علی بن ابی حمزہ سالم کے حالات میں رجال کشی سے نقل کرتے ہیں کہ یونس بن عبدالرحمٰن سے حدیث بیان کرتا ہے کہ فرمایا: میں ابوالحسن امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: علی بن حمزہ اس دنیا سے چلا گیا۔ میں نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ جہنم میں داخل ہوا۔ یونس بن عبدالرحمٰن کہتا ہے اس بات نے مجھ کو خوف زدہ کر دیا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا: جب علی بن حمزہ کو قبر میں رکھا گیا کہ موسیٰ بن جعفر کے بعد امام کے بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں موسیٰ بن جعفر کے بعد کسی امامؑ کو نہیں جانتا ہوں اس وقت اس کو ایک ضربت ماری گئی کہ جس کی وجہ سے اس کی قبر آگ سے پر ہوگئی۔ اس سے کہا گیا کہ کیا موسیٰ بن جعفرؑ نے تمہیں اس چیز کا حکم دیا تھا۔

اس نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرا خلیفہ وصی اور جانشین ہے: قَالَ اِنَّ عَلِيًّا وَالطَّيِّبِيْنَ مِنْ وُلْدِي هُمُ الثِّقْلُ الْاَكْبَرُ وَالْقُرآنُ هُوَ الثِّقْلُ الْاَكْبَرُ فَكُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مُنْبِئٌ عَنْ صَاحِبِهِ وَ مُوَافِقٌ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ اُمَنَاءُ اللّٰهِ فِي اَرْضِهِ وَ

حُکَامُہُ فِی خَلْقِہِ "بتحقیق علیؑ اور میری پاک پاکیزہ اولاد یہ ثقل اصغر ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں خبر دیتا ہے اور اس کے موافق ہے یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے ۔ یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر داخل ہوں گے ۔ یہ زمین میں اللہ کے امین اور اس کی مخلوق میں حکام ہیں ۔ ان تمام چیزوں کے باوجود ایسا کام حضرت امیر المومنینؑ کے لئے بہت سخت ہوا خدا سے اپنی موت کی درخواست کرتے تھے اور کبھی فرماتے تھے: صبرت وفی العین قذی و فی الحلق شجی "یعنی میں نے صبر کیا میں اس جیسا تھا کہ جس کی آنکھوں میں کانٹا اور گلے میں ہڈی پھنسی ہو اور کبھی فرماتے تھے: صَبَرْتُ عَلَی طُولِ الْمُدَّةِ وَ شِدَّةِ الْمِحْنَة" اور کبھی فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَعْدِیکَ عَلٰی من قریش وَ مَنْ اَعَانَهُمْ فَاِنَّهُمْ اکفئو انائی وَ قَطَعُوا رَحِمِی وَ صَغرُوا اعَظِیمَ قَدَرِی وَ مَنْزِلَتِی وَاَجْمَعُوا عَلٰی مُنَازِعَتِی حَقًّا کُنْتُ اَولٰی بِهِ مِنْ غَیْرِی وَ قَالُوا اَلَا اِنَّ فِی الْحَقِّ اَنْ تَاخُذَهُ وَ فِی الْحَقِّ اَنْ تترکه فَاصْبِرْ مَغْمُوماً اَوْ مِتْ مَتَاسِفاً فَنَظَرْتُ فَاِذَالَیْسَ رَافِدُ وَلَا ذَابٍ وَلَا مُسَاعِدُ اِلَّا اَهْلِ بَیْتِی فَظَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَنِیَّةِ فَاَغْضَیْتُ عَلَی الْقَذٰی وَ جَرئتُ رِیقِی عَلَی الشَّجٰی وَ صَبَرْتُ مِنْ کَظَمِ الْغَیْظِ اَمَرُّ مِنَ الْعَلْقَمِ و آلَمُ لِلْقَلْبِ من حَزِّ الشِّفَارِ"

اس جملہ میں فرماتے ہیں: اے میرے پروردگار میں قریش اور جنہوں نے ان کی مدد کی انکے بارے میں شکایت کرتا ہوں وہ اس لئے جس طرح ظرف کو الٹ دیا جاتا ہے ۔ اس میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے اسی طرح انہوں نے خلافت کی بساط کو الٹ دیا اور میرے لئے کوئی چیز باقی نہیں رکھی ۔ انہوں نے قطع رحم کیا ۔ انہوں نے میری قدر و منزلت کو لوگوں کی نظروں میں بے مقدار قرار دیا اور انہوں نے میرے حقوق کو غصب کرنے پر اتفاق کر لیا جس حق کو رسول خداؐ نے میرے ساتھ مختص کیا تھا اور انہوں نے کہا ہے کہ خلافت ہمارا حق ہے تمہیں چاہئے کہ اس میں تصرف نہ کریں تو اس حق سے ہاتھ اٹھالے چاہتے ہوتو مغموم ومحزون حالت میں صبر کرو چاہتے ہوتو افسوس کے ساتھ اپنی جان دے دو ۔

اس وقت میں نے بھی دیکھا کہ میرا کوئی مددگار نہیں ہے ۔ سوائے میرے اھلِ بیتؑ کے اس وقت میرے لئے سخت اور دشوار تھا کہ میں اپنے اھل بیتؑ کو موت کے منہ میں ڈال دوں اور جنگ کی آگ روشن کروں ۔ اس لئے اپنے پاؤں کو دامن میں کھینچا اور اپنی آنکھوں کو بند کر لیا جیسے کسی کی آنکھ میں کانٹا ہو اور میں نے صبر کیا اور اپنے غصہ کو پی گیا

حالانکہ یہ میرے لئے علقم سے زیادہ کڑوا تھا اور اس کی جلن میرے دل کے لئے اس چاقو سے زیادہ تھی کہ جو کسی کے پیٹ پر اتارا جائے۔

کبھی فرماتے تھے: مَا زِلْتُ مَظْلُوماً مُنْذُ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ "ترجمہ: کبھی پیغمبر کی قبر پر نالہ کرتے تھے اور کہتے تھے:

يَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَ كَادُوا يَقْتُلُونَنِي "۔ اور کبھی فرماتے تھے: وَاجَعْفَرَاہ وَلَا جَعْفَرَ لِيَ الْيَوْمَ وَ احَمْزَتَاهُ وَلَا حَمْزَةَ لِيَ الْيَوْمَ "

حقیر نے المکلمۃ التامۃ کی جلد اول میں اٹھائیس مقام نقل کئے ہیں کہ جہاں آنحضرتؑ نے خلافت کے غاصبین کی شکایت کی ہے کہ حضرت کے حق کو چھینا گیا اور ظلم کی بنیاد کربلاء کی زمین میں رکھی گئی یہاں تک کہ نواسہ رسول کو تشنہ لب شہید کیا خدا رحمت کرے سید حیدر حلی پر کہ اپنے قصیدہ میں کہتے ہیں عاشورہ کے دن کیلئے!

اَلْيَوْمَ مِنْهُ اُمَيَّةُ فِي كَرْبَلَا
كَالَتْ فِي صَاعِ بَدْرٍ صُوّعا
اَلْيَوْمَ مَنْ هِيَ عَنْ اُسَامَةَ خَلَّفَتْ
قَادَتْ اِلَى حَرْبِ الْحُسَيْنِ جُمُوعاً
اَلْيَوْمَ جَرَّدَتْ سَقِيفَةَ سَيْفَهَا
فَغَدَا بِهِ رَاسُ الْحُسَيْنِ قَطِيعًا
اَلْيَوْمَ مِنْ اِسْقَاطِ فَاطِمَةَ مُحْسِناً
سَقَطَ الْحُسَيْنُ عَنِ الْجَوَادِ صَرِيعًا

* * * * *

مجلس نمبر 21

عمل میں اخلاص

روایت میں ہے: "مَنْ صَامَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِی شِدَّةِ الْحَرِّ فَأَصَابَهُ ظَمَأٌ وَكَّلَ اللّٰهُ أَلْفَ مَلَكٍ يَمْسَحُونَ وَجْهَهُ وَيُبَشِّرُونَهُ حَتّٰى إِذَا أَفْطَرَ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَا أَطْيَبَ رِيْحَكَ وَرِيْحَكَ يَا مَلَائِكَتِي اِشْهَدُوا إِنِّي وَقَدْ غَفَرْتُ لَهُ" جو بھی خلوص کیساتھ خدا کے لئے سخت گرمی میں روزہ رکھے اور اس کو پیاس لگے اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتے اس پر مقرر کرتا ہے جو اس کے چہرے کو صاف کرتے ہیں اور اس کو خوش خبری دیتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ افطار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کس قدر اچھی ہے تیری خوشبو؟! اس کے بعد فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ تم گواہ رہنا کہ میں نے اس روزہ دار کے گناہ بخش دیئے قولہ من صام للّٰہ یہ تمام باتیں اسی اخلاص کی بناء پر ہیں کہ جب بھی عمل میں اخلاص ہو یہ تمام فضائل اس کے لئے ثابت ہیں اگر اخلاص نہ ہو اصلاً عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی اصل کی بنیاد پر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ ہر ایک نے نماز روزہ حج زکاۃ کی فضیلت بیان کی حضرت نے فرمایا: سب میں فضیلت پائی جاتی ہے لیکن افضل نہیں ہیں جو افضل ہے وہ خدا کے لئے دوستی کرنا اور خدا کے لئے دشمنی کرنا ہے: "وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: مَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ" اخلاص کا معنی عبادت کو صرف خدا کے لئے بجالانا ہے۔ اس میں قربت کی نیت ہو۔ کوئی اور قصد اس میں شامل نہ ہو اور منطوق آیہ دلالت کرتی ہے کہ عبادت منحصر ہے۔ خالص عبادت میں کسی شئی کا امر کرنا اس کے ضد سے نہی پر دلالت کرتا ہے۔ پس عبادت غیر خالصہ باطل ہے یہ عبادت نہیں ہے۔ عبادت میں جب خلوص ہو تب ثواب ملتا ہے اور جس قدر خلوص ہوگا وہی عظمت اس کے لئے ہوگی۔

علم اگر قربت بنا شد ذو غرض
لیس علما انّہ بئس المرض
ہر کہ خود را زین مرض آگاہ ساخت
اسب خود را بر فراز عرش تاخت

معراج السعادہ میں ہے: جان لو خلوص کا بڑا مقام ہے، مقربین کے مقام سے۔ بلکہ کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے جس کسی کو یہ توفیق حاصل ہو جائے وہ ایک عظیم مرتبہ پر فائز ہوا جو بھی اس کی تحصیل میں مؤید ہو وہ موہبت کبری پر پہنچا ایسا کیوں نہ ہو وہ بنی نوع انسان کے تکلیف کا سبب ہے۔ چنانچہ آیہ میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا "جو بھی اپنے رب سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نیک کام انجام دے اور خدا کی عبادت میں کسی کو شریک قرار نہ دے۔

بعض اخبار قدسیہ میں وارد ہوا ہے: خلوص ایک راز ہے خدا کے رازوں میں سے اس کو اپنے ان بندوں کے دل میں رکھتا ہوں کہ جن کو دوست رکھتا ہوں۔ اور حضرت پیغمبرؐ سے مروی ہے اگر کوئی بندہ چالیس دنوں تک عمل کو خلوص کے ساتھ بجالائے تو اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کی زبان ان حکمتوں سے گویا ہوتی ہے۔ نیز امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ عمل کو خدا کے لئے خالص قرار دو تا کہ تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہو جائے اور فرمایا اتنا زیادہ اس عمل کے لئے مقید نہ ہو بلکہ ایک حد تک مقید ہوں کہ آپ کا یہ عمل قبول ہو جائے۔

طاعت آن نیست که بر خاک نهی پیشانی
صدق پیش آر که اخلاص به پیشانی نیست

اور فرمایا خوش بخت وہ انسان ہے کہ جو اپنی عبادت اور دعا کو خدا کے لئے خالص قرار دے اور اس کا دل ان چیزوں میں مشغول نہ ہو۔ جس کو اس کی دو آنکھیں دیکھتی ہیں اور خدا کی یاد کو فراموش نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کے کان سنتے ہیں اور اس کا دل محزون نہیں ہوتا ہے۔ وہ اس لئے کہ خدا نے دوسروں کو عطا کیا ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کسی بندہ کا چالیس دن تک ایمان خالص نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ خدا اس دنیا میں اس کو زھد عطا کرتا ہے اور اس کو بابصیرت قرار دیتا ہے اور اس کے دنیا کے درد کی دواء اور حکمت کو اس کے دل میں ثابت کرتا ہے اور اس کی زبان میں قوت گویائی عطا کرتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے خلوص تمام اعمال فاضلہ کو جمع کرتا ہے اور یہ اعمال کے قبول ہونے کی چابی ہے۔ خدا جس کے عمل کو قبول کرتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے وہ مخلصین میں ہو جاتا ہے اگر چہ اس کا عمل کم ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد فرمایا: سب سے ادنیٰ خلوص یہ ہے کہ بندہ خدا کی جتنی بھی اطاعت کرتا ہے اس کو بجالانے کے بعد خدا کے نزدیک اپنے عمل کے لئے اپنا کوئی درجہ اور مرتبہ قرار نہ دے۔ اس کا اجر اور ثواب خدا سے طلب کرے چونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر خدا اس سے حق بندگی کا مطالبہ کرے تو وہ اس کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ مخلص بندہ کا پست ترین مقام اس دنیا میں یہ ہے کہ تمام گناہوں سے محفوظ ہو اور آخرت میں اس کے لئے یہ ہے کہ اس کو آگ سے نجات ملے گی اور بہشت جانے میں کامیاب ہو۔

خلوص کی صفت تمام اخلاق حسنہ اور تمام اچھائیوں سے بالاترین صفت ہے اس کے عمل کا مقبول ہونا اور عمل کا قبول ہونا اور عمل کا صحیح ہونا اسی اخلاص پر موقوف ہے۔ جو عمل بھی خلوص سے خالی ہو پروردگار کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب تک اس میں خلوص نہ ہو وہ شر شیطان سے محفوظ نہیں ہوتا ہے اس لعین نے رب العالمین کی عزت کی قسم کھا کر کہا کہ میں تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا صرف مخلصین کو نہیں۔ شیطان کی زبان کی حکایت قرآن میں ہوئی ہے!"فبعزّتک لا غوینہم اجمعین الّا عبادك منهم المخلصبين" اس پر شاہد ایک حکایت ہے کہ معراج السعادہ میں کتاب اسرار اسرائیلیات سے وارد ہوا ہے کہ ایک درخت تھا کچھ لوگ اس کی پرستش کرتے تھے بنی اسرائیل میں ایک عابد کو اس کا پتہ چلا غیرتِ ایمانی کی وجہ سے اس نے کلہاڑی کو اٹھایا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالے۔ راستے میں شیطان ایک مرد کی صورت میں اس سے ملاقات کی اس نے کہا کہ کہاں جاتے ہو؟ تو اس عابد نے کہا: ایک درخت ہے کہ بعض کفار خالق کی عبادت کی بجائے درخت کی پرستش کرتے ہیں میں جا رہا ہوں کہ اس درخت کو کاٹ دوں۔ شیطان نے کہا تمہیں اس سے کیا کام؟ ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ دونوں لڑنے پر آ گئے۔ عابد نے شیطان کو زمین پر دے مارا۔ جب شیطان نے اپنے آپ کو عاجز دیکھا تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو یہ کام ثواب کیلئے کرنا چاہتے ہو میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاؤں گا کہ اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔ میں ہر روز اتنی رقم تمہاری جائے نماز کے نیچے رکھوں گا اس کو اٹھا کر فقراء میں تقسیم کیا کرو۔

عابد نے شیطان کے فریب میں آ کر درخت کاٹنے کا ارادہ تبدیل کر دیا۔ گھر واپس لوٹا ہر روز جب وہ اپنی جائے نماز کو لپیٹا تو اسی مقدار میں رقم وہاں پر دیکھتا اور اٹھالیتا اور فقراء میں تقسیم کر دیتا۔ چند دن گزرے تو شیطان نے اس کا

وظیفہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اپنی جائے نماز کے نیچے اس رقم کو نہیں دیکھا۔ کلہاڑی اٹھا کر درخت کاٹنے کے لئے چلا گیا۔ شیطان نے اس کو روکا۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ اس دفعہ شیطان عابد پر غالب آ گیا عابد کو زمین پر دے مارا۔ عابد حیران ہوا شیطان سے پوچھا کہ کیا ہوا اس دفعہ تو مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں تمہاری نیت خالص تھی خدا کی خوشنودی کے لئے درخت کاٹنا چاہتا تھا لیکن اب تو لالچ کی بناء پر درخت کو کاٹنے کے لئے جا رہا ہے۔ تمہاری نیت خالص نہیں ہے۔ اس لئے میں تمہارے اوپر غالب آ گیا ہوں۔ (میں کہتا ہوں یعنی صاحب کتاب) اس حکایت میں حقیر کی بھی نظر ہے۔ چونکہ علامہ نراقی نے نقل کیا تھا اس لئے میں نے بھی نقل کیا ہے۔

خلاصہ اخلاص کا حاصل کرنا بسا اوقات بہت زیادہ مشکل ہے کہ فرمایا: **اَلنَّاسُ كُلُّهُم هَالِكُونَ اِلَّا الْعَالِمُونَ وَالْعَالِمُونَ كُلُّهُم هَالِكُونَ اِلَّا الْعَامِلُونَ وَالعاملون كلهم هالكون الا المخلصون والمخلصون فى خطير عظيم"**

ترجمہ! تمام لوگ ہلاک ہوں گے مگر علماء اور علماء سب کے سب ہلاک ہوں گے مگر اخلاص والے اور اخلاص والوں کا بڑا مقام ہے۔ اس میں بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس کو ریا اور عجب کے پنجہ سے اپنے عمل کو خالص کرے ریاء کے مفاسد کی تفصیل اس کی قسمیں اور اس کا علاج بارھویں مجلس میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے: **يَا بْنَ آدَمَ اَكْثِرْ مِنَ الزَّادِ فَاِنَّ الطَّرِيقَ بَعِيدٌ بَعِيدٌ وَجَدِّدِ السَّفِينَةَ فَاِنَّ الْبَحْرَ عَمِيقٌ عَمِيقٌ وَاَخْلِصِ الْعَمَلَ فَاِنَّ النقاد بَصِيرٌ بَصِيرٌ وَخَفِّفِ الْحَمْلَ فَاِنَّ الصِّرَاطَ دَقِيقٌ دَقِيقٌ وَاَخِّرْ نَوْمَكَ اِلَى الْقَبْرِ وَفَخْرَكَ اِلَى الْمِيزَانِ وَشَهْوَتَكَ اِلَى الْجَنَّةِ وَرَاحَتَكَ اِلَى الْآخِرَةِ وَلَذَّتَكَ اِلَى الْحُورِ الْعِيْنِ وَكُنْ لِي اَكُنْ لَكَ وَتَقَرَّبْ اِلَيَّ بِاسْتِهَانَةِ الدُّنْيَا وَتَبَعَّدْ عَنِ النَّارِ لِبُغْضِ الْفُجَّارِ وَحُبِّ الْاَبْرَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ"**

اے آدمؑ کی اولاد اپنے لئے زاد زیادہ بناؤ چونکہ راستہ بعید ہے اور کشتی کی مرمت کر لو تحقیق دریا گہرا ہے۔ عمل کو خالص قرار دو تنقید کرنے والے بابصیرت ہیں اور بوجھ کو ہلکا کر لو پل صراط بہت زیادہ دقیق ہے اور اپنی نیند کو قبر تک تاخیر کر و اور فخر کو ترازو تک اور خواہشات کو جنت تک اور راحت کو آخرت تک اور لذت کو حور العین تک۔ تم میرے بنو میں تمہارا بنوں گا۔ دنیا کو حقیر سمجھتے ہوئے میرے قریب ہو جاؤ اور آگ سے دور ہو جاؤ فجار سے بغض رکھتے ہوئے اور نیک

لوگوں کو دوست رکھتے ہوئے اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

اشعار امام حسین علیہ السلام دنیا کی پستی کے بارے میں

پس عاقل ہوشمند وہ ہے کہ اپنے زاد آخرت کو زیادہ اور اپنے عمل کو خالص اور اپنے وزن کو ہلکا کرے۔ اپنی لذت اور راحت کو دنیا میں قرار نہ دے۔ اس کو آخرت کے لئے رکھ دے حضرت سید الشہداءؑ دنیا کی پستی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیسَة
فَدَارُ ثَوابِ اللّٰہِ اَعْلیٰ وَاَنْبَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْکِ جَمْعُھَا
فَقِلَّۃُ حِرْصِ الْمَرْءِ فِی الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ
فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ

آنحضرتؑ کربلا کی زمین پر بھی مصائب کے نازل ہونے کے بعد ان اشعار کے ساتھ خبر دیتے تھے فرماتے تھے:

یَا دَھْرُ اُفٍّ لَکَ مِنْ خَلِیلِ
کَمْ لَکَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیلِ
وَکُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیلِ
مَا اَقْرَبُ الْوَعْدُ مِنَ الرَّحِیلِ
اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیلِ
سُبْحَانَ رَبِّی مَا لَہُ مَثِیلُ

حضرت سجادؑ نے فرمایا: میرے باپ بار بار ان اشعار کو پڑھتے تھے۔ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ کوئی بلا نازل ہوئی ہے۔ گریہ میرے گلوگیر ہوگیا۔ میں نے اپنے آپ پر کنٹرول کیا لیکن میری پھوپھی زینبؑ نے ان اشعار کو سنا۔

مجلس نمبر22

روزہ دار کے بدن کے بالوں کا تسبیح کرنا

امام جعفرؑ صادق سے روایت ہے :**اِذَا رَاَی الصَّائِمُ قَوماً یَا کُلُونَ اَوْ رَجُلاً یَا کُلُ سَبَّحَتْ لَہُ کُلُّ شَعْرَۃٍ مِنْہُ فِی جِسْمِہٖ** "یعنی جب روزہ دار شخص ایک جماعت کو دیکھ لے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں یا ایک شخص دیکھ لے کہ وہ کھانا کھا رہا ہے تو روزہ دار کے بدن پر جتنے بال ہیں اس روزہ دار کے لئے تسبیح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیھِنَّ "اس کے لئے سات آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے تسبیح کرتے ہیں۔"وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِن لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا "اور کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے لئے تسبیح کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ۔ بتحقیق اللہ حلیم اور غفور ہے تفسیر صاحب برھان میں :رہ بنی اسرائیل میں اسی آیہ کے ذیل میں کئی روایات نقل کرتے ہیں۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز پروردگار کی تسبیح کرتی ہے اور اس کی حمد بجالاتی ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ تم نہیں سمجھتے ہو۔ یہاں تک کہ جب دیوار خراب ہونے لگتی ہے اس وقت ایک آواز نکلتی ہے یہی اس کی تسبیح ہے۔ خشک لکڑی خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ رسول خداؐ نے روکا ہے اس چیز سے کہ کسی حیوان کے منہ پر مارو یا اس کے چہرے پر کوئی داغ پڑ جائے اس لئے کہ وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔

اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ مرغ کہتا ہے :اُذْکُرُ اللّٰہَ یَا غَافِلِیْنَ اللہ کو یاد کرو اے غفلت کرنے والو گھوڑا کہتا ہے :اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ" بارالہا! کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد فرما ۔گدھا کہتا ہے :اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْعَشَّارِیْنَ "قبرہ کہتا ہے(قبرہ ایک مشہور پرندہ ہے بعض اسے ابابیل کہتے ہیں) اَللّٰھُمَّ الْعَنْ مُبْغِضَ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ۔ تیتر کہتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" گرگٹ

یامینڈک کہتا ہے: سُبۡحَانَ رَبِّی اَلۡمَعۡبُوۡدُ اَلۡمُسَبِّحُ فِی لُجَجِ الۡبِحَارِ۔ اور تفسیر صافی میں امام صادقؑ سے حدیث بیان کی گئی کہ کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ تسبیح میں کوتاہی کرتا ہے اور اس کو ضائع کیا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں اس مقام پر فرماتے ہیں۔ اس مقام پر تسبیح کا معنی ذات باری تعالیٰ کی توحید اور عدل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ کہ اس کی الوھیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور تسبیح لفظی کے قائم مقام ہے اس قسم کی تسبیح سب سے زیادہ اقوی تسبیح ہے اس کی دلالت علم کے حصول کا موجب ہے ہر موجود سوائے ذات باری تعالیٰ کے حادث ہے کہ وہ صانع کا محتاج ہے غیر مصنوع نے اس کو ایجاد کیا ہے اور یہ تسبیح اس قدیم کے لئے ثابت ہے کہ جو ہر چیز سے غنی ہے۔ اس کی ذات مقدس میں وہ چیز جائز نہیں ہیں جو حادث میں جائز ہیں۔ یہاں تک کہ دروازے کی آواز اور پانی کی آواز خدا کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہم نہیں سمجھتے ہیں۔

موجودات کی تسبیح

منہج الصادقین میں ہے کہ موجودہ ذرات میں سے ہر ذرہ کی ایک آواز ہوتی ہے کہ جو خداوند تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرتی ہے۔ اَنۡطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِی اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ کا اشارہ بھی اسی کی طرف ہے کہ ہر چیز کلام کرے گی۔ وَ فِی کُلِّ شَیۡءٍ لَہٗ آیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ"

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقی دفتری است قدرت پروردگار

خلاصہ تمام چیزیں زبانوں کے مختلف ہونے کے باوجود خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ لیکن ان کو نہیں سنتا ہے مگر عالم ربانی کہ جس کے کان اور دل کھلے ہوئے ہوں۔

اور سورہ جمعہ میں فرماتے ہیں: یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ" اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اس خدا کی تسبیح کہ جو جس کا ملک دائم اور لا زوال ہے اور جو عیب اور ہر ممکن صفات رذیلہ سے پاک اور منزہ ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے کوئی چیز بھی اس پر غالب نہیں ہے اور ذلت کی گرد اس کی کبریائی کے دامن پر نہیں بیٹھتی۔ وہ حکیم مطلق ہے کہ مخلوق کے دقیق امور حکمت مصلحت اور عدالت کے مطابق انجام دیتا ہے۔

اب آپ انصاف سے بتائیے کہ تمام موجودات خدا کے ذکر میں مشغول ہیں یہ انسان کہ جو تمام مخلوقات سے اشرف ہے وہ خدا کے ذکر سے غافل ہو جائے اور اپنے آپ کو شہوت رانی میں گرفتار کرے تو کس قدر خجالت اور شرم ساری کی بات ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حلیم بھی ہے اور غفور بھی ہے رحمت اور مغفرت کے دروازے انسان کے سامنے کھولے ہوئے ہے کہ انسان جو گناہ بھی کرے توبہ کے پانی کے ساتھ اس کو دھولے۔

ذکر کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں ایک مرد جس کا نام زبرقان تھا، لشکر معاویہ سے جدا ہوا اور مقابلے کے لئے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا حضرت امیرؑ نے بھی مبارز طلب کیا۔ (مختصراً) امیر المومنینؑ سید الشہدا ءسے کہنے لگے اس کے ساتھ جنگ کے لئے جاؤ جب زبرقان نے حضرت سید الشہدا ءکو دیکھا تو اپنی تلوار کو غلاف میں ڈال دیا اور حضرت کو سلام کیا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اے زبرقان تم ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آئے تھے اور اب سلام کرتے ہو یہ تو ایسی سلامتی ہے عرض کیا: اے میرے سردار میں کس طرح اپنی تلوار کو آپ کے خلاف چلاؤں حالانکہ میں نے خود رسول خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: من آذیٰ حسینا فقد آذانی جس نے حسینؑ کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی۔ **حُسَیْنٌ مِنِّی وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ**۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اور فرماتے تھے: **الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة** حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے زبرقان! اس حدیث کو نہیں سنا کہ میرے نانا فرماتے تھے: **اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ خَیْرُ النَّاسِ وَ اَبُوهُمَا خَیْرٌ مِنْهُمَا** کہ حسنؑ اور حسینؑ سب لوگوں سے بہتر ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے؟ زبرقان اس حدیث کو سن کر بیدار ہوا اس نے جان لیا کہ معاویہ گمراہی اور ضلالت پر ہے اور اس نے اس کو دھوکہ دیا ہے چونکہ جب امام حسینؑ پر تلوار چلانا جائز نہیں تو امیر المومنینؑ پر چلانا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگا اس نے عرض کیا: یا سیّدی اے میرے سردار کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں یہ حضرت علیؑ کے لشکر کے ساتھ مل کر کامیاب ہوا جس طرح حر بن یزید ریاحی اپنے کام میں پشیمان ہوا اور شہادت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوا۔

* * * * *

مجلس نمبر23

ماہ رمضان میں روزی تقسیم ہوتی ہے

حضرت صادقؑ سے مروی ہے: يُوصِي وَلَدَهُ وَيَقُولُ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَاجْهِدُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّ فِيهِ يُقَسَّمُ الْأَرْزَاقُ وَتُكْتَبُ الْآجَالُ وَفِيهِ يُكْتَبُ وَفْدُ اللّٰهِ الَّذِينَ يَفِدُونَ إِلَيْهِ وَفِيهِ لَيْلَةٌ الْعَمَلِ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْعَمَلِ فِي أَلْفِ شَهْرٍ"

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ اپنے بیٹے سے وصیت کی اور فرماتے ہیں جب ماہ رمضان کا مہینہ داخل ہوتو اس میں تم کوشش کرو چونکہ اس میں روزی تقسیم ہو جاتی ہے۔موت لکھی جاتی ہے اور اس میں لکھا جاتا ہے کہ اللہ کی جماعت ہے جو اس کی طرف جاتی ہے اور اس رات میں عمل کرنا بہتر ہے ہزار مہینوں کے عمل سے۔حضرت امام جعفر صادقؑ کا یہ وصیت نامہ پانچ جملوں پر مشتمل ہے۔

■ 1۔ماہ رمضان میں عبادت کرنے میں کوشش کرو۔چونکہ ماہ رمضان میں عمل کا ثواب باقی مہینوں میں اعمال کی نسبت کئی گنا ہے۔

■ 2۔دوسرا جملہ خبر دیتا ہے کہ اس مہینے میں روزی تقسیم ہوتی ہے۔

■ 3۔تیسرا خبر دیتا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ کا وفد خدا کی طرف جاتا ہے یعنی اس مہینہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔میزبان اپنے مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

■ 4۔چوتھا یہ کہ اس مہینہ میں اجل اور مقدر اور لکھے جاتے ہیں۔

■ 5۔ پانچواں یہ جملہ خبر دیتا ہے کہ اس مہینہ میں ایک رات وہ بھی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ وہ ہے شب قدر۔

البتہ اگر انسان کا یہ عمل معرفت اور دانائی کے ساتھ نہ ہو اور اگر وہ مسائل کو یاد نہ کرے تو وہ خدا کے نزدیک مسئول ہے اور وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

محمد بن ابی بکر کی تاریخ کی طرف اشارہ

عمل معرفت کے ساتھ ہو تو انسان کے مقام کو بلند کرتا ہے قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے حواری کہاں ہیں؟ چار آدمی بلند ہونگے۔ میثم تمار، اویس قرنی، عمر بن حکم خزاعی، محمد بن ابی بکر۔ رجال کبیر میں ہے کہ اویس قرنی کے حالات میں اسی حدیث کو نقل کیا گیا ہے اور محمد بن ابی بکر حالات کی تفصیل تیسری جلد (الکلمۃ التامۃ) میں نقل کیا گیا ہے۔ یہاں پر صرف خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ محمد بن ابی بکر اس مقام پر صرف امام کی معرفت کی وجہ سے پہنچا۔ علامہ خوئی شرح نہج البلاغہ ''ج ۲ ص ۱۶۱'' میں کچھ اشعار محمد بن ابی بکر سے نقل کرتے ہیں ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں۔

یَا اَبَانَا قَدْ وَجَدْنَا مَا صَلَحَ
خَابَ مَنْ اَنْتَ اَبُوْہُ وَافْتَضَحَ
اِنَّمَا اَخْرَجْنَا مِنْکَ الَّذِی
اَخْرَجَ اللُّؤْلُؤَ مِنْ مَاءٍ مَلِحٍ
اَنَسِیْتَ الْعَھْدَ فِی خُمٍّ وَمَا
قَالَہُ الْمَبْعُوْثُ فِیْہِ وَشَرَحَ

یہاں تک کہ کہتا ہے۔

مَا تَرٰی عُذْرُکَ فِی الْحَشْرِ غَداً
یَا لَکَ الْوَیْلُ اِذَا الْحَقُّ اتَّضَحَ

فَعَلَیکَ الخِزیُ مِن رَبِّ السَّمَاءِ
کُلَّمَا نَاحَ حَمَامٌ وَصَدَحَ
یَا بَنِی الزَّهرَاءِ اَنتُم عُدَّتِی
وَبِکُم فِی الحَشرِ مِیزَانِی رَجَحَ
اِذَا صَحَّ وِلَائِی بِکُم
لَا اُبَالِی اَیَّ کَلبٍ نَبَحَ

محمد بن ابی بکر جن کی ماں اسماء بنت عمیس ہے حجۃ الوداع کے سال پیدا ہوئے۔ اور 38 سال اور اڑھائی مہینے عمر پائی۔ چودہ صفر 38 ہجری میں معاویہ بن خدیج نے معاویہ بن ابوسفیان کے حکم سے ان کو شہید کر دیا۔ محمد بن ابی بکر امیر المومنین کی طرف سے پانچ مہینے مصر میں حاکم رہے۔ رسول خداؐ نے ان کو آنے کی خوش خبری دی۔ چنانچہ شرح ابن ابی الحدید ابراہیم ثقفی کی کتاب غارات سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابوبکر رسول خدا کی زندگی میں کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے۔ اسماء اس وقت اس کی بیوی تھی کہ اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ ابوبکر نے مہندی کے ساتھ خضاب لگایا ہے اور اس کا سر اور ڈاڑھی مہندی کی وجہ سے رنگیں ہیں اور سفید لباس سے اپنے آپ کو لپیٹے ہوئے ہے۔ اسماء خواب سے بیدار ہوئی تو عائشہ کے پاس گئی اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ عائشہ کا نالہ وفریاد بلند ہوا اور کہا اگر تمہارا خواب سچ ہے تو یقیناً میرا باپ قتل ہوا ہے چونکہ اس خضاب سے خون ہے اور وہ سفید لباس سے مراد اس کا کفن ہے یہ کہا اور بلند آواز سے نالہ وفریاد کرنے لگی۔ اس وقت رسول خداؐ داخل ہوئے نالہ وفریاد کا سبب معلوم کیا حاضرین نے واقعہ کو بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا: اسماء کا خواب اس طرح نہیں ہے۔ خواب کی تعبیر جو تم نے کی صحیح نہیں ہے بلکہ ابوبکر اس سفر سے صحیح وسلامت واپس لوٹیں گے اور اسماء کے ساتھ ہم بستری کریں گے اور اس سے وہ حاملہ ہوگی اور ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو کافرین اور منافقین پر غضبناک ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھیں۔

عسقلانی اصابہ میں محمد بن ابی بکر کے حالات میں لکھتے ہیں: اِنَّ عَلِیَّ بنَ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کَانَ یُثنِی عَلَیہِ وَیُفَضِّلُہُ لِاَنَّہُ کَانَ ذَا عِبَادَۃٍ وَاجتِہَادٍ وَلَّاہُ بِمِصرَ" ترجمہ: علی بن ابی طالبؑ اُن کی تعریف اور فضیلت بیان کرتے تھے چونکہ وہ عبادت گزار اور محنت کش تھے حضرت نے اس کو مصر کا حاکم بنا دیا۔

کتاب عقد الیمین میں ہے کہ تاریخ بلد الامین میں لکھا ہے کہ: محمد بن ابی بکر کی تربیت حضرت علیؑ کی گود میں ہوئی جنگ جمل میں وہ پیادہ لوگوں کا سردار تھا اور صفین میں حضرت علیؑ کے ہم رکاب تھا امیر المومنینؑ محمد کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے ان کو دوسروں پر فضیلت دیتے تھے۔ چونکہ محمد بہت زیادہ عبادت گزار تھا۔ وہ عبادت میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اہلسنت کے بہت سے علماء ان کو قریش کے عابد ناسک اور زاھد سے تعارف کراتے تھے۔ ابوعلی نے اپنے رجال میں کہا ہے کہ محمد بن ابی بکر جلیل القدر اور عظیم منزلت رکھتے تھے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تین محمد ہیں جو خدا کی معصیت نہیں کریں گے۔ عرض کیا گیا یا امیر المومنینؑ یہ تین کون ہیں؟ فرمایا: محمد بن ابی بکر، محمد بن الحنفیہ، اور محمد بن ابی حذیفہ۔

ایک اور روایت میں فرمایا محامدہ کو انکار ہے کہ وہ خدا کی معصیت کریں عرض کیا گیا: وہ محامدہ کون ہیں فرمایا: محمد بن ابی بکر، محمد بن الحنفیہ، اور محمد بن ابی حذیفہ۔ استر آبادی رجال کبیر میں عبداللہ بن سنان سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ کہا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ فرماتے تھے: محمد بن ابی بکر پر رحمت بھیجے اور فرمایا کہ محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر راضی نہیں ہوتے تھے کہ وہ خدا کی معصیت کریں۔ رجال کشی میں حمزہ بن محمد طیار حدیث بیان کرتے ہیں کہ کہا امام جعفر صادقؑ کے پاس محمد بن ابی بکر کا ذکر ہوا آنحضرت نے ان پر رحمت اور صلوٰۃ بھیجی اور فرمایا کہ ایک دن محمد بن ابی بکر نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ آپ اپنا ہاتھ مجھے دے دیں تا کہ آپ کی بیعت کروں۔ حضرت نے فرمایا مگر تم نے بیعت نہیں کی؟ عرض کیا کیوں نہیں اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ دراز کیا محمد نے کہا:

"اَشْهَدُ اَنَّکَ اِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتُکَ وَاَنَّ اَبِی فِی النَّارِ فَقَالَ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ اَلنَّجَابَةُ مِنْ قِبَلِ اُمِّهِ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا لَا مِنْ قِبَلِ اَبِیْهِ" اس وقت امام صادقؑ نے فرمایا: یہ شرافت اس کی ماں اسماء بنت عمیس کی طرف سے ہے نہ کہ باپ کی طرف سے۔ اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ: اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِی بَکْرٍ بَایَعَ عَلِیًّا عَلَی الْبَرَائَةِ مِنْ اَبِیْهِ۔ "محمد بن ابی بکر نے علیؑ کی بیعت کی اپنے باپ سے برائت حاصل کرتے ہوئے۔

خلاصہ محمد بن ابی بکر پانچ مہینے امیر المومنینؑ کی طرف سے مصر کے حاکم مقرر رہے یہاں تک کہ معاونیہ نے ایک لشکر کو بھیجا اور محمد کو تشنہ لب شہید کر دیا گیا اور اس کے بدن کو جلا دیا گیا۔ یہ خبر حضرت امیر المومنینؑ کو پہنچی تو بہت زیادہ روئے سبط بن جوزی تذکرۃ الخواص میں روایت بیان کرتے ہیں: وَبَلَغَ عَلِیًّا قَتْلَ مُحَمَّدٍ فَبَکٰی بُکَاءً

شَـدِیْـدًا" اور جب علیؑ کو محمد کے قتل کی خبر پہنچی تو بہت زیادہ روئے۔ عبدالرحمن بن میتب کہتے ہیں کہ شام سے کوفہ کی طرف آیا اور میں نے خبر دی امیر المومنینؑ کو کہ میں شام سے باہر نہیں نکلا تھا یہاں تک کہ عمرو عاص کی طرف سے محمد بن ابی بکر کے قتل کی خوشخبری معاویہ کو پہنچی کوئی ایسا دن نہیں دیکھا کہ شام کے لوگوں کو اس دن سے زیادہ خوشی ہوئی ہو۔

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا محمد بن ابی بکر کی شہادت پر ہمارے لئے حزن ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی خوشی میں اضافہ ہوا ہے۔ جب اسماء نے اپنے فرزند کی خبر سنی کہ اس کو شہید کر دیا گیا اور اس کے بدن کو آگ لگا دی گئی ہے تو وہ اپنی جائے نماز پر گئیں اور اپنے غصہ کو پی گئی اس حد تک کہ ان کے پستان سے خون جاری ہو گیا: **سبحان الله (شنیدن کی بود مانند دیدن)**۔ سننا دیکھنے کے برابر نہیں کب ہے۔ قاسم بن حسن کی ماں کی کیا حالت ہوئی ہوگی کہ جب اپنے فرزند کے بدن کو پارہ دیکھا ہوگا اور اس کے سر کو نیزہ پر چڑھایا گیا ہوگا ہے۔

٭٭٭٭٭

مجلس نمبر 24

روزہ دار کے لئے صابرین جتنا ثواب ہے

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيهِ السَّلَامُ مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِيمَاناً وَ اِحْتِسَاباً وَ كَفَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَ لِسَانَهُ عَنِ النَّاسِ قَبِلَ اللّٰهُ صَومَهُ وَ غَفَرَلَهُ مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ وَ اَعْطَاهُ ثَوَابَ الصَّابِرِيْنَ۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں؛ جو ماہ رمضان میں روزہ رکھے کامل ایمان کے ساتھ صرف خدا کے لئے اور اپنی آنکھ کان اور زبان کو بچالے، اللہ تعالیٰ اس کے روزہ کو قبول کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخشتا ہے۔ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو اور اس کو صابرین والا ثواب عطا کرتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ صبر کا مطلب ہے ثابت قدم اور مطمئن ہونا۔ بلاء اور مصائب کے وقت اور مضطرب نہ ہونا اور حوادثات زمانہ کا مقابلہ کرنا۔ اس طریقے پر کہ سینہ تنگ نہ ہو اور اس کا دل پریشان نہ ہو۔

صبر کی تین قسمیں ہیں

- 1۔ اول عبادت میں صبر کرنا نفس کو معصیت سے روکے رکھنا۔
- 2۔ دوم بلاء اور معصیت میں صبر کرنا جیسے فرزند اور دیگر رشتہ داروں کی موت کے وقت صبر کرنا۔
- 3۔ تیسرا غیض وغضب کی حالت میں صبر کرنا بلکہ اکثر اخلاق صبر میں داخل ہیں۔

چونکہ خواہشات کے ساتھ مقابلہ کرنا کہ ہمیشہ قوۃ عاقلہ کے ساتھ پیوستہ ہو تو دین داری کا باعث ہے قوۃ شہویہ

خواہشات کا باعث ہے۔اب جنگ اور نزاع ان دو قوتوں کے درمیان ہے اور آدمی کا دل اس جنگ کے میدان میں ہے اب اس قوۃ عقلیہ کے مددگار ملائکہ ہیں کہ جو لشکر الٰہی ہیں اور خواہشات کا باعث شیاطین ہیں۔اب اگر قوہ عاقلہ ثابت قدم رہے تو ملائکہ کی امداد کے ساتھ قوہ شہوہ پر غالب آجاتی ہے اور اسی حالت پر باقی رہتی ہے۔

غلبہ لشکر خدا کے ساتھ ہے اور ایسا شخص صابرین کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اگر قوہ عاقلہ مغلوب ہو جائے تو اس کا صاحب شیاطین کے لشکر کے ساتھ الحاق ہو جاتا ہے۔ بلاؤں اور مصیبتوں میں صبر کرنا اس کے بہت بڑے درجات ہیں اور صبر ایک منزل ہے دین کے منازل میں سے اور موحدین کے مقامات میں سے ایک مقام ہے وہ بندہ خالق کے مقربین میں داخل ہو جاتا ہے جو صبر کو اپنا شعار قرار دے یہ اس وقت تک بلند مرتبہ پر فائز نہیں ہوتا ہے اور جب تک بلاؤں کا گھونٹ نہ پئے محبت کے جام کا قطرہ نہیں چکھ لے۔

صبر کار ناقصان و خام نیست
این عسل شیرین درهر گام نیست
صبر اگر تلخ است لیکن عاقبت
میدهداو میوه پر منفعت
ناز پرورد تنعم نبرد راه بدوست
عاشقی شیوه زندان بلا کش باشد

معراج السعادہ میں ہے خداوند عالم نے زیادہ ترنیکیوں کو صبر کی طرف نسبت دی ہے۔بہشت کے اکثر درجات کو صبر کے ساتھ تعلق قرار دیا ہے اور اس صبر کو قرآن مجید میں ستر سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا ہے اور صابرین کے لئے بہت زیادہ اوصاف کو ثابت کیا ہے اور ان کے لئے صلوات رحمت اور ھدایت کو قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ"

اور صبر کرنے والوں کو اپنے ساتھ ہونے اور صابرین کو دوست رکھنے کی خوشخبری دی ہے فرمایا ہے۔اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے رسول خدا نے فرمایا: صبر سے ایمان کی نسبت وہی ہے کہ جو سر کی بدن سے ہے۔جس طرح سر کے بغیر بدن کا کوئی فائدہ نہیں ایمان بھی صبر کے

بغیر نہیں ہے۔اس میں کوئی نیکی نہیں ہے۔رسول خدا نے فرمایا:صبر ایمان کا نصف ہے" جو راہ خدا میں صبر کرے وہ ثواب کے کمانے میں کامیاب ہوا۔

نیز آنحضرت سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو کسی بیماری میں مبتلاء کرتا ہوں پس وہ صبر کرے اور عیادت کرنے والوں کو اپنی شکایت نہ کرے تو اس کے گوشت کو اس سے بہترین گوشت کے ساتھ تبدیل کرتا ہوں اور اس کے خون کو بہترین خون میں تبدیل کرتا ہوں جب میں اس کو شفا دیتا ہوں تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے۔اگر اس کو مار دیتا ہوں تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاتا ہوں۔

نیز فرمایا: داؤد نے مناجات کی کہ میرے پروردگار! تیری خوشنودی کے لئے مصائب پر جو صبر کرے اس کی جزا کیا ہے؟ خالق کی طرف سے خطاب ہوا: اس کو امان کا لباس پہناتا ہوں اور اس لباس کو اس سے نہیں لیتا ہوں۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: صبر ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں میں سے اور بالاترین اعمال ہے کہ جو نفس پر دشوار ہے۔اور مروی ہے ایک دن رسولؐ انصار میں سے ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تم مومن ہو ؟سب خاموش ہو گئے ایک شخص نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ہم مومن ہیں حضرتؐ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ اس نے کہا جب اللہ نعمت عطا کرتا ہے تو میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوں اور بلاء کے موقع پر صبر کرتا ہوں اور جو پروردگار کی قضا ہے اس پر راضی ہوتا ہوں نیز معراج السعادہ میں رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :جب میں اپنے بندے کو اس کے بدن میں یا مال میں یا اولاد میں مصیبت یا بلاء میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ قیامت کے دن اس کے لئے ترازو نسب کروں یا اس کے نامہ عمل کو کھول دوں۔نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: مومنین میں کوئی کسی بلاء میں مبتلاء ہو جائے اور اس پر صبر کرے تو اس کے لئے ایک ہزار شہید جتنا اجر ہے۔

تَرِدُ رِدَاءَ الصَّبْرِ عِنْدَ النَّوَائِبِ
تَنَلْ مِنْ جَمِيلِ الصَّبْرِ حُسْنَ الْعَوَاقِبِ

حضرت ایوبؑ کا صبر

کتاب مذکور میں فرماتے ہیں مروی ہے کہ چالیس سال تک ایوب سہولت اور نعمات کی فراوانی کے ساتھ زندگی گزارتے رہے روزانہ کئی کھانے باورچی خانہ سے لائے جاتے تھے لوگ کھاتے اور چلے جاتے تھے حضرت کے بیس

ہزار گھوڑے تھے آپ کی زراعت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت ایوب نے حکم دیا تھا کہ کسی حیوان اور انسان کو زراعت سے نہ روکو ان میں سے ہر ایک جو فائدہ اٹھانا چاہے اسے اٹھانے دو۔ اس کے باوجود ان کی زراعت کی آمدنی اتنی زیادہ تھی کہ ان کے لئے کافی ہو جاتی تھی چار سو غلام تھے جو ان کے اونٹوں کی حفاظت کرتے تھے۔ ایک دن جبرئیلؑ نے کہا: اے ایوب! راحت کے دن گزر گئے اور محنت کا زمانہ آ گیا بلاء اور مصیبت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ایوب نے کہا کوئی حرج نہیں ہم نے اپنے بدن کو دوست کی رضا میں دے دیا۔ گویا اس شعر کا مضمون پڑھتے تھے:

چون ہمہ اجزائم از انعام او است
رستہ اند و غرق دانہ دام او است
گر ز تلخی میکند فریاد و داد
خاک عالم بر سر اجزام باد

حضرت ایوبؑ اس انتظار میں تھے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھی ایک فریاد بلند ہوئی اتنے میں ایک چرواہا دروازے سے داخل ہوا اور فریاد بلند کی حضرت ایوب نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہا: پہاڑ سے ایک سیلاب آ گیا اور تمام گوسفند دریا میں غرق ہو گئے ہیں اسی دوران میں ایک ساربان آیا اور اس نے اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا کہا کہ ایک بجلی گری جس سے تمام اونٹ ہلاک ہو گئے۔

اسی دوران میں مالی آیا اور کہنے لگا کہ زہر آلود ہوا چلی اور تمام درختوں کو جلا دیا۔ حضرت ایوبؑ سنتے جا رہے تھے اور خدا کی تسبیح کرتے جا رہے تھے۔ اتنے میں بچوں کا معلم آیا کہ تمہارے بارہ بیٹے بڑے بھائی کے مہمان تھے کہ اچانک گھر کی چھت ان پر گری اور سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ایوب یہی زبان پر جاری کرتے تھے۔ جب (اے اللہ) تو ہے تو ہر چیز میرے پاس موجود ہے یہاں تک کہ حضرت ایوب بیمار ہو گئے نہایت فقر و فاقہ پریشانی اور بیماری کی حالت میں تھے۔

لیکن ان کے صبر میں کوئی کمی نہ آئی لیکن کربلاء کے صحراء کے ایوبؑ یعنی حضرت سید الشہداءؑ نے اس قدر صبر کیا کہ آسمان کے ملائکہ سید الشہداء کے صبر کو دیکھ کر تعجب کیا لَقَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ ناسخ میں کہا ہے حضرت سید الشہداءؑ قتلگاہ کے گودال میں تھے تو یہی کہتے تھے۔ صَبْرًا عَلٰى قَضَائِكَ يَا رَبِّ لَا اِلٰهَ سِوَاكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ۔

سنـــان زد نیـــزه بـــر پهـلـوچـنـــانـــش
کـــه جـنـــب الـلـــه بـدریـد از سـنـــانـــش
شـــکـــــر وصـــل فـــخـــــر نســـل آدم
بـــر وافتـــاد و میـــگـــفـــت انـــدر ان دم

تَـرَكْـتُ الْـخَـلْـقَ طُـرّاً فِـي هَـوَاكَ
وَأَيْتَـمْـتُ الْـعِـيَـالَ لِـكَـي أَرَاكَـا
وَلَـوْ قَـطَّـعْـتَـنِـي فِـي الْـحُـبِّ إِرْبـاً
لَـمَـا حَـنَّ الْـفُـؤَادُ إِلَـى سِـوَاكَ

میں نے تیری جحت میں تمام مخلوق کو چھوڑ دیا اور میں نے اپنے عیال کو یتیم کر لیا کہ تجھ کو دیکھوں اگر مجھے تیری محبت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو پھر بھی دل تیرے سوا کسی کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

* * * * *

مجلس نمبر25

آخری شعبان کے جمعہ کے خطبہ کی تشریح

حقیر اس خطبہ شریفہ کے ہر ایک فقرہ کو ایک مجلس قرار دیتا ہے اور مجلس کی مناسبت سے اخبار کو جمع کیا ہے۔ اس امید میں کہ جب سے ہزار حسرتوں اور آرزوؤں کے ساتھ قبر میں دفن ہو جاؤں گا تو میرے لئے فاتحہ پڑھ کر میری روح کو خوش کریں گے اور وہ مغفرت اور بخشش کی دعا سے فراموش نہیں کریں گے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْراً

. شیخ صدوقؒ عیون اخبار الرضا میں سند کے ساتھ اس خطبہ کو حضرت امام رضا سے وہ اپنے آبائے کرام سے انہوں نے رسول خداؐ سے نقل کیا ہے: سید بن طاؤس نے کتاب اقبال میں نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے شعبان کے آخری جمعہ میں فرمایا: اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ قَدْ اَقْبَلَ اِلَيْكُم شَهْرُ اللّٰهِ بِالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ "اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ بتحقیق تمہاری طرف خدا کا مہینہ برکت رحمت اور مغفرت کے ساتھ آیا ہے۔

بارھویں مجلس میں اشارہ ہوا کہ یہ اضافہ اضافہ تشریفیہ ہے تمام مہینے زمان اور مکان خدا کے ہیں لیکن ماہ رمضان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کے لئے ماہ رمضان کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور خوشخبری دی ہے کہ اس مہینہ میں برکت رحمت اور مغفرت تمہارے اوپر نازل ہوگی اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ برکت سے مراد زیادتی مال و اولاد اور عمر نہیں ہے بلکہ کثرت توفیق مراد ہے کہ کم مال کے ساتھ بہت زیادہ اثرات اور یادگار رہ جائیں گے جیسے پلوں کا بنانا مسجدوں ہسپتالوں کا بنانا اور محتاجوں کی مدد کرنا۔

لیکن جس مال کے ساتھ یہ توفیق نہ ہو اس کی حالت قارون کی حالت کی طرح ہوگی اور توفیق کا معنی توجیہ

الاسباب نحو مطلوب الخیر، خیر کی طرف اسباب کا فراہم کرنا اگر کسی کی ہزار اولا دہوان میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا نہ ہو جائے تو ان کا نہ ہونا ان کے وجود سے بہتر ہے۔

اگر کسی کا ایک بیٹا ہو اور متقی اور نیک ہو تو وہ والدین کو جہنم کی آگ سے بچانے کا سبب بنے گا اسی طرح طول عمر توفیق کے بغیر نتیجہ آور نہیں ہے اضحاک تازی جس نے ایک ہزار عمر گزاری فرعون چار سو سال زندہ رہا، اور ان جیسے اور لوگ کہ جنھوں نے طویل عمریں گزاری ہیں ایسے لوگوں کے لئے شدید عذاب کے سوا کچھ نہیں۔ عمر میں برکت یہ ہے کہ کم عمر میں بہت سے آثار قسم قسم کے علوم کو یادگار کے طور پر چھوڑے۔

شیخ مفیدؒ کی تاریخ کی طرف اشارہ

شیخ مفیدؒ نے (76) چھتر سال سے زیادہ اس دنیا میں زندگی نہیں گزاری اس کے باوجود، علم فقہ علم کلام اور کتنے ہی علوم یادگار کے طور پر چھوڑے ہیں حالانکہ ان کی بہت سی تصنیفات ضائع ہو گئیں اور اب کہیں نہیں ملتی ہیں گیارہ ذی القعد 336 میں ان کی ولادت ہوئی اور تیرہ ماہ رمضان شب جمعہ کو وہ اس دنیا سے چلے گئے اور اس وقت ہم حضرت موسیٰ بن جعفر کے رواق میں ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔

روضات الجنات میں کہا ہے ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان بن عبدالسلام العسکری البغدادی الملقب بالمفید ان کا سلسلہ نسب سعید بن جبیر تک پہنچتا ہے کہ جو امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں سے ہے کہا جا سکتا ہے کہ شیخ مفیدؒ شیعہ کے بزرگوں میں سب سے بزرگ رئیس اور استاد ہیں۔ جو بعد میں ہوئے انہوں نے شیخ مفیدؒ سے استفادہ کیا اور ان کی فضیلت بہت زیادہ مشہور ہے۔

فقہ کلام اور روایت میں وہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور سب سے زیادہ عالم تھے امامیہ کی ریاست ان کے زمانے میں ان کے ساتھ میں تھی۔ وہ انتہائی ذہین اور حاضر جواب تھے۔ ان کی تصنیفات دو سو کے لگ بھگ ہیں کافی میں ہے شیخ مفیدؒ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ امام زمانہؑ کی طرف سے ان کے نام تین خط آئے جن سے دو خطوں کی صورت مستدرک الوسائل میں مذکور ہیں۔ تیرے خط کی سورت کہیں موجود نہیں ہے۔

شیخ مفیدؒ کا عجیب مناظرہ

شیخ مفید کے عجیب غریب قسم کے مناظرات ہیں کہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ نے ان میں کچھ مناظرہ کو فصول المختار

میں نقل کیا ہے اور ان میں کچھ مناظرہ کو مجموعہ ورّام میں ذکر کیا ہے اور قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین میں کتاب مصابیح القلوب سے نقل کیا ہے کہ شیخ مفید قاضی عبدالجبار کی مجلس میں جوتوں کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور قاضی کی مجلس علماء اور فضلاء سے بھری ہوئی تھی۔ شیخ مفید نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ہو تو ایک سوال کروں اس جماعت کی موجودگی میں قاضی نے کہا پوچھ لو۔ شیخ مفید نے فرمایا: غدیر کے واقعہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: کہ یہ ایک روایت ہے اور ابوبکر کی خلافت درایہ ہے درایہ کا مقابلہ روایت کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ شیخ مفید نے فرمایا: کہ جناب رسول خداؐ کے اس قول کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے کہ رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ حربک حربی سلمک سلمی۔'' قاضی نے کہا کہ یہ خبر صحیح ہے۔ فرمایا: اصحاب جمل کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ قاضی نے کہا کہ انہوں نے توبہ کر لی تھی۔

شیخ مفید نے فرمایا: کہ الحرب درایہ ہے اور توبہ روایت ہے۔ قاضی نے تھوڑی دیر تک اپنے سر کو جھکائے رکھا اس کے بعد سر اٹھایا اور کہا تو کون ہے؟ شیخ مفیدؒ نے فرمایا: محمد بن نعمان۔ قاضی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنی جگہ پر شیخ مفیدؒ کو بٹھایا اور کہا: انت المفید حقا علمائے مجلس نے جب یہ دیکھا تو ان کے رنگ متغیر ہو گئے۔ جب قاضی نے ان کی یہ حالت دیکھی کہا: ایها الفضلاء اس شخص نے شکست دی ہے۔ میں اس کے جواب سے عاجز آ گیا ہوں۔ اگر آپ میں سے کسی کے پاس اس کا جواب موجود ہے تو وہ جواب دے۔ تاکہ میں اس کو اس شخص کی جگہ بٹھا دوں۔

جب اس واقعہ کی خبر عضد الدولۃ کے پاس پہنچی تو اس نے شیخ مفیدؒ کو طلب کیا بہت زیادہ تحائف دئے۔ ایک گھوڑا زین سمیت آپ کو دیا اور آپ کے لئے وظیفہ مقرر کیا شیخ مفیدؒ نے اس طرح کا ایک مناظرہ علی بن عیسیٰ رمانی کے ساتھ کیا جس کا شمار علم کلام کے عظیم علماء میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مجموعہ ورّام میں اس کو نقل کیا گیا ہے اور رمانی نے آپ کا لقب مفیدؒ رکھا ہے اور روضات الجنات میں کہا ہے کہ شیخ مفید کی قبر پر امام زمانہ کے خط کی تحریر کو دیکھا گیا۔

لَا صَوّتَ النَّاعِی بِفَقْدِکَ اِنَّهُ
یَوْمٌ عَلَی آلِ الرَّسُولِ عَظِیْمٌ
اِن کَانَ قَدْ غُیِّبْتَ فِی جَدَثِ الثَّرٰی
فَالْعَدْلُ وَالتَّوْحِیْدُ فِیکَ مُقِیْمٌ

وَالْقَائِمُ الْمَهْدِی یَفْرَحُ کُلَّمَا
تُلِیَتْ عَلَیْکَ مِنَ الدُّرُوْسِ عُلُوْمُ

خلاصہ یہ کہ برکت اسے کہتے ہیں اور روایت میں وارد ہوا ہے! "لَیْسَ الْخَیْرُ اَنْ یَکْثُرَ مَالُکَ وَوَلَدُکَ بَلِ الْخَیْرُ یَکْثُرُ عِلْمُکَ وَاَنْ یَعْظُمَ حِلْمُکَ وَاَنْ تُبَاهِیِ النَّاسَ بِعِبَادَۃِ رَبِّکَ" لیکن رحمت اور مغفرت یہ دونوں لفظ مترادف ہیں۔ جب یہ دونوں اکھٹے ہوں تو دونوں کے معنی الگ الگ ہیں اگر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوں تو دونوں کا ایک معنی ہے۔ "اِنَّہُ اِذَا اجْتَمَعَا اِفْتَرَقَا وَ اِذَا اِفْتَرَقَا اِجْتَمَعَا غَفَرَ" کا لغوی معنی سَتَرَ کے ہیں۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ چونکہ غفار ہے اس کے گناہ کو چھپا دیتا ہے اس کو معاف کرتا ہے۔ اور رحمت کے معنی شفقت کے ہیں بڑے چھوٹوں پر شفقت کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ان کے دلوں میں رقت پائی جاتی ہے اور پروردگار کی رحمت کا معنی یہ ہے کہ خدا نے بیشمار نعمتیں اپنے بندہ کو عطاء کی ہیں جیسے رزق صحت امن وامان ثروت وعزت وغیرہ اور نعمتوں میں سے ایک نعمت گناہوں کی بخشش ہے اور سب سے بڑی نعمت توفیق ہے اس کی وجہ سے بندہ بلندی درجات پاتا ہے۔

فرسان الہیجا میں نقل کیا گیا ہے کہ دو بھائی تھے خوارج سے وہ عمر سعد کے لشکر میں تھے۔ عاشور کے دن تک اسی کے لشکر میں رہے۔ جب انہوں نے سید الشہداءؑ کے استغاثہ کو سنا تو وہ دونوں ھدایت پا کے جلدی سے حضرت کی مدد کے لئے دوڑے اور انہوں نے کوشش کی یہاں تک کہ شہادت کے شربت کو انہوں نے پیا۔ اِنَّمَا الْاُمُوْرُ بِخَوَاتِیْمِهَا۔ امور کا انجام آخر میں ہوا کرتا ہے۔

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

مجلس نمبر26

ماہ مضان میں روزہ رکھنے والے خدا کے مہمان ہیں

شَهْرٌ فِيْهِ دُعِيتُم اِلَى ضِيَافَةِ اللّٰهِ وَ جُعِلْتُمْ مِنْ اَهْلِ كَرَامَةِ اللّٰهِ۔ یعنی ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا مہمان بنانے کا وعدہ کیا ہے اور تمہیں عزت دی ہے البتہ وعدہ کرنا رزق دینے کے علاوہ ہے اگر کسی کو ہر روز ایک مقدار رقم دینے کا وعدہ کرے۔اس کے بعد اس کو اپنا مہمان بنالے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک عزت ہے۔یہ ایک احترام ہے اس مہمان کے لئے۔خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں تمام لوگوں کا رزق ہے۔اس کے با وجود رمضان میں اپنے بندوں کے ساتھ فوق العادہ ان پر لطف کرنا چاہتا ہے اور ان کو اپنا مہمان بناتا ہے اور یہ واضح بات کہ مہمان جو حاجت جائز بھی اپنے میزبان سے طلب کرے وہ اسے حدالامکان پورا کرتا ہے۔اب چونکہ خداوند متعال نے بندوں کو اپنا مہمان بنایا ہے تو احترام کی شرط یہ ہے کہ ان کی حاجتوں کو بھی برلائے۔

مہمان نوازی کے فوائد بے شمار ہیں جو اخبار اس کے بارے میں بارہ وارد ہیں۔ وہ حد تواتر سے زیادہ ہیں،ابواب الجنان میں رسول خداؐ سے ایک روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:وَالضَّيْفُ يَنْزِلُ بِرِزْقِهٖ وَ يَرْتَحِلُ بِذُنُوبِ اَهْلِ الْبَيْتِ "مہمان اپنے ساتھ روزی لے کر آتا ہے۔جب وہ چلا جاتا ہے تو گھر والوں کے گناہوں کو لے جاتا ہے اور گھر والوں پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا خداوند تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

ارشادالقلوب میں روایت ہے:مَنْ اَكْرَمَ الضَّيْفَ فَكَاَنَّمَا اَكْرَمَ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَمَنْ اَنْفَقَ

عَلَى الضَّيفِ دِرْهَماً فَكَأَنَّمَا أَنْفَقَ أَلْفَ أَلْفَ دِينَارٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ "رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص مہمان کی عزت کرے گویا ایسا ہے کہ اس نے ستر پیغمبروںؑ کی عزت کی اور جو مہمان کے لئے ایک درہم خرچ کرے گویا اس طرح ہے کہ اس نے ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کئے۔

ابواب الجنان میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: لِذَّةُ الْكِرَامِ فِي الْإِطْعَامِ وَلِذَّةُ لِلِّئَامِ فِي الطَّعَامِ" کریم لوگ کھلانے سے لذت حاصل کرتے ہیں اور لئیم کھانا کھانے سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

نیز امیر المومنینؑ نے فرمایا: اس دنیا سے تین چیزوں کو دوست رکھتا ہوں إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّيْفِ وَالصَّوْمُ بِالصَّيْفِ "مہمان کی عزت کرنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ اور گرمیوں میں روزہ رکھنا (بھی راہ خدا میں جہاد کے مترادف ہے) اور کلینیؒ نے کافی میں امام صادقؑ سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جو کسی مومن کو سیر کرے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔

نیز فرمایا جو بھی تین مسلمانوں کو کھانا کھلا دے اللہ تعالی اس کو ملکوت سماوات فردوس اور جنت عدن میں اس کو کھانا کھلاتا ہے اور شجرہ طوبیٰ کے پھل سے اس کو فیض یاب کرتا ہے نیز امام نے فرمایا: جو شخص دو مومن بھائیوں کو سیر کرے وہ افضل ہے راہ خدا میں ایک غلام کے آزاد کرنے سے۔ خلاصہ یہ کہ کافی میں مومن کو کھانا کھلانے کے بارے میں ایک باب منعقد کیا گیا ہے کہ جس میں کھانا کھلانے کا بہت زیادہ ثواب بیان کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہمان بنانا

بحار کی جلد 8 اور کتاب ابواب الجنان میں اس قصہ کو نقل کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول خداؐ کا مبعوث ہونے سے پہلے گزر قبیلہ بنی تمیم سے ہوا۔ دیکھا عبداللہ بن جذعان جو قبیلہ تمیم کا سردار ہے اس کی طرف سے ایک منادی ندا دیتا ہے اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ جب اس کی نظر رسول خداؐ پر پڑی تو اس نے عبداللہ بن جدعان کو خبر دی کہ یہ محمدؐ ہیں کہ جو یہاں سے گزر گئے ہیں۔

عبداللہ بن جدعان اپنے گھر سے باہر نکلا اور رسول اللہ کو قسم دے کر کہا کہ آپ ہمارے کھانے پر آئیں۔ حضرتؐ نے ان کی دعوت کو قبول کیا کھانا کھانے کے بعد عبداللہ نے حضرت کی مشایعت کی جب واپس ہونا چاہا تو

آنحضرت نے فرمایا: اے عبداللہ! کل کی تجھے اور تیرے قبیلہ بنی تمیم کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں عبداللہ نے دعوت قبول کر لی اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

رسول خدا گھر تشریف لائے۔ حضرت محزون اور فکر مند تھے۔ فاطمہ بنت اسد جو کہ رسول خداؐ کی سرپرست تھیں انہوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو غمگین دیکھتی ہوں؟ رسول خداؐ نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ فاطمہ نے عرض کیا: اے میری آنکھوں کے نور آپ غمگین نہ ہوں۔ خوش رہیں میں نے چند مشکیں شہد کی اکٹھی کی ہیں جتنے افراد کی چاہیں دعوت کریں آپ کے لئے یہ کافی ہے۔ اس وقت ابو طالبؑ آئے۔ رسول خداؐ کے واقعہ سے آگاہ ہوئے ان کو بغل میں لیا اور فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بے فکر رہیں کل ایسی دعوت کروں گا کہ اس واقعہ کو کہانیوں میں ذکر کریں گے۔

پس ابو طالب نے کمر باندھ لی کہ ایک ایسی مہمانی کروں گا کہ جو تمام قبیلہ تمیم اور ان کے ساتھیوں کے لئے کافی ہو اس وقت وہ اپنے بھائی عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے اور کچھ ضروری چیزیں ان سے لے آئے راستے میں عبد المطلب کی بعض اولاد سے ملاقات ہوئی جب ان کو پتہ چلا جتنا انہوں نے چاہا ان سے قرض لیا پھر گھر واپس لوٹ آئے اور اسباب تیار کرنے میں مشغول تھے یہ خبر عباس کو پہنچی تو وہ ابو طالبؑ کے گھر میں آئے اور زبان سے شکایت کرنے لگے اور غمگین ہونے کا اظہار کیا کہ آپ میرے گھر میں کیوں نہیں آئے تا کہ جس چیز کی ضرورت تھی دے دیتا، ابو طالب نے سارا واقعہ بیان کیا۔ عباس نے کہا: معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ہر بزرگی کے اہل ہیں۔

پس عباس تھوڑی دیر وہاں بیٹھے اور ابو طالب اسباب فراہم کرنے میں مشغول تھے۔ عباس نے کہا اے بھائی! اگر میں آپ سے کوئی حاجت طلب کروں۔ ابو طالب نے کہا تمہاری حاجت قبول ہوگی۔ وہ جیسی بھی ہو عباس نے کہا: آپ کو ارکان کعبہ اور شیبۃ الحمد کے حق کی قسم کہ میری حاجت روائی کریں گے۔ ابو طالب نے کہا: تمہاری حاجت قبول ہے۔ اگر چہ اس میں میرے فرزند بھی ہلاک ہو جائیں۔ عباس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ مہمان نوازی کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی جائے کہ میں اس کو سنبھالوں ابو طالب نے کہا ٹھیک ہے۔

اسی وقت عباس نے اسباب کو تیار کرنا شروع کیا اور کئی اونٹ گائے اور گوسفند ذبح کئے۔ ان سے کئی قسم کے کھانے تیار کئے اور منادی نے ندا دی: اہل مکہ اور باقی عرب اکٹھے ہو جاؤ سب نے کھانا کھایا ایسا دکھائی دیتا تھا کہ آج سب سے بڑی عید ہے موتی اور یاقوت کا بنا ہوا ایک تخت حضرتؐ کے لئے تیار کیا گیا حضرت اس تخت پر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ کے بدن پر عمدہ لباس تھا حضرتؐ کے چہرے کا نور سورج کے شعاعوں سے زیادہ نورانی دکھائی دیتا تھا لوگ

حضرتؐ کے نور کو دیکھ کر حیران تھے شعراء نے اس دن اس مہمانی کے قصیدے پڑھے۔

رسول خداؐ کی مدح میں خطبے پڑھے اس طریقہ پر مہمان نوازی ہوئی یہ چیز رسول خداؐ کی نظر میں تھی۔ فتح مکہ پر جب مکہ فتح ہوا جبرئیلؑ رسول خداؐ پر نازل ہوئے اور عرض کیا: آپ کے چچا عباس نے عبداللہ بن جدعان کی دعوت پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ وہ بازار عکاظ کی طرف مائل ہیں وہ انہیں بخش دیں۔ رسول خداؐ نے خدا کے حکم سے بازار عکاظ کو عباس کے حوالہ کیا اور فرمایا: خدا لعنت کرے اس شخص پر جو بھی میرے چچا کے ساتھ بازار عکاظ کے بارے میں جھگڑا کرے۔

جب عمر خلیفہ ہوا تو بازار عکاظ کے بارے مطلع ہوا اس نے عباس سے غصب کیا اور عباس مرتے دم تک مظلوم رہے۔ پھر عمر نے باغ فدک جو جناب زہراؑ کا حق تھا غصب کیا یہاں پر اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ اس کی تفصیل کو ریاحین الشریعہ کی جلد اوّل میں مکمل طور پر میں نے نقل کیا ہے۔

* * * * *

مجلس نمبر 27

تمام مہینوں سے افضل رمضان کا مہینہ ہے

شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ الشُّهُوْرِ وَ اَيَّامُهُ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ وَ لَيَالِيْهِ اَفْضَلُ اللَّيَالِيْ وَ سَاعَاتُهُ اَفْضَلُ السَّاعَاتِ

رمضان کا مہینہ خدا کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل ہے اس کے دن تمام دنوں سے افضل ہیں اس کی راتیں تمام راتوں سے افضل ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ مہینے اور دن اور راتیں اور گھنٹے یہ موجود ہوتے ہیں۔ اور پھر معدوم ہوجاتے ہیں کسی گھنٹے کو دوسرے گھنٹے کے ساتھ کسی مہینے کو دوسرے مہینے پر کسی دن کو دوسرے دن پر فضیلت نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ حکمت اور مصلحت کے تحت ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہے۔ یہ اپنے بندوں کے لئے ایک وسیلہ ہے کہ جس میں عبودیت کے مراسم کو ادا کرتے ہیں اور اس کا ثواب انہیں مل جاتا ہے۔ نیز فرماں بردار اور نافرمان کی تمیز ہو جاتی ہے۔

اس اصل کی بنیاد پر رسول خداؐ نے خالق کی طرف سے خبر دی ہے کہ رمضان کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے۔ ماہ رمضان کے دن دوسرے دنوں سے بہتر ہیں ماہ رمضان کی راتیں تمام راتوں سے بہتر ہیں اور ان کی گھڑیاں تمام گھڑیوں سے بہتر ہیں۔ پس اس کو غنیمت سمجھیں اور اس کے پر فیض ثمر سے کچھ اپنے لئے چن لیں اور غفلت سے پرہیز کریں کیونکہ غفلت کی مستی شراب کی مستی سے بدتر ہے۔

ای خر نفس تا بکی میدوی از پی علف
راہ این طرف بود چند روی از آن طرف

مست و کراب مانده از ره جهل تابکی
اشتر مستی و بلب با شدت از غرور کف
گر همیں روش کی توطی طریق میکنی
چند قدم اگر روی بیهوده میستوی تل
کاش با خبر بدی از حرکات خویشتن
کین ره زلت است و تو میطلبی همی شرف
گرز حال خویشتن دیر ترک شوی خبر
نعره زنان همی کشی ناله و اا وا اسف

قصاص اور قتل کے درمیان فرق

- جب تک وقت باقی ہے معارف کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ کوشش کریں تا کہ واقعاً روشن فکر بن جائیں۔ ان معارف کی وجہ سے آسمانی کتاب کو سمجھیں اس کی فصاحت اور بلاغت سے تمہیں مزہ آئے گا۔ قصاص کے موضوع پر خالق فرماتا ہے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "خالق کے اس کلام میں بہت زیادہ بلاغت پائی جاتی ہے۔ اگر اس کلام کا امرءالقیس کے کلام کے ساتھ مقابلہ کریں تب خالق کے کلام کی عظمت کا پتہ چل جاتا ہے۔

امرءالقیس نے اس مقام پر کہا ہے: اَلْقَتْلُ اَنْفٰى لِلْقَتْلِ حیرت کا مقام ہے کہ اتنا فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ایسا جملہ کہا ہے۔

اوّلا: القتل ابتدائی قتل کو بھی شامل ہے ایسی صورت میں انفی للقتل شامل ہوگا۔ بلکہ کہا جائے گا اَلْقَتْلُ اَثْبَتُ لِلْقَتْلِ قتل قتل کو ثابت کرتا ہے۔ بخدا لفظ قصاص کہ یہ دوسرے قتل کے ساتھ مخصوص ہے اور صریحاً دلالت کرتا ہے کہ بشر کی زندگی کا محافظ قصاص ہے۔ پس ان دونوں تعبیروں میں مشرق اور مغرب کا جیسا فرق پایا جاتا ہے۔

دوسرا قرآن مجید کی آیت کی بلاغت مختصر اور اہم ہے۔ قصاص کے الفاظ میں کہ فی القصاص حیوۃ میں گیارہ حروف میں ہیں اور اَلْقَتْلُ اَنْفٰى لِلْقَتْلِ میں چودہ حروف ہیں۔

تیسرا ہر سامع کے ذھن اس آیہ کریمہ کے معنی کو قبول کرتا ہے کہ کسی چیز کو ثابت کرے یعنی قصاص سے حیات اور زندگی مل سکتی ہے۔لیکن امرءالقیس کے کلام میں کسی شئے کا ثبوت اس کی نفی کو مستلزم ہے۔

چوتھا لفظ قتل کی تکرار اس میں ثقیل ہے،لیکن آیہ کریمہ میں تکرار نہیں ہے اس لئے اس میں ثقالت نہیں پائی جاتی ہے۔

پانچواں لفظ حیات نکرہ لانے میں ایک عظمت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے اور یہ مقام کے مناسب ہے کہ سامع جان لے کہ حیات ایک پسندیدہ امر کو مستلزم ہے اس حیات میں حسن کے علاوہ اس کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا گیا ہے کہ قصاص سے حیات مطلوب ہے۔جو اعلیٰ فرد کو ایجاد کرتا ہے۔پس فرمایا ہے قصاص حیات کو لے آتا ہے بخلاف شاعر کی تعبیر کہ معلوم نہیں کہ قتل منفی کیا رتبہ رکھتا ہے یہاں تک کہ معلوم بھی نہیں ہوا ہے کہ یہ منفی مثبت سے بہتر ہے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ قتل کی نفی کرتا ہے۔پس اچھی طرح غور کرلو اور آیہ کریمہ کی بلاغت دیکھ لو تا کہ قرآن کی عظمت تمہاری نظروں میں ہو اس پر فکر اور مباہات کرلو چنانچہ امیر المومنینؑ کا وجود کہ جو شریک قرآن اور ثقل اصغر ہے اس پر فخر و مباہات کرنا چاہئے کس قدر علم اور قضاوت کے انوار سے دنیا کو منور کیا ہے آپ نے۔خدا لعنت کرے ان لوگوں پر جنھوں نے اس آیت کبریٰ کی قدر نہ جانی اور حضرتؑ پر اس طرح زندگی تنگ کی کہ آپ نے اپنی موت کو خدا سے طلب کیا۔

مجلس نمبر 28

روزہ دار کا سانس لینا تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے

"اَنْفَاسُکُم فِیهِ تَسْبِیحٌ وَنَوْمُکُم فِیهِ عِبَادَةٌ وَعَمَلُکُمْ فِیهِ مَقبُولٌ وَدُعَائُکُمْ فِیهِ مُستَجَابٌ"

اس مقام پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے لئے چار خوشخبریاں دی گئی ہیں ایک یہ ہے ان کا سانس لینا تسبیح کی جگہ ہے یعنی سانس لینے پر تسبیح کا ثواب ملتا ہے ان کی نیند عبادت کی جگہ قبول ہو جاتی ہے اور خدا ان کے عمل کو قبول کرتا ہے اُن کی دعائیں مستجاب کرتا ہے بائیسویں مجلس میں موجودات کی تسبیح کو بیان کر دیا اور ستارھویں مجلس میں دعا کے مستجاب نہ ہونے کی وجہ کو بیان کر دیا: قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَو عَلِمَ النَّاسُ حِیْنَ یَنزِلُ عَلَیْهِمُ النِّقَمُ وَیَزُولُ عَنهُمُ النِّعَمُ فَزَعُوا اِلیٰ رَبِّهِم بِوَلَهٍ مِنْ قُلُوبِهِم وَصِدْقٍ مِنْ نِیَاتِهِم لَرَدَّ اِلَیْهِم کُلَّ شَارِدٍ وَاَصلَحَ لَهُم کُلَّ فَاسِدٍ۔" حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: اگر لوگ جان چکے ہوتے کہ جب بلا نازل ہوتی ہے یا کوئی نعمت ان سے زائل ہوتی ہے تو خدا کی طرف لوٹیں گے اور اس سے پناہ حاصل کریں گے پاک دلوں اور خالص نیت کے ساتھ یقیناً جو کچھ ان کے ہاتھ سے چلا گیا اللہ ان کو لوٹا دے گا اور جو فاسد ہوا ہے اس کی اصلاح کریں گے یعنی عفو کا قلم ان کے جرائم پر کھینچے گا اور اس کی توبہ قبول کرے گا اس کی دعائیں مستجاب کرے گا نص قرآن ہے: هُوَ الَّذِی یَقْبَلُ التَّوبَةَ عَنْ عِبَادِهِ "اللہ وہ ہے کہ جو بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے نیز فرماتے ہیں: مَنْ یَعْمَلْ سُوءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللهَ یَجِدِ اللهَ غَفُوراً رَّحِیماً" جو بھی برا کام کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اس کے بعد توبہ کرتا ہے اور خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے تو خدا کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔

معراج السعادۃ میں رسول خداؐ سے روایت کی ہے اگر کوئی اتنے گناہ کرے کہ آسمان کو پہنچ جائیں اور پھر وہ پشیمان ہو جائے اور توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ نیز آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ گناہوں کا کفارہ پشیمان ہونا ہے۔ نیز آنحضرتؐ سے روایت ہے جو بھی مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرے اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے پھر فرمایا سال زیادہ ہے جو بھی مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اس کے بعد فرمایا مہینہ

بھی زیادہ ہے جو شخص مرنے سے ایک ہفتہ پہلے توبہ کرے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اس کے بعد فرمایا ہفتہ بھی زیادہ ہے جو شخص بھی مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے پھر فرمایا کہ ایک دن بھی زیادہ ہے جو شخص بھی موت کے گلوگیر ہونے سے پہلے توبہ کرے اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے سے پہلے اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد بن مسلم نے فرمایا کہ مومن جب بھی توبہ کرے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں پس توبہ کے بعد عمل کو نئے سرے سے انجام دے اور آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم توبہ صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ محمد بن مسلم نے عرض کیا اگر توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کرے پھر توبہ کرے اس کی کیا حالت ہوگی؟ حضرت نے فرمایا: اے فرزند مسلم کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ بندہ گناہ سے نادم ہو جائے اور خدا سے مغفرت طلب کرے اور خدا اس کی توبہ کو قبول نہ کرے۔ عرض کیا: کئی بار ایسا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے؟ فرمایا: مومن جب بھی دوبارہ توبہ کرتا ہے دوبارہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

نیز کتاب مذکور میں فرماتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے کہ حضرت آدمؑ نے عرض کیا: خدایا! تیری ذات نے شیطان کو ہمارے اوپر مسلط کر دیا ہے اور اس کو ہمارے بدن کی رگوں میں بھی راستہ دے دیا اس کے بدلے میں ہمیں کوئی چیز عطاء فرما۔ خداوند عالم کی طرف سے خطاب آیا: اے آدمؑ! میں نے تمہارے لئے ایک چیز قرار دی اور وہ یہ کہ تمہاری اولاد میں سے جو بھی کسی معصیت کا قصد کرے اور اس گناہ کا مرتکب نہ ہو جائے کوئی چیز اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی ہے جب وہ ایک گناہ کا مرتکب ہو جائے تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اطاعت کا قصد کرے اور بعد میں اس عمل کو انجام نہ دے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر وہ ایک نیکی بجالائے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں آدمؑ نے عرض کیا: بارالہا! اس سے زیادہ فرما دیجئے؟ فرمایا میں نے اس کے لئے توبہ قرار دے دی ہے جب تک اس کا سانس باقی ہے حضرت آدمؑ نے عرض کیا اب میرے لئے کافی ہے۔

نیز حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص گناہ کرتا ہے خدا اس گناہ کی وجہ سے اس کو بہشت میں لے جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا اس گناہ کی وجہ سے بہشت میں چلا جاتا ہے فرمایا: ہاں کیوں نہیں گناہ کرتا ہے پس وہ ہمیشہ اس گناہ سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو دشمن قرار دیتا ہے اس لئے خدا اس کو بہشت میں لے جاتا ہے اور فرمایا کہ بندہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو سات گھنٹے تک اس کو مہلت دی جاتی ہے اگر استغفار کرے تو اس کے نامہ اعمال میں

کچھ بھی نہیں لکھا جاتا ہے اور اگر سات گھنٹے گزر جائیں اور وہ توبہ اور استغفار نہ کرے اس کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

نیز آنحضرتؐ سے مروی ہے جو مومن بھی دن رات میں چالیس گناہ کبیرہ کرتا ہے پھر پشیمان ہو جائے اور کہہ دے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمَاوٰاتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَاَسْئَلُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ یَّتُوْبَ عَلَیَّ۔" مگر یہ کہ اس کے گناہوں کو بخشا جاتا ہے پھر فرمایا کوئی ڈر نہیں ہے اس شخص کے لئے کہ جو چالیس گناہ سے زیادہ بجالائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی ان گناہوں کے بعد صدق دل سے درگاہ الٰہی کی طرف لوٹے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ چونکہ درگاہ وہ ہے کہ جس میں ناامیدی نہیں ہے۔

گر من گنہ جملہ جہاں کردستم — لطف تو امید است بگیر ددستم
گفتی کہ بوقت عجز دستت گیرم — عاجز تراز این مخواہ کا کنون هستم
الہٰی توئی آگہ از حال من — عیان است پیش تو احوال من
توئی از کرم دلنواز ہمہ — بہ بیچارگی چارہ ساز ہمہ
بود ہر کسیرا امیدی بکس — امیدمن از رحمت تو است بس
الہٰی بعزت کہ خوارم مکن — بجرم گنہ شرمسارم مکن
اگر طاعتم ردکنی ورقبول — من ودست ودامن آل رسول

البتہ امت محمدؐ کو نجات دینے والے آل محمدؐ ہیں اور ان کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے بنی امیہ کا ایک کاتب میرے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے آیا اس کاتب کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ ابو مسلم خراسانی سے ڈرتا تھا کہ کہیں اس کو قتل نہ کرے۔ خلاصہ علی بن ابی حمزہ کاتب کے ساتھ مدینہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے علی بن ابی حمزہ سے کاتب کا حال پوچھا جب اس نے اس کا تعارف کرایا۔ حضرت نے فرمایا اگر بنی امیہ ایک دوسرے کے ساتھ نہ دیتے تو میرا جدّ امام حسین علیہ السلام شہید نہ ہوتا کاتب اس بات سے لرز گیا اور حضرت کے اس کلام سے سمجھا کہ میرا انجام اچھا نہیں ہے اس کے بعد عرض کیا یابن رسول اللہؐ کیا میرے لئے نجات کا کوئی راستہ ہے؟ حضرت نے فرمایا: اِنْ اَخْرَجْتَ مِمَّا اَنْتَ فِیْهِ اَنَا اَضْمِنُ لَکَ الْجَنَّةَ۔" اگر تم اس چیز

سے نکل آئے کہ جس میں تو ہے تو میں تیرے لئے جنت کا ضامن ہوں اس شخص نے کہا یہ میرے لئے کافی ہے اٹھا اور کوفہ کا راستہ اختیار کیا اور کچھ مال اس کے پاس تھا اس کو صدقہ دیا علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ جب میں مکہ سے واپس لوٹا تو ایک رات یہی کاتب ننگے پاؤں میرے گھر کے دروازے پر آیا اور کہا جو کچھ میرے پاس تھا صدقہ دیا ہے اس وقت دنیا کے مال میں سے ایک دینار کا مالک نہیں ہوں۔ علی بن ابی حمزہ نے اس کی سرپرستی کی یہاں تک کہ ایک رات اس کاتب نے کسی کو بھیجا اور علی بن ابی حمزہ کو بلوایا جب اس کے سرہانے آیا تو علی بن ابی حمزہ نے کاتب کو سکرات الموت میں دیکھا اس نے آنکھیں کھولیں کہا علی بن ابی حمزہ: لَقَدْ وَفٰی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّد علیہ السلام بِمَا ضَمِنَ لِیْ۔'' جعفر بن محمدؑ نے پورا کیا جس چیز کا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا بہشت میں میری جگہ کو دکھا دیا اس کے بعد وہ کاتب اس دنیا سے چلا گیا۔

ذکر کرتے ہیں ایک ناصبی کے والدین نے نذر کی تھی کہ اگر خدا مجھے فرزند دے گا تو اس کو زوّاروں کے راستے پر بٹھا دوں گا تا کہ زوّاروں کو قتل و غارت کرے خدا نے اس کو بیٹا دیا جب وہ بالغ ہوا کہ تو اس کے باپ نے اسے اپنی نذر کے بارے میں بتا دیا وہ لڑکا اسلحہ لیکر اس جگہ گیا کہ جہاں سے زوّار آتے تھے ان کے انتظار میں بیٹھ گیا اس کو نیند آ گئی ایک قافلہ زوّاروں کا آ گیا اور وہ چلا گیا جب وہ لڑکا بیدا ہوا تو دیکھا کہ زواروں کا قافلہ چلا گیا ہے دوبارہ سو گیا اور اپنے آپ سے کہا کہ جب دوسرا قافلہ آئے گا تو میں ان کو قتل و غارت کروں گا اس دفعہ جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو گئی اور گنہ گاروں کو جہنم لے جا رہے ہیں ان کے علاوہ اس کو بھی پکڑ لیا اور جہنم کی طرف لے گئے جب اس کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ پیچھے ہو گئی اور اس کو نہیں جلایا آگ کے مالک نے آگ سے پوچھا کہ اس کو کیوں نہیں جلایا تو کہا کہ امام حسین علیہ السلام کے زوّاروں کے قدموں سے اٹھنے والا غبار اس کے بدن پر تھا جس کی وجہ سے میں نے اس کو نہیں جلایا وہ جوان خوف زدہ ہو کر خواب سے بیدار ہوا جس ارادے سے آیا تھا اس کو ترک کیا اور خدا سے توبہ کیا اور کربلاء کی طرف روانہ ہوا اور اشعار پڑھتا تھا:

إِذَا شِئْتَ النَّجَاةَ فَزُرْ حُسَيْناً ۔۔۔ لِكَيْ تَلْقَى الْإِلٰهَ قَرِيْرَ عَيْنِيْ

فَإِنَّ النَّارَ لَيْسَ تَمَسُّ جِسْمًا ۔۔۔ عَلَيْهِ غُبَارُ زُوَّارِ الْحُسَيْنِ

اس قوم پر لعنت ہو جس نے حسینؑ کو تشنہ شہید کر دیا اور ان کے بدن کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال کر دیا۔

مجلس نمبر 29

خدا سے دعا مانگنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ رَبَّكُم بِنِيَّاتٍ صَادِقَةٍ وَقُلُوبٍ طَاهِرَةٍ اَنْ يُوَفِّقَكُمْ لِصِيَامِهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهِ۔"

یعنی سوال کرو اپنے پروردگار سے سچی نیتوں کے ساتھ پاک و پاکیزہ دلوں کے ساتھ کہ اللہ تمہیں توفیق دے تاکہ ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کریں۔

بندہ درگاہ الٰہی میں ہمیشہ سوال کرے اور خدا کی بارگاہ میں گدائی کرتا رہے یہ سب دعائیں جو منقول ہیں ان سب کا مضمون یہ ہے کہ تم سب خدا سے سوال کرو لیکن وہ سوال صاف نیت اور پاک دل کے ساتھ ہو۔ اور دل سے مراد وہ نہیں کہ جو انسان اور حیوان کے بائیں جانب ہوا کرتا ہے اور وہ تو خالی جگہ ہے کہ اس کے وسط میں سیاہ خون ہوا کرتا ہے کہ جو روح بخاری کا سرمایہ ہے۔

بلکہ اس دل سے مراد (لطف ربانی) ہے کہ جو عالم ملکوت سے اس بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوا کرتا ہے شہید ثانی" اسرار الشہادۃ میں فرماتے ہیں وہ لطیفہ ربانی کہ جس کا تعلق اس بدن کے ساتھ ہے اس کو قلب کہتے ہیں کبھی نفس اور کبھی روح سے تعبیر کرتے ہیں اس کا تعلق اس بدن کے ساتھ صحیح معلوم نہیں عقلیں متحیر ہیں کیا اس کا تعلق ایسا ہے جیسا تعلق اعراض کا اجسام کے ساتھ ہے یا صفات کا تعلق موصوفات یا متمکن کا مکان سے یا ظرف و مظروف کی طرح ہیں۔

خلاصہ جس قلب کا نام کتاب اور سنت میں لیا گیا ہے یہی ہے اور مدح اور ذم بھی اس کی طرف متوجہ ہے: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَاعِظًا مِنْ قَلْبِهٖ۔ "اللہ جب کسی بندہ سے اچھائی چاہتا ہے تو اس کے لئے اس کے دل سے واعظ قرار دیتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ قَلْبِهٖ وَاعِظًا كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ حَافِظًا۔ "جب خدا کا ارادہ ہو کہ نیکی اس

کے بندہ تک پہنچے تو اس کے لئے وعظ کرنے والا دل قرار دیتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ۔" اور اللہ تعالیٰ کا قول: لا تعمی الا بصار ولکن تعمی القلوب۔" اور اللہ تعالیٰ کا قول: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَاكَانُوْ يَكْسِبُوْنَ۔"

اس کے علاوہ اور بھی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد وہی لطف ربانی ہے اگر پروردگار کے رسولوں کی تربیت میں ہوں تو نفس مطمئن ہو جاتا ہے ورنہ نفس امارہ بالسوء ہوگا یعنی نفس برائی کا حکم دے گا پھر یہ شخص اندھا بہرا اور گونگا ہوگا جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔"

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے دل میں سفید نقطہ ہے جب بھی اس سے معصیت سرزد ہو جائے تو ایک سیاہ نقطہ اس سفید نقطہ سے پیدا ہوتا ہے اگر توبہ کرلے وہ سیاہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اگر دوبارہ گناہ کرلے وہ سیاہ نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اس وقت یہ شخص نیکیوں کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے اور ثواب کے لئے کام نہیں کرتا ہے اور اللہ کے اس قول کا یہی معنی ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔"

نیز امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں دل کی تین قسمیں ہیں ایک کافر کا دل اس کا دل الٹ ہے وہ ہرگز نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ دل ہے ایک سیاہ نقطہ اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے خیر اور شر اس میں جھگڑا کرتے ہیں جو بھی غالب آجائے غلبہ اس کے ساتھ ہے اگر سیاہی غالب ہوگئی تو اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ اس کا صاحب شقاوت اور بدبختی میں مبتلاء ہو جاتا ہے اگر سفیدی غالب آگئی تو اس کا صاحب نیک اور متقی ہو جاتا ہے۔ تیسرا دل ہے کہ اس میں ایک روشن چراغ ہے اس کا نور قیامت تک نہیں بجھے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام کا کلام بھی اسی دل کی طرف اشارہ ہے کہ فرماتے ہیں: اِنَّ مِنْ اَحَبِّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَيْهِ عَبْدًا اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلْبَ الْخَوْفَ فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى فِىْ قَلْبِهٖ واعد الفری لیومه النازل به۔"

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے کہ جس کو یہ توفیق حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے نجات کا راستہ پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ قیامت سے خوف زدہ رہتا ہے اور اپنے انجام کی وجہ سے محزون اور مغموم رہتا ہے کہ کہیں اس سے لغزش سرزد نہ ہو اور یہ حالت اس چراغ ہدایت کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے دل

میں روشن ہوا ہے شب وروز اس فکر میں رہتا ہے کہ آخرت کے لئے زادراہ تیار کرلے۔

انسان کی حقیقت اور نفس کا پہچاننا ضروری ہے

یہ بھی جاننا چاہئے کہ انسان روح اور بدن سے مرکب ہے بدن سے مراد وہ محسوس ہیکل کہ جو دکھائی دیتا ہے اور وہ بدن عناصر اربعہ سے مرکب ہے۔ یعنی پانی، ہوا، مٹی، آگ اور ہر ایک کے لئے ایک علامت رکھی گئی ہے۔ بلغم پانی کی علامت ہے۔ سوداء مٹی کی علامت ہے۔ صفراء ہوا کی علامت ہے اور خون آگ کی علامت ہے یہ چاروں اخلاط جب یہ آپس میں مساوی ہوں بدن صحیح وسالم رہتا ہے جب کسی ایک میں یہ حد سے بڑھ جائے تو یہ بدن بیمار ہو جاتا ہے چونکہ یہ بدن اسی عالم ناسوت سے ہے۔ یعنی عالم خاک سے ہے آخر میں بوسیدہ ہو جاتا ہے اور مٹی ہو جاتا ہے دوسرا صور پھونکنے تک اسی طرح رہتا ہے اور پھر خداوند عالم دوبارہ ان ذرات کو جمع کرے گا اور ان کو زندہ کرے گا اور محشر کے صحراء میں لایا جائے گا ثواب کے لئے یا عذاب کے لئے اور یہ بدن روح سے مرکب ہے اور وہ روح اس عالم کے جنس سے نہیں ہے جو ہر مجرد ہے جو عالم ملکوت سے ہے کہ خداوند عالم نے اس کو اس بدن خاکی کے ساتھ تعلق دیا ہے اور بیان ہوا کہ اس کے تعلق کی کیفیت صحیح طرح معلوم نہیں ہے۔ جس طرح روح کی معرفت بھی محال ہے وہ اس لئے ہے کہ روح کی حقیقت کی شرح کو رسول خداؐ سے طلب کیا گیا تو حضرت نے بیان نہیں فرمایا یہاں تک کہ جبرئیلؑ نازل ہوا اور حکم دیا کہ ان کے جواب میں کہہ: قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی ۔ ''کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے پہلے رسول کو اجازت نہیں تھی کہ بیان کرلے بعد میں بتادیا البتہ نفس کی معرفت ممکن ہے اور وہ اس وقت ہے کہ نفس کامل ہو جائے اس کا تعلق بدن سے کٹ جائے کہ کہتے ہیں کہ روح مجرد ہو جاؤ تو مجرد کو دیکھ لو گے۔

تحقیق کی نظر کیساتھ غور کرلو اور دل کو عالم غبار سے پاک کرلو اس عالم طبیعت کے شہوات کو اپنے آپ سے دور کرو اور دل کے آئینہ کی کثافتوں کو پاک کرلو اپنے دل کے دروازے کو اغیار پر بند کردو اور محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت اختیار کرو اور حضور قلب کے ساتھ عالم انوار کی طرف متوجہ ہو جاؤ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی مناجات میں مشغول ہو جاؤ اور کبھی بادشاہ کے ملک اور ملکوت کے عجائبات میں فکر کریں ایک مدت تک قادر ذوالجلال کے جمال اور جبروت کے غرائب میں غور وفکر کریں تو اس سے ایک نورانی حالت اور عقلائی بہجت حاصل ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے وہ یقین پیدا کرتا ہے کہ اس کی ذات اس عالم جسمانی سے نہیں ہے بلکہ وہ کسی اور عالم سے ہے۔

من ملک بودم فردوس برین جایم بود آدم آورد درایں دیر خراب آبادم

معراج السعادہ میں فرماتے ہیں تذکیہ نفس کے بعد انسان سمجھتا ہے کہ اس بدن کے علاوہ ایک اور بھی جزء ہے اس بدن کی جنس سے نہیں ہے چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی نیند میں ہے آنکھیں بند کان سے سن نہیں سکتا زبان سے نہیں بول سکتا ہے اور یہ بدن گوشہ میں ساکن اور بے حس پڑا ہوا ہے اس کے باوجود یہ آدمی عالم کے اطراف میں گردش کرتا ہے اور قسم قسم کی مخلوق کے ساتھ گفت وشنید میں مشغول ہے بلکہ اگر اس کا نفس فی الجملہ پاک و پاکیزہ ہو اس وقت عالم ملکوت میں ایک راستہ پاتا ہے اور اس کے ذریعہ آئندہ امور کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے اور غیب کی چیزوں سے آگاہ ہوجاتا ہے اس طریقے پر کہ بیداری کی حالت میں جس وقت یہ بدن انتہائی ہوشیار ہو تب بھی یہ بدن اس تک نہیں پہنچ سکتا ہے اسی عالم خواب میں اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ بہت سے علم مغرب سے مشرق تک سیر تحت الثریٰ سے ثریا تک ایک لحظہ میں طے کرتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ یہ امور ان کے دل میں کہاں سے داخل ہوتے ہیں اور کہاں سے سمجھا اور جانا حالانکہ اس کا بدن عالم خواب میں بند پڑا ہوا ہے۔

پس فی الجملہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ امر ہے پروردگار کی طرف سے کہ یہ روح عالم امر سے ہے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی وَلِلّٰهِ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔" جو بھی کمیت اور کیفیت میں واقع ہو وہ عالم خلق ہے اور انسان کی روح چونکہ اس میں مقدار اور کیفیت نہیں ہے اور مجرد ہے یہ عالم امر سے ہے اس قدر معرفت انسان کے لئے حاصل ہوجائے اسی مقدار میں اپنے خدا کو پہچانتا ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔"

جس طرح کنہ ذات کی معرفت محال ہے روح کی حقیقت کا جاننا محال ہے۔ جس طرح اللہ کی معرفت صفات کے ساتھ واجب ہے اسی طرح روح کی معرفت بھی ضروری ہے چونکہ یہ خدا کی معرفت کے لئے مقدمہ ہے۔ پس واجب کا مقدمہ بھی واجب ہے جب یہ جان لیا کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے: خُلِقْتُمْ لِلْبَقَاءِ لَا لِلْفَنَاءِ "وہی نفس ناطقہ ہے کہ جو فصل ممیز ہے انسان اور باقی حیوانات کے درمیان اور وہ باقی اور دائم ہے وہ اپنی اصلی جگہ سے اس دنیا میں آیا ہے تاکہ فائدہ اٹھائے تاکہ قسم قسم کے کمالات حاصل کرے اور صفات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ کسب کرے اس کے بعد اصلی جگہ کی طرف لوٹے اور وہاں پر ہمیشہ نعمتوں میں رہے اس میں شرط یہ ہے کہ دنیا میں قیام کے دوران اس عالم کی طرف مائل ہو ہر روز ترقی کے مراحل کو طے کرتا ہو تاکہ جزاء روحانی جسمانی پر غالب ہوجائے اس عالم کے کدورتوں کو اپنے آپ سے دور کرے اور اس میں روحانیات کے آثار پیدا کرے۔

اگر دل از غم دنیا جدا توانی کرد — نشاط وعیش بباغ بقا توانی کرد

واگر با آب ریاضت بر آوری غسلی　　همه کدورت دل را صفا توانی کرد
زمنزلات هوس گر برون نهی قدمی　　نزول در حرم کبریا توانی کرد
اگر اهستی خود بگذری یقین میدان　　که عرش وفرش وملك زیر پاتوانی کرد
ولیکن این عمل رهروان چالاك است　　تو نازنین جهانی کجا توانی کرد
نه دست وپائی امل را فر وتوانی بست　　نه رنگ وبوی جهان رارهاتوانی کرد

جو شخص بھی چالاکی کے ساتھ ہمت کے دامن کو کمر سے باندھے اپنے نفس کو پہچاننے کی وجہ سے عالم کے مصائب کو آسان شمار کرے اور ایک عالم کا استقبال کرے امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد تھی کہ جو صرف خدا کے لئے رضا الٰہی کو طلب کرتے ہوئے اپنے بدن کو بلا کے نیچے دے دیا اور جاہل امتوں سے کس قسم کی مصیبتوں کو برداشت کیا۔

امیر المومنین علیہ السلام اپنے کلمات میں اپنے اصحاب کے بارے میں شکایت کرتے ہیں

خطبہ نمبر 27 نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں حضرت کے جگر شکاف کلمات ہیں کہ میں نے ظاہر اور باطن دن اور رات تمہیں دشمن کے ساتھ جہاد کی طرف دعوت دی اور یہی کیا کہ جلدی کرو قبل اس کے کہ دشمن تمہارے اوپر حملہ کرے اور تمہارے شہروں میں پنجہ گاڑ دے خدا کی قسم یہ خوار اور ذلیل ہونگے وہ لوگ کہ جو دشمن تمہارے شہروں پر حملہ کرے اور جنگ کریں میں نے تمہیں بہت کچھ سمجھایا تمہیں اس کی طرف متوجہ کیا کوئی فائدہ نہیں ہوا سب کے سب واپس گئے تم پیچھے ہٹے اور سستی کی یہاں تک معاویہ کا لشکر نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تمہاری مملکت میں داخل ہوا تمہاری املاک کو لوٹ لیا اور تمہاری سرحدوں پر قبضہ کیا اور اس کے لشکر نے اپنی ضروری چیزوں کے ساتھ حملہ کیا اور حسان بن حسان بکری کو کہ جو اس سرحد کا محافظ تھا اس کو قتل کر دیا اور ان کے گودام اور سٹور کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ لشکر نے گھروں پر حملہ کیا ہے گوشوارے پازیب ہار وغیرہ مسلمان عورتوں سے لوٹا بلکہ ایک شخص نے ایک ذمی عورت سے بھی لوٹ لیا ان کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ قتل وغارت کے بعد سب صحیح وسالم واپس ہوئے نہ ان میں سے کوئی مارا گیا نہ کوئی زخمی ہوا صحیح وسالم واپس ہوئے اگر مسلمان مرد اس غم میں مر جائے تو اس پر ملامت نہیں ہوگی وہ موت کا سزاوار ہیں بلکہ ہزار تعجب کا مقام ہے خدا کی قسم ہزار قسم کے ہم اور غم کا موجب ہے کہ دل کو ہلاک کرتے ہیں حالانکہ معاویہ کے لشکر نے اپنے باطل پر اس طرح اتفاق کیا ہے اور اپنے امیر کی مدد میں اپنی جان خرچ کرتے ہیں اور تم لوگ ہو کہ اپنے امام کی حق میں مدد کرنے میں سستی کرتے ہو تم ایک دوسرے سے متفرق اور پراگندہ

ہوئے ہو قبیح ہو یہ تمہارا کردار اور مذمت کے مستحق ہو تمہارے اس حق کے چھوڑنے پر دشمن کے تیر کے نشانہ نے تم کو لوٹ لیا اور تمہارے اوپر حملہ کیا اور جنگ شروع کی اور تم آرام سے بیٹھے ہو انہوں نے خدا کی معصیت کی اور تم اس پر راضی ہو گئے میں نے تمہیں گرمیوں میں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دعوت دی تم نے کہا کہ اب ہوا بہت گرم ہے ہمیں مہلت دیں تا کہ گرمی کا زور ٹوٹے اور جب میں نے سردیوں میں نے تمہیں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تم نے کہا کہ اس وقت سردی ہے ہمیں مہلت دیں تا کہ سردی گزر جائے تم نے سرما اور گرما سے فرار کیا البتہ تلوار سے بہت زیادہ فرار کرو گے۔ مردانگی میں صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ تمہارا شعور بچوں کے شعور کی طرح ہے اور تمہاری عقل عورتوں کی طرح ہے یعنی تمہارا کام بچوں والا ہے اور تمہاری رائے عورتوں کی طرح ہے میں ہر حالت میں چاہتا تھا کہ تمہیں نہ دیکھوں اور تمہیں نہ پہچانوں خدا کی قسم یہ پہچان سوائے ندامت اور پشیمانی کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے بہت زیادہ ہم اور غم پیچھے چھوڑا خدا تم کو مار ڈالے تم لوگوں نے میرے دل کو زخمی کر دیا اور میرے سینہ کو غیظ وغضب سے لبریز کر دیا جتنا تم سے ہو سکتا تھا بلا کے جام کو میرے گلے میں ڈال دیا۔

بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام میرے ماں باپ فدا ہو اے امیر المومنین علیہ السلام کہ ایک گوشوارہ ایک ذمی عورت کے کان سے چھینا گیا آپ اس قدر متاثر ہوئے اور فرمایا اگر مسلمان اس غم سے مر جائے تو وہ سزاوار ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی کیا حالت تھی کہ جب عاشور کے دن عصر کے وقت آلِ رسولؐ سر برہنہ خیموں سے نکلیں جب وہ ظالم کان سے گوشوارے اور سر سے چادر کو چھینا۔

مجلس نمبر 30

ماہ رمضان میں سب کی مغفرت ہوتی ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنۡ حَرُمَ عَنۡ غُفرَانِ اللّٰہِ فِی ہٰذَا الشَّھرِ العَظِیۡمِ۔

بد بخت اور شقی وہ ہے کہ ماہ رمضان گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی خداوند عالم کی بخشش سے محروم رہ جائے۔ علامہ کراجکی نے کتاب التعریف میں روایت بیان کی ہے کہ جب رسول خدا نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ اسی طرح منبر کی دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین کہا۔ صحابہ نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیلؑ نے کہا: رحمت الٰہی سے دور ہو جائے جو تمہارا نام سنے اور تجھ پر سلام نہ بھیجے۔ اس وقت میں نے آمین کہا اور جب میں نے منبر کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیلؑ نے کہا: وہ شخص رحمت الٰہی سے دور ہو جو والدین کا نافرماں ہو تو میں نے آمین کہا۔ جب میں نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیلؑ نے کہا: وہ شخص رحمت الٰہی سے دور ہو کہ جس پر ماہ رمضان گزرے اور اس کے گناہ بخشے نہ جائیں اس وقت میں نے آمین کہا۔

علامہ مجلسیؒ نے حیوۃ القلوب میں رسول خداؐ کے معجزات میں سے آٹھویں معجزہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ آپ خطبہ اور موعظہ کرتے وقت خرمہ کے ستون کا سہارا لیتے تھے کہ جو مسجد میں تھا پس صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! لوگ بہت زیادہ ہیں سب آپ کو خطبہ کے وقت دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ایک منبر بنالیں کہ جس کی سیڑھیاں ہوں کہ خطبہ دیتے وقت آپ اس منبر پر جائیں اور سب آپ کو دیکھ لیں۔

حضرتؐ نے ان کو اجازت دی انہوں نے تین سیڑھیوں کا ایک منبر بنایا جب جمعہ کا دن ہوا تو آنحضرت مسجد میں تشریف لے آئے اور اس ستون سے گزر گئے اور منبر پر تشریف لے گئے تو ایک مرتبہ اس ستون سے نالہ وفریاد کی آواز

بلند ہوئی۔ جیسے کوئی عورت وضع حمل کے وقت نالہ وفریاد کرتی ہے کہ جو بچہ جننے کے درد سے بیتاب ہو جاتی ہے اس وقت تمام مسجد میں رہنے والوں نے اس ستون کی فریاد کو سنا اس وقت پیغمبر جو کہ رؤف رحیم تھے، منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس ستون پر مہربانی کرنے لگے اور اپنے ہاتھ کو اس ستون پر پھیرا۔ پھر اس ستون کو تسلی دینے لگے اور فرمایا: میں تمہاری اہمیت کو کم کرنے کے لئے تم سے گزر کر منبر پر نہیں آیا، بلکہ بندوں کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر منبر پر آیا ہوں۔ پھر اس ستون سے نالہ اور فریاد کی آواز بند ہوگئی۔ حضرت دوبارہ منبر پر تشریف لائے۔ اور فرمایا اے گروہِ مسلمانان! یہ لکڑی کا ستون جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں نالہ وفریاد بلند کیا اگر میں اس کے پاس نہ جاتا اور اس کو تسلی نہ دیتا تو اس کا نالہ و فریاد جاری رہتا اور لوگوں میں سے ایسے ظالم بھی ہیں جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور ہونے اور نزدیک ہونے میں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں پس شقی وہ ہے کہ جو ماہ رمضان میں گناہ کرنے میں کوئی پروا نہ رکھتا ہو کہ اس مہینہ کی رحمت اور مغفرت تمام امت کو شامل ہے مگر شراب پینے والا والدین کا نافرمان اور صلہ رحم کو قطع کرنے والا اور جو برادر دینی کے ساتھ بغض وعداوت رکھتا ہو اور اس سے دشمنی کرے، ایسے اشخاص یقیناً بدبخت ہوں گے۔

عمر بغفلت گذشت پیک اجل در رسید
نامہ طاعت تهی جرم گنہ بی شمار
گر بجز اقائلی زشتی اعمال چیست
خوف نداری مگر ز قهر پروردگار
چارہ ای از بهر خویش فکر نما پیش پیش
تاکہ مجالی تراست زچرخ ناپایدار
غفلت تو تا بچند لهو لعب تابکی
نخوت و کبر غرور چند نمائی شمار
بندہ حقی اگر ازچہ پرستی هوا
نام هوا را خدا ازچہ نهی شرم دار
نهفتہ اسرار تو بلکہ همہ کار تو

در بر دادار تو هست همه آشکار
فناء دنیا به بیں حیات باقی طلب
بعشق آید ترا چنیں بقا در کنار

برِشِیصَا عابد کی شقاوت

بعض معتبر تفاسیر میں دیکھا گیا ہے کہ ایک عابد کہ جس کا نام برسیسا تھا شیطان اس کی عبادت سے تنگ آ گیا اور کسی نہ کسی طریقے سے اس کو دھوکہ دینا چاہتا تھا لیکن اس کو دھوکہ نہ دے سکا۔ اس کے فرزندوں میں سے ایک کہ جس کو خناس کہتے تھے اس نے کہا میں اس عابد کا علاج کروں گا جس عبادت گاہ میں عابد عبادت کرتا تھا وہ اس کے نزدیک ایک شہر میں گیا۔ اس شہر کے بادشاہ کی ایک اکلوتی بیٹی تھی جو انتہائی حسین تھی۔ خناس نے اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ کر اس طرح دبایا کہ اس لڑکی کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ بادشاہ پریشان ہوا جہاں کہیں کوئی طبیب ہوتا اس کو دکھاتا لیکن وہ پھر بھی ٹھیک نہ ہوئی دعا کرنے والوں سے دعا کرائی گئی کوئی فائدہ نہ ہوا شیطان ایک مرد کی صورت میں آیا اس نے کہا اگر برسیسا عابد اپنے ہاتھ کو اس کے گلے پر پھیر دے تو امید ہے کہ بچی ٹھیک ہو جائے گی بادشاہ نے کہا کہ اس عابد کو لے آؤ۔ اس کو کہا گیا کہ یہ خیال محال ہے وہ اپنے صومعہ سے باہر نہیں آئے گا مجبور ہو کر لڑکی کو اس کے پاس لے گئے برسیسا نے اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دیا خناس نے اپنے ہاتھ کو اٹھا دیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی بادشاہ نے بہت زیادہ تحفے برسیسا کے لئے بھیجے لیکن اس نے ان تمام تحفوں کو واپس کر دیا ان میں سے ایک دینار بھی قبول نہیں کیا۔

دوسرے دن خناس نے دوبارہ اس لڑکی کے گلے کو دبا دیا اور اس کو برسیسا کے پاس لے گئے وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ بادشاہ نے شکار کرنے کا ارادہ کیا تو وہ لڑکی کے بارے میں پریشان تھا اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا کہ اس کو چھوڑ کر چلا جائے۔ آخر اس کی رائے یہ ہوئی کہ اس لڑکی کو برسیسا عابد کے پاس چھوڑے اور خود شکار کے لئے چلا جائے جب وہ واپس لوٹے تو اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جائے لڑکی کو برسیسا کے صومعہ میں لے آئے وہ شکار کے لئے چلا گیا خناس آیا اور لڑکی کے گلے کو فشار کر دیا۔ برسیسا لڑکی کے سرہانے پہنچا۔ اس کی نظر لڑکی کے چہرے پر پڑی تو وہ اپنے دین اور دل سے ہاتھ دھو بیٹھا خناس نے بھی اپنا ہاتھ نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ برسیسا نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ اس وقت خناس نے دیکھا کہ اس کا مقصد حاصل ہو گیا ہے تو اپنے ہاتھ کو اٹھا دیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ دیکھا کہ عابد نے اس کی بکارت ختم کر دی ہے تو دنیا اس لڑکی کے لئے تاریک ہو گئی کہا: اے عابد تو نے مجھے رسواء کیا ہے اور اپنے آپ کو قتل کرانے پر آمادہ

ہوئے ہو۔ یہ تم نے کتنا برا کام کیا ہے۔ عابد نے اپنے آپ کو عظیم خطرہ میں دیکھا کہا: اس نے اپنی نجات اس میں سمجھی کہ اس لڑکی کو قتل کر دے اور اس کو اپنے مصلیٰ کے نیچے دفن کر دے۔ اس کی شقاوت اس پر غالب آگئی اور لڑکی کو قتل کر دیا اور مصلیٰ کے نیچے دفن کر دیا۔

شیطان نے اس کے مقنعہ کے گوشہ کی حفاظت کی تا کہ وہ باہر رہے۔ جب باپ بیٹی کو لینے کیلئے آیا عابد نے کہا کہ وہ میرے صومعہ سے باہر چلی گئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئی ہے۔ اچانک بادشاہ کی نظر لڑکی کے مقنعہ کے ایک گوشہ پر پڑی اس کو کھینچا اور لڑکی کی لاش کو مٹی کے نیچے سے نکالا تو نالہ وفریاد بلند ہوئی عابد کو زنجیروں میں باندھا گیا اور شہر میں لے آئے اس کو پھانسی دینے کے لئے لائے شیطان اس پر ظاہر ہوا اور کہا کیا چاہتے ہو کہ تجھے نجات دے دیں؟ عابد نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ شیطان نے کہا کہ میرے لئے سجدہ کرو تا کہ تجھ کو نجات دلاؤں عابد نے کہا میں دار پر لٹکا ہوا ہوں کس طرح تمہارے لئے سجدہ کروں۔ کہا: آنکھوں کے ساتھ کر اشارہ کرو۔ عابد نے آنکھوں کے ساتھ شیطان کے لئے سجدہ کیا اور کافر ہو کر اس دنیا سے چلا گیا۔

شیخ صنعاء کا بُرا انجام

شیخ عطار نے شیخ صنعاء کے قصہ کو کتاب منطق الطیر کے چار سو اٹھانوے بیت کے ضمن میں وارد کیا ہے ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ صنعا ایک بہت بڑا عالم تھا۔ چار سو شاگرد اس کے درس سے استفادہ کرتے تھے وہ تقویٰ پرہیز گاری اور کرامات کے کشف کرنے میں مشہور تھے۔ وہ پچاس سال مکہ معظمہ میں اس طریقے پر زندگی گزارتا رہا۔ بالآخر کئی رات مسلسل خواب دیکھا کہ روم کی مملکت میں داخل ہوا ہے اور ایک بت کو سجدہ کرتا ہے اس واقعہ کو اپنے مریدین کے سامنے بیان کیا کہنے لگا کہ میں روم کی طرف چلا جاتا ہوں تا کہ اس خواب کی تعبیر کشف ہو جائے مریدوں نے جب دیکھا کہ ان کا استاد روم جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو مجبور ہو کر چار سو مرید اس کے ہمراہ روم کی طرف روانہ ہوئے روم کی سرحد پر گردش کرتے تھے اتفاق سے شیخ صنعاء کی نظر اس لڑکی پر پڑی کہ قصر کے اوپر ایک لڑکی ہے کہ جو سورج کو طعنہ دیتی ہے اس کے رخسار پگلائے ہوئے یاقوت کی طرح دکھائی دیتے تھے شیخ صنعا نے ان کو دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان جواب دے گئے۔ وہ بول نہ سکا اور اس لڑکی پر عاشق ہو گیا۔

دختر ترسا چہ برقع بر گرفت

بند بند شیخ آتش در گرفت

گرچه شیخ آنجا نظر درپیش کرد
عشق ترسازاده کار خویش کرد
هر چه بودش سر بسر نابود شد
ز آتش سودا دلش پر دود شد

اس کے مریدوں نے اس کو بہت زیادہ نصیحت کی لیکن اس سے اس کو فائدہ نہ ہوا وہ اس لڑکی پر عاشق ہوا اور نا مسلمانی کی صلیب کو اپنے گردن میں ڈال لیا لڑکی نے جب دیکھا کہ شیخ اس کے عشق میں اسیر ہوگیا ہے تو کہا: اے شیخ! اگر میرے ساتھ وصال چاہتے ہو تو پھر تم چار کام کرو + اول میرے بت کے لئے سجدہ کرو + دوسرا قرآن کو جلا دو + تیسرا نصاری کے دین میں داخل ہو جاؤ اور صلیب کو اپنی گردن میں باندھ لو + چوتھا شراب پیو شیخ صنعاء نے کہا: میں شراب پیوں گا لیکن پہلے تین کام انجام نہیں دوں گا۔ جب اس نے شراب پی اور مست ہوا تو یہ تین کام بھی انجام دیئے۔

چون خبر نزدیک ترسایان رسید
کان چنان شیخی ره ایشان گزید
شیخ رابردند سوئی دیر مست
بعد از آں گفته اند تاز نازیست
شیخ چون در حلقه زنا رشد
خرقه را آتش زدود در کار شد
دل زدین خویشتن آزاد کرد
نه زکعبه نه ز شیخی یاد کرد
بعد چند سال ایمان درست
این چنینں یک باره دست ازوی بشست

پولس کی شقاوت

صاحب کتاب الفارق بین المخلوق والخالق لکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے لوگ 80 سال تک دین حق پر تھے اس کے بعد ان کے درمیان اور یہود کے درمیان جنگ ہوئی نصاریٰ غالب آ گئے یہود کو شکست دی یہود کا ایک شخص جس کا نام پولس تھا اپنے آپ کو فنا کر کے نصاری کے دین کو ختم کر دے اول اپنے گھوڑے کو تیار کیا اور موٹا کپڑا پہنا اور نصاریٰ کے پاس آیا اور کہا میں نے اب توبہ کی ہے۔ ایک ہاتف نے ندا دی کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہوگی مگر یہ کہ نصاری کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ اب اپنے گھوڑے پر تمہارے پاس آیا ہوں نصاری نے اس کو قبول کیا اس کو کنیسہ میں لے گئے اس کو غسل دیا وہ کنیسہ سے باہر نہیں آیا یہاں تک کہ تمام انجیل کو پڑھی اور حفظ کی اس کے بعد کہا منادی نے مجھے ندا دی کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نصاریٰ کے لوگ اس کو تبرک سمجھنے لگے یوں اس نے تین آدمیوں کو اپنا راز دار بنایا ایک یعقوب دوسرا ملکا اور تیسرا نسطور جب اس نے دیکھ لیا کہ سب نصاریٰ مجھ سے مطمئن ہیں تو ایک رات یعقوب کو طلب کیا اور اس کو وصیت کی کہ اسکندریہ جاؤ اور وہاں لوگوں کو تعلیم دو کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔

یعقوب کے پیروکار کو یعقوبیہ کہتے ہیں اور ملکا کو بلایا اور اس کو دوسرے شہر میں بھیجا اور وصیت کی یہ راز صرف تمہیں بتا رہا ہوں کہ لوگوں کو تعلیم دو کہ خدا نے عیسیٰ میں حلول کیا ہے اس کو مذہب ملکائیہ کہتے ہیں اس کے بعد نسطور کو بلایا اور اس کو وصیت کی کہ فلاں شہر میں جائیں اور لوگوں کو تعلیم دو کہ عیسیٰ مریم اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور کل میں ذبح ہونے کی جگہ پر جاتا ہوں خدا کے لئے قربانی دیتا ہوں وہ چلا گیا اور اپنے ذبح ہونے کی جگہ پر اپنے آپ کو ذبح کیا۔ جماعت نسطوریہ اس نسطور پر منتہی ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں اور مجمع البحرین میں ثلث کی لغت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول: كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ یہ نصاریٰ کے رد میں ہے، کہ جو قائل تھے اب ابن اور روح القدس کے اور ان کو اقانیم ثلاثہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اقنوم کا معنیٰ عربی زبان میں اصل ذات ہے اس کے وجود کے ساتھ اسے اقنوم اب کہتے ہیں۔ ذات علم کے ساتھ اس کو اقنوم ابن کہتے ہیں ذات حیوۃ کے ساتھ اس کو اقنوم روح القدس کہتے ہیں۔

بلعم باعورا کی شقاوت

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِىْ آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ

۔۔۔۔ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۔اے محمدؐ! اپنی قوم کو وہ خبر بتادو کہ جن کو ہم نے اپنی آیات عطاء کیں یعنی حجت براھین یا اسم اعظم کو۔ پس معصیت کرنے کی وجہ سے ان آیات سے باہر آیا وہ علم اور اسم اعظم اس سے سلب کر دیا گیا اور شیطان کا تابع ہوا اور گمراہ لوگوں سے ہوا۔ اگر میں چاہتا تو اس کو ان آیات کے ساتھ بلند کرتا لیکن زمین کی طرف مائل ہوا دنیا کی طرف رجوع کیا اور اپنی خواہشات کا تابع ہوا۔ پس اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے۔ اگر اس پر حملہ کرتے ہیں تو اپنی زبان کو لٹکاتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیں تب بھی زبان کو لٹکاتا ہے اور روایت کی گئی ہے کہ بلعم کی زبان کتے کی زبان کی طرح تھی۔ اس کی زبان منہ سے نکلی ہوئی تھی اور سینہ پر پڑتی تھی۔ سورہ اعراف آیہ 175

قارون کا برا انجام: اس مطلب کی تفصیل کوریاحین الشریعہ صفحہ نمبر 291 میں نقل کیا گیا ہے۔ اب چونکہ کتاب شائع ہو چکی ہے اور ہر جگہ موجود ہے تو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخِذْلَانِ وَسُوْءِ الْعَاقِبَةِ۔

شمر بن ذی الجوشن کی شقاوت

حالانکہ یہ ملعون امیر المومنینؑ کے لشکر میں تھا اور جنگ صفین میں آنحضرتؑ کے ہمراہ تلوار زنی کرتا رہا۔ رسوائی اور شقاوت اس کو کھینچ کر یہاں تک لائی کہ امام حسینؑ کے سینہ پر بیٹھا اور تلوار کو غلاف سے نکالا۔ آنحضرتؑ نے آنکھیں کھولیں اور اس ملعون کے چہرے پر نظر پڑی۔ اس کو نہ کوئی رنج ہوا نہ خوف زدہ ہو بلکہ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ تمہارے قتل سے باز آجاؤں آنحضرتؑ نے فرمایا: تو کون ہے؟ جو اس بلند مقام پر چڑھ آیا ہے کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بوسہ گاہ تھی۔

اس نے کہا میں شمر بن ذی الجوشن ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے پہچانتے ہو کہا اچھی طرح آپ کو جانتا ہوں کہ تو علی مرتضیٰؑ کا فرزند حسینؑ ہے تمہاری ماں فاطمہ الزہراؑ ہے تمہارا نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور تمہاری نانی خدیجۃ الکبریٰ ہے۔ آنحضرتؑ نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو مجھے پہچاننے کے باوجود کس طرح تم مجھ کو قتل کرتے ہو کہا اس لئے کہ یزید مجھے انعام دے گا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا: تو میرے نانا کی شفاعت کو زیادہ دوست رکھتا ہے یا یزید کے انعام کو اس نے کہا یزید کا تھوڑا سا انعام میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے تیرے نانا اور باپ کی شفاعت سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب اگر میرے قتل سے باز نہیں آتا تو مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے۔ اس ملعون نے کہا بعید ہے خدا کی قسم تم پانی نہیں پی

سکتے ہو موت کا شربت پی لوا ے۔ ابوتراب کے بیٹے! کیا تم وہ نہیں ہو کہ گمان کرتے تھے کہ میرا باپ ساقی کوثر ہے جس کو چاہے سیراب کرتا ہے تم بھی صبر کرو کہ اپنے باپ کے ہاتھ سے سیراب ہو جاؤ امام حسینؑ نے فرمایا: اپنے رومال کو چہرہ سے ہٹادو تا کہ تجھے دیکھ لوں شمر نے کپڑے کو چہرے سے ہٹادیا آنحضرتؑ نے فرمایا: صَدَقَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ میرے نانا نے سچ کہا ہے۔ شمر نے کہا مگر تمہارے نانا نے کیا کہا تھا فرمایا میرے نانا نے میرے بابا سے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند کو وہ شخص قتل کرے گا جو برص میں مبتلاء اور کانا ہوگا اس کی ناک کتے کی ناک کی طرح ہوگی اور اس کے بال خنزیر کے بالوں کی طرح ہوں گے۔ شمر کو غصہ آ گیا اور کہا تمہارے نانا نے مجھے کتے کی طرح قرار دیا ہے خدا کی قسم میں تمہاری گردن کو پشت سے جدا کردوں گا۔ یہ سزا اس لئے دے رہا ہوں کہ تمہارے نانا نے مجھے کتے سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے بعد حضرت کو منہ کے بل لٹادیا اور بارہ ضربوں کے ساتھ حضرت کے سر مبارک کو پسِ گردن سے جدا کیا اور نیزہ کے نوک پر بلند کیا لشکر نے تین مرتبہ بلند آواز سے تکبیر کہا اس وقت زمین میں زلزلہ آ گیا۔ زرد اور سرخ ہوائیں چلنے لگیں اور ہوا تاریک ہوگئی اور مسلسل بجلی چمکی اور آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور لوگ لرزنے لگے۔ سورج گرہن ہوا مغرب اور مشرق میں تاریکی چھا گئی اور منادی نے آسمان سے ندا دی: **قُتِلَ وَاللّٰہِ الْاِمَامُ اِبْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ اَبُو الْاَئِمَۃِ اَلْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیِّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ**۔ مقتل ابن طاؤس میں لکھا ہوا ہے کہ کسی نے ندا دی۔

اِنَّ الرِّمَاحَ الْوَارِدَاتِ صُدُوْرُهَا
نَحْرَ الْحُسَیْنِ تَقَاتِلُ التَّنْزِیْلَا
وَیُهَلِّلُوْنَ بِاَنْ قُتِلْتَ وَاِنَّمَا
قَتَلُوْا بِکَ التَّکْبِیْرَ وَالتَّهْلِیْلَا
وَکَاَنَّمَا قَتَلُوْا اَبَاکَ مُحَمَّدًا
صَلّٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ جِبْرِیْلَا

مجلس نمبر31

تمام مخلوق کے مرنے کی کیفیت

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اُذْكُرُوا بِجُوعِكُمْ وَعَطَشِكُمْ جُوعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَطَشِهِ وَتَصَدَّقُوا عَلٰى فُقَرَاءِ كُمْ وَمَسَاكِينِكُمْ

یعنی ماہ رمضان میں اگر زیادہ پیاس اور بھوک لگے تو قیامت کے دن کی پیاس اور بھوک کو یاد کرو جب زمین لوہار کے آتشدان کی طرح گرم اور سورج سر کے اوپر جلانے والی آگ کی طرح عقلیں حیران ہوں گی پھر ایک منادی ندا کرے گا **يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَبْشِرُوا وَيَا اَهْلَ النَّارِ اِخْسَئُوا** ۔ارشاد القلوب میں دیلمی طبع نجف ص534 میں ایک روایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے حسن بن محبوب سے وہ یونس بن ابی فاختہ سے وہ امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد خوف زیادہ اور بہت ہولناک ہوگا خدا فرماتا ہے **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ** "**سورہ زمر آیہ نمبر 68**" جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور جو گ زمیں میں ہیں بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جس کو خدا چاہے۔" صور کے لئے دو طرف ہے ایک زمین کی طرف اور ایک آسمان کی طرف اور وہ اسرافیل کے ہاتھ میں ہوگا تین مرتبہ اس صور میں پھونکا جائے گا ایک، **نفخہ فزع** ، ایک، موت، اور ایک، **نفخہ بعث** ، جب دنیا کا آخری دن ہوگا تو خدا کی طرف سے اسرافیل کو حکم ہوگا کہ **نفخہ فزع** کا صور پھونکے اور اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالی کے اس قول کا: **يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِينَ** ۔" سورہ نمل آیہ نمبر 87 " ترجمہ:۔اور اس دن کو یاد کرو جس دن صور پھونکا جائے گا تو جتنے لوگ آسمانوں میں ہیں اور جتنے لوف زمین میں ہیں سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے مگر جس شخص کو خدا چاہے وہ البتہ مطمئن ہوگا اور سب اس کی بارگاہ میں ذلت اور عاجزی کی حالت میں حاضر ہوں گے۔

اس وقت نیک کام کرنے والے امن اوراماں کے گہوارہ میں ہوں گے اس صور کے پھونکنے سے زمین میں زلزلہ آئے گا اور دودھ پلانے والی عورتیں اپنے فرزندوں کو فراموش کردیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے جنین کو سقط کردیں گی۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ۔ "سورہ حج آیہ 1" ترجمہ: جس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائے گی اور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل گرادیں گی تم ان کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشہ کی حالت میں نہیں ہوں گی۔

لوگ اضطراب کی حالت میں دیوانہ ہو کر ایک دوسرے پر گریں گے اور ہر طرف فرار کریں گے سخت ہولناک فزع سے ان کی ڈاڑھی سفید ہوگی اور شیاطین زمین کے اطراف میں فرار کریں گے اگر اللہ تعالی مخلوق کی ارواح کو بدن کی حفاظت میں نہ دیتا تو ارواح بدنوں سے پرواز کر جاتیں اور کوئی سانس لینے والا باقی نہ رہتا یہ ہے فزع کی حالت یہاں تک کہ خدا جس مقدار میں چاہتا ہے اس کے بعد اسرافیل کو حکم دے گا کہ دوبارہ صور پھونکے زمین کی طرف اس صور کے پھونکنے کی وجہ سے کوئی صاحب روح باقی نہیں رہے گا۔ نہ انسانوں میں سے، نہ جنوں میں سے اور نہ شیاطین میں سے یعنی کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور جو آواز اوپر کی طرف سے ہوگی اس کی وجہ سے تمام آسمان والے ہلاک ہوں گے جبرئیل اسرافیل اور میکائیل بھی مرجائیں گے صرف عزرائیل باقی رہے گا خطاب ہوگا عزرائیل سے کہ کون باقی بچا ہے؟ عرض کرے گا کہ صرف تیرا مسکین عزرائیل باقی ہے ارشاد الٰہی ہوگا کہ تم بھی مرجاؤ میری اجازت سے ملک الموت ایک آواز دے گا اگر یہ آواز بنی آدم کے کان میں پہنچ جاتی تو تمام ہلاک ہوجاتے اور ملک الموت کہے گا اگر میں جانتا کہ جان کنی کی تلخی اس طرح ہے تو یقیناً مومنین کے ساتھ زیادہ شفقت سے پیش آتا اس وقت خدا کی ذات کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا۔ خالق فرمائے گا لمن الملک اس کا مالک کون ہے جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا خود خالق فرمائے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ أَيْنَ الْمُلُوكُ وَأَبْنَاءُ الْمُلُوكِ وَأَيْنَ الْجَبَابِرَةُ وَأَبْنَاؤُهُمْ أَيْنَ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ رِزْقِي وَلَا يَخْرُجُونَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَقِّي۔

اس کے بعد حکم دے گا کہ چالیس دن رات بارش برسے۔ ہر بلندی کے اوپر بارہ ہاتھ پانی کھڑا ہوگا اور پہاڑ روئی کی طرح ہوجائیں گے اور ہر میت کے اجزاء ایک دوسرے سے نزدیک ہوں گے یہاں تک کہ ہزار میت کو ایک قبر میں رکھ دیا جائے بعض نیک اور بعض بد بخت ہوں اور ان کی مٹی آپس میں ملی ہوئی ہو تو اللہ تعالی اپنی قدرت سے سب کو

ایک دوسرے سے جدا کرے گا۔ ایک میت کے اجزاء میں سے ایک جزء بھی دوسرے میت کے ساتھ مخلوط نہیں ہوگا اس وقت خداوند متعال جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والوں کو زندہ کرے گا اور اسرافیل کو حکم دے گا تا کہ وہ صور پھونکے اس پھونکنے کی وجہ سے تمام مخلوق کے ارواح کو جمع کرے گا جب صور پھونکے گا تو ارواح مکڑیوں کی طرح منتشر ہو جائیں گی اور ہر روح اپنے بدن میں داخل ہوگی اور زمین کو چیرا جائے گا اور سب کے سب زندہ ہوں گے اور قبروں سے سر باہر نکالیں گے چنانچہ خداوند تعالی کا فرمان ہے:

سورہ معارج ۲۸ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۔ نیز سورہ یٰسین میں فرماتے ہیں وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۔ ان آیات کے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند متعال نے رسول خداؐ سے فرمایا کہ اس سرکش جماعت کو چھوڑ دو تا کہ اپنے باطل عمل اور کھیل کود میں مشغول ہو جائیں گویا فنا ہونے والی دنیا کے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ملاقات کریں اس دن سے کہ جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن جس دن یہ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔ حالانکہ اسرافیل کی اجابت کی طرف جلدی کرنے والے ہوں گے جیسے کوئی اپنے لشکر کے رئیس کی طرف جلدی کرتا ہے۔ حالانکہ ذلیل وخوار ہوں گے ان کی آنکھیں ڈر کی وجہ سے اوپر کی طرف نہیں دیکھ سکیں گی اور ذلت وخواری نے ان کو گھیر رکھا ہوگا۔ جب یہ صور کی پھونک سنیں گے تو قبروں سے باہر آئیں گے اور کہیں گے وائے ہو ہمارے اوپر کہ کس نے ہم کو قبروں سے باہر نکالا یہ وہی پروردگار کا وعدہ ہے اور پیغمبروں نے سچ کہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالی سورج کو حکم دے گا کہ چوتھے آسمان سے اس دنیا کے آسمان میں اتر آئے اس کی حرارت کی وجہ سے اہل محشر اپنے پسینوں میں غرق ہوں گے اور اہل محشر برہنہ پاؤں ہوں گے اس قدر ان کو پیاس لگے گی کہ جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ وہ اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے۔ امام زین العابدینؑ کا کلام جب یہاں تک پہنچا تو اس طرح روئے جیسے وہ عورت روتی ہے کہ جس کا بچہ مر گیا ہو۔ اور دعاء ابوحمزہ میں فرماتے ہیں: أَبْكِي لِخُرُوجِي مِنْ قَبْرِي عُرْيَانًا ذَلِيلًا حَامِلًا ثِقْلِي عَلَىٰ ظَهْرِي أَنْظُرُ مَرَّةً عَنْ يَمِينِي وَأُخْرَىٰ عَنْ شِمَالِي إِذِ الْخَلَائِقُ فِي شَأْنٍ غَيْرِ شَأْنٍ ۔۔۔ الخ یعنی روتا ہوں اس وقت کے لئے کہ جس وقت قبر سے برہنہ باہر آؤں گا اس حالت میں کہ ہو

گی۔میری پشت گناہوں کے بوجھ سے سنگین کبھی دائیں طرف دیکھوں گا کبھی بائیں طرف اور ہر آدمی اپنے اعمال کے نتیجہ میں مصروف ہوگا بعض خوشحال اور ہنستے ہوئے دکھائی دیں گے اور بعض روتے ہوئے برہنہ حالت میں۔ان کے چہرے سیاہ ہوں گے انتہائی ذلیل وخوار ہوں گے۔امیر المومنینؑ اس خطبہ میں جو الف کے بغیر ہے،فرماتے ہیں:اس وقت اس کے رونے پر کوئی بھی رحم نہیں کرے گا۔وہ اضطراب میں محصور ہوگا اس کی فریاد کو کوئی بھی نہیں سنے گا۔اس کی حجت کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔اس کے نامہ عمل کو اسے دے دیا جائے گا وہ اس کو کھولے گا تو اس کو گناہوں سے پر دیکھے گا۔اس وقت اس کے خلاف اس کی آنکھ ہاتھ،پاؤں اور باقی اعضاء گواہی دیں گے اس وقت آگ کی زنجیر اس کی گردن میں ڈالی جائے گی اور اس کے ہاتھوں کو پیچھے سے باندھا جائے گا اور اس کو ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے اور اس کو جہنم کا گرم پانی پلایا جائے گا اور گرمی سے اس کی کھال اور چربی گھل جائے گی۔جہنم کے دربان آگ کے ستون کے ساتھ اس کے سر پر ماریں گے۔وہ اس قدر استغاثہ کرے گا کہ جہنم کے دربان اس سے اعراض کریں گے اس کا گوشت اور کھال جل جائیں گے اور وہ دوبارہ اصلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا۔

اور نہج البلاغہ میں ہے: **وَاَعْظَمُ مَاهُنَا لِکَ بَلِیَّةُ نُزُوْلُ الْحَمِیْمِ وَتَصْلِیَةُ الْجَحِیْمِ وَفَوْرَاتُ السَّعِیْرِ وَسَوْرَاتُ الزَّفِیْرِ لَا فَتْرَةٌ مُرِیْحَةٌ وَلَا دَعَةٌ مُرِیْحَةٌ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ وَلَا مَوْتَتَهٗ نَاجِزَةٌ وَلَا سِنَةٌ مُسْلِیَةٌ بَیْنَ اَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ وَعَذَابِ السَّاعَاتِ اِنَّا بِاللّٰهِ عَائِذُوْنَ۔**

قبر سے نکلنے کے بعد سب سے بڑی مصیبت حمیم جہنم میں داخل ہونا ہے کہ ان کو پانی کی جگہ پر پلائی جائے گی۔سخت پیاس کی وجہ سے جب پئیں گے تو چہرہ کا سارا گوشت گر جائے گا۔تمام آنتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی ایک طرف جلانے والی آگ کے درمیان دوسری طرف جہنم کا جوش وخروش اس طرح کے عذاب سے کسی وقت راحت وچھٹکارا نہیں ہے نہ تھوڑی دیر کے لئے اس سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے نہ اس کو نیند آئے گی نہ اس کو موت آئے گی اس قسم کے عذاب سے نجات مل جائے۔

محدث قمی منازل الآخرۃ میں ایک روایت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں ابن مسعود کہتا ہے کہ میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن پچاس موقف ہیں ہر موقف میں ایک ہزار سال ہے۔پہلا موقف قبر سے باہر آنا ہے کہ ایک ہزار سال اسی برہنہ بدن اور برہنہ پاؤں کے ساتھ اور بھوک اور پیا

س کی حالت میں ہوگا۔ پس جو بھی قبر سے باہر آئے حالانکہ بہشت دوزخ بعث حساب قیامت پر ایمان لایا ہو خدا کے اقرار کے ساتھ اس کے پیغمبروں کی تصدیق بھی کرے اور جو کچھ خدا کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو بھوک اور پیاس سے نجات ملے گی نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کا دن وہ دن ہوگا کہ جس دن جمع کرے گا اللہ تعالی کے تمام مخلوق کو اول سے لیکر آخر تک ان سے حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق ان کو جزا دی جائے گی اور اس روز ان کی حالت یہ ہوگی کہ جھکے ہوئے کھڑے ہوں گے اور ان کا پسینہ ان کے منہ تک پہنچ چکا ہوگا اور زمین کو سختی کے ساتھ حرکت دی جائے گی تو تمام لوگوں میں اس کی حالت بہتر ہوگی جس کو قدم رکھنے کے لئے کوئی جگہ مل جائے تو اپنی مرضی سے سانس لے سکے۔

چند گروہ کا سخت عذاب

○: پہلا گروہ جسے سخت عذاب ہوگا۔ وہ منکرِ فضیلت علی بن ابی طالبؑ کتاب مذکور میں ہے کہ شیخ صدوقؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ کی فضیلت میں شک کرنے والا قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا درحالانکہ ان کی گردن کے اطراف میں آگ کا ایک طوق ہوگا اس میں تین سو شعلے ہوں گے، ہر شعلہ پر ایک شیطان ہوگا اس کے چہرے کو تر کرے گا۔ اس کے منہ پر لعاب دہن پھینکیں گے۔

○: دوسرا گروہ وہ ہوگا کہ جنہوں نے خدا کے مال کو اپنے مال سے جدا نہیں کیا ہوگا۔ کلینیؒ کی کافی میں امام محمد باقر سے روایت کی گئی ہے اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے نکالے گا حالانکہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہوں گے۔ اس حد تک کہ ان میں قدرت نہیں ہوگی کہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ ایک بوری کی مقدار کسی چیز کو پکڑ سکیں گے ان کے ساتھ ملائکہ ہوں گے کہ جو ان کو سخت ملامت کریں گے یہ وہ اشخاص ہوں گے کہ جنہوں نے تھوڑی سی نیکی کو روکا جس کے سبب بڑی نیکی سے محروم ہو گئے تھے۔ اور اللہ نے انہیں جو کچھ عطا کیا تھا اس سے خدا کے حق کو ادا نہیں کیا اور اپنے مال کو روکے رکھا۔

○: تیسرا گروہ چغل خوری کرنے والے لوگ ہوں گے شیخ صدوقؒ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ جو بھی دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کی قبر میں آگ کو مسلط کرے گا کہ جو قیامت تک اس کو جلا تی رہی گی۔

جب یہ قبر سے باہر آئے گا تو اللہ تعالی اس پر ایک بڑا سیاہ سانپ مسلط کرے گا کہ جو اس کے گوشت کو اپنے

دانتوں کے ساتھ نوچے گا یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہوگا۔

○: چوتھا گروہ ہے جو آنکھوں سے بے ہودہ دیکھنا یعنی جو بھی اپنی آنکھوں کے ساتھ نامحرم عورتوں کو دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو محسور کرے گا قیامت کے دن محشور حالانکہ اس کو باندھا جائے گا آگ کی میخوں کے ساتھ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اس کو آگ میں ڈال دیں۔ بہترین بات کہی ہے جس نے بھی یہ کہا ہے:

منگر در بتان کہ آخر کار
نگرستن گریستن آرد بار
شاهدان زمانه خورد بزرگ
دیده رایو سفند ودلرا گرگ
جعد مفتول دل کسل باشند
زلف پر پیچ غول دل باشد

پانچواں گروہ ہے جو شراب پینے والا ہے کہ رسول خداؐ سے روایت کی گئی ہے کہ شراب پینے والا قیامت کے دن محشور ہوگا اس حالت میں اس کا چہرہ سیاہ اس کی آنکھیں کبود مائل ٹیڑھی ہوں گی اور منہ ٹیڑھا ہوگا۔ زبان پیچھے سے نکلی ہوگی اور اس کی بو ہر مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی اور مخلوق میں سے جو بھی گزرے گا اس پر لعنت بھیجے گا۔

○: چھٹا گروہ: منافقین کا ہوگا جس کے دو چہرے دو زبان کہ سامنے تعریف کرے گا اور ان کی غیر موجودگی میں اس کو گالی دے گا۔ شیخ صدوقؒ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ایک شخص آئے گا کہ جس کے دو چہرے ہوں گے۔ درحالیکہ اس کی ایک زبان آگے ہوگی اور ایک زبان پیچھے اس سے شعلہ نکلیں گے۔ اس کے بدن سے آگ بھڑکے گی اور کہا جائے گا: یہ ہے وہ شخص کہ جس کے دنیا میں دو چہرے دو زبانیں تھیں۔ قیامت کے دن اس کے ساتھ پہچانا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اخبار اس کے بارے میں بے شمار ہیں نمونہ کیلئے یہ چند روایات کافی ہیں۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ مُوقِنًا
بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَاجِلُهُ
وَكَيْفَ يَلَذُّ النَّوْمَ مَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

بَانَّ اِلٰـهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهٗ
وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ صَائِرًا
اِلٰى جَدَثٍ يَبْلِى الثِّيَابَ مَنَازِلَهٗ
وَكَيْفَ يَلَذُّ النَّوْمَ مَنْ اَثْبَتُوا لَهٗ
مَثَاقِيْلَ اَوْزَانِ الَّذِىْ هُوَ فَاعِلُهٗ

بعض وہ اعمال کہ جو قیامت کی ہولنا کی سے نجات کا موجب بنتے ہیں

محدث قمیؒ منازل الآخرۃ میں فرماتے ہیں کہ چند چیزیں ہیں کہ جو قیامت کی ہولناک سے نجات کا باعث ہیں۔

○: اول: تشیع جنازہ جو بھی جنازہ کی تشیع کرے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ چند ملائکہ مقرر کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک علم ہوگا اور وہ اس کی قبر سے لیکر محشر تک مشایعت کرتے ہیں اور ان کا مقصد مومن بھائی کے غم کو دور کرنا ہے۔

○: دوم: شیخ صدوقؒ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جو بھی کسی مومن سے غم کو دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کے غموں کو دور کرتا ہے اور قبر سے باہر آئے گا۔ اس حالت میں اس کا دل مسرور ہوگا۔

○: سوم: مومن بھائی کے دل کو مسرور و خوش کرنا۔ کلینیؒ اور صدوقؒ سدیر صیرفی سے روایت کی گئی ہے کہ ایک طویل خبر میں بتایا کہ امامؑ صادق نے فرمایا: جب بھی اللہ تعالیٰ مومن کو اس کی قبر سے باہر نکالے گا تو اس کے ساتھ مثالی جسم یعنی قالب بھی اس کے آگے ہوگا مومن جب بھی قیامت کے دن ہولناک چیز کو دیکھے گا وہ مثالی جسم اس سے کہے گا کہ غمگین نہ ہو جاؤ مت ڈرو۔ تجھے خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حساب کے مقام تک اس کو بشارت دیتے رہیں گے پس اللہ تعالیٰ مومن سے آسان حساب لے گا اور اس کو بہشت جانے کا حکم دے گا اور وہ مثال اس کے سامنے ہوگی۔ پس مومن اس سے کہے گا کہ خدا تمہارے اوپر رحمت کرے تو میرا بہترین رفیق تھا کہ جو میرے لئے نکل آیا قبر سے۔ ہمیشہ تم نے مجھ کو بشارت دی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت اور سرور کی یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اب تم مجھ کو بتاؤ کہ تم کون ہو تا کہ جان لوں۔ وہ کہے گا میں وہ سرور ہوں کہ جو تم نے اس دنیا میں اپنے برادر مومن کے دل میں داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے تا کہ میں تمہیں بشارت دوں۔

○: چہارم: مومن کو لباس پہنانا: شیخ کلینیؒ نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جو بھی اپنے مومن بھائی کو

گرمیوں یا سردیوں کا لباس پہنائے تو اللہ تعالی اس کو بہشت کا لباس پہنا تا ہے اور یہ کہ اس پر موت کی سختی کو آسان کرتا ہے اور اس کی قبر کو وسیع کرتا ہے اور جب قبر سے باہر آتا ہے تو ملائکہ اس کو مبارک باد دیتے ہیں ور آیہ شریفہ کا ارشاد بھی اسی طرف ہے: وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔

○: پنجم: مخصوص ذکر کا پڑھنا: سید بن طاوسؒ کتاب اقبال میں رسول اکرمؐ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: کہ جو بھی ماہ شعبان میں ہزار مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ پڑھے تو اللہ تعالی اس کے لئے ایک ہزار کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہزار سال کے گناہ کو مٹا دیتا ہے اور قیامت کے دن جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا دکھائی دے گا اور صدیقین میں سے لکھا جائے گا۔

○: ششم: دعائے جوشن کبیر کا پڑھنا اول ماہ رمضان میں بہت زیادہ فضیلت ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی جہنم کی آگ کو حرام قرار دیتا ہے اور بہشت اس پر واجب کر دیتا ہے۔

○: ہفتم: نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا علامہ مجلسیؒ نے عین الحیوۃ کے آخر میں معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جو بھی ہر نماز کے بعد کہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي مِنْ عِنْدِكَ وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔" اور اگر اس دعا کو ترک نہ کرے یہاں تک کہ اس دنیا سے چلا جائے تو قیامت کے دن اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھول دے جائیں گے کہ ان میں سے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

○: ہشتم: کتاب مذکور میں معتبر سند کے ساتھ رسول خداؐ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا کہ جو بھی ہر روز دس مرتبہ اس دعا کو پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلٰهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا۔" تو اللہ تعالی اس کے لئے پینتالیس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اسکے نامہ اعمال سے پینتالیس ہزار گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے پینتالیس ہزار درجے بلند کرتا ہے۔

○: نہم ائمہؑ کی زیارت بالخصوص زیارت امام رضا علیہ السلام منازل الآخرۃ میں تحفۃ الزائر سے علامہ مجلسیؒ معتبر سند کے حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جو بھی میری زیارت کرے میں قیامت کے دن اس کے

پاس تین مقامات پر آؤں گا تا کہ اس کو نجات دوں قیامت کی ہولناکی سے، جس وقت نیک لوگوں کے اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں اور میرے لوگوں کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ سے پرواز کریں گے اور صراط کے وقت اور اعمال کی ترازو کے وقت میرے ماں باپ قربان ہوں آپ پر اے آل رسولؐ! جو بھی تمہارے پاس آیا بتحقیق اس سے نجات پائی اور جو تمہارے پاس نہ آئے بتحقیق وہ ہلاک ہوا۔

زادہ خاتم رسل علت خلق ماء وطین
دوحہ باغ عقل کل وارث انزع البطین
ناظر محضر قضا مہر سپہر ارتضی
تالی مرتضی رضا معنی صورت یقین
آدم ویوسف ابتلی نوح وخلیل مرتبت
موسیٰ عیسیٰ آستان عیسی موسیٰ آستین
مہر سپہر مکرمت محور چرخ معدلت
خسرو وتخت وسلطنت مرکز دائرہ زمین
واقف ہر چہ داستان کاشف راز ہستیان
قوۃ قلب راستان قرۃ عین راستین
اختر برج ہل اتی گوہر درج لا فتی
لالہ باغ قل کفیٰ دوچہ راغ یاوسین
لشکر زورق امان داوری خط جہان
ضامن رزق انس وجان بندہ حق پناہ دین
خیر رسل وراخدم خیل ملایکش حشم
ہفت سرادقش خیم شش جہتش سپہ نشین
ابر زجود او سخی بحر زفیض اوغنی
چرخ بحکم او روان خاک بامراو مکین

اے شہ عرش بارگہ خسرو کرسی آستان
مالک حومہ رضا سالک مسلک یقین
دردو جہان تو ناظمی وارث علم کاظمی
تاج سرا عاظمی کف توززق راضمین
خاک زحزم تو سکون باد بعزم تو روان
آب زلطف تو روان نار قہر تو سخین
چشمہ فیض سرمدی حارث ملک ایزدی
حامی شرع احمدی شافع یوم واپسین
یاارض طوس تجاوزت السماء علا
اذلا بن موسی الرضا ضمنت جشمانا
انمت للکفر اجفانا مسھّدۃ
کانت وایقضت للاسلام اجفانا
ھل دریٰ ھاشم ان ابن سیدھا
قضیٰ غریبا مروع القلب احزانا
ھل دریٰ من بہ الکوفان قد فخرت
بمن انطویٰ من فخار فی خراسانا
ھل درت کربلا آل الطلیق بغت
علی الرضا بغی سفیان ومروانا
ھل دری من بسامراء وان عذرت
اعداھم بالرضا ظلما وعدوانا

مجلس نمبر32

ماہ رمضان میں رسول کی چار ہدایتیں

قَالَ وَتَصَدَّقُوا عَلٰی فُقَرَائِکُمْ وَمَسَاکِیْنِکُمْ وَوَقِّرُوا کِبَارَکُمْ وَرَحِمُوا صِغَارَکُمْ وَصِلُوا اَرْحَامَکُمْ۔"

رسول اسلامؐ نے چار ہدایات دی ہیں:

* اول یہ کہ تم اپنے فقراء اور مساکین کو صدقہ دو دوسرا اپنے بزرگوں کا احترام کرو تیسرا چھوٹوں پر رحم کرو چوتھا صلہ رحمی کرنا ان میں سے ہر ایک کا ثواب بے شمار ہے۔ بحر الجواہر میں ہمایون بن جلال الدین محمد الطیب کہ جو شیخ بہائی کے ہم عصر تھے نقل کیا ہے کہ ایک عابد نے ستر سال خدا کی عبادت کی ایک رات اس کے عبادت خانہ میں ایک عورت آئی اس نے آنکھوں سے اشارہ کیا اور اپنے چہرے سے نقاب کو اٹھا دیا۔ عابد اس عورت پر عاشق ہوا وہ اس کے پیچھے چل پڑا عورت نے کہا کیا چاہتے ہو عابد نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ وصال چاہتا ہوں عورت نے کہا تعجب ہے کہ طالب مطلوب ہوا اور مطلوب طالب۔ پس اس کو اپنے عبادت خانہ میں لے گئی اور اپنا مطلب انجام دیا۔ سات دن تک اس کے ساتھ گزارے جب وہ عورت جانے لگی تو عابد سے کہا ابھی تک تم نے ایسا کام نہیں کیا، تیرا ایک آقا ہے کہ اگر اس کے ساتھ آشنائی ہو جائے تو مجھے فراموش نہ کرنا یہ گویا ایک تیر تھا کہ جو عابد کے دل پر لگا اور دیوانہ ہو کر صحراء کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ ایک خرابہ میں پہنچا اس خرابہ میں دس نابینے رہتے تھے اور ایک ثروت مند آدمی وہاں پر دس روٹیاں ان کے لئے بھیجتا تھا۔ جب معمول کے مطابق دس روٹیاں لے آئے تو اس عابد نے ہاتھ کو بڑھایا کہ ایک روٹی لے لیں، ایک نابینا نے کہا میرا حصہ کہاں ہے؟ پہنچانے والے نے کہا میں نے دس روٹیاں پہنچائی ہیں اور تقسیم کر دی ہیں۔ عابد نے اپنے آپ سے کہا کہ سزاوار نہیں ہے یہ اطاعت گزار عاجز بندہ رات کا کھانا کھائے بغیر سو جائے اور میں جو کہ نافرمان ہوں سیر ہو کر سوؤں۔ پس اس عابد نے اپنی روٹی اس نابینا کو دے دی اور خود بھوکے صبر کیا اسی رات ملک الموت

کو حکم ہوا کہ اس عابد کی روح قبض کی جائے رحمت اور عذاب کے ملائکہ اس پر نازل ہوئے ملک الموت نے کہا: یہ نافرمان ہے اس کے اعمال حبط ہو گئے۔ ملائکہ رحمت نے کہا بلکہ توبہ کر کے حق کی طرف لوٹا ہے خطاب ہوا کہ اس کی ستر سال کی عبادت کا سات راتوں کی معصیت کے ساتھ موازنہ کریں تو اس نے ایک روٹی جو دی تھی وہ راجح ہوئی اور رحمت کے ملائکہ اس کی روح کو اوپر عالم قدس میں لے گئے۔

علامہ مجلسیؒ نے عین الحیوۃ میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ فقراء کو صدقہ دینا فقر کو دور کرتا ہے اس سے عمر لمبی ہو جاتی ہے اور ستر قسم کی بدترین موت کو دور کرتا ہے۔

نیز فرمایا: ایک حج کا بجالانے کو ستر بندوں کے آزاد کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اگر مسلمانوں میں سے کسی بھوکے کے گھر والوں کو سیر کروں اور عریاں شخص کو لباس پہنا دوں اور اس کو مخلوق سے سوال کرنے سے محفوظ کر لوں تو یہ چیز میرے ستر حج سے زیادہ عزیز ہے۔ اسی کتاب میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ دیکر کرو اور بلاؤں کو دعا کے ساتھ دور کرو اور صدقہ دیکر اپنے لئے روزی لے آؤ اس مقصد کو روکنے کے لئے سات سو شیطان نکل آتے ہیں کوئی چیز بھی شیطان پر مومن پر صدقہ دینے سے زیادہ سخت نہیں ہے یہ صدقہ اول خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے یعنی اللہ قبول کرتا ہے اور اس بندہ سے خوش ہو جاتا ہے اس کے بعد سائل کے ہاتھ میں آتا ہے اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا صدقہ دیکر بلاؤں کو دور کرو۔ قیامت کے دن صدقہ اپنے دینے والے پر سایہ کرتا ہے حالانکہ قیامت کے دن زمین سب کی سب آگ کی طرح ہوگی۔

دنیا میں صدقہ دینے کے آثار

حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی کا رسول خداؐ کے پاس سے گزر ہوا تو اس یہودی نے کہا: اسام علیک یعنی تجھ پر موت واقع ہو حضرتؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تجھ پر ہو صحابہ کہنے لگے کہ اس نے موت کے ساتھ سلام کیا اور آپ کے لئے موت کو طلب کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا: میں نے بھی وہی اس کی طرف پلٹا دی ہے۔ آج ایک سانپ اس کی پشت پر ڈنگ مارے گا اور وہ مر جائے گا وہ یہودی صحراء کی طرف چلا گیا وہ لکڑیاں لاتا تھا اس دن جب وہ پشت پر لکڑیاں لے آیا اور وہ صحیح سالم شہر میں آ گیا تو حضرت نے فرمایا ان لکڑیوں کو زمین پر رکھ دو جب اس نے زمین پر رکھیں تو آپ نے فرمایا کہ اس گٹھری کو کھولو جب اسے کھولا تو اس میں ایک سانپ تھا۔ اس سانپ کے منہ میں ایک لکڑی تھی حضرت نے پوچھا اے یہودی یہ بتاؤ آج تم نے کیا کام کیا ہے اس نے کہا کہ میرے پاس دو روٹیاں تھیں ان میں

سے ایک روٹی سائل کو دے دی تھی حضرت نے فرمایا اسی صدقہ کی وجہ سے خدا نے تم سے بلاء کو دور کر دیا ہے کہ اس لکڑی نے اس سانپ کو روکے رکھا ہے۔

نیز آنحضرت نے فرمایا: جو شخص بھی چاہتا ہے کہ اس دن کی نحوست کو اپنے سے دور کرے تو وہ صدقہ دے۔ امام جعفر صادقؑ نے عمار ساباطی سے فرمایا: چھپا کر صدقہ دینا غضب خدا کو دبا دیتا ہے۔ پس صدقہ کو چھپا کر دینا دکھا کر دینے سے بہتر ہے اسی طرح پوشیدہ عبادت آشکار عبادت سے بہتر ہے نیز فرمایا کہ میرے والد جب بھی صدقہ دیتے تھے تو اس کو سائل کے ہاتھ میں رکھ دیتے تھے پھر اس کو اٹھاتے تھے اور اس کا بوسہ دیتے تھے اور اس کو سونگھتے تھے پھر دوبارہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ رات کو صدقہ دینا غضب خدا کو دبا دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور قیامت کے حساب کو آسان کرتا ہے اور دن کے وقت صدقہ دینا مال اور عمر کو زیادہ کرتا ہے اور فرمایا: حضرت عیسیٰ دریا کے کنارے سے گزر رہے تھے کہ روٹی کا ایک ٹکڑا جوان کے پاس تھا اس کو دریا میں ڈال دیا۔ بعض حواری کہنے لگے یا روح اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ یہ آپ کی غذا تھی فرمایا: میں نے اس لئے ایسا کیا ہے کہ دریا کے جانور کھالیں چونکہ خدا کے نزدیک اس کام کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اور فرمایا صدقہ دینا قرض کے ادا کرنے کا موجب بنتا ہے اور برکت کی زیادتی کا موجب بنتا ہے صدقہ دینے میں دس گنا ثواب ملتا ہے اور قرض دینا اٹھارہ گنا ثواب اور برادر مومن کے ساتھ احسان کرنا بیس گنا ثواب عطا کرتا ہے۔ صلہ رحمی اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنا چوبیس گنا ثواب عطا کرتا ہے۔ اور من لا یحضر الفقیہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: اَلْبِرُّ وَالصَّدَقَةُ يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَيَزِيْدَانِ فِى الْعَمْرِ وَيَدْفَعَانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا سَبْعِيْنَ مَيْتَتَه سُوءٍ۔ ”نیکی اور صدقہ فقر کو دور کرتا ہے اور عمر کے زیادہ ہونے کا موجب بنتا ہے اور ستر قسم کی بدترین موت کو دور کر دیتا۔

ایک اور روایت میں رسول خداؐ نے قسم کھا کر فرمایا: کہ صدقہ دینا انسان کو گھر کو جانے سے محفوظ رکھتا اس پر گھر کے گرنے اور دیوانہ ہونے سے بچاتا ہے آنحضرتؐ نے اس طرح کی ستر قسم کی بلاؤں کو گنا ہے۔

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کے ساتھ مسجد میں تھا تو مسجد کے کنگر میں سے ایک کنگر شخص کے پاؤں پر گرا وہ شخص صحیح وسلامت بچ کر چلا گیا آنحضرتؐ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ آج تم نے کیا کام انجام دیا تھا جب اس سے پوچھا گیا اس نے کہا میں جب گھر سے نکلا تو میری آستین میں کچھ خرمے تھے ایک سائل گزرا میں نے ان کو چند خرمے دے دیئے آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ خدا نے اس صدقہ کی وجہ سے اس بلا کو دور کر دیا ہے نیز اسی کتاب میں ایک

حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص جس کا ایک بیٹا تھا اور اس کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا اس کو عالم خواب میں بتایا گیا کہ تمہارا بیٹا شادی کے موقع پر مر جائے گا جب شادی کا وقت آ گیا اور باپ کو یقین تھا کہ میرا بیٹا مر جائے گا لیکن وہ بیٹا صبح تک صحیح و سالم رہا باپ نے اس سے پوچھا تم نے کوئی نیک کام انجام دیا ہے۔ بیٹے نے کہا نہیں صرف یہ کہ میرے پاس کھانا موجود تھا ایک سائل آیا میں نے اس کو اپنا کھانا دے دیا اس وقت باپ نے کہا کہ اس صدقہ وجہ سے موت تم سے دور ہو گئی ہے۔

کتاب کافی میں ایک حدیث امام صادقؑ سے منقول ہے کہ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے اور ایک شخص کے درمیان زمین مشترک تھی میں نے اس زمین کو تقسیم کرنا چاہا وہ چونکہ منجم تھا نیک ساعت میں اس زمین پر چلا گیا اور مجھے نحس ساعت میں بلایا تا کہ اچھی زمین ملے اور خراب زمین آپ کو مل جائے لیکن جب زمین کو تقسیم کیا تو اس تقسیم میں اچھی زمین مجھے مل گئی وہ شخص افسوس کرنے لگا اور کہا میں نے تم کو نحس ساعت میں طلب کیا اور میں خود نیک ساعت میں باہر آیا تا کہ میرے حصہ میں اچھی زمین آئے اور یہاں اس کے برعکس ہوا ہے حضرت نے ایک حدیث اس کے لئے بیان فرمائی اس حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے نکلتے وقت صدقہ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ نحوست مجھ سے دور ہو گئی اور یہ عمل بہتر ہے تیرے اس علم نجوم سے۔ خلاصہ اخبار اور آثار اس موضوع پر بہت زیادہ ہیں۔

ایستادن نفسی نزد مسیحا نفسی
بہ ز صد سال نماز است بہ پایان بردن
یک طواف سر کوئی ولی حق کردن
بہ ز صد حج قبول است بدیوان بردن
یک گرسنہ بطعامی بنوازی روزی
بہ ز صوم رمضان است بشعبان بردن
یک جو از دوش مدین دین اگر برداری
بہ ز صد خرمن طاعات بدیان بردن
نفس خودرا شکنی تا کہ اسیر تو شود
بہ از اشکستن کفار اسیران بردن

خواھی از جان بسلابہ بری تن دردہ
طاعتش را ندھی تن نتوان جان بردن
سر تسلیم بنہ ھر چہ بگوید بشنو
از خدا ند اشارت ز تو فرمان بردن
حج درست خواھی کام شکستگان دہ
دامان کعبہ جوئی دست فتادگان گیر

انفاق کے آداب

○ پہلا۔ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کسی انسان کے دل میں آ جائے کہ وہ شئی راہ خدا میں خرچ کرے اور شیطان اس سے غافل ہو تو جلد از جلد راہ خدا میں خرچ کر دے کیونکہ تاخیر کرنے میں بہت زیادہ آفات ہیں۔

○ دوسرا: جب آپ کو پتہ چل جائے کہ کوئی شخص محتاج ہے تو اس شخص کو اپنی احتیاج کو ظاہر کرنے سے پہلے اس کو دے دو۔ اس کی عزت کا خیال رکھو اس کو مجبور ہو کر سوال کرنے کا موقع نہ دو۔ سوال کے بعد جو آپ دیں گے تو یہ اس کی عزت کی قیمت ہے یہ مکمل احسان نہیں ہے۔

○ تیسرا: اپنے صدقوں کو اچھے وقتوں اور اچھے زمانوں میں دیں جیسے غدیر کے دن ماہ رمضان میں اور مروی ہے کہ پیغمبرؐ خدا سب سے زیادہ سخی تھے اور ماہ رمضان میں اپنے مال کو جلد خرچ کرتے تھے۔

○ چوتھا: زکوٰۃ خمس اور واجب حقوق کو ظاہر بظاہر دے دیں یہ افضل ہے چھپا کر دینے سے اور ان کا ظاہر بظاہر دینا اس وقت دینا مستحب ہے جس وقت دینے والا ریاکاری اور لینے والا خجالت سے محفوظ ہو ورنہ دن کو بھی چھپا کر دینا افضل ہے۔

○ پانچواں: فقیر پر احسان نہ جتلائے اس کو اذیت پہنچانے سے بچو ورنہ آپ کا دیا ہوا صدقہ باطل ہو گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ۔

○ چھٹا: فقیر کو صدقہ دیتے وقت تواضع سے پیش آؤ۔

○ ساتواں: فقیر کو دیتے وقت اس طرح دو کہ فقیر کو خجالت اور شرم ساری نہ ہو اگر کوئی عزیز ہو اور نقد دینا اس کی شان کے لائق نہ ہو تو اس کو جنس میں تبدیل کر کے دے دو۔ اگر صدقہ لینے والا عار محسوس کرے تو اس کو بطور ہدیہ دے دو۔

○ آٹھواں: جو کچھ وہ دے رہا ہے اس کو عظیم شمار نہ کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں نے بہت بڑا کام کیا ہے اور تکبر سے پرہیز کرے۔

○ نواں: جو بھی صدقہ دینا چاہے تو اپنا اچھا مال دے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ نیز فرمایا: وَاَنْفِقُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ ۔ ''تم نیکی کو ہرگز جس کو تم دوست رکھتے ہو حدیث میں ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک لاکھ درہم کے دینے سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک درہم اپنے مال حلال سے دیتا ہے اور دوسرا ایک لاکھ درہم ان چیزوں میں سے دیتا ہے جن کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

○ دسواں: اگر ہو سکے فقیر کو اتنا دے دو کہ جس سے اس کا فقر دور ہو جائیں اور امیر ہو جائے۔

○ گیارہواں: صدقہ دینے کے بعد اپنے ہاتھ کو بوسہ دیں کیونکہ یہ صدقہ اس ہاتھ میں پہنچا ہے کہ جو خدا کے ہاتھ کا نائب ہے۔ اس بارے میں بہت سی اخبار وارد ہیں۔

○ بارہواں: فقیر سے دعا کی خواہش کرے چونکہ فقیر کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے اس باب میں متعدد اخبار (احادیث) معراج السعادہ میں مذکورہ ہیں۔

○ تیرہواں: استحقاق کو پیش نظر رکھے کہ جو اچھی زندگی گزارتے ہیں ان کو نہ دے۔ عالم کو جاہل پر مقدم کرے جیسے قول معروف ہے کہ مرہم کو صحیح وسالم جگہ پر نہ لگاؤ بلکہ زخم کی جگہ پر لگاؤ۔ اہل تقویٰ کو دوسروں پر مقدم رکھیں اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی فقیر ہو تو اسے دوسروں پر ترجیح دیں۔

عین الحیوۃ میں علامہ مجلسیؒ نے معتبر سند کے ساتھ معلیٰ بن خنیس سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ رات کی تاریکی میں کہ جب بارش ہو رہی تھی تو حضرت امام صادقؑ اپنے گھر سے باہر نکلے اور بنی ساعدہ کے شامیانہ مظلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ میں بھی آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں حضرت سے کوئی چیز گر گئی آنحضرتؑ نے فرمایا: بسم اللہ خداوندا! اسے ہماری طرف لوٹا دے۔ معلیٰ کہتا ہے: اس وقت میں نزدیک ہوا اور سلام عرض کیا: امام صادقؑ نے فرمایا کہ تو معلیٰ ہے؟ میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں معلیٰ ہوں فرمایا کہ ذرا ہاتھوں سے تلاش کر اور جو چیز بھی تمہیں ملے مجھے دیدو۔ میں ہاتھ پھیرا تو بہت زیادہ بکھری ہوئی روٹیوں کو پایا۔ میں نے وہ حضرتؑ کو دے دیں میں نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ میں دیکھا چمڑے کا ایک تھیلا ہے۔ جو روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں برداشت نہ کر سکا کہ میرے مولا یہ بوجھ اٹھائیں۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہ تھیلا کو مجھے دیدیں میں اپنے سر پر اٹھاؤں

گا۔ فرمایا: میں تجھ سے زیادہ سزوار ہوں کہ اس تھیلا کو اٹھاؤں لیکن میرے ساتھ آ جاؤ جب ہم بنی ساعدہ کے شامیانہ میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر کافی لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ آہستہ سے ہر ایک کے سرہانے کے نیچے ایک ایک روٹی رکھتے گئے یہاں تک کہ سب تک پہنچا دی، اس کے بعد جب ہم لوٹے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ حق کو جانتے ہیں اور شیعہ ہیں فرمایا اگر یہ شیعہ ہوتے تو ان کی مدد کرتا یہاں تک کہ نمک بھی دے دیتا۔ بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں سو گھر تھے ان کے درمیان ایک بہت بڑی جماعت تھی ان کی معاش حضرت علی بن الحسینؑ کے صدقہ دینے کی وجہ سے گزرتی تھی جب حضرت اس دنیا سے چلے گئے اور ان کو صدقہ دینا بند ہوا اس وقت ان کو پتہ چلا کہ صدقہ دینے والے علی بن الحسینؑ تھے اکثر اوقات دیر تک گھر کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے اور انتظار کرتے تھے جب حضرت کو دیکھتے تو خوش حال ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو جراب آ گیا یعنی تھیلے والا آ گیا حضرت گوسفند کو ذبح کرتے تھے اور اس کو پکاتے تھے اس کے بعد فرماتے تھے برتن لے آؤ اور اس کو فقراء اور ہمسایوں میں تقسیم کرتے تھے اور خود روٹی اور کھجور سے افطار کرتے تھے کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ پانی اور روٹی کو اپنے سامنے رکھ دیتے تھے اور آنسو بہاتے تھے اور فرماتے تھے: کیا میں کھانا کھالوں حالانکہ فرزند رسولؐ بھوکا شہید کیا گیا کیا میں پانی پیوں حالانکہ فرزند رسولؐ کو تشنہ لب شہید کیا گیا ایک دن حضرت کے غلام نے عرض کیا: **اَمَا اَنْ یَنْقَضِیَ حُزْنُکَ وَیَقِلَّ بُکَائُکَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا غُلَامُ اِنَّ یَعْقُوبَ کَانَ نَبِیًّا مِنْ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَکَانَ لَهُ اِثْنَا عَشَرَ وَلَداً فَغَیَّبَ اللّٰهُ وَاحِدًا مِنْهُم فَبَکٰی حَتّٰی اِحْدَوْدَبَ ظَهْرُهُ وَشَابَ رَاْسُهُ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاهُ وَاَنَا رَاَیْتُ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی مُرَمَّلِیْنَ بِدِمَائِهِمْ۔** ''حضرت کے غلام نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ آپ کا غم کم ہو اور آپ کا رونا کم ہو جائے؟ حضرت نے فرمایا: اے غلام جناب یعقوبؑ پیغمبر کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا اس کے لئے یعقوب اس قدر روئے کہ ان کی کمر جھک گئی اور سر کے بال سفید ہو گئے اور ان کی آنکھیں نابینا ہو گئیں میں کس طرح آرام کروں کہ میرے باپ اور اہل بیتؑ میں سے اٹھارہ کے سروں کو بدن سے جدا کیا گیا اور وہ خون آلود ہو چکے تھے۔

مجلس نمبر 33

دوسری اور تیسری ہدایت

بزرگوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں پر رحم کرنا

شیخ کلینیؒ نے کافی کی دوسری جلد میں ایک باب قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا واجب ہے اور چھ احادیث اس کے بارے میں روایت کی ہیں ان چھ احادیث کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

بوڑھے شخص کو بزرگ شمار کرنا خدا کو بزرگ شمار کرنا ہے اور جو بھی بوڑھے شخص کی فضیلت کو پہچانے اور اس کا احترام کرے گا خداوند متعال اس کو قیامت کے دن خوف سے محفوظ رکھے گا اور امام صادق نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں کہ ان کے حق کا انکار نہیں کرتا مگر منافق کہ جو نفاق میں شہرت رکھتا ہو۔ وہ تین لوگ یہ ہیں: ایک بوڑھا شخص کہ جو باریش ہو، دوسرا حامل قرآن اور تیسرا امام عادل۔

نیز فرمایا: جو مومن باریش کا احترام کرے گا گویا اس نے خدا کو بزرگ جانا اور جو کسی مومن کی عزت کرے تو خداوند متعال ہمیشہ اس کی عزت کرتا ہے اور جو بھی کسی مومن کی توہین کرتا ہے خداوند متعال اس کے لئے ایک ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے کہ جو اس کے مرنے سے پہلے اس کی توہین کرتا ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ وہ بوڑھے لوگ جو اپنی ڈاڑھی منڈواتے ہیں وہ احترام کے قابل نہیں ہیں۔ چونکہ یہ فاسق اور متجاہر بالفسق ہیں اگر کوئی مجلس میں ان کا احترام نہ کرے تو اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کا احترام کرنا محل اشکال ہے مگر یہ کہ کوئی غرض ہو اغراض میں سے کہ جس میں مسلمانوں کا فائدہ یا فساد سے روکنے کا موجب ہو۔ خلاصہ بوڑھے شخص کہ جن کی داڑھی سفید ہے ان کا احترام کرنا چاہئے لیکن اگر اہل علم ہو تو اہل علم کو مقدم کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ امام صادق نے

ہشام بن حکم کے ساتھ جوطریقہ اختیار کیا۔

مجالس المومنین میں قاضی نوراللہ نے کتاب فصول میں علم الہدیٰ سید مرتضٰی سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن الحکم بلند مرتبہ رکھتا تھا وہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں مقام منٰی میں پہنچا۔اس وقت وہ نوجوان تھا۔شیعوں کے بزرگ اشخاص جیسے حمران بن اعین یونس بن یعقوب وقیس ماصر مومن طاق وغیرہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے پس آنحضرتؑ نے ہشام کا بہت زیادہ احترام کیا حالانکہ وہ بوڑھے بھی نہیں تھے۔جب امام صادقؑ کو قرائن کے ذریعہ پتہ چلا کہ حضرت نے ہشام کو جو اہمیت دی تو ان پر دشوار گزر رہا ہے۔

امام صادقؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ھٰذَا نَاصِرُنَا بِقَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔" یہ ہشام اپنے دل اور زبان اور ہاتھ سے ہمارا مددگار ہے آنحضرت نے اللہ کے اسماء اور اشتقاق کے متعلق سوال کیا۔اس نے ٹھیک ٹھاک جواب دیا اس وقت حضرت نے ہشام سے فرمایا اے ہشام خدا نے تمہیں یہ فہم اس لئے دیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے دشمنوں کو دور کرو۔ہشام نے کہا: انشاءاللہ ایسا ہی کروں گا پس اس کے لئے دعا کی میں نے ہشام کے حالات اور مناظروں کو پانچویں جلد (الکلمۃ التامۃ) میں نقل کیا ہے حضرت نے اس سے اسماءاللہ کے بارے میں پوچھا تا کہ وہاں پر جو موجود ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ میں نے ان کو کیوں مقدم کیا ہے یعنی مقدمہ کی وجہ معلوم ہو کہ جس وجہ سے اسے بزرگوں پر ترجیح دی ہے۔

شیخ طبرسیؒ نے احتجاج میں روایت کی ہے کہ امام علی نقیؑ کو خبر پہنچی کہ فقہائے شیعہ میں سے ایک شخص نے ایک ناصبی کے ساتھ مناظرہ کیا ہے اور اس کو حجت اور برہان کے ساتھ لاجواب کر دیا ہے اور اس کی رسوائی کو آشکار کیا ہے یہ شخص امام علی نقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس کو صدر مجلس میں بٹھایا اور حضرت کے پاس ایک بڑا تکیہ تھا بنی عباس اور علویین میں سے بہت لوگ آنحضرتؑ کی خدمت میں موجود تھے۔

حضرت نے اس فقیہ کو اپنے پاس بلایا تا کہ اسے اپنے پہلو میں بٹھائیں۔یہ کام بنی ہاشم پر دشوار گزرا لیکن علویین نے حضرت کے احترام کی وجہ سے کوئی بات نہ کی۔لیکن بنی عباس میں سے ایک بزرگ نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ اس قسم کے ایک عام آدمی کو بنی ہاشم کے سادات جو طالبیین اور عباسیین سے ہیں، پر مقدم کیوں قرار دیا ہے؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: ڈرو اس چیز سے کہ کہیں اس آیہ کے مصداق نہ بن جاؤ کہ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ يَحْكُمُ

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّىٰ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ ۔" کیا تم نہیں دیکھتے ہوان لوگوں کی طرف کہ جنہیں کتاب خدا میں سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے کہ وہ کتاب خدا کی طرف دعوت دیں تا کہ ان کے درمیان حکم مقرر کریں اس وقت ایک جماعت نے اعراض کیا اور خدا کے حکم سے پشت پھیر لی اب اگر تو کتاب خدا پر راضی ہے تو خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۔" اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ عالم کو غیر عالم پر ترجیح دینا چاہیے جس طرح مومن کو غیر مومن پر ترجیح دی جاتی ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے: يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ ۔" پس اللہ تبارک وتعالی نے ان لوگوں کو بلند مقام دیا ہے کہ جو تم میں سے مومن ہیں۔ مقدم کرنے کا معیار علم اور تقوی ہے نہ کہ حسب اور نسب اس کے بعد حضرت نے فرمایا: میں نے اس شخص کو تمہارے اوپر مقدم قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ناصبی شخص پر حجت اور برہان کے ساتھ غالب آیا ہے۔ اس عباسی نے کہا: اول اسلام میں تو ہاشمی کو غیر ہاشمی پر نسب کے لحاظ سے اشرف وافضل جانا جاتا تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا: سبحان اللہ عباس بن عبدالمطلب نے ابوبکر کی بیعت نہ کی؟ حالانکہ عباسی ہاشمی تھا اور ابوبکر تیمی مگر عبداللہ بن عباس عمر کی خدمت نہیں کرتا تھا۔

حالانکہ عمر دشمن تھا اور عمر نے غیر ہاشمیوں کو شوریٰ میں داخل کیا اور عباس بن عبدالمطلب کا خیال نہ رکھا۔ پس اگر تم غیر ہاشمی کے مرتبہ کو ہاشمی پر مقدم کرنے کے منکر ہو تو عبداللہ بن عباس اس منکر فعل کو بجالائے پس تم اس کا انکار کردو کہ عباس نے ابوبکر کی بیعت نہ کی اور عبداللہ بن عباس جو عمر کی خدمت کرتا تھا وہ جائز ہے۔ پس یہ عمل بھی جائز ہے عباسی لا جواب ہو گیا۔ چھوٹوں پر رحم کرنا یہ ہے کہ ان کی تربیت اچھی طرح کرو۔ ان کو سیر کرو اور ان کو پہناؤ جب گھر میں داخل ہو اور اگر کھانے کی چیزوں میں سے کچھ آئے تو چھوٹی بچیوں سے ابتداء کرو اور ان سے پیار کرو۔

روایت میں ہے کہ رسول خداؐ جب سر کو سجدہ میں رکھتے تھے تو امام حسینؑ رسول اکرمؐ کی پشت پر سوار ہو جاتے تھے اور اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دیتے تھے اور کہتے تھے حل حل (یہ کلمہ اونٹوں کو چلاتے وقت بولا جاتا تھا) جب رسول خداؐ سر کو سجدہ سے اٹھاتے تھے تو اس کو پکڑتے تھے اور اپنے پہلو میں بٹھا دیتے تھے جب نماز تمام ہوئی تو ایک یہودی شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ بچوں کے ساتھ جس طرح شفقت سے پیش آتے ہیں ہمارا یہ طریقہ نہیں تھا رسول خداؐ نے فرمایا: لَوْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَرَحِمْتُمُ الصِّبْيَانَ ۔" اگر تم خدا اور رسولؐ پر ایمان لے آتے تو یقیناً بچوں پر رحم کرتے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں ایمان لے آیا اس عظمت پر کہ جو آپ میں پائی جاتی ہے۔ مسند احمد حنبل میں ابوہریرہ سے حدیث کی ہے کہ کہا کہ ایک دن رسول خداؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا بوسہ لیا اور عیینہ یا اقرع بن حابس نے

عرض کیا یا رسول اللہ میرے دس بیٹے ہیں ان میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول خداؐ کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

اِنْ كَانَ اللّٰهُ قَدْ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ فَمَا اَصْنَعُ بِكَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُعَزِّزْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا ۔'' خدا نے تمہارے دل سے رحم کو نکال دیا ہے میں تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہوں؟ یعنی تمہاری اصلاح نہیں ہو سکتی جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ہے اور ہمارے بزرگوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ رسول خداؐ نے چھوٹے بچوں پر رحم کرنے کی ہدایت کی اس کے باوجود کوفہ کے لوگ عاشورا کے دن خیموں میں چلے گئے اور یہ چھوٹے بچے ڈر کے مارے کانپتے تھے اور جناب زینبؑ کی پناہ لیتے تھے اور ان کفار نے مقنعہ اور گوشواروں کو لوٹ لیا۔

چوتھی ہدایت صلہ رحمی کرنا ہے:

کلینیؒ نے کافی میں تینتیس روایتیں صلہ رحمی اور ثواب کے بارے میں نقل کی ہیں ان کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے اہل بیت مجھ کو گالی دیتے ہیں اور مجھ پر غالب آجاتے ہیں اور قطع رحم کرتے ہیں کیا میں بھی ان کو ترک کر دوں؟ رسول خداؐ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو خداوند تعالیٰ تم دونوں کو چھوڑ دے گا۔ عرض کیا: پس میری تکلیف کیا ہے؟ فرمایا: وہ قطع کرتے ہیں تو صلہ رحمی کرو۔ وہ تم سے روکتے ہیں تو تم انہیں عطا کرو۔ وہ ظلم کرتے ہیں تو تم انہیں معاف کرو۔ جب بھی ایسا کرو گے تو خدوند تعالیٰ تجھ کو ان پر کامیابی عطا کرے گا۔

اور فرمایا: ابوالحسن رضا علیہ السلام صلہ رحم تین سال کی عمر کو تیس کر دیتا ہے اور امام باقرؑ نے فرمایا کہ صلہ رحم عمل کو پاکیزہ کرتا ہے مال کو زیادہ کرتا ہے اور بلاؤں کو دور کرتا ہے اور قیامت کے حساب کو آسان کر دیتا ہے اور موت کو موخر کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ رسول خداؐ نے وصیت کی امت میں سے جو حاضر تھے اور جو ان میں سے غائب تھے اور جو بھی باپ کے صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں اور قیامت تک آنے والوں کے لئے وصیت کی ہے کہ صلہ رحمی کریں اگرچہ ایک سال کی راہ کی مسافت ہو۔ امام صادقؑ نے فرمایا صلہ رحمی حسن خلق کو لے آتی ہے انسان کے ہاتھ کو سخی قرار دیتی ہے اور انسان کے نفس کو پاکیزہ بناتی ہے بذل عفو اور احسان سے نہیں روکتی ہے اور روزی کو زیادہ کرتی ہے نیز موت کو موخر کرتی ہے رحم عرش پروردگار کے ساتھ معلق ہے: **اَللّٰهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِيْ وَاقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِيْ** ۔'' قیامت میں سب

سے پہلے بولنے والا رحم ہے۔ کہتا ہے پروردگارا! آج جس نے صلہ رحم کیا اس دار دنیا میں اس کو اپنے ساتھ متصل کردے اس کو قیامت کی ہولناکی سے نجات عطا فرما اور جو قطع رحم کرے تو بھی اس سے قطع کرے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا صلہ رحمی کریں چاہے ایک گھونٹ پانی کا ہو اور صلہ رحم میں سے سب سے افضل یہ ہے کہ محارم سے اذیت کو دور کریں ابوذرؓ نے فرمایا میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ فرمایا کل قیامت کے دن ایک طرف صلہ رحم صراط پر قرار پائے گا اور دوسری طرف امانت اگر امانت میں خیانت نہ کی اور صلہ رحم کیا ہو تو وہ پل طراط سے گزرے گا ورنہ اس کے پاؤں میں لغزش ہوگی اور جہنم میں چلا جائے گا اور امام صادق نے فرمایا: **صلة الرحم وحسن الجوار يعمر ان الديار ويزيد ان فی الاعمار** ۔''صلہ رحمی کرنا اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں۔

امام زین العابدینؑ نے اپنے جداکرم رسول خداؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا جو شخص دوست رکھتا ہو کہ اس کی عمر طولانی ہو جائے اور اس کی روزی وسیع ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے چونکہ صلہ رحمی قیامت کے دن ایک فصیح و بلیغ زبان رکھتی ہے اور قیامت کے دن عرض کرے گی بارالہا! اس کے ساتھ اتصال رکھ جس نے صلہ رحمی کی ہے اور اس سے تعلق کو قطع کردے جو قطع رحم کرتا (یعنی اپنی ارحام سے قطع تعلق کرتا ہے) قطع رحم باتفاق علماء محرمات عظیمہ اور شدید گناہوں میں سے ہے آخرت کے عذاب اور دنیا کے بلاؤں کا موجب ہے۔

قطع رحمی کرنا

اصول کافی میں آٹھ روایتیں قطع رحم کے بارے میں نقل ہوئی ہیں اور معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ قطع رحم فقر پریشانی اور کم عمری کا موجب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس خاندان میں نفاق اور انتشار ہوتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے واقع ہوتے ہیں سب کے سب فقر وفاقہ میں مبتلاء ہو جاتے ہیں بہت مختصر وقت میں ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے قطع رحم کی مذمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رحم کو قطع کرنے والے کے لئے خداوند عالم نے قرآن مجید میں لعنت بھیجی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۔''یعنی جو بھی خدا کے عہد کو محکم کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور توڑ دیتے ہیں اس چیز کو کہ جس کو خدا نے ملانے کا حکم دیا اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کے لئے لعنت اور ان کا انجام

برا ہے۔رسول خداؐ سے مروی ہے کہ خدا کے نزدیک دشمن ترین اعمال میں سے خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا ہے اس کے بعد قطع رحم ہے اور فرمایا کہ اپنے رحم کے ساتھ تعلقات ختم نہ کرو اگر چہ وہ تمہارے ساتھ تعلقات ختم کردیں۔

خلاصہ یہ کہ اخبار اس باب میں بہت زیادہ ہیں حضرت سیدالشہداءؑ جب اپنے بیٹے علی اکبر کے سرہانے تشریف لائے اور عمر سعد سے خطاب فرمایا: يَا ابْنَ سَعَدٍ قَطَعَ اللّٰهُ رَحِمَكَ كَمَا قَطَعْتَ رَحِمِي اے ابن سعد اللہ تمہارے رحم کو کاٹ دے جس طرح تم نے میرے رحم کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے جوان بیٹے کے سر کو اٹھایا اور اپنے زانو پر رکھا...!

* * * * *

مجلس نمبر 34

یتیموں کے ساتھ نیکی کرنا

قَالَ وَاحْفِظُوا اَلْسِنَتَکُم وَغُضُّو اعَمَّالَا یَحِلُّ النَّظَرُ اِلَیہِ اَبْصَارَکُم وَعَمَّالَا یَحِلُّ الِاسْتِمَاعُ اَسْمَاعَکُمْ وَتَحَنَّنُو اعَلیٰ اَیتَامِ النَّاسِ یَتَحَنَّنَ عَلیٰ اَیتَامِکُمْ۔'' یہاں پر بھی رسول اکرمؐ چار ہدایات دے چکے ہیں ایک یہ کہ نامحرموں سے اپنی آنکھوں کو بچانا دوسری زبان کو بچانا حرام باتوں سے، جیسے غیبت تہمت چغل خوری فضول باتیں کرنا وغیرہ تیسری جن کان کو بچانا ان چیزوں سے کہ جس کا سننا حلال نہیں ہے۔ نیز ان تین چیزوں سے بچے کہ جن کے بارے میں ہم چھٹی مجلس اور اس کے بعد والی مجلس میں تشریح کی ہے۔

پانچویں ہدایت یتیموں کی سرپرستی کرنا'' وتحننوا'' یعنی یتیموں کی طرف مائل ہونا اور ان پر رحم کرنا ہے۔ فاطمہ زہراؑ کو حانیہ کہتے تھے اور یہ مشتق ہے حی یحنو سے جو شفقت کے معنی میں ہے کہتے ہیں حننت المراۃ علی ولدہا ۔'' یعنی عورت نے اپنے بیٹے پر شفقت کی اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد شادی نہ کی اور مجمع میں فرماتے ہیں المراۃ الحانیۃ اور حنین اونٹنی کے نالہ اور آواز کو کہتے ہیں جو وہ اپنے بچہ کے لئے گڑگڑاتی ہے۔

حنان تخفیف کے ساتھ رحمت ہے اور تشدید کے ساتھ صاحب رحمت کے معنی میں ہے اور یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی پروردگار اس کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے جو اس سے اعراض کرتا ہے یہ اس کی ایک رحمت ہے جو رحمت کے بعد ہوتی ہے اور اس صفت کا مخلوق میں ظہور ماؤں میں ہے فرزند جس قدر بھی ماں سے اعراض کرے ماں کی محبت اس بچہ کی طرف ہے رسول خداؐ اور ائمہ ہدیٰؑ نے قول اور فعل سے یتیموں کے بارے میں بہت زیادہ ہدایت کی ہیں رسول خدا کی آخری وصیت یہ تھی کہ ''اُوْصِیْکُمْ بِالنِّسَاءِ وَالْاَیْتَامِ'' میں تمہیں عورتوں اور یتیموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔

کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں عبدالواحد بن زید سے روایت بیان کی ہے کہ جس سال میں مکہ میں مشرف ہوا طواف کے دوران ایک چھوٹی سی بچی کو دیکھا کہ کعبہ کے کپڑے کو پکڑے کھڑی ہے اس نے ایک اور لڑکی سے کہ جو اس کی ہم عمر تھی اس سے خطاب کیا اور کہتی تھی: لَا حق الْمُنْتَجَبْ بِالْوَصِيَّةِ الْحَاكِمُ بِالْمَنوِية وَالْعَادِلُ فِی الْقَضِيَةِ زَوْجُ فَاطِمَةُ الْمَرْضِيَّةُ مَا كَانَ كَذَا وَ كَذَا۔ اس کے ساتھ ملحق ہو جاؤ کہ جس کو وصیت کی گئی ہے جو برابری کا حکم لگاتا ہے فیصلہ میں عدل سے کام لیتا ہے وہ ہے فاطمہ مرضیہ کا شوہر کہ جس میں یہ صفت پائی جاتی ہیں۔

عبدالواحد کہتا ہے میں ان کے پاس گیا اور کہا ان اوصاف سے کس شخص کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا: وَاللّٰهِ عَلَمُ الْاَعْلَامِ وَبَابُ الْاَحْكَامِ وَقسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَرَبَّانِى هٰذِهِ الْاُمَّةُ وَرَأْسُ الْاَئِمَةِ اَخُو النَّبِىِّ وَصِيَّهُ خَلِيْفَةُ وَخلِيفة فِى اُمَّتِهِ ذَالِكَ مَوْلَایَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔"

میں نے کہا علیؑ کو کس طرح ان اوصاف کا مستحق جانتے ہو؟ اس نے کہا خدا کی قسم میرا باپ جنگ صفین میں امیر المومنینؑ کی رکاب میں تھا کہ جس میں شہادت کے درجہ پر پہنچا اس دن کے بعد میرے مولا امیر المومنینؑ ہماری ماں کے پاس آئے جبکہ میری ماں پردہ میں تھی۔ میرے مولا نے ہمارے احوال کے بارے میں پوچھا میں اور میرا بھائی ایک بیماری میں مبتلاء ہوئے کہ جس سے ہماری آنکھیں نابینا ہوئیں میرے مولا امیر المومنینؑ نے مجھے اور میرے بھائی کو اپنی گود میں بٹھایا اور جگر سے آہ کھینچی اور یہ اشعار پڑھے:

مَاانِ تَأَوَّهَتْ مِنْ شَئِىٍ رُزِيْتُ بِهِ
كَمَاتَأَوَّهَتْ لِلْاَطْفَالِ فِى الصِّغرِ

قَدْمَاتَ وَالِدُهُمْ مَنْ كَانَ يَكْفُلُهُمْ
فِى النَّائِبَاتِ وَفِى الْاَسْفَارِوَالْحَضَرِ

اس کے بعد حضرت نے اپنے مبارک ہاتھ کو ہماری آنکھوں پر پھیرا اب میں ایک فرسخ تک اونٹ کو دیکھتی ہوں اور یہ سب میرے مولا کی برکت سے ہے میں نے اپنے تھیلے کو کھولا اور دو دینار اس کے لئے پیش کئے مگر اس نے قبول نہ کئے اور میری طرف دیکھ کر مسکرائی اور کہا: امیر المومنینؑ کے بعد ہمارا سرپرست ابو محمد امام حسنؑ ہے اس کے بعد مجھ سے کہا تم علیؑ کو دوست رکھتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا: تمہیں مبارک باد ہو کہ بتحقیق عروۃ الوثقیٰ سے مستمسک ہو۔ یہ ہرگز نہ ٹوٹے پس وہ لڑکی چلی گئی میں نے کان لگا کر سنا تو دیکھا کہ وہ یہ اشعار پڑھتی تھی:

مَابَتَ حُبُّ عَلِيٍّ فِي ضَمِيرِ فَتًى
اِلَّا لَهُ شَهِدَتْ مِنْ رَبِّهِ نِعَمُ
وَلَا لَهُ قَدَمٌ زَلَّ الزَّمَانُ بِهَا
اِلَّا لَهُ ثَبَتَتْ مِنْ بَعْدِهَا قَدَمُ

اصفہان میں شاہ شجاع کا واقعہ

ذکر کیا گیا ہے کہ شاہ شجاع ایک دن اصفہان کے دریا کے پل سے گزر رہا تھا۔ ایک بوڑھی عورت نے اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑا اور کہا: اے الب ارسلان کے بیٹے اس پل پر میرا فیصلہ کرتے ہو یا پل صراط پر یہ سن کر شاہ شجاع پیادہ ہوا کہا مجھ میں پل صراط کی طاقت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے اس نے کہا ایک گائے میرے یتیم بچوں کی تھی ہم اس کے دودھ پر پر زندگانی گزار رہی تھے آپ کے بعض سپاہیوں نے اس کو پکڑ لیا ہے اور اسے ذبح کر دیا ہے شاہ شجاع نے حکم دیا کہ ستر گائیں اس بوڑھی عورت کو دے دیں اور اس سپاہی کو سزا دی گئی پھر اس بوڑھی عورت سے کہا: تمہاری کوئی اور حاجت ہے کہا میری تین لڑکیاں ہیں ان کی شادی کرنے سے عاجز ہوں شاہ شجاع نے اپنے سپاہیوں سے کہا تم میں سے کون ہے کہ جو اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں سے شادی کرے تین سپاہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے شادی کی خواہش کی شاہ شجاع نے ان میں سے ہر ایک کی روزی میں اضافہ کر کے دے دیا یعنی ان کی تنخواہیں بڑھا دیں۔ اور اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں کی عروسی میں شرکت کریں اور ان کی عروسی کی رونق میں اضافہ کریں۔ بوڑھی عورت نے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا پروردگار! شاہ شجاع نے مجھے ہم و غم سے نجات دی ہے تو بھی اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے۔ جب شاہ شجاع اس دنیا سے چلا گیا اس کو خوشی کی حالت میں دیکھا گیا تو اس سے احوال پرسی کی گئی اس نے کہا: اگر اس بوڑھی عورت کی دعا نہ ہوتی تو ہمارے لئے کام بہت زیادہ مشکل تھا۔

اور امیرالمومنینؑ کی وصیت میں ہے کہ جب حضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی تو اس وقت فرمایا:

اُوْصِيْكُمْ يَا وَلَدِيْ اَبَا مُحَمَّدٍ وَيَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَنْ لَا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَاِنْ بَغَتْكُمَا وَلَا تَاسَفَا عَلٰى شَيْءٍ مِنْهَا زُوِيَ عَنْكُمَا. یہاں تک کہ فرمایا: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي الْاَيْتَامِ وَلَا تُغِبُّوْا اَفْوَاهَهُمْ وَلَا يُضِيْعُوْا بِحَضْرَتِكُمْ فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ عَالَ يَتِيْمًا حَتّٰى يَسْتَغْنِيَ

اَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِذٰالِكَ لَهُ الْجَنَّةَ كَمَا اَوْجَبَ اللّٰهُ لِاٰكِلِ مَالِ الْيَتِيْمِ النَّارَ۔

یعنی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اے حسنؑ اے حسینؑ پرہیزگاری کی اور دنیا کوطلب نہ کرو اگرچہ دنیا تم کوطلب کرے اور افسوس نہ کرو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ میں نہیں آئی۔ یہاں تک فرمایا کہ خدا کے لئے یتیموں کے حق کا خیال رکھ انکو موقع نہ دو کہ وہ بار بار تم سے سوال کریں۔ چونکہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو یتیموں کو اپنا عیال سمجھے اور ان کو مستغنی کردے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بہشت واجب کردیتا ہے جس طرح یتیموں کے مال کو کھانے والے کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

تفسیر منہج الصادقین سورہ بقرہ آیہ شریفہ کے ذیل میں: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔"

رسول خداؐ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: سب سے بہترین گھر وہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم موجود ہو اور اس کے ساتھ نیکی اور شفقت سے پیش آیا جائے اور اس کی احوال پرسی کی جائے اور تمہارا بدتریں گھر وہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی سے پیش آیا جائے اور ان کے احوال کی رعایت نہ کی جائے۔ نیز ابو مالک نے رسول خداؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ جو بھی کسی یتیم کے کھانے اور پینے کا انتظام کردے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو خداوند متعال اس پر بہشت واجب قرار دیتا ہے۔

روایت میں ہے یعقوب پیغمبرؑ سے کہا گیا کہ مصر میں ایک شخص ہے کہ جو یتیموں پر مہربانی کرتا ہے اور مساکین کو کھانا کھلاتا ہے۔ فرمایا کہ وہ تو میرے اہل بیت میں سے ہوگا جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا وہ جناب یوسفؑ تھے۔

یتیموں کے بارے میں ہدایات

سورہ نساء کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ عرب کے درمیان رواج تھا کہ یتیموں کے مال کا خیال نہیں کرتے تھے۔ چھوٹے اور لاغر گوسفند کو یتیموں کے گوسفندوں میں ملاتے تھے۔ اس کے عوض ایک بڑا موٹا گوسفند لے لیتے تھے اور کہتے تھے گوسفند کے مقابلہ میں گوسفند ہوا۔ یہ آیہ اس عمل کے نہی کے بارے میں نازل ہوئی: وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهُ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔" یتیموں کے مالوں کو دے دو اور تبدیل نہ کرو کہ کمزور گوسفند دیکر اچھا گوسفند لے لیتے ہو ایسا نہ کرو اور کھانے میں یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ نہ ملاؤ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ سورہ فجر "بَلْ لَا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ" کے

ذیل میں حضرت رسول اکرمؐ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَهَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ۔ "یعنی میں اور یتیم کا سرپرست انگوٹھی کی انگلی اور درمیانہ انگلی کی طرح ہیں کہ ساتھ ساتھ ہیں ہم اکٹھے بہشت میں ہوں گے۔

تفسیر سورہ والضحی آیہ "وَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ" کے ذیل میں فرماتے ہیں پس یتیموں پر قہر نہ کرو اپنے آپ سے دور نہ کرو ان کو حقیر شمار نہ کرو ان کی قدر کو جان لو ان کے ساتھ نیکی کرو ان پر رحم کرو اور اپنی یتیمی کو یاد کرلو اور ان کے مال پر مسلط نہ ہو جاؤ اور ان کے حق کو ان تک پہنچا دو۔ نیز ابی بن اوفی سے روایت کی گئی ہے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مہاجرین کا ایک لڑکا وہاں آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یتیم ہوں میری ایک یتیم بہن ہے اور میری ماں بیوہ ہے: اَطْعِمْنَا مِمَّا اَطْعَمَكَ اللّٰهُ حَتّٰى اَعْطَاكَ اللّٰهُ مِمَّا عِنْدَهُ حَتّٰى تَرْضٰى۔" کھانا کھلا دو اس چیز سے کہ جس سے اللہ تعالی نے تمہیں کھانا کھلایا ہے تاکہ تمہیں دیدے وہ جو اس کے پاس ہے۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے حضرت نے فرمایا: مَا اَحْسَنُ مَا قُلْتَ یَا غُلَامُ، اے غلام تم نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔ پس بلال کو حکم دیا کہ وہ گھر چلا جائے اور جو کچھ وہاں پر موجود ہے اس کے لئے لے آ۔ بلال چلا گیا اور اکیس کھجوریں لے آیا حضرت نے فرمایا: اے بچہ سات خرمے تمہارے لئے اور سات تمہاری بہن کے لئے اور سات تمہاری ماں کے لئے معاذ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ کو اس یتیم کے سر پر پھیرا اور کہا خدا تمہاری یتیمی کا ازالہ کرے اور تجھ کو اپنے باپ کا جانشین قرار دے۔ رسول خدا نے فرمایا: اے معاذ! میں نے تجھ سے ایک اچھا فعل دیکھا اور ایک اچھا قول سنا ہے۔ معاذ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے اس پر رحم آ گیا حضرت نے فرمایا جو بھی تم میں سے کسی یتیم کی سرپرستی کرے اور اپنے ہاتھ کو اس کے سر پر پھیرے تو اللہ تعالی ہر بال کے بدلے کہ جو اس کے ہاتھ کے نیچے آ جاتا ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی برائی مٹا دی جاتی ہے اس کا درجہ بلند کرتا ہے نیز عبداللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مَنْ مَسَحَ عَلٰى رَاْسِ یَتِیْمٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ تَمُرُّ عَلٰى یَدِهِ نُوْرٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔" جو بھی اپنا ہاتھ یتیم کے سر پر پھیرے جس جس بال پر اس کا ہاتھ لگے گا اللہ تعالی اس کے بدلے قیامت کے دن ایک نور عطا کرے گا۔ نیز فرمایا:

اِنَّ الْیَتِیْمَ اِذَا بَكٰى اهْتَزَّ لِبُكَائِهِ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ یَا مَلَائِكَتِی مَنْ اَبْكٰى هٰذَا الْیَتِیْمَ الَّذِی اَبُوْهُ فِی التُّرَابِ فَیَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ اَنْتَ اَعْلَمُ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ یَا مَلَائِكَتِی فَاِنِّی اُشْهِدُكُمْ اِنَّ مَنْ اَسْكَنَهُ وَاَرْضَاهُ اَنْ اُرْضِیَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔"

جب بھی یتیم روتا ہے تو اس کے رونے کی وجہ سے خدا کا عرش لرزتا ہے۔ اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ کس نے اس یتیم بچے کو رلایا ہے کہ جس کا باپ مٹی کے نیچے غائب ہے۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں تو بہتر جانتا ہے؟ پس اللہ تعالی فرمائے گا اے میرے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اس پر کہ جو بھی اس یتیم کو خاموش کرائے گا اور اس کو خوش کرے گا میں قیامت کے دن اس کو خوش کردوں گا۔ نیز فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ ایک یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے اتفاق سے وہ یتیم فوت ہوگیا۔ رسول خداؐ نے اس رات کھانے سے ہاتھ اٹھالیا یعنی کھانا نہیں کھایا اور بہت زیادہ افسوس کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اپنے مبارک دل کو کیوں غمگین کرتے ہیں اگر آپ چاہیں تو کوئی اور یتیم لے آتے ہیں تا کہ اس کی خدمت میں زندگی گزاریں فرمایا وہ بچہ بدمزاج تھا اور میں اس کی بدمزاجی کے ساتھ زندگی گزارتا تھا اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتا تھا خداوند عالم اس کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا تھا۔ نویں بحار میں حسن خلق امیر المومنینؑ کے باب میں روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے دیکھا ایک عورت نے پانی کی مشک اپنے کندھے پر اٹھائی ہوئی ہے۔ آنحضرتؑ اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اس پانی کی مشک کو اس عورت سے لے لیا اور اس کے گھر کے دروازے پر لے گئے اس عورت نے پوچھا کہ علی بن ابی طالبؑ نے میرے شوہر کو کسی سرحد پر بھیجا اور وہ شہید ہوگئے اب میرے پاس چند یتیم بچے ہیں ان کے خرچ وغیرہ سے عاجز ہوں مجبور ہو کر لوگوں کا کام کرتی ہوں امیر المومنینؑ پریشان ہو کر واپس ہوئے رات حضرت نے اضطراب کی حالت میں گزاری صبح کھانا اور ضرورت کی چیزیں ایک تھیلے میں لیکر چلے تو بعض صحابہ نے کہا کہ یہ تھیلا ہمیں دے دیں۔ ہم اٹھاتے ہیں حضرت نے فرمایا میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کل قیامت کے دن میرا گناہ کون اٹھائے گا؟ حضرت جب اس عورت کے گھر دروازے پر پہنچے دق الباب کیا اس عورت نے کہا کہ دق الباب کرنے والا کون ہے حضرت نے فرمایا: میں وہی اللہ کا بندہ ہوں کہ جس نے کل تمہاری پانی کی مشک کو اٹھایا تھا اب بچوں کے لئے کچھ کھانا لے آیا ہوں اس عورت نے دروازے کو کھولا اور کہا: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَحَكَمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اللہ تجھ سے راضی ہو جائے اور میرے اور علی بن ابی طالب کے درمیان فیصلہ کرے آنحضرتؑ نے فرمایا اب تم اس آٹا کو گوندھو تا کہ میں بچوں کو خاموش کروں یا میں آٹا گوندھتا ہوں تو بچوں کو خاموش کرادو حضرت ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ کبھی گوشت کا کباب بناتے تھے اور ان کے منہ میں ڈالتے تھے اور کبھی خرمہ کھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھالو علی بن ابی طالبؑ کے لئے حلال کریں وہ عورت جب آٹا سے فارغ ہوئی بچوں کے پاس آئی اور آنحضرت سے کہا یا عبد اللہ آپ تنور کو جلا دیں۔ حضرت نے

لکڑیاں تنور میں ڈال دیں جب آگ روشن ہوئی حضرت اپنے چہرے کو آگ کے قریب کر دیتے تھے اور فرماتے تھے اے علیؑ آگ کی حرارت کو دیکھ پھر یتیموں کو فراموش نہ کرنا اس وقت ایک عورت گھر میں داخل ہوئی اس نے حضرت علیؑ کو پہچان لیا جلدی سے صاحب خانہ عورت کے پاس گئی اور کہا: اے عورت اس شخص کو پہچانتی ہو جو تمہارے گھر میں کام کر رہا ہے۔ کہا میں تو اس کو نہیں جانتی ہوں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ایک نیک آدمی ہے اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ کہا تجھ پر وائے ہو امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ اس عورت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر مارا اور کہا: میں شرمندہ ہوں اے امیر المومنینؑ! حضرتؑ نے فرمایا: اے عورت میں تم سے شرمندہ ہوں کہ میں تمہارے حق میں کوتاہی کی ہے۔

نیز بحار جلد ۹ میں روایت کی ہے کہ تھوڑا انجیر اور شہد ہمدان سے حضرت کے لئے لائے تھے اور حضرت نے یتیموں کو بلوایا مشک کے سرے سے انگلی کے ساتھ شہد کو چکھا اور آنحضرتؑ اس کے تقسیم کرنے میں مشغول تھے اور مجمع البحرین میں لعق کے لغت میں کہا ہے:

"فَامْکَنَ الْیَتَامٰی مِنْ رُوسِ الْاَزْفَاقِ یَلْعَقُو نَهَا اَیْ یَلْطَعُو نَهَا وَیَلْحَسُونَهَا۔"

اپنی انگلی کو شہد لگاتے تھے اور اس کو چوستے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کہ یہ بچے ایسا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو یہ بچے اپنے باپ کی جگہ پر ہیں۔

قصیدہ ابی فراس ہمدانی کی شرح میں ہے کہ قنبر نے کہا: میں اپنے مولا امیر المومنینؑ کے ہمراہ تھا۔ آپ ایک تھیلا اٹھائے ہوئے تھے کہ جس میں کھجوریں تھیں۔ حضرت ایک گھر میں داخل ہوئے تو چند یتیم بچے جو وہاں پر تھے ان کے منہ میں کھجوریں ڈالتے تھے۔

اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھتے تھے اور گوسفند کی طرح یبعع (گوسفندوں کی طرح آوازیں) نکالتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! آپ کے اس کام میں کیا حکمت پائی جاتی ہے؟ فرمایا: اے قنبر؟ میں اس گھر میں داخل ہوا یہ یتیم بچے رو رہے تھے میں چاہتا ہوں کہ جب میں اس گھر سے نکلوں تو یہ بچے خوش ہوں اور ہنستے ہوں۔ باقی آئمہ ہدیٰ بھی یتیموں کی اسی طرح سرپرستی کرتے تھے۔ امام زین العابدینؑ شام کے سفر سے مدینہ واپس لوٹے تو فضل اور عبداللہ (جو کہ قمر بنی ہاشم کے دو فرزند تھے) کو اپنے زانو پر بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے:

رَحِمَ اللّٰهُ عَلَى الْعَبَّاسِ فَلَقَدْ آثَرَ وَاَبْلٰى وَفَدَا اَخَاهُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى قُطِعَتْ يَدَاهُ فَاَبْدَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ كَمَا

جَعَلَا لِجَعْفَرِ ابنِ اَبِی طَالِبٍ وَاِنَّ لِلْعَبَاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَغْبِطُہُ بِہَا جَمِیْعُ الشُّہَدَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔"

اللہ عباس پر رحم کرے، بتحقیق انہوں نے اپنے آپ کو قربان کیا یہاں تک کہ ان کے دونوں بازو کٹ گئے۔ اللہ نے ان دونوں بازوں کے بدلے میں دو پردے دئے آپ ان دونوں پروں کے ذریعہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ جس طرح جعفر بن ابی طالبؑ کو خالق نے دو پردیئے تھے بتحقیق عباسؑ کے لئے خدا کے نزدیک بڑی منزلت ہے کہ اس منزلت کی وجہ سے قیامت کے دن تمام شہداء رشک کریں گے۔

مجلس نمبر 35

ماہ رمضان میں توبہ کرنا

قَالَ ﷺ: وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَارْفَعُوا اِلَيْهِ اَيْدِيَكُمْ فِي اَوْقَاتِ صَلٰوَاتِكُمْ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْاَوْقَاتِ يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا بِالرَّحْمَةِ اِلٰى عِبَادِهِ يُجِيْبُهُمْ اِذَا نَاجُوهُ وَيُلَبِّيْهِمْ اِذَا نَادُوهُ وَيَسْتَجِيْبُ لَهُمْ اِذَا دَعَوهُ۔"

اٹھائیسویں مجلس میں توبہ کے بارے میں شرح دی گئی ہے۔ یہاں پر رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان میں خدا سے توبہ کرلو اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرو اور نماز پنجگانہ کی تعقیبات میں (چونکہ وہ اوقات بہترین اوقات ہیں خداوند تعالی اپنے بندوں کی طرف رحمت کی نظر کرتا ہے جب بندے اس کے ساتھ مناجات کریں تو وہ قبول کرتا ہے جب بھی آپ اس کو پکاریں تو وہ جواب دیتا ہے) تضرع اور زاری کے ساتھ اس کو پکارو۔ وہ تمہاری پکار کو رد نہیں کرتا بلکہ تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

توبہ کی شرط

نہج البلاغہ میں ہے کہ جب ایک شخص نے حضرت کے سامنے استغفر اللہ کہا تو حضرت امیرؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ استغفار کسے کہتے ہیں؟ استغفار علیین کا درجہ ہے اور یہ استغفار چھ معانی پر واقع ہے۔ ☆ پہلا: گزشتہ گناہوں پر پشیمان ہونا۔ ☆ دوسرا: یہ عزم کرنا کہ گناہوں کو انجام نہیں دوں گا۔ ☆ تیسرا یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق کو ادا کرے یہاں تک کہ صاف ستھرا ہو اس پر کسی قسم کا حق نہ ہو۔ ☆ چوتھا یہ ہے کہ جو فرائض انجام نہیں دے سکا انکو ادا کرے۔ ☆ پانچواں: جو گوشت حرام خوری کے سبب سے بدن پر موجود ہے اس کو حزن کے ساتھ پگھلا دے یہاں تک کہ چمڑا ہڈی کے ساتھ مل جائے اور ان کے درمیان ایک اور گوشت اُگے۔ ☆ چھٹا یہ ہے کہ جسم کو طاعت کی تکلیف کا ذائقہ چکھا دے۔ جس طرح معصیت کی مٹھاس کو چکھا دیا تھا ان شرائط کے ساتھ کہے اَستغفِرُ اللہ۔

آدمؑ ابوالبشر کی توبہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ ''حضرت آدمؑ نے خالق سے چند کلموں کولیا۔ پھر وہ چند کلمے کہے تو خدا نے آپ کی توبہ قبول کی۔ چونکہ وہ توبہ کوقبول کرنے والا ہے اور وہ رحم کرنے والا ہے توبہ کرنے والوں پر اور وہ کلمات یہ تھے بارالہا! تجھے قسم ہے محمد،علی فاطمہ،حسن اور حسین کی کہ ان کے طفیل میری توبہ قبول فرما۔ جب خدا نے آدم کو اپنے دست قدرت کے ساتھ خلق فرمایا اوران کو بہشت میں بٹھا دیا اور ایک درخت سے کھانے سے روکا تو حضرت آدمؑ کو اغواء کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس درخت سے پھل تناول کیا اور بہشت سے باہر نکالے گئے حضرت آدمؑ نے سراندیب کے پہاڑ میں پناہ حاصل کی شرح نہج البلاغہ خوئی جلد اول میں فرماتے ہیں کہ سراندیب کا پہاڑ ہند کے شرق میں ہے اقلیم اول میں ہے کہ آدم چالیس دن رات اور عیون اخبار الرضا کی روایت کے مطابق ایک سال تک روتے رہے اور دجلہ اور فرات کی طرح آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ یہاں تک کہ پنجتنؑ پاک کے انوار کا واسطہ قرار دیا تو حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی نوسوتیس سال اس دنیا میں زندگی کی اور مکہ میں اس دنیا سے چلے گئے اور اسی مقام پر ان کو دفن کیا گیا۔ اور شیث ہبۃ اللہ اور ملائکہ نے ان پر نماز پڑھی۔

آدمؑ اور باقی انبیاءؑ کی عصمت

عصمت لغت میں ضرب یضرب کے باب سے ہے۔ عصمہ یعنی اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کو بچالیا اور اس کو اس سے روکا اور اصطلاح میں اس ملکہ کو کہتے ہیں کہ جس سے اپنے اختیار سے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اس ملکہ کی وجہ سے معاصی کے عیوب اور پروردگار کی اطاعت کے مناقب کو پایا جائے ہے۔ یہ خدا کی طرف سے لطف ہے خلاصہ یہ کہ عصمت ایک ملکہ ہے جو گناہوں کے ارتکاب سے مانع ہے اور یہ ملکہ موجب بنتا ہے اختیاری حالت میں اطاعت بجالانے کا۔ اور امامیہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبرؑ اور امام گناہ بالکل نہیں کرتے ہیں نہ صغیرہ نہ کبیرہ نہ عمدا نہ سہوا اور یہ مطلب ادلہ عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے۔

1:۔ پیغمبر کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:''فاتبعونی ''پس معصیت کی صورت میں اس کی اطاعت کریں تو حرمت اور وجوب اکٹھے ہوجاتے ہیں اور یہ محال ہے۔ یعنی پیغمبر کی اطاعت کرنا واجب ہے اور

معصیت کی صورت میں اس کی اطاعت کرنا حرام ہے۔

2:۔ اگر پیغمبر معصیت کرے تو اس کو نہی عن المنکر کے عنوان سے ڈرانا اور روکنا واجب ہو جائے گا۔ حالانکہ ڈرانا اور پیغمبر کو اذیت پہنچانا حرام ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ یہاں پر بھی وجوب اور حرمت اکٹھے ہیں۔

3:۔ جس پیغمبر کو خدا نے بڑا درجہ دیا ہے اور اپنی وحی کا امین قرار دیا ہے۔ شہروں اور لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے اور خدا کی طرف سے یہ نداء ہو کہ فلاں عمل کے مرتکب نہ ہو جاؤ وہ اپنی لذت کے لئے پروردگار کی نہی کی پروانہ کرے ڈرانے سے نہ ڈرے اور یقیناً یہ عمل قبیح ہے اور اس کا قبیح ہونا ظاہر ہے۔ رسول اور پیغمبر سے ایسا فعل ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا۔

4:۔ اگر پیغمبر معصوم نہ ہو تو اس کو مبعوث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے چونکہ اس کو منکرات سے نہی کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے جب وہ خود گناہوں کا مرتکب ہو جائے تو کسی اور کو اس گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتا ہے۔

5:۔ پیغمبر پر امت کا وثوق ہے جب پیغمبر معصوم نہ ہو تو اس پیغمبر پر وثوق نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ جو خبر دے رہا ہے وہ جھوٹ ہو اور لوگوں کی یہ عادت ہے جب بھی کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور خود اس پر عمل نہ کرتا ہو تو لوگ ان کی باتوں کو قبول نہیں کرتے۔

6:۔ اگر پیغمبر گناہ کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :وَاِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا۔'' اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ پیغمبر کی حالت امت کے افراد کی حالت سے الگ ہو۔

7:۔ اس سے لازم آتا ہے اس کی حالت گناہ گار امت کے گناہ گار لوگوں سے پست تر ہو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو ان پر کامل کیا ہے اور ان کو اپنی وحی کا امین اور اپنے بندوں پر خلیفہ قرار دیا ہے ان کی عظمت سب سے بلند ہے پس ان کا گناہوں میں مرتکب ہونا اور امر اور نواہی الٰہی سے اعراض کرنا اس دنیائے فانی کی لذت کے لئے دوسرے لوگوں کی معصیت سے زیادہ قبیح ہے۔ اور کوئی عاقل بھی یہ تسلیم نہیں کرتا ہے کہ پیغمبر باقی لوگوں کی نسبت پست تر ہوں۔

8:۔ پیغمبر اگر معصیت کرے تو وہ بھی لعنت اور عذاب کا مستحق ہوگا۔ قرآن کی نصوص بتاتی ہیں :وَمَنْ

یَعْصِی اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ـ" خدا کے پیغمبروں کا ان امور کا مستحق ہونا باطل ہے یہ بدیہی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

9:۔ خدا شیطان کی حکایت بنیان فرماتا ہے کہ جس میں شیطان نے کہا کہ تیری ذات کی قسم میں تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اگر کوئی پیغمبر معصیت کرے تو یہ ان میں سے ہوگا کہ جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہے اور یہ مخلصین سے نہیں نہیں جبکہ اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر مخلصین میں سے ہیں اور قرآن کی آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

10:۔ اگر پیغمبر معصیت کرے تو یہ ظالمین میں سے ہوگا اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ ـ" کہ امامت اور پیغمبری کا عہدہ ظالمین کو نہیں مل سکتا ہے اور اس مدعا پر دلائل بہت زیادہ ہیں علامہ مجلسیؒ نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے: پس آدمؑ کی خطاء ترک اولیٰ تھا کہ جو ان سے صادر ہوا اور تمام انبیاء اور اوصیاء خصوصاً بارہ آئمہؑ سے اول عمر سے آخر عمر تک کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ نہ گناہ صغیرہ نہ کبیرہ، عمداً نہ سہواً اور نہ خطا کی صورت میں۔ شرح نہج البلاغہ میں علامہ خوئیؒ فرماتے ہیں کہ جن دعاؤں میں یہ وارد ہے کہ جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں یا امت کو تعلیم اور تنبیہ کرنے کے لئے ہے یا تواضع کی وجہ سے اعتراف کرتے ہیں یا اس لئے کہ انسان میں تقصیر کا گمان پایا جاتا ہے اگر یہ مجھ سے صادر ہو جائے یا امت کی زبان سے یہ کلمات نکلیں تو یہ امت کے گناہوں کا اعتراف یا امت کو تنبیہ کرنے کے لئے یا تواضع اور عبودیت کے اعتراف کے لئے یعنی امت سے سرزد ہو تو گناہوں کا اعتراف ہے۔ چونکہ ہر راعی اپنی رعیت کا مسؤل ہے اور گناہوں کا اضافہ نفوس قدسیہ کی طرف یہ ایک سبب ہے پیغمبر اور امت کے درمیان امام اور اپنے شیعوں کے درمیان یا یہ کہ "اِيَّاكِ اَدْعُوْ وَاسْمَعِی "یَا جَارَہ کی طرح کنایہ ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جہاں ارشاد فرمایا: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ـ" امام صادقؑ نے فرمایا: خدا کی قسم رسول خداؐ کے ذمے کوئی گناہ نہیں تھا بلکہ انہوں نے گناہ کا خیال بھی نہیں کیا۔ لیکن اللہ نے ان کے شیعوں کے گناہ پر حمل کیا ہے پھر اس کے لئے بخش دیا اور مجمع میں ہے ان کا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ضامن ہوا ہے کہ ان کے شیعوں کے گناہوں کو بخش دے۔

مجلس نمبر 36

حضرت ادریس علیہ السلام کی قوم کا توبہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ "

یاد کرو قرآن میں ادریس کو وہ بہت زیادہ تصدیق کرنے والے اور بہت زیادہ سچ بولنے والے نبی تھے اور ان کو ہم بلند مکان پر لے گئے۔

مجلسیؒ نے وہب سے روایت کی ہے کہ ادریس کا نام اخنوخ تھا کہ خدا کی حکمتوں اور اسلام کی سنتوں کا بہت زیادہ درس دیتے تھے اس لئے اس کا نام ادریس رکھا گیا۔ یہ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے قلم کے ساتھ کوئی چیز لکھی اور یہ پہلا شخص تھا کہ جس نے کپڑوں کو سیا اور جب کپڑے لیتے تھے تو خدا کی تسبیح و تہلیل اور تمجید اور تکبیر کرتے تھے۔ آپ پر تیس صحیفے نازل ہوئے مسجد سہلہ میں کپڑے سیتے تھے اور وہیں پر نماز اور دعا پڑھتے تھے۔ آپ وہاں پر جو بھی دعا مانگتے اللہ تعالی اس کو قبول کرتا تھا۔ قیامت میں بلند مکان پر لے گیا آپ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے ایک ہزار آدمی ان پر ایمان لے آئے اور ان کے زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا وہ ایک دن سیر و سیاحت کی غرض سے سوار ہوا پھر ان کا گزر ایک سرسبز زمین سے ہوا کہ جو حضرت ادریس کے اصحاب میں سے ایک کی ملکیت تھی۔ اس وقت حضرت ادریسؑ کے اصحاب کو لوگ رافضی کہتے تھے۔ یعنی خالص مومن چونکہ انہوں نے باطل دین کو ترک کر دیا تھا اور ان لوگوں سے بیزار تھے جب ظالم بادشاہ اس زمین پر پہنچا تو اس کو وہ زمین پسند آئی اور اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ یہ کس کی زمین ہے؟ اس کو کہا گیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندے کی زمین ہے بادشاہ نے اس کو طلب کیا اور چاہا کہ اس شخص سے زمین خریدے اس نے کہا کہ میں اپنی زمین نہیں بیچتا۔ میرے اہل و عیال تمہاری نسبت اس زمین کے زیادہ محتاج ہیں اس زمین کی بات نہ کریں۔ بادشاہ غضبناک ہوا اور غم کی حالت میں اپنے گھر کی طرف لوٹا اس کی ایک بیوی تھی کہ جس

سے اپنے امور میں اس سے مشورہ کرتا تھا اور وہ ازارقہ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور اس کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا اس عورت نے پوچھا بادشاہ کو کیا ہوا ہے کہ میں ان کو غضب آلود دیکھ رہی ہوں اس کے سامنے اس زمین کا واقعہ بیان کیا گیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غمگین ہونے کی ضرورت نہیں وہ شخص غمگین ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے کہ جو انتقام لینے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر تم بغیر حجت کے اس کو قتل نہیں کرنا چاہتے ہو تو میں اس کے قتل کرنے کا ایک طریقہ بتائے دیتی ہوں پھر زمین تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی اور اہل مملکت کے لئے تمہارے پاس عذر بھی موجود ہوگا۔ بادشاہ نے کہا وہ تدبیر کیا ہے؟ عورت نے کہا ازارقہ کی ایک جماعت ان کے پاس بھیجتی ہوں جو کہ میرے اصحاب ہیں۔ وہ اس کو تمہارے پاس لے آئیں گے اور گواہی دیں گے کہ اس نے تمہارے دین سے بیزاری کی ہے۔ پھر تم اس کو قتل کر سکتے ہو اور اس کی زمین بھی لے سکتے ہو بادشاہ نے کہا یہ کام کرو۔ اس عورت کے اصحاب رافضیوں کے خون کو حلال جانتے تھے۔ پس وہ جماعت آ گئی اور انہوں نے گواہی دی اس طریقے سے بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی زمین کو اپنے قبضہ میں لے لیا اس وقت خداوند تعالی اس مومن کے قتل کی وجہ سے غضبناک ہوا اور ادریس پیغمبر کو وحی کی کہ اس ظالم بادشاہ کے پاس چلے جاؤ اور اسے کہو کہ میں تم سے راضی نہیں ہوں کیونکہ تو نے بلاوجہ میرے بندہ کو قتل کیا اور اس کی زمین کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور ان کے اہل وعیال کو محتاج کر دیا اور ان کو بھوکا چھوڑا میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کے لئے تجھ سے انتقام لوں گا اور دنیا میں تمہاری بادشاہی کو چھین لوں گا اور تمہارے عیال کے بدن کے گوشت کو کتوں کی غذا قرار دوں گا اور تمہارے شہر کو خراب کروں گا تجھے میرے حلم نے مغرور بنا دیا ہے حضرت ادریس نے خدا کا پیغام پہنچایا حالانکہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس بادشاہ اصحاب ان کے اردگرد موجود تھے۔ اس ظالم بادشاہ نے ادریس سے کہا کہ ہماری مجلس سے باہر چلے جاؤ کہیں میرے ہاتھ سے تمہاری جان نہ چلی جائے اس کے بعد اپنی بیوی کو بلایا اور ادریس کے پیغام کو اس کے سامنے نقل کیا عورت نے کہا نہ ڈرو ادریس کی خدائی رسالت سے میں کسی کو بھیجتی ہوں کہ جو ادریس کو قتل کرے اور اس کی خدائی رسالت باطل ہو جائے گی بادشاہ نے کہا یہ کام کر لو اس کے بعد اس عورت نے ازارقہ قبیلہ سے چالیس آدمیوں کو بھیجا کہ وہ ادریس کو قتل کریں وہ اصحاب آئے اس مقام پر کہ جہاں ادریس اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے وہاں پر ان کو نہیں پایا ادریس کے اصحاب کو پتہ چلا کہ یہ جماعت ادریس کو قتل کرنے کے لئے ہے جلدی سے ادریس کو خبر دی ادریس نے خدا سے مناجات کی اور کہا اے میرے پروردگار آپ نے اس ظالم بادشاہ کی طرف بھیجا میں نے آپ کا پیغام پہنچایا اس نے مجھے قتل کی دھمکی دی اب مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اللہ نے ادریس کو وحی کی کہ شہر سے باہر نکلیں ان کو

میرے حوالہ کردیں میں اپنا امران پر جاری کروں گا پس ادریس نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ خدا نے فرمایا کہ شہر سے باہر نکل جاؤ پس اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب شہر سے باہر نکل جاؤ کہ یہ شہر قحط کی وجہ سے خراب ہوگا ادریس کے اصحاب مختلف شہروں میں چلے گئے اور ادریس کی خبر شہروں میں شائع ہوئی کہ ادریس نے اپنے خدا سے درخواست کی ہے کہ اس علاقہ میں بارش نہ ہوجائے اور جب تک ادریس سوال نہ کرے خدا بارش کو نہیں بھیجے گا پس ادریس ایک بلند پہاڑ پر گئے وہاں پر ایک غار تھا اس میں چھپ گئے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کو اس پر مقرر کیا ہر شام کو اس کے لئے غذا لے آئے خدا نے اس ظالم بادشاہ کو مار ڈالا اور شہر کو خراب کیا اور اس بیوی گدائی کرنے لگی ایک رات محلہ کے کتے اکھٹے ہوگئے اور اس عورت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اس کے بعد اس کے گوشت کو کھالیا بیس سال تک وہاں پر بارش نہیں ہوئی بہت بڑی مشقت میں مبتلا ہوگئے کھانے اور پینے کی چیزیں دور دراز علاقے سے لے آتے تھے بہت زیادہ مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ بلاء ادریس کی بددعا کی وجہ سے آئی ہے چونکہ انہوں نے چاہا ہے کہ ہمارے اوپر بارش نہ ہو اور وہ ہم سے پوشیدہ ہیں ان کی جگہ کو نہیں جانتے ہیں اور خدا ادریس پر زیادہ رحم کرنے والا ہے پس سب نے یہ فیصلہ کیا کہ خدا سے توبہ کریں خدا سے دعا و استغاثہ اور تضرع کریں اور سوال کریں کہ خدا ان کے لئے بارش برسائے پس انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور مٹی پر کھڑے ہوگئے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اور خدا سے توبہ استغفار اور گریہ زاری کرتے تھے یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ادریس کو وحی ہوئی کہ میرے بندے میری طرف لوٹ آئے ہیں اب اٹھو اور ان کے درمیان چلے جاؤ اور دعا مانگو تا کہ میں ان پر بارش برساؤں اور اپنے ہاتھ پاؤں سے روزی کماؤ۔

ادریس پہاڑ سے نیچے آئے دیکھا کہ شہر ویران ہوا ہے درخت چشمے خشک ہوچکے ہیں اس شہر میں کہیں سے دھواں نہیں نکلتا ہے اس وقت ادریس بہت زیادہ بھوکے تھے اچانک دیکھا کہ شہر کے کنارے پر کچھ دھواں بلند ہوا ہے اس دھواں کی وجہ سے وہاں چلے گئے دیکھا کہ وہاں پر ایک عورت ہے اس نے دو روٹیوں کو آگ پر ڈالا ہے حضرت ادریس نے کہا اے خاتون مجھے روٹی دے دیں کہ بھوک کی وجہ سے طاقت ختم ہوئی ہے اس عورت نے کہا اے خدا کے بندے ادریس کی بددعا نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا ہے تا کہ ہم دوسروں کو روٹی دے دیں خدا کی قسم ان دو روٹیوں کے علاوہ کسی چیز کی مالک نہیں ہوں ایک میری روٹی ہے اور دوسری میرے بیٹے کی ہے۔ اگر میں اپنی روٹی دیتی ہوں تو میں مرجاتی ہوں اور اگر اپنے بیٹے کی روٹی دیتی ہوں تو وہ مرجاتا ہے جائیں میرے علاوہ کسی اور سے اپنی غذا طلب کریں ادریس

نے کہا کہ تمہارا بیٹا چھوٹا ہے آدھی روٹی اس کے لئے کافی ہے کہ جس سے زندگی بسر کر سکے اور آدھی روٹی میری زندگی کے لئے کافی ہے ہم دونوں ایک روٹی پر گزارہ کر سکتے ہیں۔

پس بوڑھی عورت نے اپنی روٹی خود کھالی اور بیٹے کی روٹی کے دو حصے کر دئے اس بیٹے نے جب یہ دیکھا کہ جناب ادریس اس کی روٹی کھا رہے ہیں وہ مضطرب ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے تو نے میرے بیٹے کو مار ڈالا؟ ادریس نے کہا کہ: جزع نہ کرو میں اس کو خدا کے اذن سے زندہ کرتا ہوں اس وقت ادریس نے اس کے بیٹے کے دونوں بازوں سے پکڑا اور فرمایا اے روح جو باہر آئی ہے اس بیٹے کے بدن سے دوبارہ خدا کے اذن سے اپنی جگہ پر چلی جا اور میں ادریس پیغمبر ہوں جب اس عورت نے دیکھا کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا ہے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو ادریس پیغمبر ہے وہ باہر آئی اور بلند آواز سے شہر کے درمیان فریاد کی کہ تمہیں بشارت ہو مشکل کے حل ہو جانے کی کہ ادریس تمہارے شہر میں آ گئے ہیں میں کہتا ہوں کہ پروردگارا ہم بھی منتظر ہیں کہ جبرئیل کی آواز بلند ہو کہ اے شیعہ آل ابی طالب تمہارے لئے خروج کی بشارت ہو کہ مہدی آل محمدؐ ظاہر ہو گئے ہیں۔

خلاصہ ادریس چلے گئے اور اس ظالم بادشاہ کے مکان میں جا کر بیٹھ گئے اور حکم دیا اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے بارش کی دعا مانگوں پس تمہارا بادشاہ تمام شہر والوں کے ساتھ ننگے پاؤں پیادہ آئیں تا کہ میں دعا مانگوں مجبور ہو کر بادشاہ تمام شہر والوں کے ہمراہ ننگے پاؤں خضوع و خشوع کے ساتھ حضرت ادریس کے پاس آئے اس وقت حضرت ادریس نے دعا مانگی اور اسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ اب غرق ہو جائیں گے وہ قحط سالی سے نجات پا چکے اور ادریس تین سو سال یا اس سے زیادہ زندگی کی اس کے بعد اپنے بیٹے متوشلخ کو اپنا وصی قرار دیا اور آسمان میں چلے گئے۔

حضرت یونسؑ کی قوم کا توبہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۔ "یعنی کیوں شہروں میں سے کوئی شہر عذاب دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے تا کہ ان کے لئے ایمان نفع مند ثابت ہو جیسے یونس کی قوم کہ انہوں نے عذاب نازل ہونے سے پہلے توبہ کی اور خدا پر ایمان لے آئے ہم نے بھی ان سے عذاب کو دور کیا جو ذلیل کرنے والا تھا اس دار دنیا میں ہم نے ان کو مرنے تک دنیا کی لذتوں سے خوش قسمت قرار دیا۔ یونس بن متی شہر نینوا میں مبعوث ہوئے کہ جو موصل

کے اطراف میں ہے اس وقت ان کی قبروہیں نینوامیں ہے تقریباوہاں پرایک لاکھ سے زیادہ افراد تھے۔"فَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْيَزِيْدُوْنَ "اور کہا گیا ہے کہ یزیدون سے مرادستر ہزار ہے ورنہ تیس ہزار ہے اور یونس جب مبعوث ہوئے ان کی عمر تیس سال سے زیادہ تھی تینتیس سال تک نینوا کے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے کوئی بھی ان پر ایمان نہیں لایا صرف دو آدمی ایک تنوخا کہ جو زمیندار تھا دوسرا روبیل کہ ایک پڑھا لکھا عالم تھا اور گوسفند چراتا تھا اس سے زندگی گزارتا تھا تنوخا لکڑیاں شہر میں لا کر بیچتا تھا اور اس سے زندگی گزارتے تھا جب یونس نے دیکھا کہ اس کی قوم اس کی بات نہیں مانتی ہے اور اس پر ایمان نہیں لاتی ہے تو آپ دل تنگ ہوئے اور جزع کیا اور اپنے پروردگار سے شکایت کی اور عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے اس قوم کے لئے مبعوث فرمایا جبکہ اس وقت میری عمر تیس سال تھی۔ تینتیس سال تک ان کو خدا کی طرف دعوت دی میں ان کو خدا کے غضب اور عذاب سے ڈراتا رہا انہوں نے مجھے جھٹلایا اور میری رسالت کو معمولی سمجھا مجھے قتل کی دھمکی دی میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے قتل نہ کردیں۔ پس تو اپنا عذاب ان پر نازل کردے یہ ایک جماعت ہے کہ جو ایمان نہیں لائی خدا کی طرف سے یونس کو وحی ہوئی کہ میں حکیم بھی ہوں اور عادل بھی ہوں میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر چکی ہے اس قوم کے درمیان حاملہ عورتیں چھوٹے بچے بوڑھے مرد اور کم عقل لوگ پائے جاتے ہیں اور میں عذاب نہیں دیتا۔ جب تک کہ ان پر حجت تمام نہ کروں اے میرے بندہ ان پر عذاب نازل ہونے کے بارے میں کیوں جلدی کرتے ہو؟ نوحؑ پیغمبر کا صبر تجھ سے زیادہ تھا اور ان کی شفقت اپنی امت پر تجھ سے بہت زیادہ تھی ۔ان کا عذر تمام ہوا۔ اے یونسؑ ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے یہ میرے شہروں کو آباد کرتے ہیں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤں۔ یونس نے عرض کیا: تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ہرگز ان پر مہربان نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے مجھے جھٹلایا اور میری پیغمبری کا انکار کیا پس اپنا عذاب ان پر نازل کردے۔

خطاب آیا بدھ کے دن پندرہ شوال کو ان پر عذاب نازل ہوگا یونس خوش حال ہوئے۔ اور تنوخا کے پاس گئے اور اس کو خبر دی اور فرمایا: آیئے چلتے ہیں اور ان کو خبر دے دیتے ہیں کہ فلاں دن ان پر عذاب نازل ہوگا۔ تنوخا نے کہا ان کو آپ کیوں بتاتے ہیں۔ انہیں چھوڑ دو تا کہ بغیر اطلاع ان پر عذاب نازل ہو جائے۔ یونسؑ نے کہا: آیئے روبیل کے پاس جاتے ہیں اور ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ چونکہ وہ ایک دانا عالم ہے جب روبیل کے پاس چلے گئے اور اس کو عذاب کے متعلق آگاہ کیا روبیل نے کہا: اے یونسؑ بہتر یہ ہے کہ عذاب کے نازل ہونے میں خدا کی طرف رجوع کریں اور سفارش کریں تا کہ عذاب نازل ہونے میں تاخیر ہو جائے۔ یہ تمہارے درجہ کی بلندی کے لئے بہتر ہے۔ خدا بے نیاز ہے

ان کے عذاب سے تنوخا نے کہا: وائے ہو تجھ پر اے روبیل! یہ کونسی مصلحت ہے کہ جو آپ نے یونسؑ کے لئے دیکھی ہے کہ وہ سفارش کریں جبکہ یہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں اور پیغمبر کو جھٹلا دیا ہے اور یونسؑ کو سنگسار کرنا چاہتے تھے۔ روبیل نے تنوخا سے کہا: خاموش ہو جاؤ تو ایک عابد شخص ہے تمہیں پتہ نہیں ہے۔ پھر روبیل جناب یونس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: یہ بتایئے کہ اگر خدا عذاب نازل کرے اور یہ عذاب کے آثار کو دیکھ کر توبہ کرلیں اور خدا سے استغاثہ کریں اور خدا ان پر رحم کرے۔ چونکہ وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہے اور ان سے عذاب کو اٹھادے۔ جب کہ آپ نے خبر دی ہو کہ فلاں دن تمہارے اوپر عذاب نازل ہوگا۔ اس کے بعد آپ نہیں ڈرتے ہیں کہ آپ کو جھٹلا دیں۔ تنوخا نے ان کی باتوں سے پریشان ہو کر کہا: وائے ہو تجھ پر اے روبیل تم سے بری بات صادر ہوئی۔ پیغمبر مرسل تجھ کو خبر دے گا کہ خدا نے اس کی طرف وحی کی ہے کہ ان پر عذاب نازل ہوگا اور تم یہ باتیں کرتے ہو تم خدا اور رسولؐ کے قول کو رد کرتے چلے جارہے ہو تمہارا عمل ضائع ہوا ہے۔

روبیل نے کہا: اے تنوخا! تمہاری رائے کمزور ہے۔ میں جانتا ہوں اس چیز کو کہ جس کو تو نہیں جانتا ہے یہ قوم کہ جس کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ سب کے سب یونس کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں تو ان کے لئے اچھا نہیں ہے۔

مختصراً روبیل کی نصیحتوں کو قبول نہ کیا گیا اور یونس نے قوم کو خبر دی کہ فلاں دن تمہارے اوپر عذاب نازل ہوگا شہر کے لوگ پریشان ہو گئے اور ان کو جھٹلا دیا اور ان کی اہانت کی اور زبردستی ان کو شہر سے باہر نکالا۔ یونس تنوخا کے ساتھ لشکر سے دور چلے گئے اور عذاب نازل ہونے کے منتظر تھے۔ جب عذاب نزدیک آیا تو روبیل ایک بلند مقام پر آ گیا اور لوگوں کو آواز دی کہ اس کے اردگرد جمع ہو جائیں اس نے کہا:

اے لوگو! میں روبیل ہوں میں تمہارے اوپر مہربان ہوں۔ یہ شوال کا مہینہ ہے کہ یونس نے وعدہ دیا ہے کہ اس مہینے کی پندرہ کو بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد تمہارے اوپر عذاب نازل ہوگا اور تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اور یونس خدا کا پیغمبر ہے انہوں نے خدا پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور خدا کا وعدہ برخلاف نہیں ہوسکتا ہے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے روبیل کی باتوں سے لوگوں کو عذاب نازل ہونے کا یقین حاصل ہوا لوگ ڈر گئے اور وحشت زدہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا: اے روبیل! اب آپ کی ہمارے بارے میں کیا مصلحت ہے چونکہ تو ایک دانا اور حکیم شخص ہو ہم آپ کو ہمیشہ سے دیکھ رہے ہیں اور ہمارے اوپر بڑے مہربان رہے اور ہم نے سنا ہے کہ آپ نے یونس کے پاس ہماری بہت سفارش کی ہے اب آپ کی جو رائے ہے بتادیں تاکہ ہم اس پر عمل کریں روبیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جس نے جس کا مال لیا ہے اس کو

واپس کردے۔ اگر کسی کی گردن پر کوئی حق ہے تو اس کو ادا کردے۔

پندرہ شوال بدھ کے دن صبح کے وقت سب کے سب صحراء میں نکل جائیں اور شیر خوار بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کردیں گائے اونٹنی اور گوسفند کے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کردیں اور انسانوں کے بچے بھی اپنی ماؤں سے۔ تاکہ یہ سب گریہ کریں اور مائیں بچوں کے لئے گریہ کریں اور یہ سب کچھ سورج نکلنے سے پہلے ہو۔ جب آپ دیکھیں کہ ایک زرد ہوا مشرق کی طرف سے آتی ہے تو چھوٹے بڑے نالہ وفریاد بلند کریں اور اپنے سروں پر مٹی ڈالیں اور یونس پر ایمان لے آئیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں اور کہیں:

اے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اور تیرے پیغمبر کو جھٹلا دیا۔ اب تجھ سے اپنے گناہوں کی توبہ طلب کرتے ہیں۔ اگر تیری ذات نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس ہماری توبہ کو قبول کر اور ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو بہترین رحم کرنے والا ہے اور شہر کے لوگوں کے گریہ وفریاد سے آپ کو کوئی ملال نہ پہنچے۔ انہوں نے روبیل کے کلمات کو سنا اور لوگوں کے حقوق ادا کئے اور جس نے کسی کا پتھر چوری کیا تھا اس کو دیوار کی بنیاد میں رکھا تھا اس دیوار کو بھی مسمار کرکے اس پتھر کو مالک کے حوالہ کردیا۔

یاقوت حموی معجم البلدان میں حرف تاء میں کہا ہے تل توبہ وہ جگہ ہے کہ جہاں قوم یونس نے جاکر توبہ کی تھی اور وہاں پر ایک بت نصب تھا اس کو توڑ دیا اور گرادیا اور اس کے نزدیک بچھڑے کا مجسمہ تھا کہ جس پر سجدہ کرتے تھے اس کو آگ لگادی اور خلوص کے ساتھ توبہ کی'' فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَكَشَفَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ ''اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کیا اور ان سے عذاب ٹل گیا۔

خلاصہ صبح ہوئی تو جیسے روبیل نے کہا ویسا ہی کیا۔ جب سورج نکلا ایک تیز زرد آندھی چلی اس میں ایک عظیم آواز تھی تاریکی چھاگئی اس وقت لوگوں نے فریاد بلند کی۔ سب اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اور استغاثہ بلند کرتے تھے اور توبہ واستغفار کرتے تھے۔ روبیل ان کے حق میں دعا مانگتے جارہے تھے۔ حیوانوں کی آوازیں، پانی اور گھاس کے لئے بلند ہوئیں۔ بچے دودھ کے لئے رو رہے تھے۔ انہوں نے فریاد ونالہ سے وادی کو بھر کردیا۔

رحمت الٰہی کا دریا ہیجان میں آیا اور اسرافیل سے خطاب ہوا کہ جاکر ان سے عذاب کو اٹھادیں موصل کے پہاڑ مارتا کہ لوہا ہوجائے۔ عرض کیا میں ان کے عذاب کی رسم میں پھنسا ہوا ہوں۔ ملائکہ سے خطاب ہوا عذاب کو روکے رکھو اور عذاب ان کے سروں پر ایک نیزہ کی مقدار تک آپہنچا تھا۔ اللہ نے فرمایا اے اسرافیل یونس کی قوم نے نالہ وتضرع کی

ہے انہوں نے توبہ اور استغفار کی ہے میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول کی میں خداوند رحیم ہوں کہ جو اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اور اس بندہ کی توبہ کو جلد از جلد قبول کرتا ہوں کہ جو اپنے گناہوں پر پشیمان ہو جائے اور یونس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں ان پر عذاب نازل کروں تو میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان پر عذاب کو نازل کیا میں نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ اسرافیل نے عذاب کو ان سے دور کر دیا اور موصل کے پہاڑ پر ڈال دیا جب لوگوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں تو یونسؑ نے گمان کیا کہ قوم ہلاک ہو گئی ہے۔ تنوخا کے ساتھ جمعرات کے دن شہر کے قریب آ گئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے کام کاج زراعت اور کھیتی باڑی میں مشغول ہیں انہوں نے سوال کیا اور اہل شہر کی توبہ کا بتا دیا۔ یونسؑ شہر میں داخل نہ ہوئے اور دریا کے کنارے چلے گئے اور تنوخا شہر میں داخل ہو گئے۔

جب روبیل سے ملاقات کی تو فرمایا: اے تنوخا اب بتاؤ کہ ہم میں سے کس کی رائے بہتر تھی میری رائے یا تمہاری رائے تنوخا نے کہا آپ کی رائے بہتر تھی اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا وہ حکماء اور علما کی رائے تھی۔ میں ہمیشہ یہ گمان کرتا تھا کہ میں تم سے بہتر ہوں چونکہ میں اپنے اندر زہد اور عبادت کو زیادہ دیکھتا تھا اب تمہاری فضیلت مجھ پر ظاہر ہوئی تمہارے علم کی وجہ سے پھر دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہو گئے۔

یونس جب دریا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ ایک کشتی ہے جو چلنے کے لئے تیار ہے۔ جب دریا کے وسط میں پہنچے تو ایک مچھلی جو پہاڑ کی طرح تھی۔ اس نے کشتی کے لئے راستہ بند کر دیا۔ یونس نے فرمایا: یہ مچھلی مجھے نگلنا چاہتی ہے مجھے اس کے منہ میں ڈال دیں اہل کشتی نے ناپسند کیا۔ کہا کوئی حرج نہیں جب قرعہ ڈالا تو یونس کے نام پر نکلا تین مرتبہ قرعہ نکالا تیسری مرتبہ یونس کو مچھلی کے منہ میں ڈال دیا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔" سورہ صافات آیہ ۱۴۵

جس وقت یونس نے اپنی قوم سے فرار کیا اور آئے اس کشتی کی طرف کہ جس میں سامان بھرا ہوا تھا پس اہل کشتی نے قرعہ ڈالا اس وقت جب مچھلی نے ان کا راستہ روکا تھا پس وہ قرعہ یونس کے نام پر نکلا اس کو دریا میں ڈال دیا مچھلی ان کو نگل گئی اگر یہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک رکھتا یونس کے شکم ماہی میں رہنے کی مدت میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ اس مچھلی نے حضرت

یونسؑ کو سات دریاؤں کی سیر کرائی۔اس کے بعد انہیں دجلہ فرات کے کنارے باہر نکالا:
فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ۔ ''یعنی میں نے اس کو مچھلی کے پیٹ سے ایک صحراء میں ڈال دیا کہ جس میں درخت اور گھاس نہیں تھے حالانکہ وہ بیمار تھا۔ان کے بدن کا چمڑا تازہ مولود بچہ کی طرح ہو گیا تھا۔وہ حرارت کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور میں نے کدو کی ایک بیل گادی کہ اس پر سایہ کرے جب اس کا بدن قوی ہوا تو وہ کدو کا درخت خشک ہونے لگا یونس نے عرض کیا پروردگارا کدو کا درخت مجھ پر سایہ کرتا تھا وہ خشک ہو چکا اللہ کی طرف سے وحی آئی اے یونسؑ! اس درخت کے لئے جزع فزع نہ کرو نہ تو نے اس کو پانی دیا اب تم اس سے بے نیاز ہو چکے ہو۔اس کے باوجود جزع کرتے ہو کہ کیوں خشک ہوا ہے اور جب ایک لاکھ سے زیادہ پر عذاب نازل ہونے والا تھا۔اس وقت جزع نہیں کی اب اٹھو اور شہر کی طرف چلے جاؤ کہ نینوا کے لوگ ایمان لائے ہیں اور پرہیز گار ہو گئے ہیں۔

یونس جب شہر کے نزدیک پہنچے تو شرم آئی کہ شہر میں کیسے داخل ہو۔ایک چرواہے کو دیکھا اور کہا اپنی قوم سے جا کر کہہ دو کہ یونس آ گیا ہے چرواہا کہنے لگا کہ تم جھوٹ کہتے ہیں یونسؑ تو دریا میں غرق ہو گیا ہے۔تمہیں شرم نہیں آتی ہے کہ اس قسم کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہو۔

حضرت یونسؑ نے فرمایا: اگر یہ تمہارے گوسفند گواہی دیں کہ میں یونس ہوں تو مان لو گے؟ اور جب گوسفندوں نے گواہی دی تو چرواہے نے تصدیق کی حضرت یونس نے فرمایا: اس گوسفند کو اپنے ساتھ لے جاؤ تا کہ گواہی دے اور لوگ تمہارے کے قول کی تصدیق کریں۔چرواہے نے نینوا کے لوگوں کے درمیان ندا دی کہ یونسؑ آئے ہوئے ہیں لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا اور اس کو مارنا چاہتے تھے۔تو چرواہے نے کہا: میرے پاس گواہ موجود ہے یہ کہ یونس آ گئے ہیں۔انہوں نے کہا: کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ اس نے کہا: کہ یہ میرا گوسفند گواہی دے گا کہ یونس آئے ہوئے ہیں۔

جب گوسفند نے گواہی دی تو لوگوں نے اس کی تصدیق کی سب کے سب یونسؑ کے استقبال کے لئے دوڑے اور ان کو احترام کے ساتھ شہر میں لے آئے اور ان پر ایمان لے آئے یہاں تک کہ انکو موت آئی جو مقدر میں تھی۔بہر حال مدینہ کے لوگ بھی اہل بیتؑ کے استقبال کے لئے باہر نکلے۔نالہ وفریاد بلند ہوئے۔لوگوں نے اپنے گریبان کو چاک کیا اپنے سروں پر مٹی ڈالی اور واحسینا واشہیدا کی فریاد کو بلند کی۔دیکھا کہ سیاہ علم سیاہ پوش کجاوے غم زدہ عورتوں اور یتیم بچوں کو دیکھا تو مدینہ والے اپنے چہروں کو نوچنے لگے۔

دیدند مردمی زمصیبت سیاہ پوش

دیدند خیمہ ای زعزا قیر گون لباس

آن یک زروی خویش خراشان ترش جگر

وین یک زموئی خویش پریشان ترش حواس

یک کاروان ززن ہمہ مردا نشان اسیر

یک بوستان دروده ریا خیشان بداس

*****

مجلس نمبر 37

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا واقعہ

یوسفؑ کے بھائیوں سے ایک عظیم جرم سرزد ہوا۔ وہ حسد کی وجہ سے کہ جو انہوں نے یوسفؑ کے ساتھ کیا تھا، کے سبب جناب یوسفؑ کو باپ سے لیکر گئے۔ جب وہ یعقوب سے دور ہو گئے تو یوسف کو زمین پر ڈال دیا ان کو طمانچے مارے اور کتوں سے بچی ہوئی غذا ان کو دے دی۔ پھر ان کو زمین پر لٹا کر پاؤں کو پکڑ کر کھینچتے رہے اور ان کے بدن سے قمیص اتار لی۔ یوسفؑ جس سے پناہ حاصل کرنا چاہتے وہ طمانچہ مار کر اپنے آپ سے دور کرتے تھے پھر ان کو قتل کرنے کے لئے چھری نکالی۔ آخر میں بھائیوں نے انہیں کنویں میں ڈال دیا اور ان کو معمولی درہموں میں فروخت کر دیا۔ تا کہ اپنے باپ کے نزدیک زیادہ عزیز ہو جائیں۔ لیکن ان کی اس خیانت نے ان کی زندگی کو تاریک کر دیا۔

بیس سال تک حضرت یعقوبؑ نے ان سے منہ پھیرے رکھا اور ان پر ناراض رہے بالآخر یہ قحط اور مہنگائی میں مبتلاء ہوئے مجبور ہو کر اپنے باپ کے پاس آئے اور گریہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے:

اے پدر بزرگوار! آج ہماری طرف توجہ دیں اب چالیس سال ہو گئے ہیں کہ آپ نے ہماری طرف توجہ نہیں دی۔ ایک کلمہ بھی نہیں کہا کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو اور ہمارے لئے دعا بھی نہیں کرتے۔ ہم نے کبھی آپ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا اگرچہ ہم گنہ گار ہیں۔ لیکن جگر خراش غربت کی حالت میں آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمارے اوپر رحم کریں۔ بابا بھوک کی آگ سے لوگوں کی عورتیں نالہ وفریاد کر رہی ہیں۔ اب ہماری طرف توجہ کریں اور اپنے رب سے دعا مانگیں کہ ہماری روزی میں وسعت عطا فرمائے۔ یعقوبؑ نے فرمایا: میں تمہاری عزیز مصر کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ کیونکہ جب بھی شام کا قافلہ ہمارے قریب اترتا ہے تو وہ اس کے اخلاق حسنہ جود اور سخاوت کا بہت زیادہ تذکرہ کرتے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ عزیز مصر کس قدر پر ملاحت کلام کا حامل، کس قدر فصیح، کس قدر سخی اور کس قدر متواضع نیز صاحب جلال وعظمت ہے۔تم اس کے پاس چلے جاؤ اور میری طرف سے اس کو سلام کرنا۔انہوں نے کہا: ہمارے پاس عزیز مصر کے لائق کوئی تحفہ نہیں ہے کس طرح ہم تھوڑے سے سرمایہ کے ساتھ وہاں جاسکتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا: وہ شخص کریم ہے تھوڑا ہدیہ بھی قبول کرتا ہے اور اس کے مقابلہ بہت زیادہ احسان کرتا ہے۔ بیٹے کہنے لگے اگر وہ ہمارے ہدیہ کو قبول نہ کرے ہمیں کیا کرنا چاہیے جبکہ اس اون اور سیاہ رقم کی کوئی قیمت نہیں ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں قیمتی طعام دے دے۔ یعقوبؑ نے کہا: اگر تمہارے اس ہدیہ کو قبول نہ کرے تو تم اپنا حسب ونسب ان کے سامنے بیان کرنا۔اگر پھر بھی قبول نہ کرے تو اپنی تنگدستی اور فقر کو بیان کرنا اور صدقات کی تمنا کرنا۔یعقوبؑ کے فرزندوں نے کہا: ہم کبھی بھی بادشاہ کے محل میں نہیں گئے۔ وہاں جانے کے آداب بھی نہیں جانتے۔ ہم حیران ہیں کہ کیا کریں؟ یعقوبؑ نے کہا: میں تمہیں سکھا تا ہوں بادشاہ کے محل میں اجازت کے بغیر نہ جانا جب اجازت لے لو تو دائیں بائیں نہ دیکھو اور عزیز مصر کی تعریف کرنا جب تک بیٹھنے کی اجازت نہ دے۔ جب تک وہ سوال نہ کرے۔اس وقت تک بات نہ کرنا جب کلام کرو تو اپنے کلام کو طول نہ دینا جب وہ تمہیں رخصت کرے تو اس کی طرف پشت نہ کرنا اس کی طرف منہ کر کے پیچھے کی طرف چلنا۔ یہاں تک کہ اس کے دربار سے خارج ہو جاؤ اور جو واقعہ تمہارے اور عزیز مصر کے درمیان پیش آیا ہے دوسروں کو نہ بتانا اور بادشاہ کے رازوں کو آشکار نہ کرنا۔

یعقوب کے فرزند اپنے باپ کے حکم کے مطابق عزیز مصر کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبرئیلؑ نے یوسفؑ صدیق کو خبر دی کہ تمہارے بھائی مصر آرہے ہیں اور یوسف نے حکم دیا تھا کہ شہر کے اطراف میں دیوار بنادی جائے اور شہر کے دروازے پر پانچ سو محافظ مقرر کئے گئے۔وہ جو بھی آتا اس سے پوچھ گچھ کرتے تھے تحقیق کے بعد نام نشان اور کام کی نوعیت کے بارے میں یوسف کو خبر دیتے تھے تا کہ اجازت دے کہ ان کو گندم دے دی جائے۔

جب یعقوبؑ کے فرزند شہر کے دروازے پر پہنچے تو محافظین نے ان کو دیکھا ان کے قوی ہیکل اور ان کے قد وقامت کی بلندی کو دیکھ کر تعجب کیا اس کے بعد ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: کہ ہم شام کے لوگوں میں سے ہیں کنعان میں ہمارا مکان ہے ہم یعقوبؑ کے بیٹے ہیں گارڈ نے کہا: تمہارا نسب صحیح رخسار ملیح اور زبان فصیح ہے۔ یہ بتاؤ کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: کہ عزیز مصر کی طرف۔ محافظوں نے پوچھا: تمہارے پاس کس قسم کی چیزیں ہیں انہوں نے اپنے سروں کو نیچے جھکا لیا اور کہا: کہ بوجھ کے بارے میں ہم سے نہ

پوچھیں ۔محافظوں نے یوسف کو خط لکھا ان کے حالات نام اور نشان ہر چیز اس میں لکھی جب وہ خط یوسفؑ کو پہنچا تو حضرتؑ اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو سب لوگوں کو جانے کی اجازت دی دوبارہ اس خط کو پڑھا اور بہت زیادہ روئے وزیر نے یوسف کے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: یہ میرے بھائی ہیں کہ انہوں نے مجھے کنویں میں ڈالا تھا اور مجھے غلام بنا کر بیچا۔اب یہ میرے پاس آئے ہیں وزیر نے کہا ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ فرمایا :ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنا چاہئے اور یہ میرا رونا ان کے فقر اور پریشانی کی وجہ سے ہے اس کے بعد محافظ کو بھیجا کہ تین دن تک ان کی مہمانی کریں۔گوشت میوہ اور میٹھی چیزیں ان کو کھلائیں۔

اس کے بعد ان کو بلایا اور اپنے مخصوص محل میں ان کی مہمان نوازی کی بادشاہوں والا فرش ان کیلئے بچھایا اور شاہانہ دستر خوان ان کے لئے سجایا گیا۔قسم قسم کے کھانے ان کے سامنے رکھے گئے یعقوب کے فرزند اس کھڑکی سے کہ جو غرباء کی طرف کھولی گئی تھی دیکھتے تھے کہ ہر ایک کو ایک روٹی سے زیادہ نہیں دیتے تھے تنگی معیشت کی وجہ سے (اس مقام پر) اس سے زیادہ گنجائش بھی نہیں تھی ہر اونٹ پر جو گندم لادی جاسکتی تھی اس کی ایک ہزار دو سو اشرفی قیمت تھی جناب یعقوب کے بیٹوں نے اس حالت کو دیکھا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے عزیز نے ہمارا بہت زیادہ احترام کیا ہے۔ایسا احترام کسی اور غریب کا نہیں کیا۔ہم ڈرتے ہیں کہ بادشاہ اس قدر خدمت کے بدلہ میں ہمارے متعلق یہ گمان نہ رکھتا ہو کہ ہم بہت زیادہ سرمایہ لے کر آئے ہیں۔

جناب یوسفؑ ان کی باتوں کو سنتے تھے اور روتے تھے شمعون نے کہا: شاید عزیز نے ہمارے باپ داداؤں کا نام سنا ہوا ہے اور خاندان نبوت کے اوصاف حمیدہ کو جانتا ہے اس لئے ہمارا احترام کرتا ہے خلاصہ ہر ایک کوئی نہ کوئی بات کرتا تھا اس کے بعد جناب یوسف ان کے پاس آئے اور ان کے حال کی تفتیش کی ان کے حال واحوال کے بارے میں پوچھا تو یعقوب کے بیٹے کہنے لگے: ہم بارہ بھائی تھے ہمارا باپ ہمارے چھوٹے بھائی کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتا تھا ایک دن ہم اس کو تفریح کے لئے صحراء میں لے گئے اور اس کو وہیں پر ہلاک کیا۔خلاصہ یوسف نے ان سے کہا: اس وقت دس بھائی ہو انہوں نے کہا: کہ ہم کل بارہ تھے ان میں سے ایک ہلاک ہوا کہا: پھر دوسرا کہاں ہے؟ (بارہواں) انہوں نے کہا :وہ ہمارے باپ کے پاس ہے یوسف نے کہا دوبارہ اس سفر پر جب آؤ تو اس کو بھی اپنے ساتھ لے آنا تا کہ میں تمہیں زیادہ گندم دوں۔اگر اس کو اپنے ساتھ نہ لائے تو میں تمہیں گندم نہیں دوں گا۔پس حکم دیا کہ ان کے بار کو گندم سے پر کر دیں اور ان کے سامان کو ان کے بوجھ میں اس طرح رکھ دیں۔کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔

جب یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور عزیز کے قصہ کو بیان کیا تو یعقوبؑ کے دل کو حرکت ہوئی کہ یہ خصلتیں اور اخلاق پیغمبروں کے ہیں اس پر رو پڑے۔ اس کے بعد فرزندوں نے کہا: عزیز مصر نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے اگر بن یامین کو دوبارہ نہ لائے تو میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا۔ اب بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ ہمارے گندم میں اضافہ ہو ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

یعقوبؑ نے فرمایا: میں کس طرح تمہارے اوپر اعتماد کر سکتا ہوں مگر اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں مجھے مطمئن نہیں کیا تھا: **وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوا يَا اَبَانَا مَا نَبْغِي هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيْرٌ۔** (یوسف آیہ ۶۵) "جب یعقوب کے فرزندوں نے اپنے سامان کو کھولا دیکھا کہ ان کا سارا سامان واپس کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: اب ہم کیا طلب کریں جبکہ ہمارا سب سامان واپس کیا گیا ہے۔ اب بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ ہم بہت زیادہ گندم لے لیں۔ ہم اپنے بھائی کا خیال رکھیں گے۔ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کریں گے البتہ ہمیں بہت زیادہ گندم ملے گی اور یہ گندم اس کے مقابلہ میں کم ہوگی۔ یعقوبؑ نے ان سے عہد اور میثاق لیا بن یامین کی حفاظت کے لئے اور انہیں وصیت کی کہ سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہو جانا بلکہ صرف دو شخص ایک دروازہ سے داخل ہوں۔

یوسف کے بھائی جب مصر کے دروازہ پر پہنچے تو باپ کے فرمان کے مطابق دو دو ہو کر ایک دروازے سے داخل ہوئے۔ بن یامین تنہا رہ گیا وہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے اور وہاں کسی کو نہیں جانتا تھا اور نہ قبطی زبان جانتا تھا جبکہ کوئی اور اس کی زبان کو نہیں جانتا تھا۔ اس وقت یوسفؑ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا: اے یوسف اٹھو کہ وہ ایک ناواقف شام کے دروازے پر کھڑا ہے، جاؤ کہ تمہارا پدری اور مادری بھائی بن یامین اپنی اونٹنی پر سوار ہے اور دروازے پر حیران اور پریشان کھڑا ہے۔ یوسف رو پڑے اور چہرے پر ایک نقاب ڈالا اور اپنے بھائی کے پاس گئے۔ عبرانی زبان میں اس کو سلام کیا اور کہا: تو کہاں سے آیا ہے؟ اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ کہا: میں شام سے آیا ہوں اور ہم اپنی غذا حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ پوچھا تو کون ہے؟ آپ کے علاوہ کوئی اور ہماری زبان کو نہیں سمجھتا ہے۔ یوسف نے کہا: میں ایک مدت تک آپ کے وطن میں رہا ہوں اور عبرانی زبان کو سیکھا ہے۔ پس کہا کہ یہاں پر کیوں کھڑے ہیں؟ کہا میں اپنے بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ یوسفؑ نے کہا: میرے ساتھ آئیں تا کہ میں ان تک پہنچا دوں گا۔ بن یامین یوسفؑ کے ساتھ روانہ ہوئے اور یوسف نے ایک بازوبند جو سرخ یاقوت کا تھا اس کو دے دیا کہ جس کی قیمت پچاس ہزار

دینار تھی۔ اس کو اس کے بھائیوں کے پاس پہنچا دیا اور خود وہاں سے واپس ہوئے۔ بن یامین جب اپنے بھائیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے کہا کہ ہم نے کبھی تمہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ آج ہم تمہیں خوش حال دیکھ رہے ہیں۔ بن یامین نے کہا یہ خوشی اس سوار سے مل کر ہوئی ہے کہ میں نے ان کو دیکھا کہ عبرانی زبان بولتے ہیں اور یہ شیشہ مجھ کو دیا اور کہا کہ اس کو بازو پر باندھ لوں۔ یہودا نے کہا یہ شیشہ مجھے دیدو تا کہ دیکھوں۔ جب اس نے لیا تو دیکھا کہ یہ سرخ یاقوت ہے۔ کہا کہ میں اپنے بازو پر باندھوں گا کہ کہیں گم نہ ہو جائے۔ جب اس نے بازو پر باندھا اور پھر کچھ دیر بعد دیکھا تو بازو بند نہیں تھا۔ کہا بازو بند گم ہو گیا۔ بن یامین نے کہا: یہ میرے بازو پر باندھا ہوا ہے۔ شمعون نے کہا مجھے دکھا دئیں۔ اس کو پکڑ کر اپنے ہاتھ میں رکھا تو بازو بند اس سے بھی گم ہو گیا۔ شمعون نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ بازو بند کو کیا ہوا؟ بن یامین نے کہا: یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ ہر بھائی اسی طرح لیتا رہا اور یہ دیکھنے کے بعد خود بخود بن یامین کی طرف لوٹتا رہا۔ اس بات سے وہ لوگ حیران رہ گئے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گئے۔

مصر کے لوگ یوسفؑ کے ساتھ ان کے رابطہ کو جانتے تھے اس لئے ان کا احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یوسفؑ کے دربار میں پہنچے۔ ان کے آنے سے پہلے یوسفؑ نے ایک عمارت تعمیر کروائی تھی کہ جس کا طول اور عرض چالیس ذراع تھا۔ یوسفؑ نے حکم دیا کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ کی تصویر اس میں نقش کریں بھائیوں کے سخت رویہ کو مکمل طور پر اس میں نقش کریں ایک طرف بھائی یوسفؑ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے صحراء کی طرف لے جا رہے تھے۔ لے جاتے ہوئے ان کو زمین پر گراتے ہیں اور پھر ان کو طمانچہ مارتے ہیں۔ اس کے آگے شمعون کی تصویر بناتے ہیں۔ کہ وہ بائیں ہاتھ سے یوسف کے گیسو اور دائیں ہاتھ میں چاقو لئے ہوئے یوسف کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر روبیل کی تصویر بنائی گئی تھی کہ یوسفؑ جب اس سے پناہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو طمانچہ مار کر اپنے سے دور کرتا ہے۔

یوسف نے حکم دیا کہ ان کے بھائیوں کو اس عمارت کے اندر لایا جائے اور کھانے اور پینے کی چیزیں ان کے لئے مہیا کی جائیں۔ درستر خوان بچھایا گیا۔ کھانے کی چیزیں اس پر رکھ دیں گئیں۔ جب وہ آئے اور بیٹھ گئے تو روبیل نے اپنا سر بلند کیا۔ اس کی نظر ان تصویروں پر پڑی تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تصویروں کو دیکھ کر وہ حیران ہو گئے۔ اس کے بھائی کہنے لگے: اے روبیل! تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ: آپ دیکھ لیں تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا تو دنیا ان کی نظر میں تاریک ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جو تکلیفیں یوسف کو دی گئی تھیں وہ دیوار پر نقش ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ کھانے کے لئے نہ اٹھائے جیسے ان پر بجلی آ گری ہو وہ حیران رہ گئے۔ یوسفؑ نے اپنے مترجم سے کہا: ان سے پوچھو

کہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہم بھوکے تھے جیسے ہی ہم نے ان نقشوں کو دیکھا ہماری بھوک ختم ہوگئی۔ وہ اس لئے کہ یہ ہماری تصویریں ہیں اور یہ ہمارا بھائی کہ جو گم ہوگیا تھا۔ اس کے بعد بہت زیادہ روئے یوسفؑ نے حکم دیا کہ ان کو اپنے مخصوص کمرہ میں لے جائیں اور وہاں پر دستر خواں بچھا دیا جائے اور فرمایا: جو ایک ماں کے بھائی ہیں وہ دونوں ایک ایک دستر خواں پر بیٹھے۔ پس سب بیٹھ گئے اور بنیامین کھڑا تھا۔ یوسف نے کہا: آپ کیوں نہیں بیٹھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی مادری بھائی نہیں نے البتہ میرا ایک بھائی تھا۔ یوسفؑ نے فرمایا: اس کو کیا ہوا بنیامین نے کہا: یہ جماعت اس کو صحراء میں لی گئی جب واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

یوسفؑ نے کہا: میں تمہارے بھائی کی جگہ پر ہوں۔ آ جاؤ ہم مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کے بھائی کہنے لگے خدا ہمیشہ یوسف اور اس کے بھائی کو ہمارے اوپر ترجیح دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ دستر خواں پر بٹھا کر کھانا کھایا غذا کھانے کے بعد بنیامین نے درخواست کی کہ ان کو اس کمرہ میں لے جائیں کہ جس میں تصویریں نقش ہیں یوسف نے کہا: وہاں کس لئے جانا چاہتے ہو؟ بن یامین نے کہا: میرا بھائی جو گم ہوا ہے وہاں پر میں نے دیکھا میں دوبارہ ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں اس کو اجازت دی گئی بنیامین یوسف کی تصویر کے نیچے بیٹھ گیا اور اس دلخراش منظر کو دیکھ کر اتنا رویا کہ بے ہوش ہوگیا یوسفؑ کے نوکر اس واقعہ سے باخبر ہوئے۔

جناب یوسف نے اپنے آپ سے کہا کہ میں کب تک اپنے بھائی کو اپنی جدائی کے غم میں رکھوں فوراً اپنے فرزند افراہیم کو بلایا اور کہا: یہ تمہارا چچا ہے اس کے پاس چلے جاؤ جو بھی تجھ سے سوال کرے اس کا جواب عبرانی زبان میں دینا۔ اگر تجھ سے پوچھے کہ تو کس کا بیٹا ہے؟ تو کہنا کہ میں تمہارے بھائی یوسف صدیق کا لڑکا ہوں۔ افراہیم باپ کے فرمان کے مطابق بنیامین کے پاس آیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا بنیامین نے دیکھا تو کہا بیٹا یہ دیوار پر جو نقش ہے کس کا ہے؟ تم اس کے ساتھ شباہت رکھتے ہو۔ پھر پوچھا: اے فرزند تو کس باغ کا پھول ہے؟ اس نے کہا: میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں۔

بنیامین نے کہا مگر اس زمین پر یوسفؑ موجود ہے۔ افراہیم نے کہا: ہاں ہے بنیامین بہت زیادہ روئے افراہیم نے پوچھا: آپ کیوں رو رہے ہیں۔ بنیامین نے کہا: میرا ایک بھائی تھا کہ جس کا نام یوسف تھا وہ اس تصویر کے ساتھ شباہت رکھتا تھا جو دیوار پر نقش ہے۔ میرے دوسرے بھائی اسے صحراء میں لے گئے اور کہتے تھے کہ اسے بھڑیا کھا گیا ہے افراہیم نے کہا نہ روئیں یوسف کو بھیڑئے نے نہیں کھایا۔ میں یوسفؑ کا فرزند ہوں جو کہ تیرا بھائی ہے۔ بن یامین ایک

مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے بھائی کے فرزند کو اپنے گود میں لے لیا اور شوق کا نالہ دل سے کھینچا کہا: اے میرے دل کے میوہ اور میری آنکھوں کے نور آپ کا بابا کہاں ہیں؟ کہا وہی تو ہیں کہ جنھوں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا ایک گھنٹہ پہلے آپ کے پاس تھے۔ اس نے کہا مجھے دکھا دیں۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے افرائیم نے کہا: صبر کریں تا کہ ان کو بتادوں اس کے بعد یوسفؑ کے پاس جا کر اپنے باپ کو اس کے بارے میں خبر دی۔ کہا جا کر اس کو لے آؤ۔ افرائیم آیا اور کہا: اے چچا جان میرا باپ آپ کو بلاتا ہے۔ بنیامین جب یوسف کے نزدیک پہنچے تو اس کو اپنی آغوش میں لیا اور نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

جناب یوسف انہیں ہوش میں لائے اور فرمایا: میں تمہارا بھائی ہوں اس پر افسردہ نہ ہوں کہ جو کچھ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا۔ اب میرے والد کے حالات مجھے بتادئیں۔ بنیامین نے کہا: اے میرے سر کے تاج ان کی آنکھیں آپ کی جدائی میں رونے کی وجہ سے نابینا ہو چکیں ہیں اور اس دنیا میں تمہاری ملاقات کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ جناب یوسفؑ بہت زیادہ روئے اور کہا: کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی اس کے بعد اپنی بہن دینہ کے بارے میں پوچھا۔ بنیامین نے کہا: آپ کی جان کی قسم یہ چالیس سال سے آپکی عزاداری میں سیاہ اونی لباس پہنتی رہی ان کو اپنے بدن سے نہیں نکالا ہے اور ہمیشہ بیت الاحزان میں اپنے غمگین باپ کے ساتھ بیٹھی رہتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتی ہے اور ہر مسافر سے آپ کے حالات کے بارے میں پوچھتی ہے۔ یہ بہن وہ تھی کہ جس کا ایک بھائی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ چالیس سال تک مصیبت رسیدہ عورتوں کی طرح ماتم کے لباس کو اپنے آپ سے دور نہیں کیا۔ پس جناب زینبؑ کہ جن کے چھ بھائی شہید ہو کر خون آلود ہوئے سوچو کہ ان کی کیا حالت ہو گی۔

مجلس نمبر 38

یوسفؑ کے بھائیوں کا واقعہ

یوسفؑ نے کہا کیا تم نے شادی کی ہے بنیامین نے کہا: ہاں میرے باپ نے فرمایا کہ شادی کرلو کہ "لا الـه الا الـلـه" کہنے والے زیادہ نہ تھے۔ جناب یوسف نے کہا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ کہا ہاں میرے تین بیٹے ہیں یوسف نے کہا ان کے نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک کا نام بھیڑیا اور دوسرے کا نام خون اور تیسرے کا نام قمیص ہے۔ کس وجہ سے آپ نے یہ نام رکھے ہیں؟ اس نے کہا جب بھی اپنے فرزند بھیڑیا کو دیکھتا ہوں اس بھیڑیا کو یاد کرتا ہوں کہ جس کو میرے بھائیوں نے متہم کر دیا کہ اس نے یوسف کو کھایا ہے۔ اور اس کو میرے باپ کے پاس لے آئے اس کی وجہ سے یوسف کو یاد کرتا ہوں۔ جب میری نظر میرے بیٹے، قمیص پر پڑتی ہے تو آپ کی قمیص یاد آتی ہے کہ جو میرے باپ کے پاس لے آئے اور جب میری نظر میرے فرزند خون پر پڑتی ہے تو اس جھوٹے خون کہ جو جس سے آپ کی قمیص کو آلودہ کیا گیا تھا، یاد کرتا ہوں۔ یوسفؑ نے فرمایا: اس وقت اٹھیں اور دوسرے بھائیوں کے پاس جائیں۔ بنیامین کہنے لگا اب مجھ میں آپ سے جدا ہونے کی ہمت نہیں ہے یوسف نے فرمایا میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ تو مجھ سے جدا نہ ہو جائے لہذا مجبور ہوں کہ تم پر چوری کی تہمت لگا دوں۔ چونکہ تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ بنیامین نے عرض کیا جیسا آپ چاہتے ہیں انجام دیں۔ بنیامین اٹھا اور اپنے بھائیوں کے پاس چلا گیا۔ ان کو خوش حال اور مسرور دیکھا۔ اس کی حالت کی تبدیلی سے انکو تعجب ہوا یوسفؑ نے جب اس کے بھائیوں کی ضروریات کو تیار کیا تو سرخ یاقوت کا ایک ظرف (پیالہ) جس کی قیمت دو لاکھ دینار تھی چھپا کر اس کو بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا قول ہے "فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ" - (یوسف ۷۰)

جب جناب یوسفؑ کے بھائی مصر سے نکلے تو جناب یوسف نے پانچ سو سوار کو انکے پیچھے بھیجا ہر ایک نے فریاد بلند کی۔ اے جماعت اے قافلہ والو! تم چور ہو یوسف کے بھائی آئے انہوں نے کہا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے؟ ان سواروں نے کہا یاقوت کا ایک برتن کہ اس ظرف کی قیمت دو لاکھ دینار ہے: قَالُوا وَاَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَاذَا تَفْقِدُونَ قَالُو نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ فَمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَاَنَا بِهِ زَعِيمٌ قَالُو تَااللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَاجِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَاكُنَّا سَارِقِينَ ۔ "انہوں نے کہا جو بھی اس ظرف کی خبر ہمیں دے ایک اونٹ کا بار گندم مبارک باد کے طور پر اسے دیں گے۔ یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے خدا کی قسم آپ جانتے ہیں۔ ہم اس زمین میں فساد کے لئے نہیں آئے ہیں چوری کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ ظرف تمہارے سامان میں مل گیا تو کیا سزا ہے وہ کہنے لگے چور کی سزا یہ ہے کہ اس چور کو غلام بنالیا جائے۔ اس وقت کہا گیا اونٹوں کے سامان کی تلاشی دینے کے لئے مصر لوٹ چلو سب سے پہلے یوسف کے بھائیوں کی تلاشی لی گئی: فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ اَخِيهِ "جب سب سامان کی تلاشی لی گئی یوسفؑ نے کہا ان کو اپنے وطن جانے دیں اور بنیامین کی تلاشی نہ لو یہ ظرف ان کے پاس نہیں ہو سکتا۔ اس کے بھائی کہنے لگے۔ بنیامین ہم سے زیادہ شریف نہ تھا اور نہ ہے۔ جس طرح ہم متہم ہیں اسی طرح اس کو بھی متہم ہونا چاہیئے جب بنیامین کے سامان کی تلاشی لی گئی تو یاقوت کا برتن اس کے سامان سے نکل آیا یوسف کے بھائیوں کے لئے یہ دنیا تاریک ہوئی اور شرمندگی سے مرنے پر تیار ہوئے ان میں سے ایک کہنے لگا: اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۔ "ان میں ایک بھائی کہنے لگا اگر اس نے چوری کی ہے اس کا ایک بھائی تھا اس نے بھی چوری کی تھی یوسف نے یہ بات سنی لیکن اس کی پرواہ نہ کی یوسفؑ کی چوری کے بارے میں تفسیر صافی اور عیاشی اور دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ یوسف کی ایک پھوپھی جو یوسف کو بہت زیادہ دوست رکھتی تھی۔ ایک دن بھی اس کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔ یعقوب نے اپنی بہن کے پاس پیغام بھیجا کہ یوسف کو بھیج دو تو ان کی بہن کہنے لگی: آج کی رات اس کو میرے پاس رہنے دیں تاکہ میں سیر ہو کر اس کو دیکھ لوں۔ اس کے بعد اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گی۔ پس ایک قیمتی کمر بند جو اس کے بھائی اسحاق سے اس کو وارثت میں ملا تھا اس کو لباس کے نیچے یوسف کی کمر کے ساتھ باندھ دیا اور قانون اس طرح کا تھا کہ جب چور کے پاس مال نکل آئے تو اس کو غلام بنا لیتے تھے اس کو بیچنے کا حق حاصل تھا جب یوسف یعقوب کے پاس گئے تو یعقوب کی بہن کمر بند کی تلاشی لینے لگی یعقوب نے پوچھا کہ تمہاری کونسی چیز گم ہوگئی ہے۔ بہن کہنے لگی اسحاق کا کمر بند کہ جو میرے بھائی کی یادگار تھی جب یوسف کی تلاشی لی گئی تو کمر بند کو اس کی کمر میں دیکھا اس کی بہن نے کہا شریعت کا

حکم یہ ہے کہ یوسف میرا غلام ہے۔ یعقوب نے کہا یوسفؑ تمہارا غلام سہی مگر شرط یہ ہے کہ اس کو نہ بیچیں اور کسی کو بخش بھی نہ۔ اس کی بہن نے کہا کہ مجھے یہ شرط قبول ہے۔ آپ اسے مجھ سے نہ لیں اور میں نے اس کو آزاد کر دیا خلاصہ شریعت کے مطابق بن یامین کو غلام بنا دیا گیا بھائی مجبور ہو کر مصر واپس ہوئے ہوسکتا ہے کہ بنیامین کو آزاد کریں اس کے بعد یوسفؑ سے کہا: ﴿يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ۔"اے عزیز مصر! اس کا باپ بوڑھا ہے۔ آپ ہمارے اوپر احسان کریں ہم میں سے ایک کو اس کی جگہ رکھ لیں۔ ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے جانتے ہیں۔ یوسف نے فرمایا: ایسا کام ہرگز سرزد نہیں ہوسکتا کہ ایک بے گناہ کو ایک گناہ گار کی جگہ قید کر دوں۔ اگر ہم نے ایسا کام کیا تو ہم ظالموں میں سے شمار ہوں گے۔ انہوں نے کوشش کی لیکن فائدہ نہ ہوا جب بھائی یوسف سے ناامید ہو گئے تو آپس میں مشورہ کیا مخفی طور پر یہودا نے کہا کہ بنیامین کی خلاصی کے لئے میری رائے یہ ہے کہ ہم جا کر قید خانہ کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور بنیامین کو قید خانہ میں جانے نہ دیں تم میں سے ہر ایک بازار سے اسلحہ لیکر جنگ کے لئے تیاری کرے اور جب میں آواز دوں تو میرے پاس آنا اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مصر کے لوگ ہمارے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ یہودا ایک قوی اور طاقتور شخص تھا۔ جب اس کو غصہ آتا تھا تو اس کے بال لباس کے اندر کھڑے ہو جاتے تھے کانٹوں کی طرح اور کبھی شدت غضب کی صورت میں اس کے سر کے بالوں سے خون گرتا تھا اس حالت میں جب یعقوب کے فرزندوں میں کسی ایک کا ہاتھ لگ جاتا تھا فوراً اس کا غضب ختم ہو جاتا تھا اور اس کی طاقت باقی نہیں رہتی تھی یوسف اپنے بھائیوں کے بیان کو سنتے رہے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر یہودا کو غصہ آ گیا تو کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آ سکتا ہے اس لئے اپنے چھوٹے بیٹے مائیل کو بلایا اور کہا اس شخص کے پاس جا کر (اور اشارہ یہودا کی طرف کیا) اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ دو۔

مائیل نے باپ کے کہنے کے مطابق عمل کیا یہودا کا غصہ ختم ہو گیا۔ یہودا نے اس بچے کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے چہرہ کو اس کے چہرہ پر رکھ دیا اور کہا تو کس کا فرزند ہے؟ مائیل نے اس کو جواب نہ دیا۔ اس کے بھائی انتظار میں کرتے رہے۔ لیکن یہودا کی آواز کو نہ سنا۔ پھر وہ اس کے پاس آ گئے اور اس سے کہا کہ آپ کو کیا ہوا ہے کہ آواز نہیں دی۔ یہودا نے کہا: آرام سے رہو اس شہر میں یعقوب کی اولاد میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد ان کے سامنے اپنی داستان کو بیان کیا اور کہا اپنے وطن چلے جاؤ اور باپ کو خبر دو کہ بن یامین نے چوری کی ہے اور گرفتار ہو گیا ہے۔

﴿قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي

یُوسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ ۔ ''شمعون نے اپنے بھائیوں سے کہا: کیا تم نہیں جانتے ہو یا فراموش کر چکے ہو اس باپ کے عہد اور پیمان کو جو ہم سے لیا گیا ہے کہ بنیامین کو صحیح وسلامت اس تک لوٹا دیں گے اس سے پہلے مصیبتیں کہ جو یوسف پر آئیں ان پر مستزاد اب اگر ہم بنیامین کو یہاں چھوڑ کر چلے جائیں تو ہمارے باپ کا کیا حال ہوگا۔ میں مصر سے نہیں جاؤں گا جب تک میرے والد اجازت نہ دیں۔ یہودا نے کہا تم چلے جاؤ میں بنیامین کے بارے میں عزیز مصر کے ساتھ بات کرتا ہوں اس کے بھائی کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور یہودا یوسف کے پاس آیا اور بنیامین کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے جواب منفی میں دیا۔ یہودا سخت غضبناک ہوا۔ اس حد تک کہ اس کے شانہ سے چند بال کھڑے ہو گئے اور ان سے خون پھوٹ نکلا یوسف کا چھوٹا بیٹا اپنے باپ کے پاس گیا وہ انار کہ جو سونے اور جواہرات کے ساتھ مرصع تھا اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ جناب یوسف نے اس انار کو لیکر یہودا کی جانب پھینکا بچہ انار کے پیچھے دوڑا اس کا ہاتھ یہودا کو لگا تو اس کا غصہ ختم ہو گیا تین مرتبہ یہ کام کیا یہودا کو یقین ہو گیا کہ یعقوب کے فرزندوں میں ایک اسی گھر میں موجود ہے۔

خلاصہ بھائی جب کنعان میں پہنچے اور بنیامین کا قصہ بیان کیا اور انہوں نے کہا اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو ہمارے اس واقعہ کو اہل قافلہ اور اہل مصر سے پوچھ لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے جھوٹ نہیں کہا ہے تو یعقوب نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور کہا:

''یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ ۔''

ہائے افسوس! یوسفؑ پر کہ میری نظروں سے غائب ہوا اور زیادہ رونے کی وجہ سے میں آنکھوں سے نابینا ہو گیا،

تفسیر صافی میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوب کا حزن یوسف کے گم ہونے پر ستر عورتوں کے حزن جتنا تھا کہ جن کے جوان بیٹے مر چکے ہوں۔ یعقوب کے بیٹے کہنے لگے: آپ تھوڑی دیر کیلئے بھی یوسف کے ذکر کو فراموش نہیں کرتے ہیں اس طرح تو آپ بیمار ہو جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ یعقوبؑ نے کہا: میں اپنے غم کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور اس سے فرج کی امید رکھتا ہوں نیز اس کے لطف اور رحمت سے جانتا ہوں۔ جس چیز کو تم نہیں جانتے ہو اب میں ایک خط عزیز مصر کے لئے لکھتا ہوں اس کو لے جاؤ اور پروردگار کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو خدا کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا کام ہے پس شمعون کو حکم دیا کہ اس مضمون کا

خط عزیز مصر کو لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے یعقوب بن ابراہیم خلیل کی طرف سے کہ جس ابراہیم کیلئے خدا نے آگ کو ٹھنڈا اور سلامت قرار دیا یہ جان لو کہ میرا ایک بیٹا تھا کہ جس کا نام یوسف تھا یہ باقی فرزندوں میں تمام صفات حمیدہ میں ممتاز تھا۔ اس لئے میں نے دیکھا ہے اس کی وجہ سے میرے گھر میں رونق تھی۔ اس کے بھائیوں نے ایک دن مجھ سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ یوسفؑ کو صحراء میں بھیج دوں۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ اپنے ساتھ صحراء میں لے گئے۔ جب سورج غروب ہوا تو اس کے بھائی روتے ہوئے میرے پاس آئے اور وہ اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے اس کے گم ہونے کی وجہ سے مجھے غمگین کر دیا ہے میرا رونا ختم نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ میں نابینا ہو گیا اور میری کمر جھک گئی۔ میرے بال سفید ہو گئے میرے اس گم شدہ فرزند کا ایک بھائی تھا میں نے اس کو گمشدہ فرزند کی جگہ اختیار کیا مجھے غم اور حزن سے گم شدہ فرزند کی جگہ اس فرزند کو اپنے سینہ سے لگا کر تسکین حاصل کرتا تھا اس کے بھائی کہنے لگے کہ آپ نے چاہا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ لے آئیں۔

اگر نہ لاتے یا لانے میں کوئی کوتاہی کی تو میں تمہیں اپنی بخششوں سے محروم رکھوں گا اور تمہیں گندم بھی نہیں ملے گی۔۔ لہذا میں نے اسی فرزند کو آپ کی طرف بھیجا ہے جب اس کے بھائی واپس آ گئے تو اس فرزند کو ان کے بھائیوں کے ساتھ نہ دیکھا میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ان بیٹوں نے کہا: اس نے چوری کی ہے اور مصر کے عزیز نے ان کو غلام بنا لیا ہے۔

اے عزیز! جان لو ہم خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم ابراہیم خلیلؑ کے خاندان سے ہیں چوری کرنا ہمارا کام نہیں ہے اس اتہام کی وجہ سے میرے فرزند کو مجھ سے جدا کر دیا گیا۔ مجھے اس کی جدائی نے پریشان کر رکھا ہے میں آپ سے چاہتا ہوں کہ مجھ پر احسان کریں اور میرے بیٹے کو آزاد کر کے میرے پاس بھیج دیں اور اپنا احسان ہمارے حق میں کریں اور اپنے عطیات ہم سے نہ لے لیں اور ابراہیم کے خاندان کو اس خوشخبری سے خوش حال کریں۔ یعقوب کے فرزند نے خط کو جلد از جلد مصر پہنچایا: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ۔"

جب یعقوبؑ کے فرزند یوسفؑ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: اے عزیز ہمارے خاندان کی زندگی سخت گزر رہی ہے۔ یہ کہ ہم آپ کے پاس ناچیز ہدیہ کے ساتھ آئے ہیں۔ پس ہمارے اوپر رحم کرو اور طعام دے دو اور ہمارے اوپر

پہلے سے زیادہ فضل کرو۔ چونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یوسف نے باپ کا خط پڑھا تو گریہ کو روک نہ سکے گھر جا کر بہت زیادہ روئے۔ پھر اپنے منہ کو دھو کر بھائیوں کے پاس آئے۔ ان کے پاس بیٹھ کر ان سے سوال کیا کہ یوسف کا واقعہ کیا تھا؟ یعقوب نے لکھا ہے کہ یوسف کی قمیص کو جھوٹے طریقے پر خون آلود کر کے میرے پاس لے آئے۔

یعقوب کے فرزندوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا اور ان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ یوسف نے دیکھا کہ بات نہیں کرتے تو کہا: میرا ایک جام ہے کہ جو گزشتہ حوادث کی خبر دیتا ہے اور یہ صفت اس ظرف میں ہے کسی اور ظرف میں نہیں ہے۔ اب میں تم سے تمہارے بارے میں سوالات کرتا ہوں۔ یوسف نے سونے کی ایک چیز اس ظرف پر ماری آواز آئی یوسف نے کہا یہ جام کہتا ہے کہ تم نے یوسف اور یعقوب کے درمیان جدائی ڈال دی تم نے اس پر ظلم کیا۔ یعقوبؑ کی اولاد کے لئے اقرار کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا انہوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا تھا پھر اس میل کو اس جام پر لگا دیا آواز آئی یوسف نے غور سے سنی اور کہا: یہ جام کہتا ہے: یوسف کے توشہ کو کتے کے سامنے ڈال دیا اور اس کے پانی کو زمین پر پھینک دیا۔ اس کو تم نے طمانچہ مارا کیا یہ کام تم سے سرزد ہوا ہے یا نہیں؟! اس وقت یعقوب کے فرزندوں کے بدن کے جوڑوں میں اضطراب آ گیا اور وہ بے اختیار لرزنے لگے۔

انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے تیسری مرتبہ میل کو جام کے ساتھ مارا تو اس سے ایک آواز آئی یوسف غور سے سننے لگا اور کہا یہ جام کہتا ہے ان شکنجوں اور عذاب کے بعد اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تمہارا بھائی یہودا نے اس کو تمہارے ہاتھ سے نجات دی انہوں نے کہا ایسا ہوا تھا۔ یوسف نے فرمایا یہودا کون ہے؟ یہودا کے بھائیوں نے ان کا تعارف کرا دیا جناب یوسف یہودا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا تمہیں نیک جزا دے انہوں نے عرض کیا: اے عزیز! پھر بھی جام کے ذریعہ ہمارے حالات کا پتہ لگائیں تا کہ اس سے زیادہ رسوا ہو جائیں۔ چوتھی مرتبہ میل کو جام پر مارا تو فرمایا: یہ جام کہتا ہے کہ تم نے یوسف کو کنویں میں ڈال دیا اس کو کچھ قافلہ والوں نے نکالا اور تم آ گئے اور اس کو سستی قیمت میں بیچا انہوں نے کہا ایسا ہی ہوا ہے یوسف نے فرمایا تم کیسے برے لوگ تھے کہ تم نے اپنے بھائی کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

اب جبکہ تم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے تو تم پھانسی کے سزاوار ہو۔ یعقوب کی اولاد نے سمجھا اس دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اس وقت ایک ورقہ کہ جو یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بیچتے وقت مالک بن زعر کو لکھا تھا اور اس کے سپرد کیا تھا یہ ایک ورقہ ہے کہ جس کی وجہ سے مالک بن زعر نے یعقوبؑ کے فرزندوں میں سے ایک غلام کو کہ

جس کا نام یوسف تھا، بیس درہم میں تسلیم کیا اور وہ ضامن ہو گئے خداوند تعالیٰ بیچنے والوں پر وکیل اور گواہ ہے۔

یوسف کے بھائیوں نے جب اس خط کو پڑھا تو وہ چاہتے تھے کہ زمین کے اندر دھنس جائیں اور یہ رسوائی اور خجالت نہ دیکھتیں اس وقت یوسف نے مسکراتے ہوئے عربی زبان میں فرمایا: **قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ** ۔" کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟ جو انہوں نے یوسفؑ کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ان کی نظر موتیوں جیسے دانتوں پر پڑی: **قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ** ۔"

انہوں نے کہا کیا تم یوسف ہو؟ آپ نے کہا: ہاں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے خدا نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے جو بھی پرہیزگار ہو اور شدائد اور بلاؤں میں صبر کرے تو پروردگار اسے نیک لوگوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا اس وقت یعقوب کے فرزندوں نے شرم ساری کی وجہ سے اپنے سروں کو نیچے جھکا لیا اور بہت زیادہ روئے: **قالوا تاالله لقد آثرك الله علينا وان كنا لخاطئين**۔"

انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم خدا نے تمہیں ہمارے اوپر چنا ہے البتہ ہم خطاء کار تھے اب اپنے کرم سے ہمارے اوپر نگاہ کریں اللہ نے تمہیں بہت زیادہ انعام سے نوازا ہے ہمارے اوپر نظر کرو۔ **قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا** ۔ **يغفرلكم الله وهوا ارحم الراحمين**۔"

یوسف اٹھے اور اپنے بھائیوں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا آج تمہارے لئے کوئی ملامت نہیں ہے میں خداوند تعالیٰ سے درخواست کروں گا کہ تمہاری تقصیرات سے درگزر کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اب اس قمیص کو لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو اس کے نتیجہ میں ان کی آنکھوں میں روشنی آئے گی اس وقت باپ کے ساتھ اور جو بھی ان کے پاس ہیں سب میرے پاس آجائیں۔ یعقوب کے فرزند انتہائی سرور کے ساتھ کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور خوشحالی کی خبر لیکر واپس آ گئے۔ لیکن امام زین العابدینؑ باقی اہل بیتؑ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے آنکھوں میں آنسو اور دل میں اپنے باپ اور بھائیوں کا غم لیکر آ گئے۔

مجلس نمبر39

نفوس اعمال کے گروی ہیں.....!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اَنْفُسَکُم مَرْھُوْنَۃٌ بِاَعْمَالِکُم فَفکُّوھَا بِاِسْتِغْفَارِکُمْ ۔ ''یعنی اے لوگو! تمہارے نفس تمہارے اعمال کے گروی ہیں پس توبہ اور استغفار اور اللہ کی طرف رجوع کرنے سے تم اپنے نفسوں کو آزاد کرو اور تمہاری پشت گناہوں کی وجہ سے سنگین ہے اس کو طویل سجدوں کے ساتھ ہلکا کرلو کتب فقہ میں رہن کا ایک مستقل باب ہے اور وہ یہ ہے کہ قرض کے بدلے میں کوئی چیز اس شخص کے پاس رکھتے ہیں۔ اگر مقروض قارض کا قرض ادا نہ کر سکے تو اس کے مال سے اپنا قرض پورا کرے۔ قرضہ دینے والے کو راہن کہتے ہیں۔ اور لینے والے کو مرتہن کہتے ہیں اور جو مال رہن میں دیتا ہے اس کو مرہوں اور رہن کہتے ہیں اور فقہی کتابوں میں اس کے لئے شرائط درج ہیں۔

* اول یہ کہ راہن اور مرتہن دونوں بالغ عاقل مختار غیر سفیہ اور قصد رکھتا ہو۔
* دوسری شرط یہ ہے کہ رہن راہن کے تصرف میں اور اس کی ملکیت میں ہو شرعاً بیع اور شراء کے قابل ہو۔
* تیسری شرط یہ ہے کہ اگر رہن سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو وہ راہن کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی ملکیت میں ہے۔
* چوتھی یہ کہ راہن اور مرتہن ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر رہن کو کسی کے ہاتھ نہیں بیچ سکتے۔ یا کسی کو اجارہ یا رہن رکھنا چاہیں تو اجازت کی ضرورت ہے لیکن اس کو بیچنے کے بعد یا بخشنے کے بعد ان میں سے ایک کہہ دے کہ میں راضی

ہوں پھر کوئی اشکال نہیں ہے وہ بیع اور اجارہ صحیح ہے۔

* پانچواں اس رہن کو مرتہن کے قبض کے ساتھ دیا جائے اور عین معین ہو مجہول اور مبہم صحیح نہیں ہے جیسا کہ یہ کہے جو چیز بھی اس صندوق میں ہے مقفل ہے وہ تجھ کو رہن دیتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔

* چھٹی مرتہن جب بھی راہن کی اجازت سے رہن میں تصرف کرے اس تصرف کی وجہ سے رہن تلف ہو جائے یا اس کی قیمت میں کمی واقع ہو جائے تو مرتہن ضامن ہوگا۔

* ساتواں رہن مرتہن کے ہاتھ میں امانت ہے اگر تفریط کے بغیر تلف ہو جائے تو راہن کا کوئی حق نہیں ہے۔

* آٹھواں اگر مرتہن چاہے تو جس گھر میں راہن رہتا ہے اس گھر کے علاوہ کوئی اور گھر نہیں ہے مال سواری کے علاوہ کوئی اور سواری نہیں ہے کہ گھر کے اساس کے علاوہ کہ جو محل احتیاج ہے اور شب وروز اس کے استعمال میں ہے اس کو بیچے تو اس کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے چونکہ یہ مذکورات دین کے مشتسیات میں سے ہیں۔

* نواں اگر رہن کی مدت آجائے اور مرتہن اپنے حق کے استیفاء کا مطالبہ کرے اگر وکیل راہن کی طرف سے ہے کہ وہ بیچے اور اپنا حق ادا کرے تو پھر راہن کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر وکیل نہیں ہے تو مراجعہ سے پہلے اس کو بیچ نہیں سکتا ہے مگر یہ کہ راہن کی طرف رجوع کرے اور اس کو اجازت نہ دے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ اگر حاکم شرع بھی اس کو بیچنے پر مجبور نہ کر سکے تو پھر مرتہن کے لئے جائز ہے کہ رہن کو بیچ کر اپنا حق ادا کرے۔

* دسواں اگر مرتہن کے پاس اپنے دین کے اثبات کے لئے گواہ نہ ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اگر رہن کا اعتراف کرے تو وہ اس سے لے گا اور دین کیلئے گواہ کا مطالبہ کرے ایسی صورت میں جائز ہے کہ رہن کو بیچ دے اور اپنا حق وصول کرے اب جاننا چاہیے کہ یہ نفس جو اعمال صالحہ کے رہن میں ہے حقیقت میں انسان راہن اور اس کا دل مرہون ہے وہ خواہشات نفسانیہ کے گروی میں ہے اور شیطانی خواہشات ہاتھ سے دے بیٹھا ہے اور عمل صالح سے دل کو گروی سے آزاد کر سکتا ہے چنانچہ یوسف کے ساتھ بھائیوں کی طرف سے جنایت خباثت اور ظلم کے ساتھ توبہ واستغفار اور عمل صالح کی وجہ سے اس کو عزت اور دولت سے نوازا۔

یوسف کے بھائیوں کا واقعہ

اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یوسف نے قمیص دی کہ اس کو لے جاؤ اور میرے باپ یعقوب کے چہرے پر

ڈال دینا۔اس سے اس کی بینائی لوٹ آئے گی تو یہودا نے اس قمیص کو لیا اور جلد از جلد راستہ طے کیا: وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔" جب قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یعقوبؑ نے کہا: میں یوسف کی بو سونگھتا ہوں اگر میرے ساتھ مذاق نہ کرو تو اس کو کہا گیا کہ خدا کی قسم تم اسی سابق گمراہی پر باقی ہو جب بشیر پہنچا اور قمیص کو یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا اور ان کی آنکھوں میں بینائی آ گئی تو انہوں نے حاضرین سے کہا: میں نے تم سے نہیں کہا تھا جا کر یوسف کو تلاش کرو۔ میں خدا کے لطف وکرم سے جانتا تھا جو کچھ تم نہیں جانتے۔

بیٹوں نے کہا: اے بابا! ہمارے لئے استغفار کریں اور ہمارے گناہوں سے صرف نظر کریں ہم گنہ گار اور خطا کار ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا: مجھے مہلت دو یہاں تک کہ شب جمعہ آ جائے تو میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ البتہ خدا بخشنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے:

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔" یوسفؑ نے یعقوبؑ کو ایک خط لکھا اور اس خط میں لکھا کہ اے بابا جان! میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ آپ کے پاس جلد از جلد پہنچوں اور آپ کی زیارت کروں۔ لیکن میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ آپ کو مصر لے آؤں کہ آپ میرے ساتھ ہوں اور اس خط کے ذیل میں لکھا کہ میں نے ایک سو اسی لباس بطور ہدیہ بھیجا ہے آپ کے اہل بیت کے لئے عمامے قمیصیں اور نقاب وغیرہ بھیج رہا ہوں۔ اور ہر ایک کے لئے گھوڑا زین اور لجام کے ساتھ بھیجا کہ جو جواہر سے مرصع ہے اور ہر سواری کے ساتھ ایک غلام کو بھیجا ہے۔ آپ عظمت کے ساتھ مصر میں داخل ہو جاؤ اور ہر ایک بھائی کے لئے ایک آباد دیہات کو معین کیا ہے کہ جو اس کے ساتھ مخصوص ہوگا جو میرا نفع ہے وہی آپ کا نفع ہوگا جو آپ کے لئے ضرر ہے وہ میرے لئے بھی ضرر ہوگا اور میں چاہتا ہوں مصر کے شہر کو آپ اور آپ کے فرزندوں کے وجود سے زینت بخشیں تا کہ تم سے کوئی بھی تنگ دست نہ ہو اور تمہیں تعظیم کے ساتھ دیکھیں۔ یعقوبؑ نے خدا کی حمد بجائی اور اٹھ کر غسل کیا لباس کو تبدیل کیا اور اپنی اولاد کو جمع کیا اور فرمایا: اس وقت چار سو افراد تھے سوار ہو کر مصر کی جانب روانہ ہوئے جب یوسف کو جناب یعقوبؑ کے آنے کی خبر پہنچی تو یوسف نے اپنے تمام لشکر کو حکم دیا کہ یعقوب کے احترام کے لئے استقبال کو نکلیں جب جناب یعقوبؑ کے نزدیک ہو گئے تو یہ اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر آئے اور سب کے سب مٹی پر پڑ

گئے۔ یعقوب نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ یوسف کے لشکر والے ہیں۔ اس لشکر کے پیچھے ایک ہزار گھوڑے کہ جنہیں دیبا کے کپڑے سے زینت دی گئی تھی اور ہر ایک پر ایک غلام سوار تھا وہ پہنچے اور چار ہزار اونٹ کہ جن میں ہر عماری میں دو کنیزیں بیٹھی ہوئی تھیں پہنچ گئے۔ حضرت یعقوب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہیں بتایا گیا یہ سب کے سب یوسف کے خدمت گزار ہیں۔ اور چار فرسخ تک چالیس ہزار دستے یوسف کے استقبال کے لئے نکلے۔ جناب یوسفؑ بھی جناب یعقوبؑ کی ملاقات کے انتظار میں تھے۔ جناب یعقوب نے ایک تخت آتے ہوئے دیکھا ان کو کہا گیا یہ یوسف ہیں یعقوب جلدی سے گھوڑے سے نیچے آئے اور تخت کی طرف چل پڑے اس طرح یوسف بھی سوار تھے موقع نہ دیا کہ یوسف پیادہ ہو جائیں اور اپنے ہاتھ یوسف کی گردن میں ڈال دیئے اور یوسف نے اپنے باپ کے سر کو آغوش میں لیا اپنا چہرہ اپنے باپ کے چہرہ پر رکھا اور کہا: اے میرے بزرگوار بابا! کیا میرے لئے روتے رہے کہ جس کی وجہ سے آپ کی نظر ختم ہوگئی۔ یعقوب نے کہا: اے میرے ہم اور غم کو دور کرنے والے اے میرے آنکھوں کا نور سلام اور مبارکباد قبول ہو اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوا کہا: اے یوسفؑ! اپنے ہاتھ کھول دیں جب ہاتھوں کو کھولا تو کوئی نور وہاں سے نکلے پوچھا یہ کیا تھا جبرئیل نے کہا: یہ انبیاء کے نور تھے کہ جو آپ کے صلب سے خارج ہو گئے اور کوئی پیغمبر بھی آپ کے صلب سے ظاہر نہیں ہوگا اس لئے کہ تو پہلے پیادہ کیوں نہیں ہوا کہ اپنے باپ کا استقبال کرے وہ پیادہ اور تو سوار۔ یوسف نے کہا: زیادہ خوش ہونے کہ وجہ سے فراموش کر بیٹھا۔

خلاصہ وہ شان وشوکت کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور یوسف شاہی تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کو اپنے دائیں طرف بٹھا دیا اور ماموں کو بائیں جانب اور ان کے بھائی اس کے سامنے صف باندھے ہوئے کھڑے تھے: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي -" جب یعقوب اور اس کے بیٹے یوسف کے پاس گئے تو سجدہ شکر بجالائے یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور اپنے ماموں کو اپنے تخت پر بٹھایا اور کہا: اے بابا جان! یہ میرے خواب کی تاویل تھی کہ جو میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا خداوند تعالیٰ نے اس خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نجات دی اور آپ کو اس بیابان سے شان وشوکت کے ساتھ مصر میں داخل کیا۔ اس کے بعد جو شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان دشمنی ڈال دی

تھی۔

جب جناب یعقوبؑ جناب یوسفؑ کے ساتھ الگ تھلگ ہوئے۔ یعقوب نے یوسف سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی رفتار کی کیفیت بیان کریں کہ جب تجھ کو میرے پاس سے لے گئے تو آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا یوسف نے عرض کیا اے بابا جان !ان باتوں سے مجھے معاف رکھیں یعقوب نے فرمایا اگر تمام واقعہ بیان نہیں کرتے ہو تو کچھ نہ کچھ مجھے بتا دو یوسف نے عرض کیا: جب مجھے کنوئیں کے قریب لے گئے تو مجھ سے کہا کہ اپنی قمیص اتار لیں۔ میں نے کہا اے بھائیو !خدا سے ڈرو اور مجھے برہنہ نہ کرو تو بھائیوں نے میرے سامنے چاقو کو نکالا اور مجھے دھمکی دی اگر قمیص کو نہ اتاری تو تجھے قتل کر دیں گے۔ اس لئے مجبور ہو کر قمیص کو اتارا تو مجھے کنوئیں میں ڈال دیا یعقوب ان کلمات کو سننے کے بعد ایک فریاد بلند کر کے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے میری آنکھوں کے نور باقی واقعات کو بیان کریں یوسف نے عرض کیا: اے بابا! آپ ابراہیم اور اسحاق کے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اس واقعہ کے بیان کرنے سے معاف کریں بلکہ آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ اللہ تعالی نے مجھے اور کس قدر نعمت عطا کی ہے مجھے اس خواب کی تاویل سے مجھے بادشاہی دی ہے۔ حقیر کہتا ہے: **ساعد الله قلبك يا ابا عبد الله الحسين** ۔"یعقوب کو سننے کی طاقت نہ تھی حسین آتے ہیں اور شاہزادہ علی اکبر کو خاک وخون میں غلطاں اور سر شگافتہ دیکھتے ہیں۔

منفصل اعضای او ازهم دیگر
همچه آیات کتاب داد گر
بسته ازخون نقش در اور اق او
لن تنال البر حتی تنفقوا

لیکن سجدہ کو طول دینا اللہ تعالی کے قریب ترین حالات سے ہے معراج رسول خداؐ میں ایک حدیث ہے کہ عرض کیا: پروردگارا! بندہ کی کونسی حالت تیرے زیادہ نزدیک ہے۔ خطاب ہوا بھوک کی حالت میں اور سجدہ کی حالت میں۔ امام موسیٰ بن جعفر امام زین العابدینؑ اور باقی ائمہ کے حالات میں ان کے سجدے زیادہ مشہور ہیں۔ موسیٰ بن جعفر کی زیارات میں سے ایک زیارت میں ہے: حَلِيفُ السَّجْدَةِ الطَّوِيلَةِ وَالدُّمُوعُ الْغَزِيرَةِ وَالْمُنَاجَاتِ الْكَثِيرَةِ الخ۔"

دسویں مجلس میں محمد بن ابی عمیر کے طویل سجدہ کو نقل کیا گیا ہے کہ نماز فجر میں سر کو سجدہ میں رکھ دیتے تھے۔ زوال

کے وقت تک اسی طرح جمیل بن دراج کا سجدہ میں طول دینا اور معروف بن خربوز کا اور اس جماعت نے اس عمل میں اپنے امام کی اقتدا کی ہے چونکہ سجدہ انتہائی خضوع اور انتہائی عبادت اور بندگی کے حالات میں سے قریب ترین حالت ہے۔ اپنے پروردگار کے نزدیک اس لئے ہے کہ آئمہ ہدیٰ نے اس کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ امام زین العابدینؑ کے القاب میں سے ایک لقب ذوالثفنات تھا کہ حضرت کی پیشانی پر زیادہ سجدہ کی وجہ سے گھٹے پڑ گئے تھے جب سجدہ کرتے تھے تو سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ پسینہ جاری ہو جاتا تھا اور شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

تاریخ خطیب بغدادی سے منقول ہے: موسیٰ بن جعفر کو عبد صالح کہتے تھے۔ یہ زیادہ عبادت کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ روایت میں ہے کہ آنحضرت مسجد رسول اللہؐ میں داخل ہوئے اور سجدہ میں گئے اول شب میں اور سنا گیا کہ مسلسل کہتے تھے: عَظُمَ الذَّنْبُ مِنْ عَبْدِكَ فَلْيَحْسُنَ عَفْوُ مِنْ عِنْدِكَ۔'' اور اس دعا کو بار بار پڑھتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی گئی صدوقؒ نے عبداللہ قزوینی سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن میں فضل بن ربیع کے پاس گیا۔ وہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے بلایا جب میں ان کے پاس گیا تو کہا اس روشن دان سے دیکھو کہ کیا نظر آتا ہے؟ میں نے کہا میں ایک کپڑا دیکھ رہا ہوں کہ جو زمین پر پڑا ہوا ہے۔

میں نے کہا ذرا غور سے دیکھو کہتا ہے میں نے غور سے دیکھا کہا ایک شخص ہے کہ جو سجدہ میں گیا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کو جانتے ہو کہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ تمہارا مولا ہے۔ میں نے کہا میرا کونسا مولیٰ ہے، اس نے کہا جان بوجھ کر نہیں بتاتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنا کوئی مولیٰ گمان نہیں کرتا ہوں اس نے کہا کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں شب و روز ان کے احوال کا پتہ لگا تا ہوں۔ مگر اسی حالت میں دیکھتا ہوں جب نماز کو ادا کرتے ہیں سورج نکلنے تک تعقیب میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جب سجدہ میں چلے جاتے ہیں تو سجدہ میں پڑے رہے ہیں زوال شمس تک کسی کو مقرر کیا ہے کہ جب زوال کا وقت ہو جائے تو یہ تجدید وضوء کے بغیر نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سجدہ کے دوران میں سوئے نہیں ہیں۔ پھر ظہر اور عصر کے نوافل کو ساتھ ادا کرتے ہیں۔ پھر سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور غروب آفتاب تک سجدہ میں رہتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضوء کے بغیر نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

نماز اور تعقیب میں مشغول ہو جاتا ہے جب نماز عشا کا وقت ہو جائے تو نماز عشاء کو ادا کرتے ہیں۔ جب نماز عشاء کی تعقیب سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ تو پھر افطار کرتے ہیں ان چیزوں کے ساتھ کہ جو ان کے لئے لائی جاتی ہیں۔

اس کے بعد تجدید وضوء کرتے ہیں اس کے بعد سجدہ بجالاتا ہے جب سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تھوڑی دیر تکیہ پر آرام کرتا ہے پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضو کرتے ہیں۔ اور عبادت نماز دعا اور تضرع میں مشغول ہو جاتے ہیں صبح تک جب صبح ہو جائے تو نماز صبح میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

یہ ہے ان کے شب و روز کی حالت جب سے یہ میرے پاس آئے ہیں۔ ان کی عادت اسی طرح ہے اس حالت کے علاوہ کوئی حالت نہیں دیکھی ہے جب میں نے ان سے یہ بات سنی تو میں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کے بارے میں کوئی برا ارادہ نہ کرو ورنہ تمہاری نعمت کے زوال کا باعث بنے گا چونکہ کسی نے ان کے ساتھ برائی نہیں کی ہے مگر یہ کہ جلد از جلد دنیا میں اس کی جزا ملی ہے فضل نے کہا کئی مرتبہ میرے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کو شہید کر دوں اور میں نے قبول نہیں کیا اور میں نے بتا دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے اگر چہ مجھے قتل بھی کر دیں تب بھی نہیں کروں گا۔

مجلس نمبر 40

نماز پڑھنے والے کو عذاب نہیں دیا جائے گا

قَالَ وَاعْلَمُوا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ذِكْرُهُ اُقْسِمُ بِعِزَّتِهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَ الْمُصَلِّيْنَ وَالسَّاجِدِيْنَ وَاَنْ لَا يُرَوِّعَهُمْ بِالنَّارِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔"

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہیں کہ نماز پڑھنے والے کو عذاب نہیں دے گا اور کل قیامت کے دن تمام لوگ عدل الٰہی میں صف بستہ حاضر ہوں گے جو بھی چونتیس مرتبہ اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی الاعلی وبحمدہ اس کو خدا قیامت کے دن خوف سے امن وامان کے گہوارہ میں قرار دیتا ہے۔ نماز پہلا فریضہ ہے جو اس امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی اس کے واجب ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ نماز دین کا ستون ہے: اَلصَّلٰوةُ عَمُوْدُ الدِّيْنِ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَاسِوَاهَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّمَا سِوَاهَا۔ "نماز دین کا ستون ہے کل قیامت کے دن اگر نماز قبول ہوئی تو باقی اعمال بھی قبول ہوں گے۔

روز محشر کہ جان گداز بود
اولیں پرسش از نماز بود
پس مکن درنماز خود تقصیر
تادرآں روز باشدت توقیر

اور فرمایا: الصلوۃ معراج المؤمن ۔"نماز مومن کی معراج ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔"

تحقیق فلاح پائی ان مومنوں نے کہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ یعنی نماز کو خضوع وخشوع سے بجالاتے

ہیں۔ قَالَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةِ اِمْرءٍ لَا یَحْضُرُ فِیْهَا قَلْبُهُ مَعَ بَدَنِهٖ۔ "اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے کہ جس کا دل اس کے بدن کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا۔ قَالَ لَیْسَ مِنِّیْ مَنِ اسْتَخَفَّ الصَّلٰوةَ "وہ مجھ سے نہیں ہے کہ جو نماز کو ہلکا سمجھ لے۔ وَقَالَ لَا یَنَالُ شَفَاعَتِیْ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالصَّلٰوةِ "حضرت نے فرمایا جو نماز کو ہلکا سمجھ وہ میری شفاعت کو نہیں پائے گا۔

وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَنَالُ شَفَاعَتَنَا مَنِ اسْتَخَفَّ الصَّلٰوةَ۔ "میری شفاعت نہیں پاسکتا ہے کہ جو نماز کو خفیف سمجھے رسول اللہؐ نے فرمایا: الصلوة میزان من وفی استوفی "نماز ایک ترازو ہے کہ پھر ترازو میں رکھ دیا جائے اسکی تمام قیمت کا پتہ چل جاتا ہے اگر اس نماز کو خضوع قلب کے ساتھ بجالایا جائے۔ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اگر حضور قلب کے بغیر بجالائے تو نماز قبول نہیں ہوگی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: الصلوة قوام الاسلام نماز سے دین قائم ہوتا ہے: الصلوة قربان کل تقی "نماز ہر متقی کو (خدا کے) قریب کر دیتی ہے۔

گر تو برداری نماز خود بپای
دین خودرا داشتی قائم بجای
زانکه دینت راستون آمد نماز
خانه دین بی ستون نبود روای
وامش مده آنکه بی نماز است
ورخود دهنس رفاقه بازاست
گوفرض خدا نمیگذارد
ازقرض تونیز غم ندارد

قرآن کی بہت سی آیتوں میں نماز اور اقامہ نماز کی تنبیہ کی ہے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ "نماز قائم کرو اور مشرکین سے نہ ہو جاؤ۔ وَقَالَ تَعَالٰی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ "نماز قائم کرو۔ بتحقیق نماز برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ وَقَالَ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ "ویل ان نماز پڑھنے والوں کے لئے

ہے کہ جو اپنی نماز سے غافل ہوتے ہیں اس کے علاوہ بھی اور بہت آیات ہیں قرآن میں کہ جس میں نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔

دمی کانرا بھا آید جھانی
پی آن دم نمیگیری زمانی
گرفتی از سر غفلت کم خویش
نمیدانی بھای یك دم خویش
نیائی درنماز الا بصد کار
حساب ده کنی یا کار بازار

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ: "اُحِبُّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثَةً: اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَیْنِی الصَّلٰوۃُ" میں تمہاری اس دنیا سے تین چیزوں کو دوست رکھتا ہوں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اِشْتَغَلَ بِالصَّلٰوۃِ جَائَهُ الشَّیْطَانُ وَقَالَ لَهُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا حَتّٰی یَضِلَّ الرَّجُلُ کَمْ صَلّٰی۔" جب بندہ نماز میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کو فراموش نہ کرو۔ فلاں مطلب کو ذہن میں لے آؤ۔ بندہ اتنے خیالوں میں مبتلاء ہو جاتا ہے کہ رکعتوں کی تعداد تک کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔

وَقَالَ: اِنَّ الرَّجُلَیْنِ مِنْ اُمَّتِی یَقُوْمَانِ اِلَی الصَّلٰوۃِ رُکُوْعُهُمَا وَسُجُوْدُهُمَا وَاحِدٌ وَاِنَّمَا بَیْنَ صَلٰوتِهِمَا مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔" فرماتے ہیں کہ دو آدمی امت سے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ان دونوں کا رکوع اور سجود ایک جیسا ہے لیکن ان دونوں نمازوں کے درمیان فرق آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ پس جو بھی دو رکعت نماز بجالائے اور حدث نفس نہ رکھتا ہو اور امور دنیا میں سے اپنے دل میں کوئی فکر نہ کرے تو خداوند عالم اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں: جو بھی واجب نماز میں اپنے دل کو محفوظ رکھے۔ پس رکوع سجود اور نماز کے ساتھ تواضع کو بجالائے۔

پس وہ خدا کی تعظیم اور سپاس کرتا ہے۔ یہاں تک دوسری نماز کا وقت آجائے اور کسی پر ظلم نہ کرے یعنی کسی پر ان دونوں نمازوں کے درمیان ظلم نہ کرے تو اللہ تعالی اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور وہ اہل علیین

سے ہو جاتا ہے۔

نیز رسول خداؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: بعض نمازی وہ ہیں کہ جن کی نمازوں کا آدھا یا تیسرا یا چوتھا یا پانچواں یا دسواں حصہ قبول ہوتا ہے اور بعض نمازیں پیچیدہ ہوتی ہیں جیسے پرانے کپڑے کو لپیٹ دیا جاتا ہے پس نماز بجالانے والا نماز کو اس کیفیت کے ساتھ بجالاتا ہے تو اسکے منہ پر ماردی جاتی ہے مگر وہ نماز کہ جس میں حضور قلب ہو۔

نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے: جب بھی کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو خداوند تعالی اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور اپنی رحمت کا سایہ اس کے اوپر ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آسمان کے افق اور فرشتوں کو بھی گھیر لیتا ہے یہاں تک کہ آسمان کے افق اور فرشتوں کو بھی گھیر لیتا ہے اس کے اطراف کو آسمان تک پھر اس کے اوپر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے: اے نماز پڑھنے والے اگر تمہیں پتہ ہوتا کہ کون تمہاری طرف نظر کرتا ہے اور کس کے ساتھ مناجات کر رہے ہو تو تم اپنی جگہ سے منصرف نہ ہوتے۔

حضور قلب

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ کسی کے دل میں خدا کی دوستی اور خوف جمع نہیں ہو جاتے مگر یہ کہ اس کے صاحب کے لئے بہشت ضروری ہے اور جب نماز پڑھ لے اور حضور قلب کے ساتھ ہو تو کوئی مومن بندہ نہیں ہے کہ جو نماز یا دعا میں حضور قلب کے ساتھ ہو مگر یہ کہ خداوند تعالی اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور بہشت میں جانے کیلئے اس کی مدد کرتا ہے۔ اور ابوحمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ فرمایا: میں نے دیکھا کہ نماز کے دوران میں امام صادقؑ کے کاندھے سے چادر گر گئی آنحضرتؑ نے اپنے ہاتھ کو نہیں بڑھایا کہ اپنی چادر ٹھیک کریں یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے آنحضرتؑ سے پوچھا کہ آپ نے اپنی چادر کو ٹھیک کیوں نہیں کیا؟ آنحضرتؑ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ کس کے مقابل میں کھڑا تھا چونکہ بندہ کی نماز قبول نہیں ہوتی مگر اس مقدار میں کہ جس میں توجہ اور حضور قلب ہو۔ ابو حمزہ کہتا ہے میں نے آنحضرتؑ سے کہا اس بناء پر ہم ہلاک ہو گئے آنحضرتؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی واجب نمازوں کو نافلہ نمازوں کے ساتھ تمام کرتا ہے۔

اور امامؑ سے منقول ہے کہ زرارہ بن اعین سے فرمایا جب بھی نماز میں کھڑے ہو تو تمہارے اوپر ضروری ہے کہ اس نماز میں توجہ دیں چونکہ تمہارے لئے اس مقدار میں نماز ہوگی کہ جس میں حضور قلب ہو نماز کی حالت میں اپنے ہاتھ

کے ساتھ نہ کھیلیں نہ اپنے سر کے ساتھ نہ اپنی ڈاڑھی کے ساتھ اور اپنے دل کو کسی کام میں مشغول نہ کریں اور باقی اعضاء کے ساتھ مشغول نہ ہوں۔ اور آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ فرمایا:

"اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوۃ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَاسِوَاھَا اِنَّ الصَّلٰوۃَ اِذَا اَرْتَفَعَتْ فِی وَقْتِھَا رَجَعَتْ اِلٰی صَاحِبِھَا وَھِیَ بَیْضَاءُ مُشْرِقَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظْتَنِی حَفِظَكَ اللّٰهُ وَاِذَا اَرْتَفَعَتْ فِی غَیْرِ وَقْتِھَا بِغَیْرِ حُدُوْدِھَا رَجَعَتْ اِلٰی صَاحِبِھَا وَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ ضَیَّعْتَنِی ضَیَّعَكَ اللّٰهُ"۔

سب سے پہلی چیز کہ جس کا قیامت کے دن حساب ہوگا وہ نماز ہوگی۔ جس کی نماز قبول ہو اس کے باقی اعمال بھی قبول ہوں گے۔ جبھی نماز اس وقت اوپر لے جاتے ہیں کہ جب اس میں شرائط ہوں۔ یہ بہت زیادہ سفید اور نورانی ہوتی ہے اور اپنے صاحب سے کہتی ہے کہ جس طرح تم نے میری حفاظت کی خدا تمہاری حفاظت کرے اور جس وقت حدود اور شرائط کے بغیر اوپر چلی جاتی ہے اس وقت تاریکی ہوتی ہے اور نماز صاحب سے کہے گی: جس طرح تم نے مجھے ضائع کیا اسی طرح اللہ تمہیں ضائع کرے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: خدا کی قسم پچاس سال ایک شخص پر گزرے ہیں۔ حالانکہ خدا نے اس سے کوئی نماز بھی قبول نہیں کی ہے پس اس سے سخت مصیبت کونسی ہوگی خدا کی قسم تم جانتے ہو اور باخبر ہو اپنے ہمسایہ اور ساتھیوں کی حالت سے اگر اس طرح نماز پڑھ لو تو تم میں سے بعض کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اہمیت نہ دینے اور خفیف شمار کرنے کی وجہ سے خداوند تعالی اس کام کو قبول کرتا ہے جو نیک ہو پس اس کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جو خفیف شمار کر ہو۔

نیز ابان بن تغلب سے روایت ہوئی ہے کہ کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے پیچھے مشعر الحرام میں گیا۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابان! جو بھی پانچ وقت کی نمازوں کو بجالائے اور ان کے اوقات کی رعایت کرے تو خدا کے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ جیسے اس کی خدا کے ساتھ آشنائی ہو۔ اور اس آشنائی کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جو بھی بجالائے اور ان کے اوقات کی حفاظت نہ کرے تو خدا کے پاس آتا ہے حالانکہ اس کی خدا کے ساتھ کوئی آشنائی نہیں ہوتی۔ اگر خدا چاہے تو عذاب دے دیتا ہے اگر چاہے تو اس کو بخش دیتا ہے۔

عروۃ الوثقی میں روایت کی گئی ہے کہ نماز نہر کی مانند ہے جو شخص بھی جاری نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح پانچ وقت کی نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں اگر نماز ترک کرے تو

مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ امام صادقؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا ہوں کہ خدا کی معرفت کے بعد نماز سے کوئی چیز افضل ہو۔ نیز فرمایا کہ ایک واجب نماز خدا کے نزدیک ہزار حج اور ہزار عمرہ کے برابر ہے کہ جو قابل قبول ہوں۔

وقال :مَنِ اسْتَخَفَّ بِصَلٰواتِهِ كَانَ فِي حُكْمِ التَّارِكِ لَهَا۔ ''جو بھی اپنی نماز کو خفیف سمجھے تو ایسا شخص تارک الصلوۃ کے حکم میں ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میری شفاعت اس کو نہیں نصیب ہوگی کہ جو نماز کو خفیف شمار کرے اور فرمایا تم اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرو جو بھی اپنی نمازوں کو ضائع کرے اس کا حشر قارون و ہامان کے ساتھ ہوگا اور خدا پر ضروری ہے کہ اس کو منافقین کے ساتھ جہنم میں داخل کرے۔ نیز رسول اکرمؐ نے فرمایا: جو بھی مسجد میں چلا جائے اور ٹھیک ٹھاک نماز نہ پڑھے نقر (کنقر الغراب) اس نے ایسی پڑھی جیسے کوا دانہ کو اٹھاتا ہے۔ اگر یہ شخص ایسی حالت میں مر جائے تو وہ میرے دین کے علاوہ کسی اور دین پر مرا۔

ابوبصیر کہتا ہے میں ام حمیدہ کے پاس گیا تا کہ امام جعفر صادقؑ کی وفات پر تعزیت پیش کروں۔ پس وہ رو پڑی۔ میں بھی رویا اس کے بعد فرمایا: اے ابا محمد! اگر تم ابوعبداللہ کو احتضار کی حالت میں دیکھتے تو یقیناً ایک عجیب چیز کو مشاہدہ کرتے۔ آپ نے احتضار کے وقت آنکھوں کو کھولا اور فرمایا: میرے پاس میرے فرزندوں اور رشتہ داروں کو بلاؤ جب سب اکھٹے ہو گئے ہو آنخضرت نے ان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: میری شفاعت اس کو نہیں پہنچے گی کہ جو نماز کو خفیف شمار کرے۔ اب جبکہ آپ نے جان لیا ان روایات سے جب نماز کے قبول نہ ہونے سے باقی اعمال بھی قبول نہیں ہوتے ہیں مگر یہ کہ اس میں حضور قلب ہو۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم کوشش کریں کہ حضور قلب کے ساتھ عبادت بجالائیں اور امیر المومنینؑ کی پیروی کریں کہ جنگ صفین میں ایک رات حضرت امیرؑ کو نہیں پایا ان کو تلاش کیا گیا تو دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر حضور قلب کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں مالک اشتر نے کہا یا امیر المومنینؑ کیا یہ نماز کا وقت ہے حضرت نے فرمایا: اے مالک اشتر! نماز کو قائم کرنے کے لئے تلوار کو چلاتا ہوں اور ہماری جنگ نماز کو قائم کرنے کے لئے ہے۔

* * * * *

مجلس نمبر 41

حضور قلب کے لئے جو اسباب فائدہ مند ہیں

پہلا یہ کہ اپنی آنکھ کو چھپا دے یا تاریک گھر میں چلا جائے یا دیوار کے نزدیک کھڑا ہو جائے کہ آگے کی مساحت کا پتہ نہ چلے اور سڑکوں پر نماز پڑھنے سے بچے اور ان جگہوں پر کہ جہاں نقش و نگار ہوں۔ جیسے فرشوں پر تصویریں ہوتی ہیں کہ جس کی وجہ سے فرش کو زینت دی گئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا کی عبادت کرنے والے عبادت کرتے تھے۔ چھوٹے گھروں میں کہ جو تاریک ہوں۔ ان کی وسعت اتنی ہوتی تھی کہ جس میں نماز پڑھی جا سکے اور قیام کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ پر ہو۔

دوسرا یہ کہ جب بھی اس کی فکر اس چیز میں ہو کہ جس کو بیان کیا گیا ہے تو جمع نہیں ہو جاتا ہے اپنے نفس کو پھیر دے جبراً اور قہراً اس کے معنی کو سمجھنے کی طرف جو کچھ وہ نماز میں پڑھتا ہے اس میں اپنے آپ کو مشغول کر دے نہ کہ باطل امور میں۔ اور یہی معنی ہے کہ تکبیرۃ الاحرام سے پہلے تجدید کرے اپنے نفس کے ساتھ آخرت کی یاد کو اور حساب کے مقام اور فزع اکبر کو یاد کرے۔

تیسرا یہ کہ تکبیرۃ الاحرام سے پہلے اپنے دل کو ان چیزوں سے خالی کرے کہ جنہیں دنیا کے امور میں اہمیت دی جاتی ہے پس اپنے نفس کے لئے ایک کام ہے کہ جو اس کے دل کو مشغول کرے۔ وہ یہ کہ سوچے کہ میں مالک الملوک کے سامنے کھڑا ہوں اور یہ قیام کمال ادب کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چوتھا یہ کہ اپنے نفس کو ملامت کرے کہ کیوں امور باطلہ فانیہ کے ساتھ اپنے آپ کو مشغول کرتے ہو اور مجھے قرب الٰہی سے کیوں دور کرتے اور بہت زیادہ ثواب سے محروم کرتے ہو اور مجھے شیطان کے ہاتھ میں دے رہے ہو اور عذاب الیم کا مستحق قرار دیتے ہو اور دنیا کے پست امور کو میری نظر میں جلوہ گر کرتے ہو اور پانی کی جگہ مجھے سراب دکھاتے ہو۔

اسی اسرار الصلوۃ میں روایت کی گئی ہے کہ ایک مومن شخص نماز پڑھ رہا اس کے سامنے ایک باغ تھا کہ جس کے درخت بہت زیادہ تھے۔اچانک اس کی نظر ایک پرندے پر پڑی کہ جس کے پر و بال بہت اچھے تھے اور نماز کے دوران اس پرندہ میں اس قدر کھویا کہ نماز کی رکعتوں کی تعداد کو فراموش کر دیا اس شخص نے نماز کو تمام کرنے کے بعد اس باغ کو راہ خدا میں صدقہ کر دیا تا کہ جو غفلت اس سے نماز کے دوران ہوئی ہے اس کا کفارہ قرار پائے ایک جماعت ایسی بھی تھی کہ جب بھی ان سے نماز با جماعت فوت ہو جاتی اس رات عبادت میں بیدار رہتے تھے اور اگر ان کی نماز میں تاخیر ہو جاتی اور آسمان میں دو ستارے طلوع ہو جاتے تو اس تاخیر کی وجہ سے دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

مقدمات نماز کے راز

پہلا:۔ بدن اور لباس سے نجاست کو دور کرنا۔ یہ بھی یاد ہونا چاہئے کہ دل اخلاق رزیلہ سے پاک ہونا چاہئے جب یہ حکم دیا گیا ہے کہ ظاہری جلد کو پاک کریں حالانکہ وہ ایک چمڑا ہے اور حکم ہوا کہ لباس کو پاک کریں حالانکہ وہ ایک کپڑا ہے کہ جو انسان سے جدا ہے پس دل کی طہارت سے غافل نہ ہو جاؤ وہ دل تمہاری ذات ہے اور تمہارے بدن کا بادشاہ ہے۔ دل کو پاک کرنے کی کوشش کرو تو بہ ندامت اور جو کچھ تجھ سے کوتاہی ہوئی ہے عبادات میں جس چیز کا حکم دیا گیا تھا بجا نہیں لائے اور جس سے روکا تھا اس کے مرتکب ہوئے ہو اور اپنے عزم کو مصمم کر لو ترک کرنے پر اور یہ کہ آئندہ زمانے میں بجا نہ لا گیا تھا۔

دوسرا:۔ حدث سے پاک ہونا پس اپنے دل کے ساتھ سوچیں کہ ظاہری بدن کو پاک کرنا، اس لئے ہے کہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ اعضاء دوسرے اعضاء کی نسبت زیادہ دنیوی امور میں اور دنیوی کدورات میں منہمک ہیں۔ پس یہیں سے قیاس کر لو کہ جہاں ظاہری اعضاء کو پاک ہونا چاہئے تو پھر دل بھی پاک ہونا چاہئے کہ جو نظر رحمت کی جگہ ہے اس کو پاک کرنے میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کو جسمانی کدورات اور شیطانی خطرات سے پاک ہونا چاہئے کیونکہ یہ دل نظر رحمت کی جگہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَنْسَابِكُمْ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ ۔'' اور وضوء کرنے میں امر ہوا ہے کہ چہرہ کو دھولے چونکہ ظاہری توجہ اس پر ہے اس لئے دل کے بارے میں بھی حکم ہوا ہے کہ اس کو بھی دنیوی کثافات سے پاک ہونا چاہئے چونکہ باطنی توجہ اس کے ساتھ ہے اس کے بعد حکم ہوا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دھولے کہنی سے لیکر انگلیوں کے سروں تک چونکہ یہ ہاتھ پست دنیا کے امور کے ساتھ مربوط ہیں اور طبعی خواہشات کے ساتھ ہیں اس

کے بعد حکم ہوا ہے کہ سر کا مسح کر لیں چونکہ اس میں قوت فکر و عقل ہے اور اس سے نفسانی مرادیں حاصل ہوتی ہیں اور امور دینویہ پر حواس کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے اور آخرت کی طرف توجہ کرنے سے مانع ہے۔

اس کے بعد حکم ہوا ہے کہ پاؤں کا مسح کریں۔ وہ اس لئے ہے کہ دنیا میں مقصود تک پہنچنے کا آلہ ہیں۔ ان اعمال کو بجالانے کے بعد انسان عبادت میں داخل ہوسکتا ہے اور تمام بدن کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے چونکہ سب سے پست تر جماع کی حالت ہے اس لئے رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ: ان تحتکل شعرة جنابة ''ہر بال کے نیچے جنابت کے آثار پوشیدہ ہیں وہ اس حالت میں بدن مجردات کے مرتبہ سے دور ہو جاتا ہے اور سب سے پست ترین حیوانی لذات میں پڑ جاتا ہے۔

اس لئے حکم ہوا ہے کہ تمام بدن کو دھولے غسل کرتے وقت اور غسل مطالب شرعیہ سے اہم ہے عبادات میں داخل ہونے کے لئے اور قبائح حیوانیہ سے دور ہونے کے لئے چونکہ دل اس کا حصہ اس امر میں بدن کے باقی اعضا کی نسبت زیادہ ہے اس کو رزائل سے پاک کرنا اور ان امور کی طرف توجہ دینا جو مانع ہیں فضائل کے ادراک میں۔ یہ عقلاء کے نزدیک اولی ہے ظاہری اعضا کے پاک کرنے سے۔

تیمم میں حکم ہوا ہے کہ ان اعضا پر مٹی کے ساتھ مسح کر لیں جب پانی کے استعمال کرنے میں کوئی عذر ہو اور اپنے بہترین اعضا کو مٹی لگانا تواضع کی بناء پر ہے اور ان اعضا پر مٹی کے آثار باقی رہنے چاہئیں اس وقت دل میں یہ کہے کہ جب اپنے نفس کو اخلاق رزیلہ سے زینت نہیں دی جاسکتی تو اس کو اخلاق جمیلہ سے زینت دے۔ لیکن ستر عورتیں۔

پس جان لو اس کا معنی یہ ہے کہ بدن کے عیب کو چھپانا ہے مخلوق کی نظر سے کیونکہ ظاہری بدن پر مخلوق کی نظر ہے۔ آپ کا کیا عقیدہ ہے باطنی عیبوں پر اطلاع خدا کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے پس نفس کے قبائح کو دل میں لے آؤ اور اس کے چھپانے کا توبہ اور پشیمانی کے ساتھ مطالبہ کرو۔

تیسرا:۔ مکان ہے کہ تم بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو اور تمہارا ارادہ ہے کہ مناجات کر لو اور اس کے سامنے تضرع کرنا چاہتے ہو اور چاہتے ہو کہ خدائی خوشنودی حاصل کرو تا کہ تمہاری طرف نظر رحمت ہو۔

پس متوجہ ہو جاؤ جس مکان میں اس کام کی صلاحیت ہو جیسے مساجد شریفہ اور مقامات مقدسہ اور اماکن مطہرہ اگر ممکن ہو ورنہ جس مکان میں بھی ہو عبادت الٰہی کے لئے قیام کرو کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ ''جس طرف بھی رخ کرو خدا اسی طرف ہے چونکہ ان مقامات پر دعا کی اجابت رحمت کی نزول کی جگہ رضا اور مغفرت کی جگہ ہے۔

چوتھا:۔ وقت کا داخل ہونا۔ پس یاد کرلو وقت جب داخل ہو یہ وہ زمانہ ہے کہ اللہ نے مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت قیام کرو۔ باری تعالی سے بالمشافہ کلام ہو اور تم میں بات کرنے کی صلاحیت ہو۔ یہ بھی ظاہر ہونا چاہئے کہ جب وقت داخل ہو تو اس وقت خوشی اس لئے ہوتی ہے کہ اذن دخول کا وقت اور قرب کا سبب اور کامیابی کا وسیلہ ہے۔

پس تیار ہو جاؤ طہارت اور نظافت کے ساتھ اور باری تعالی کے حضور داخل ہو جاؤ جس طرح دنیا کے بادشاہ کے غلام بادشاہ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ خوف اور رجاء کے درمیان جیسے بادشاہوں کے ملازمین کرتے ہیں وہ سوچتے ہیں پتہ نہیں کیا ان کی گفتگو کو بادشاہ پسند کرتا ہے اور انہیں انعام دیتا ہے یا انہیں تنبیہ کی جاتی ہے۔

روایت ہوئی ہے کہ جب نماز کا وقت قریب ہو جاتا ہے تو رسول خداؐ کا شوق اور اضطراب زیادہ ہو جاتا تھا اور اپنے موذن بلال سے کہتے تھے: اَرِحْنَا یَا بِلَالُ۔" اے بلال! راحت قرار دے ہمارے لئے اور اس کلام میں احتمال ہے کہ آنحضرتؐ نے اس وقت انتہائی شوق کی بنیاد پر یہ کلام فرمایا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت کا اضطراب امانت الٰہی کے ادا کرنے کے لئے ہو اور یہ بوجھ ان سے ہلکا ہو۔

منقول ہے کہ نماز کا وقت جب داخل ہوتا تو حضرت امیرؑ کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ جب بھی لوگ اس کا سبب پوچھتے تھے تو فرماتے تھے کہ امانت ادا کرنے کا وقت داخل ہو گیا ہے۔ جس امانت کو آسمان اور زمین کے لئے پیش کیا گیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ پس اپنے دل میں سرور لے آؤ کہ تمہیں حرم ذات کبریا میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پس ذات باری تعالی کی درگاہ میں حضوری کی وجہ سے پہلے سرور آئے۔ اس کے بعد تم میں خوف الٰہی پیدا ہو چونکہ تم علائق دنیوی اور عوارض بدن کی کدورتوں سے آلودہ ہو چکے ہو اور ڈرو کہ کہیں لطف کے لئے کوئی حاجب نہ ہو۔ خوف الٰہی کو دل میں لانا کامل اور مخلص لوگوں کا شعار ہے چنانچہ اس سے غفلت کرنا۔ رور اور محبوب ہونے کی علامت ہے۔

جب آپ موذن کی اذان کو سن لیں تو قیامت کے دن کی ندا کو اپنے دل میں لے آؤ اور جلدی کریں اس کی اجابت کے لئے ظاہر اور باطن کے ساتھ۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ جو بھی اس ندا کی اجابت کے لئے جلدی کرے تو اسے قیامت کے دن کی ندا سے خوشی ہوگی اور فصول اذان کو دیکھ لیں کہ کس طرح ابتداء کی ہے خدا کے نام کے ساتھ اور ختم کیا ہے خدا کے نام کے ساتھ تمہاری ابتداء بھی اسی سے ہے اور تمہارا رجوع بھی اسی کی طرف ہے اور اعتماد کرو حول اور قوت الٰہی پر اپنی اور دوسروں کے حول اور قوت سے بری ہو جاؤ۔

پانچواں:۔ قبلہ سے مراد تمام اعضا کو خانہ خدا کی طرف پھیرنا اور قبلہ کی طرف توجہ سے مراد دل کو پھیرنا ہے تمام امور سے خدا کے امور کی جانب اس کے علاوہ کوئی مطلب اور مقصد نہیں ہے اپنے تمام اعضا اور جوارح کو ایک جہت کی طرف کریں یہاں پر ہے کہ پیغمبر نے فرمایا: **اَمَا یَخَافُ الَّذِی یُحَوِّلُ وَجْهَهُ فِی الصَّلٰوةِ اَنْ یُحَوِّلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ۔** ''کیا وہ ڈرتا ہے کہ جو پھیرتا ہے اپنے چہرہ کو نماز میں قبلہ سے یہ کہ خدا اس کی صورت کو پھیر دے گدھے کی صورت کی طرح یہاں نہی ہے۔ خدا کے علاوہ کسی کی طرف توجہ نہ ہو جو بھی ایسا کرے غفلت اس کو گھیر لیتی ہے پس پھیر دیتا ہے اس کے دل کو گدھے کے دل کی طرح یعنی کم عقلی میں اس کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا جب تک اپنا چہرہ پھیر دے باقی اطراف سے کعبہ کی طرف اسی طرح دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جب تک ماسوی اللہ سے منہ نہ پھیرے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ اِذَا قَامَ الْعَبْدُ اِلٰی صَلٰوتِهٖ وَكَانَ هَوَاهُ وَقَلْبُهُ اِلَی اللّٰهِ اِنْصَرَفَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔ ''جب بھی اللہ کا بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کا دل خدا کی طرف ہوا ایسا شخص جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے اوپر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ بچہ ماں سے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں جب بھی تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو ناامید ہو اس دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اور اسی طرح مخلوق سے بھی اور اپنے دل کو خالی کرو۔ ہر اس چیز سے کہ جو تجھ کو یاد خدا سے پھیر دے اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب خدا کے سامنے کھڑے ہو۔ یہ حالت محبوب کا قرب حاصل کرنے کا مقام ہے چنانچہ امام حسینؑ بھی یہی فرماتے تھے:

تَرَكْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِی هَوَاكَ   وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَیْ اَرَاكَ

میں نے تمام مخلوق کو آپ کی محبت میں چھوڑ دیا اور اپنے عیال کو یتیم کیا تا کہ تجھے دیکھ لوں

وَلَوْ قَطَّعْتَنِی فِی الْحُبِّ اِرْبًا   لَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ اِلٰی سِوَاكَ

اگر مجھے تیری محبت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دویں تب بھی میرا دل کسی اور کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

* * * * *

مجلس نمبر 42

واجبات نماز کے رازوں کے بارے میں

اور وہ آٹھ چیزیں ہیں

﴿اول﴾ قیام اور دل کا وظیفہ یہ ہے دل میں یہ خیال کریں کہ خدا کے سامنے کھڑے ہیں۔ جو رازوں سے آگاہ ہے تمام چیزوں کے بارے میں چاہے ظاہر کریں یا اس کو چھپا دیں اور وہ تیرے گردن کی رگ سے زیادہ قریب ہے پس اس کی عبادت کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ رسول خداؐ نے ابوذر سے فرمایا: یَا اَبَا ذَرْ اُعْبُدُو اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ۔''اے اباذر! اللہ کی عبادت کرو گویا تو اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

﴿دوم﴾ نیّت ہے نیت کا وظیفہ خدا کے فرمان کی اجابت اور امتثال امر کی اجابت پر عزم کرنا یا نماز میں جو چیزیں واجب قرار دی ہیں ان کو انجام دینا اور نفس کو ان چیزوں سے روکے رکھنا کہ جو ناقص اور نماز کو باطل کرنے والی ہیں اور رضائے الٰہی کے لئے ثواب اور قرب حاصل کرنے کے لئے نیت کو خالص کرنا اور امام صادقؑ نے فرمایا ہے :اَلْاِخْلَاصُ يَجْمَعُ صَوَالِحُ الْاَعْمَالِ ۔''اخلاص تمام نیک کام کو جمع کرنا اور اعمال کے قبول کرنے کی چابی ہے۔ اخلاص کے معنی کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اپنی طاقت کو اطاعت الٰہی میں خرچ کریا اور اپنے عمل کے لئے مقدار کا قائل نہ ہو اور اخلاص کا ادنی مرتبہ دنیا میں انسان کا تمام گناہوں سے محفوظ رہنا اور آخرت میں جہنم کی آگ سے نجات اور بہشت تک پہنچنا ہے۔ اور امام صادقؑ نے فرمایا: صَاحِبُ النِّيَةِ الصَّادِقَةِ صَاحِبُ الْقَلْبِ السَّلِيْمِ یعنی جس آدمی کی نیت سچ اور درست ہو اور قلب سلیم رکھتا ہو تو ایسے شخص کی عبادت ترقی کرتی ہے ایسے بندوں کی عبادت سے کہ جو اجیر ہیں یعنی جو جہنم کے خوف یا بہشت کے شوق میں نماز ادا کرتے ہیں۔ احرار کی عبادت یہ ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: مَا عَبَدْتُكَ خَوْفًا مِنْ نَارِكَ وَلَا طَمَعًا فِي جَنَّتِكَ بَلْ وَجَدْتُكَ اَهْلًا لِلْعِبَادَةِ فَعَبَدْتُكَ ۔''میں نے تیری

عبادت تری آگ کے خوف سے اور تیری جنت کے لالچ میں نہیں کی بلکہ میں نے تجھ کو عبادت کا اہل پایا پس میں نے تیری عبادت کی۔

﴿سوم﴾ تکبیرۃ الاحرام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی سب چیزوں سے بڑا ہے اور بڑا ہے اس چیز سے کہ جو زبان سے وصف کی جائے یا اس کو حواس کے ساتھ پاسکیں یا لوگوں کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے جب آپ اس کا سزاوار قرار دیں۔ تو دل اس کو جھٹلا نہ دے اگر تمہارا دل نے اس کو جھٹلا دے تو خدا فرماتا ہے اے جھوٹے انسان کیا تم مجھے دھوکہ دیتے ہو؟ میرے جلال اور عزت کی قسم تجھ کو اپنے قرب سے دور کروں گا اور اپنی مناجات کی حلاوت سے بھی دور رکھوں گا۔

﴿چہارم﴾ قرأت اور اس کے وظیفے بے شمار ہیں۔ قوت بشری اس کو احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے خدا کا کلام اسلوب عجیبہ اوضاع غربیہ و اسرار دقیقہ پر مشتمل ہے اور قرائت سے مراد زبان کی حرکت نہیں ہے بلکہ ان کے معانی میں غور کرنا اور انکی حکمتوں سے استفادہ کرنا ہے۔ پس جب آپ نے کہا: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ تو یہ جان لو کہ شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے وہ حسد کرتا ہے کہ تو پروردگار کے لئے سجدہ کرتا ہے اس لئے مختلف راستوں سے کوشش کرتا ہے کہ تجھ کو اس کی عبادت کی لذت سے محروم کردے۔ پس جو چیز بھی قرأت کے معانی کے سمجھنے سے روکے وہ شیطانی وسوسہ ہے چونکہ قرأت سے مراد زبان کو حرکت دینا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود معنی کو سمجھنا ہے لوگ قرأت کرتے وقت تین قسم کے ہیں۔

☆ اوّل وہ ہیں کہ جو اپنی زبان کو حرکت دیتے ہیں اور دل میں ان کے معانی کی طرف غور وفکر نہیں کرتے ہیں یہ جماعت نقصان میں ہیں اور تہدید الٰہی میں داخل ہے کہ فرمایا ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقْفَالُھَا۔ ''کیا یہ غور وفکر نہیں کرتے ہیں اپنی قرائت میں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں اور حدیث نبوی میں ہے: وَیْلٌ لِمَنْ لَاکَھَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ ثُمَّ لَمْ یَتَدَبَّرْھَا ۔ ''وائے ہو اس پر کہ جو قرأت کو اپنی دو داڑھوں کے درمیان میں کردے اور اس کے معانی میں غور وفکر نہ کرے۔

☆ دوسری قسم وہ ہیں کہ جو زبان کو حرکت دیتے ہیں اور دل بھی زبان کی پیروی کرتا ہے۔ پس وہ سنتا ہے اور ان کے معانی کو سمجھتا ہے اس طریقہ پر کہ گویا اپنے علاوہ کوئی اور سن رہا ہے (یعنی خدا کی ذات)۔ یہ اصحاب یمین کا درجہ ہے۔

☆ تیسری قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کا دل معانی کے سمجھنے پر سبقت کرتا ہے اور ان کی زبان دل کی خدمت کرتی ہے

اور اس کا ترجمہ کرتی ہے اور یہ مقربین کا درجہ ہے۔ جب تم نے کہا: بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم میں مدد مانگتا ہوں خدا کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے پس تبرک کی نیت کو ابتداء میں کلام الٰہی کے پڑھنے کے ساتھ اور ان کے معانی کو سمجھنے کے ساتھ ہے اور اسم سے مراد یہاں پر مسمّیٰ ہے پس جب امور خدا کے ساتھ ہوں تو ضروری ہے کہ تمام تعریفیں خدا کیلئے ہوں اس لئے کہو: اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ اَلرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ "تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں کہ جو عالمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے پس اپنے دلوں پر الطاف الٰہی کو گزاریں تاکہ واضح ہو جائے کہ تمہارے اوپر اس کی رحمتیں ہیں اور تجدید اخلاص کرو یہ کہنے کے ساتھ: مَالِكِ يَومِ الدِّينِ اِيَّاكَ نَعبُدُ وَاِيَّاكَ نَستَعِينُ صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں تو ہی حساب اور روز جزاء کا بادشاہ ہے اس دن تیرے علاوہ کوئی بادشاہ اور مالک نہیں ہوگا۔ پس اپنے سوال کو معین کرو اور طلب نہ کرو مگر اس حاجت کو کہ جس کے بارے میں تم زیادہ اہتمام کرتے ہو۔ اور کہو: اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ اے خدا ہدایت فرما ہماری اس راستے پر کہ جو ہمیں لے جائے تیری رحمت کے جوار میں اور ہمیں تیری رضا اور خوشنودی تک پہنچا دے صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم وَلَا الضَّالِّينَ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ کہ وہ راستہ کہ جو گمراہ لوگوں کا ہے اور جن پر تمہارا غضب ہوا ہے۔ اپنے دل سے سوچیں کہ وہ کون ہیں کہ جن پر انعام کیا گیا ہے ہدایت کی نعمت پیغمبروں، صدیقین اور صالحین کے لئے ہے نہ ان کا راستہ کہ جن پر غضب ہوا اور نہ ان کا راستہ کہ جو حق سے باطل کی طرف مائل ہوئے ہیں جیسے یہود، نصاریٰ، صابئین۔ پس جب بھی سورہ فاتحہ پڑھ لے اس وقت شبیہ ہوا ان لوگوں کی کہ جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی اور خلوص کے ساتھ ثناء کی۔ پس مجھ پر ہے کہ اپنے لطف کو اس کے شامل حال کر دوں اور رحمت کے جوار میں اس کو جگہ دوں یہ ہے سمع اللہ لمن حمدہ کا معنی اللہ سنتا ہے اس شخص کی آواز کو کہ جو اس کی حمد کرتا ہے۔

﴿پنجم﴾ رکوع ہے جب رکوع میں پہنچو تو تجدید کرو اپنے دل میں کبریائے الٰہی کے ذکر کی اور اس کی عظمت کی۔ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھا دو اور کہو اللہ اکبر جب رکوع کی حد تک پہنچو تو کہو "سُبحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ وَبِحَمدِہ" میں اپنے پروردگار کو منزہ اور پاک جانتا ہوں اور ان کلمات کو بار بار زبان پر ذکر کرو تاکہ تاکید ہو جائے ان معنی کی دل میں بار بار کہنے کی وجہ سے۔ اس کے بعد سر کو رکوع سے اٹھاؤ حالانکہ تم رحمت کی امید رکھتے ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا: لَا يَركَعُ عَبدٌ رُكُوعًا عَلَى الحَقِيقَةِ اِلَّا زَيَّنَهُ اللّٰهُ بِنُورِ بَهَائِهِ وَاَظَلَّهُ فِي ظِلَالِ كِبرِ

یٰائِہٖ وَکَسَاہُ کِسْوَۃَ اَصْفِیٰائِہٖ۔" کوئی بندہ نہیں ہے کہ جو رکوع کی حقیقت کو بجالائے مگر یہ کہ خدا اس کو اپنے نور کے ساتھ زینت دیتا ہے اپنے نور کے ساتھ اور اپنی کبریائی کا سایہ اس پر ڈال دیتا ہے اور اس کو اپنے برگزیدوں کا لباس کو پہنا تا ہے۔

﴿ششم﴾ سجود ہے اور یہ سجود خضوع کے بزرگترین مراتب اور خشوع کے اعلیٰ ترین مراتب میں سے ہے دعا کے قبول ہونے اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا سزاوار ہے۔ جب سجدہ کا ارادہ کریں تو اپنے دل میں خدا کی عظمت کو لے آئیں کہ جو رکوع کی عظمت سے زیادہ ہو اور کہیں: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ بار بار پڑھ کر اس کی تاکید کریں تاکہ قرب کی زیادتی کا موجب ہو۔

مٹی پر سجدہ کرنے کا راز

یہ ہے کہ کھانے پینے پہننے اور معادن یہ دنیا کی زندگی کے ساز و سامان ہیں۔ اور جو سونا اور چاندی سے بنے ہوئے ہیں۔ پس تم نے پست کیا اپنے نفس کو اور لوٹا دیا فرع کو اصل کی طرف چونکہ تمہاری اصل مٹی سے ہے اور آخر میں اس کی طرف لوٹنا ہے پھر اس سے نکلنا ہے اس وقت کو یاد کرو حشر اور نشر کے دن کو اور جزاء کے دن کو سجدہ کرو تواضع اور ذلت کے ساتھ خدا کے لئے جیسے سجدہ کرنا اس شخص کا کہ جو جانتا ہے کہ خدا نے خلق کیا ہے اس مٹی سے کہ جس پر لوگ اپنے پاؤں رکھتے ہیں۔ اس پر اور اس کو ایک نطفہ سے پیدا کیا ہے کہ جسے ہر ایک ناپسند کرتا ہے پس جو بھی خدا کے نزدیک ہوا وہ غیر خدا سے دور ہو جاتا ہے پس نماز میں جس کا دل غیر خدا میں مشغول ہوا تو وہی اس غیر خدا کے نزدیک ہوگا۔

﴿ہفتم﴾ تشہد۔ پس جب بھی تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھیں تو اپنے دل میں خوف حیا کو لے آؤ۔ کہیں تمہارے گزشتہ اعمال غلط طریقے سے بجانہ لائے ہو گئے ہوں۔ ہر ایک کے لئے جو آداب ہیں تم ان کو بجانہ لائے اور ڈرو اس سے کہ کہیں تمہاری نماز کو نماز نا قبول شدگان کے نامہ اعمال میں نہ لکھا ہو اور خالی ہاتھ لوٹنے والوں کی طرح تمہیں خالی ہاتھ لوٹا دیا ہو۔ امام صادقؑ نے فرمایا: اَلتَّشَھُّدُ ثَنَاءٌ عَلَی اللّٰہِ فَکُنْ عَبْداً فِی السِّرِّ خَاضِعًا لَہٗ فِی الْفِعْلِ کَمَا اَنَّکَ عَبْدٌ لَہٗ بِالْقَوْلِ وَالدَّعْوٰی ۔" یعنی تشہد خدا کی تعریف کی ہے جو اس کے لئے ضروری ہے۔ اس باطنی طور پر کا بندہ بنو اور اس کے لئے اپنے عمل میں خشوع کرو۔ جس طرح تم اس کے بندے ہو۔ گفتار میں اور دعوی میں اپنی گفتار کو دل کے صفا کے ساتھ متصل کرو تاکہ دل زبان اور باقی اعضا کے ساتھ اس کی عبادت ہو۔

﴿ہشتم﴾ سلام ہے کہ تشہد کے بعد کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یعنی درود تمہارے اوپر اے پیغمبر خدا! خدا کی رحمتیں اور برکتیں تمہارے اوپر ہوں۔ پس حاضر کرو اپنے دل میں باقی پیغمبروں آئمہ طاہرینؑ اور نیک بندوں کو اور جاری کرو اپنی زبان پر خطاب کے صیغہ کے ساتھ اور کہو: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وبر کاتہ یعنی سلام اور دورد ہمارے اوپر اور خدا کے نیک بندوں پر سلام اور دورد۔ تم سب پر خدا کی رحمت اور برکت ہو۔

پس قصد کرو مخاطب کے حضور کا اپنے ذہن میں تاکہ آپ کا کام لغو اور فضول نہ ہو اگر پیش نماز ہے تو پہلے سلام کے ساتھ قوم کا قصد کرے اور قوم بھی سلام کرنے کی صورت میں اس کا قصد کرے۔ اگر آپ نے اس طرح سلام بھیجا تو آپ نے سلام کا حق ادا کر دیا۔

یہ تھے نماز کے رموز کہ دس ہزار میں سے ایک کو پیش کیا اب تصور کریں دیکھیں کہ انسان اپنا خیال رکھے کہ کہیں ان پر غضب خدا نازل نہ ہو اور پروردگار کی رحمت سے محروم نہ ہو ورنہ دنیا اور آخرت میں خسارہ ہے۔

اصحاب سبت کا واقعہ

اصحاب سبت کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ سورہ بقرہ آیہ 62 میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ یقیناً تم بنی اسرائیل کی جماعت جانتے ہو کہ تم میں سے ایک جماعت نے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کر کے نافرمانی کی پھر ہم نے انہیں کہا کہ مسخ ہو جاؤ بندر کی صورت میں ۔یعنی ذلیل اور پست ہو جاؤ: فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِيْنَ۔ ہم نے ان کے مسخ کو ان کے لئے عذاب قرار دیا۔ تاکہ دوسرے شہر کے لوگ جو آگے اور پیچھے ہیں وہ سب عبرت حاصل کریں اور اس طرح متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ نیز سورہ اعراف میں آیہ 163 میں فرماتے ہیں: وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔" یہاں تک کہ فرمایا: فلما عتو عن مانھوا عنه قلنا لھم کونوا قردة خاسئین ۔" اور سوال کرو اے محمد! دیہات والوں سے کہ جو دریا کے کنارے رہتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے خدا کے حکم سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنا حرام تھا لیکن انہوں نے مچھلیوں کا شکار کیا چونکہ خدا نے ان سے امتحان لینا چاہا ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی پر مسلسل آتی تھیں اور اس دن کے علاوہ مچھلیاں نہیں آتی تھیں۔ اس دن شکار کر کے فاسق اور معصیت کار ہوئے اور وعظ کرنے والوں کی بات نہیں سنی اور سرکش ہوئے تو ہم نے ان سے کہا کہ

ہو جاؤ بندر اور رحمت الٰہی سے دور ہو جاؤ۔ اور امام زین العابدینؑ سے منقول ہے: یہ ایک جماعت تھی کہ جو دریا کے کنارے رہتی تھی ان کی تعداد تقریبا (80) اسی ہزار تھی ان کے پیغمبر نے ان کو ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا ۔پس انہوں نے ایک حیلہ تلاش کیا جب ہفتہ کا دن ہوتا تو مچھلیاں مسلسل نہروں میں آتی تھیں اگر یہ اپنے ہاتھ سے پکڑتے تو آسانی سے پکڑ سکتے تھے۔ جب غروب کے وقت مچھلیاں دریا میں جانا چاہتی تھی تو انہوں نے آگے سے راستے بند کر دیا اور اتوار کے دن شکار کرتے تھے اس کام کی وجہ سے بہت زیادہ مال کمایا۔ اسی ہزار میں سے ایک ہزار آدمی انہیں روکتے تھے لیکن ان کے لئے کوئی فائدہ ثابت نہ ہوا ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کوئی فائدہ نہیں ہوا بالاخر یہ روکنے والے ۔شہر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے نزدیک ایک شہر میں ٹھہر گئے کہیں ان پر عذاب نازل نہ ہو اور کہیں وہ بھی اس عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں پس اسی رات ان پر عذاب نازل ہوا اور سب کے سب مسخ ہو کر بندر کی شکل میں ہو گئے۔

ان کے شہر کا دروازہ بند ہوا ان میں کوئی بھی باہر نہ آسکا جب دوسرے شہر والوں کو پتہ چلا تو وہ آ گئے وہ شہر کے دروازے کو کھٹکھٹاتے رہے کسی نے جواب نہ دیا بعض دیوار سے کود کر اندر چلے گئے تو دیکھا کہ تمام شہر والے مرد عورتیں بندر کی شکل میں مسخ ہو گئے تھے۔ پس نصیحت کرنے والے اپنے رشتہ دار اور دوست احباب کے پاس آتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ تم فلاں نہیں ہو؟ تو وہ سر کے ساتھ اشارہ کرتا کہ ہاں اور ان کی آنکھوں سے آنسو گرتے تھے تین دن تک اسی حالت میں رہے۔

پس اللہ نے ہوا اور بارش کو بھیجا اور سب کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور جو مسخ ہوئے تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے اور یہ جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان کی شبیہ ہیں اور ان کی نسل سے ہیں۔

امام زین العابدینؑ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس گروہ کی مچھلی شکار کرنے کی وجہ سے یہ حالت ہوئی پھر ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی کہ جنہوں نے پیغمبر کی اولاد کو شہید کر دیا اور ان کی ہتک حرمت کی اللہ نے اگر چہ دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن آخرت میں جو عذاب ان کے لئے مہیا کیا ہے وہ مسخ کرنے سے کئی گنا زیادہ ہے وہ بھی اس طرح شہید کیا کہ فرزند رسول کو تشنہ لب نہر فرات کے کنارے شہید کیا گیا۔

* * * * *

مجلس نمبر 43

ماہ رمضان میں افطاری دینے کی فضیلت

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ: اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ اَفْطَرَ مِنْکُم صَائِمًا مُؤْمِنًا فِی ھٰذَا الشَّھْرِ کَانَ لَہٗ بِذَالِکَ عِتْقُ رَقَبَۃٍ وَمَغْفِرَۃٌ لِمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوبِہٖ فَقِیْلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا نَقْدِرُ عَلٰی ذَالِکَ فَقَالَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمْرَۃٍ وَلَو بِشَرْبَۃٍ مِنْ مَاءٍ۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے لوگو! جو بھی ماہ رمضان میں کسی مومن کو افطاری دے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور اس کے گناہوں کی بخشش کا موجب ہے۔ بعض نے عرض کیا ہے یا رسول اللہ ہم سب اس قسم کی قدرت نہیں رکھتے ہیں کہ افطاری دے سکیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات دو اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اور ایک گھونٹ پانی کیوں نہ ہو۔

مخفی نہ رہے رسول خداؐ کے سارے اصحاب ایسے نہیں تھے کہ وہ ایک آدمی کو کھانا دے سکیں اس لئے ان کے لئے آدھا خرمہ یا ایک گھونٹ پانی بھی دینا اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہے لیکن جو شخص قدرت رکھتا ہے کہ ایک آدمی کو بلکہ دو سو آدمیوں کو قسم قسم کی افطاری دے سکتا ہے تو ایسے آدمی اگر آدھا خرما یا ایک گلاس پانی دے تو اس سے اس کو وہ ثواب نہیں ملے گا۔

چھبیسویں مجلس میں مہمان نوازی کے ثواب ایک مقدار بیان کی گئی ہے کہ کھانا کھلانا اگر چہ روزہ بھی نہ ہو اور ماہ رمضان بھی نہ ہو اس سب میں ثواب پایا جاتا ہے پس جب بھی ماہ رمضان میں روزدار مومن کو کھانا کھلائے تو اس کا ثواب بے شمار ہے۔

چنانچہ کلینیؒ نے کافی میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ اور جلد ثانی میں اطعام المومن میں ایک باب بیان کی ہے اور اس میں اخبار کو بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کو سیر

کرے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادقؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص بھی دو مومنوں کو اپنے گھر میں لے جائے اور ان کو کھانا کھلا دے تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

اسی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جو تین مسلمانوں کو کھانا دے اللہ تعالی شجرہ طوبی سے ملکوت سموٰت میں اس کو کھانا دیتا ہے۔

ایک دوسری خبر میں ابوحمزہ ثمالیؒ امام زین العابدینؑ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو کسی مومن کو بھوک سے نجات دے اور اس کو سیر کرے اس کو اللہ تعالی بہشت کے میووں سے کھانا کھلاتا ہے۔ اور جو کسی مومن کو سیراب کرے تو خدا اس کو رحیق مختوم سے پلاتا ہے۔ اور رحیق مختوم ایک خالص شربت ہے کہ جس سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ اسی میں عبداللہ میمون حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کسی مومن کو سیر کر کے کھانا کھلائے اس کے ثواب کو کوئی نہیں جانتا۔ نہ ملک مقرب نہ نبی مرسل صرف خدا کی ذات جانتی ہے اور مغفرت کے موجبات میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

اسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ سے حدیث بیان کی کہ فرمایا: جو بھی کسی مومن کو پانی پلائے حالانکہ وہ مومن اس پانی پر قدرت رکھتا ہو یعنی وہ پانی تک پہنچ سکتا ہو (اب جس قسم کا شربت اس کو دے دیا جائے) اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ مومن اس پانی تک پہنچنے کے لئے قدرت نہ رکھتا ہو اسی حالت میں اس کو سیراب کرے تو گویا ایسا ہے کہ اس نے اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد میں سے دس فرزندوں کو آزاد کیا ہو اور اسی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ حسین بن نعیم صحاف سے فرمایا: اے حسین! کیا تم اپنے دینی بھائیوں کو دوست رکھتے ہو حسین کہتا ہے کہ میں نے کہا کیوں نہیں یابن رسول اللہؐ! فرمایا: آپؑ سے فقراء کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟ عرض کیا: ہاں کیوں نہیں! حضرتؑ نے فرمایا تمہارے لئے سزوار ہے کہ دوست رکھو اس کو جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ اے حسین! صرف محبت کا دعوی کرنا تمہارے لئے کافی نہیں ہے خدا کی قسم اس دعوی سے تمہیں فائدہ نہیں پہنچے گا جب تک ان کو اپنے دسترخواں پر حاضر نہ کرو کیا تم ایسا کام کرتے ہو؟ حسین نے عرض کیا: کیوں نہیں یابن رسول اللہؐ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک دو تین آدمیوں کو اپنے دسترخواں پر دعوت نہ دوں حضرت نے فرمایا: ان کی فضیلت تمہارے اوپر تمہاری فضیلت سے زیادہ ہے حسین نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ان کو کھانا کھلاتا ہوں ان کو اپنے گھر میں بلاتا ہوں اس کے باوجود ان کی فضیلت مجھ سے زیادہ ہے حضرتؑ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے جب وہ تمہارے گھر میں داخل ہو جاتے

ہیں تو تمہاری اور تمہارے عیال کی مغفرت لیکر داخل ہوتے ہیں۔ جب تمہارے گھر سے نکلتے ہیں تو تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے گناہوں کو لیکر نکلتے ہیں یعنی تمہارا اور تمہاری اولاد کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ ایک اور خبر میں اسی قسم کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ اس سے حدیث کے آخر میں فرمایا: اِذَا دَخَلُوا عَلَيكَ دَخَلُوا بِرِزْقٍ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَثِيْرٍ وَاِذَا خَرَجُوا خَرَجُوا بِالْمَغْفِرَةِ لَكَ۔ جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو خدا کی طرف سے بہت زیادہ روزی لیکر داخل ہوتے ہیں اور جب نکلتے ہیں تو تمہارے لئے مغفرت کے ساتھ نکلتے ہیں۔ ایک اور خبر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا ایک غلام آزاد کرنے کے مقابلے میں کس چیز کو قرار دیتے ہیں۔ فرمایا: ایک مسلمان شخص کو کھانا دینا ایک اور خبر میں امام صادقؑ نے فرمایا: جو کسی مال دار مومن کو کھانا کھلائے اس کا اتنا ثواب ہے کہ جتنا اولاد اسماعیل کو قتل سے نجات دیکر آزاد کرنے کا۔ اگر کسی محتاج مومن کو کھانا کھلا دے تو اس کا ثواب اتنا ہے کہ جتنا اولاد اسماعیل میں سے سو آدمیوں کو قتل سے نجات دلا کر آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

خلاصہ کافی شریف میں اس قسم کی روایات بہت زیادہ ہیں اور ثواب کا کم یا زیادہ ہونا مراتب ایمان اور احتیاج اور عدم احتیاج کی وجہ سے ہے۔ پس جب بھی کوئی مومن محتاج ہو اور ماہ رمضان کا روزہ بھی رکھا ہو تو اس کو کھانا کھلانے کا ثواب بے شمار ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ اتنے تکلفات میں پڑ جاتے ہیں کہ جب تک بہترین کھانا بہترین میوہ اور بہترین شربت نہ ہو وہ افطاری نہیں دیتے۔ اگر اعلیٰ قسم کا کھانا نہ ہو تو اپنی توہین سمجھتے ہیں وہ اس چیز سے غافل ہیں کہ کتنے ثواب سے محروم ہو رہے ہیں کہ جس کو شمار تک نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک شخص حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور غذا اتنی نہیں تھی کہ اس عرب کے لئے کافی ہو حضرت نے چراغ کو اصلاح کے بہانے بجھا دیا اور چراغ جلانے میں بہانہ تلاش کیا اور حضرت اپنے منہ کو حرکت دیتے تھے تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ میں بھی اس کے ساتھ غذا کھا رہا ہوں۔ امیرالمومنینؑ کے اس کام سے آسمان کے ملائکہ نے تعجب کیا جب چراغ کو لایا گیا تو دیکھا کہ برتن طعام سے بھرا ہوا ہے۔

شان نزول "ھل اتیٰ"

تفسیر منہج الصادقین میں سورہ ھل اتیٰ کی تفسیر میں تفسیر ثعلبی سے نقل کیا گیا ہے کہ پورا سورہ ھل اتیٰ اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوا ہے اس کی شان نزول یہ تھی کہ امام حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہو گئے۔ رسول خدا صحابہ کے ہمراہ حسینؑ کی عیادت کے لئے آئے رسول خدا نے فرمایا: یا اباالحسن! حسنؑ اور حسینؑ کی صحت کے لئے ایک نذر مان علی مرتضیٰؑ نے عرض

کیا: میں نے نذر کیا کہ تین دن روزہ رکھلوں حضرت فاطمہ زہراؑ حسنؑ اور حسینؑ اور فضہ نے بھی یہی نذر کی انہوں نے بھی روزہ رکھنے کی نذر کی اللہ تعالی نے ان کو صحت عطا کی انہوں نے چاہا کہ وہ اپنی نذر انجام دیں گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں تھی امیر المومنینؑ شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا ہوسکتا ہے کہ تھوڑی سی اون دے دیں تا کہ فاطمہؑ اس کو کاتے اور اس کے بدلے میں تم تین صاع گندم دے دو (ایک صاع تین کیلو کا ہوتا ہے) یہودی راضی ہوا گیا اور اون اور گندم دے دیا جناب فاطمہؑ نے ایک مقدار اون کو کاتا اور ایک صاع جو سے کھانا پکایا جب افطار کا وقت آیا تو گھر کے باہر سے آواز آئی میں مدینہ کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں محتاج اور بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دیں تا کہ خداوند تعالی آپ کو جنت کے طعام سے کھانا کھلائے۔ امیر المومنینؑ نے اپنی روٹی کو صدقہ دیا باقی سب نے بھی آنحضرت کی پیروی کرتے ہوئے کھانا دے دیا اور اس رات خالص پانی سے افطار کیا دوسرے دن جناب فاطمہؑ نے جو کے ایک صاع سے روٹی پکائی جب افطار کا وقت آیا تو گھر کے باہر سے آواز بلند ہوئی: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں ایک بے کس یتیم اور بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دیں تا کہ خداوند تعالی آپ کو بہشت کے طعام سے بہرہ مند کرے۔ حضرت امیرؑ نے اپنی روٹی اس یتیم کو دے دی اور باقی نے بھی حضرت کی پیروی کرتے ہوئے روٹیاں دے دیں۔ اور خود سادا پانی کے ساتھ افطار کیا۔ تیسرے دن باقی جو کو پیسا جناب فاطمہؑ نے پانچ روٹیاں تیار کیں افطار کے وقت ایک اسیر گھر کے دروازے پر آیا تو سب روٹیاں اسے دے دیں۔ چوتھے دن حضرت علیؑ حسنؑ اور حسینؑ کو لیکر رسولؐ خدا کے پاس تشریف لے آئے جو کمزوری کی وجہ سے لرزتے تھے۔ جب پیغمبر کی نظران پر پڑی تو فرمایا: یا ابا الحسنؑ! ان کو کیا ہوا ہے کہ اس قدر کمزور ہو چکے ہیں؟ آنحضرت نے واقعہ کو بیان فرمایا تو رسول خداؐ مضطرب ہوئے اور جناب فاطمہ کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور ان کو محراب عبادت میں دیکھا ان کا شکم خشک ہونے کی وجہ سے پشت کے ساتھ لگا ہوتھا ہے اس وقت فرمایا: وَاَغَوْثَاہُ یَا اللّٰہُ اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ یَمُوْتُوْنَ جُوْعًا۔ "یا اللہ! اہل بیت محمد بھوک سے مر رہے ہیں۔ اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور سورہ ہل اتی کو پیغمبر پر قرأت کی اور بہشت کا دسترخوان ان پر نازل کیا۔ شاعر کہتا ہے

اَنَا عَبْدُ لِفَتًی اُنْزِلَ فِیْہِ ھَلْ اَتٰی
اِلٰی مَتٰی اَکْتُمُہُ اِلٰی مَتٰی
وَھَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمَۃُ غَیْرَہُ
وَفِیْ غَیْرِہٖ ھَلْ اَتٰی ھَلْ اَتٰی

نیز تفسیر مذکور میں ہل اتی کے سورہ میں امام صادقؑ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل راتوں میں سے ایک رات کہ سات گھنٹے اس کے گزرے چکے تھے گھر سے باہر نکلے اور صحرا کی طرف متوجہ ہوئے اس نے درگاہ الٰہیٰ میں عرض کیا کہ بارالہا! میں نے خانہ کعبہ کو بنایا اور ستر مسجدیں بنائیں ندآئی تمہارے لئے میرے پاس اس کا اجر ہے ابراہیم نے اپنے اطراف کو دیکھا تو کسی کو نہیں پایا دوبارہ اپنے کلام کو دھرایا اور عرض کیا: اَوَلَم تَزِدْنی عَلَی الاَجْرِ شَیْئًا ''کیا میرے اجر میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا آواز آئی کہ اے ابراہیم ایسا گمان کرو کہ شیعیان علی کے ایک آدمی کو سیر کر دیا ہے یا کسی شیعہ کو لباس پہنایا ہے کہ جو زیادہ اجرت طلب کرتے ہو؟ ابراہیم نے عرض کیا: کیا علی پیدا ہو چکا ہے؟ یا بعد میں پیدا ہوگا۔ آواز آئی بعد میں پیدا ہوگا ان کو دیکھنا چاہتے ہو عرض کیا ہاں پس اللہ تعالی نے ابراہیم کی آنکھوں سے حجاب کو اٹھا دیا عرش کے شامیانوں کو دکھا دیا اور یہ ہے معنی وَنُرِی اِبرَاہیمَ مَلَکُوتِ السّمٰوٰتِ ''پس جناب ابراہیم نے شیشہ کا ایک بڑا گلوب دیکھا عرض کیا یہ گلوب کیا ہے؟ آواز آئی کہ اس میں میرے حبیب محمد کی روح ہے۔ عرض کیا دوسرا شیشے کا گلوب کیا ہے؟ خطاب آیا میری حجت علی بن ابی طالبؑ کی روح ہیں۔ عرض کیا وہ گلوب کیا ہے؟ خطاب ہوا کہ اس میں فاطمہ بنت محمد کی روح ہے کہ جو علی بن ابی طالبؑ کی زوجہ ہیں۔ عرض کیا وہ دو قندیل کیا ہیں؟ آواز آئی اس میں حسنؑ اور حسینؑ کی روحیں ہیں کہ جو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔ عرض کیا وہ نو قندیل یعنی گلوب کیا ہیں؟ آواز آئی اس میں نو اماموںؑ کی ارواح ہیں کہ جو علیؑ اور فاطمہؑ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ عرض کیا جالی دار قندیل کیا ہے کہ جس کو آپ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا ہے ندا آئی یہ علیؑ کے شیعوں میں سے جو نیک ہیں یہ انکے ارواح ہیں ابراہیم نے عرض کیا: پروردگارا! مجھے علیؑ کے شیعوں میں سے قرار دے اس آیہ کا یہ مطلب یہ ہے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاہِیمَ ''خلاصہ رسول خدا لوگوں کو کھانا کھلانے کی طرف ترغیب دلاتے تھے لیکن اس جفا کار امت نے علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد کو بھوکا پیاسا اسیر کر کے شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار پھرایا۔ امام زین العابدینؑ نے منہال بن عمرو سے فرمایا: جس دن سے یہ اہل بیتؑ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام گئے وہ اس وقت سے روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور پردہ کرنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ ماشبعن بطونہن ولاکسین رءوسہن۔'' انہوں نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور نہ انہوں نے اپنے سروں کو چادروں سے ڈھانپا۔

مجلس نمبر 44

حسن خلق کے بارے میں

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِؐ: مَنْ حَسَّنَ مِنْكُمْ فِي هٰذَا الشَّهْرِ خُلُقَهُ كَانَ لَهُ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْاَقْدَامُ ۔'' جو بھی اس ماہ رمضان میں اپنے اخلاق کو اچھا بنائے کل قیامت کے دن آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزرے گا۔ جس وقت قدم پھسل جائیں گے۔ حسن خلق اچھی صفات میں س سے اہم صفت ہے اور شیطان کے چنگل سے نجات کا بہتریں سرمایہ ہے کلینیؒ نے کافی میں اٹھارہ روایات حسن خلق کے بارے میں نقل کی ہیں۔ اور امام زین العابدینؑ نے فرمایا: سب سے افضل ترین چیز جو حساب کی ترازو میں رکھتے ہیں وہ ہے حسن خلق ایک اور خبر میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: اگر کسی میں چار صفات ہوں تو اس کا ایمان کامل ہے اگر چہ سر سے لیکر پاؤں تک گناہ میں گرفتار ہو اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے وہ ہے سچ بولنا، امانت کا ادا کرنا حیاء اور حسن خلق ہے۔

مخفی نہ رہے کہ اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے جن میں یہ اوصاف موجود ہوں ان میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔ کہ اس کو ضرر پہنچائے وہ اس لئے کہ سچ بولنا، جھوٹ، غیبت، گالی، تہمت، چغلی خوری لغو باتیں کرنے سے اس کو روکتا ہے۔ اور امانت کا ادا کرنا اس کو تمام خیانات سے روکتا ہے۔ چاہے مال میں خیانت ہو چاہے لوگوں کے حقوق میں خیانت ہو چاہے قوانین شرعیہ میں خیانت ہو۔ جیسے طہارات سے لیکر حدود اور دیات تک کہ ہر ایک میں سستی کرنا خیانت ہے ایسا نہیں ہوتا۔ کہ لوگ اس کے معصیت میں مرتکب ہونے کو دیکھیں اور سنیں اور خلوت میں اپنے ولی نعمت جو کہ خدا سے ہے حیا کرتا ہے یعنی معصیت کا مرتکب نہیں ہوتا اور حسن خلق اس کو آمادہ کرتا ہے کہ جو بھی اس پر ظلم کرے اس ظلم کے مقابلے میں عفو کرتا ہے قطع رحمی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ہے پھر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا کہ کوئی چیز اس کو ضرر پہنچائے۔

چند روایت میں ہے کہ حسن خلق انسان کے گناہ اس طرح ختم کرتا ہے جس طرح برف سورج میں پانی ہو جاتی

ہے۔ایک اور خبر میں فرمایا: حسن خلق شہروں کے آباد ہونے کا اور طول عمر کا موجب بنتا ہے۔

ایک خبر میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے انصار کی ایک عورت نے رسول اکرمؐ کی عبا کو پکڑا حضرت اس گمان سے کہ اسے کوئی کام ہے اپنی جگہ سے اٹھے لیکن اس عورت نے کچھ بھی نہ کہا۔ رسول خداؐ نے بھی کچھ نہ فرمایا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تین مرتبہ اس کام کو انجام دیا چوتھی مرتبہ جب اس عورت کے لئے کھڑے ہوئے تو اس عورت کو حضرت رسول خداؐ سے ایک دھاگہ ملا اس کو لیا اور وہ چلی گئی۔ صحابہ نے اس کو ڈانٹا اے عورت! آخر تمہاری کیا حاجت ہے کہ چار مرتبہ رسول خداؐ کو اپنی جگہ سے کھڑا ہونا پڑا اور تم نے کوئی بات نہ کی جو اس عورت نے کہا ہمارے گھر میں ایک بیمار ہے میرے گھر والوں نے بھیجا تھا کہ رسول خداؐ کے کپڑوں سے ایک دھاگہ تبرک کے لئے لے لوں اور اپنے مریض کا علاج اس سے کروں۔ میں نے ہاتھ بڑھا دیا حضرت کھڑے ہو گئے مجھے شرم آئی کہ اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچوں اور میں نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بارے میں حضرت کو بتاؤں اس لئے یہ عمل بار بار ہوا۔

یہ مضمون اصول کافی سے نقل کیا گیا ہے۔ خداوند تعالی پیغمبر اکرمؐ کی تعریف حسن خلق کی وجہ سے کرتا ہے اور حضرتؐ کے بارے میں: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فرمایا: جواہر الکلمات نہاوندی میں مروی ہے کہ رسول خداؐ صحابہ میں سے کسی ایک کے ساتھ مدینہ کے صحراء میں گشت کرتے ہوئے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتی تھی۔ حضرتؐ آگے بڑھے اور فرمایا: اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے پانی نکال دوں۔ اس بوڑھی نے کہا: اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ" رسول اللہ نے کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کی مشک کو پانی سے بھر دیا پھر مشک اپنے کندھوں پر رکھی اور اس بوڑھی عورت سے کہا آگے چلو اور اپنا خیمہ مجھے دکھاؤ۔ وہ صحابی رسول اکرمؐ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ اس مشک کو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھیں رسول خداؐ نے فرمایا: میں امت کے بوجھ کو اٹھانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ بوڑھی عورت آگے چل پڑی حضرت پانی کے مشک کو اٹھا کر اس کے خیمہ تک پہنچایا اور وہاں سے واپس ہوئے بوڑھی عورت خیمہ میں داخل ہوئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ اٹھو اور مشکیزہ کو خیمہ کے اندر لے آؤ اس کے بیٹے کہنے لگے اے مادر! کس طرح آپ اس مشک کو یہاں تک لے آئیں؟! بوڑھی عورت نے کہا: ایک جوان شخص شیرین زبان خوبصورت اور بہترین اخلاق والے نے مجھ پر مہربانی کی اور اس مشک کو یہاں تک لے آیا انہوں نے پوچھا وہ کہاں چلے گئے اس عورت نے کہا یہ جو راستے پر جا رہا ہے اس کے بیٹے جلدی جلدی حضرتؐ کے پاس آئے اور آپ کو پہچانا اور اپنی ماں کو خبر دی۔ بوڑھی عورت آ کر حضرتؐ کے قدموں پر گر پڑی اور بہت زیادہ روئی اور کہا کہ معذرت چاہتی ہوں حضرت

اس سے شفقت سے پیش آئے۔ پھراس کے لئے اوراس کے فرزندوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

ایک دن رسول خداؐ کو بخار ہوگیا اس دن حفصہ کی باری تھی عائشہ نے کنیز کوایک برتن میں جو کا آش (پتلی پکی ہوئی چیز جسے پی سکیں) دیا کہ رسول اللہؐ کے لئے لے جائیں کنیز جب پیالہ کو لے کرآئی تو حفصہ نے کہا یہ کیا ہے؟ تو کنیز نے کہا کہ جو کا آش ہے جو عائشہ نے بھیجا ہے حفصہ کو غصہ آگیا کہا عائشہ مجھ پر برتری حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ وہ خیال کرتی ہے یہ کام میں نہیں کرسکتی ہوں کہ آش درست کروں یا اس کی شفقت رسول اللہ پر مجھ سے زیادہ ہے۔ پھراس پیالہ کو کنیز کے ہاتھ سے لیا۔ اور زمین پر پھینک دیا۔ چند قطرے آش کے اس میں باقی تھے حضورؐ نے ان کو اٹھایا اور تناول فرمایا اور کنیز سے کہا کہ اگر عائشہ تجھ سے پوچھے کہ رسول خداؐ نے آش کو کھالیا تو انہیں بتا دینا کہ ہاں کھایا ہے اور جو کچھ تم نے حفصہ سے دیکھا اور سنا اس کو عائشہ کو نہ بتانا تاکہ جھگڑے کا موجب نہ بنے۔

از خوش سخنی هیچ دلی ریش نشد
با خوش سخنان کسی بداندیش نشد
گنجی است کلام خوش که گویند از آن
چند آنکه کرم نمود درویش نشد

اہل دانش نے کہا ہے: اچھی بات ایک دوا ہے جو بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ مثلاً کینہ عداوت کو دشمنوں کے دلوں سے اور ان کے باطن کو دھوکہ سے پاک کرتی ہے۔ خصوصاً کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں اچھی بات کرنا ایک دوا ہے۔

لطایف سخن از سینه گرد کین ببرد
زبان لطف ز ابروی خشم چین ببرد
بشیرین زبانی لطف و خوشی
توانی که پیلی بموئی کشی
خلق نکو وصف مسیحا بود
خصلت بد مرگ مفاجا بود

اس لئے خداوند متعال نے مہربانی کے مقام پر اپنے پیغمبر سے فرمایا: وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا

نفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ ۔"اگر آپ بدمزاج اور بداخلاق ہوتے تو لوگ آپ کے اطراف سے متفرق ہو جاتے اور ابواب الجنان حاجی ملا رفیعا اور دوسری کتابوں میں لکھا گیا ہوا ہے کہ ایک دن رسول خداؐ اصحاب کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ اتنے میں ایک عربی شخص نظر آیا اور حضرت کی عباء کو اس سختی کے ساتھ کھینچا کہ اس کا ایک کنارہ حضرت کی گردن میں پڑا رہا اور وہ پھٹ گئی اور کہا: اَعْطِنِی عَطَائًا یَا مُحَمَّدُ "اے محمدؐ! مجھے کچھ دیں۔ رسول خداؐ مسکرائے اور فرمایا: اس کو کوئی چیز دی جائے۔ اس کو کوئی چیز دی گئی۔

ایک یہودی کا واقعہ

حیات القلوب کے باب ہشتم میں معتبر سند کے ساتھ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ایک یہودی کو رسول اکرمؐ نے کچھ دینار دینے تھے۔ اس نے راستے میں حضرت کو روکا اور اپنا قرض طلب کیا حضرت نے فرمایا: اس وقت میرے پاس نہیں ہے کہ دے سکوں۔ یہودی نے کہا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرا قرض ادا نہ کریں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میں یہاں تمہارے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں حضرت اس یہودی کے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ ظہر عصر مغرب اور عشا کی نمازیں اس کے ساتھ وہیں پر ادا کیں حضرتؐ کے اصحاب اس یہودی کو دھمکی دینے لگے تو آنحضرتؐ ان اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس یہودی کے ساتھ تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ اس یہودی نے آپ کو یہاں روکا ہوا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ کسی ایسے شخص پر ظلم کروں جو میری اماں میں ہے یا اس پر جو میری اماں میں نہیں ہے۔

جب سورج نکلا تو یہودی نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔" اپنا آدھا مال حضرت کو بخش دیا اس کے پاس بہت سارا مال تھا اور کہا میں نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ دیکھوں کہ جو اوصاف تورات میں پیغمبر آخر الزمان کے لئے ہیں آپ میں یہ صفات ہیں یا نہیں؟! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کی ولادت مکہ میں ہے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ سخت اور بدمزاج نہیں ہوں گے۔ آواز کو بلند نہیں کرنے اور گالی نہیں دیتے۔ کمزور بات نہیں کریں گے۔ اب میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

معتبر سند کے ساتھ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سائل نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا کہ حضرتؐ نے فرمایا: کیا کوئی ہے کہ جو ہمیں قرض دے؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ہمارے پاس ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چار وسق (وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) کھجوریں اس سائل کو دی گئیں۔ جب کھجوریں سائل کو دے دیں تو تھوڑی دیر کے بعد اس

نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔حضرتؐ نے فرمایا: انشاء اللہ میں دیدوں گا دوبارہ وہ آیا اور اسی طرح کا جواب سنا۔جب تیسری مرتبہ آیا اور قرض کا مطالبہ کیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: انشاء اللہ دے دیں گے اس نے کہا آپ نے بہت زیادہ کہا آنحضرتؐ اس کی نامناسب بات پر مسکرائے اور فرمایا کیا کوئی ہے جو مجھے قرض دے دیں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میرے پاس ہے۔

حضرت نے فرمایا: آٹھ وسق خرمہ اس شخص کو دے دوں عرض کیا یا رسول اللہؐ چار وسق کا طلب گار ہوں حضرت نے فرمایا یہ چار وسق تمہیں بخش دیئے۔جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول خداؐ کے ساتھ تھا میرا اونٹ کمزوری کی وجہ سے لیٹ گیا میں نے بڑی کوشش کی لیکن اٹھا نہیں، رسول اکرمؐ قافلہ کے پیچھے تھے اور کمزوروں کو قافلہ تک پہنچاتے تھے۔کبھی ان کو اپنے پیچھے سوار کرتے تھے۔جب وہ میرے پاس پہنچے تو کہا تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جابر ہوں۔فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا اونٹ چل نہیں سکتا ہے۔

آنخضرت پیادہ ہوئے اور اپنا عصا اس اونٹ پر مارا وہ اونٹ کھڑا ہو گیا جب میں سوار ہوا تو میرا اونٹ رسولخدا کے اونٹ سے آگے نکل گیا۔اس رات رسول خدا نے پچیس مرتبہ میرے لئے استغفار کیا۔پس پوچھا اے جابر تمہارے باپ کے کتنے فرزند ہیں۔میں نے کہا سات لڑکیاں۔فرمایا: کوئی قرض بھی ان کے ذمہ تھا میں نے عرض کیا جی ہاں۔آنخضرت نے فرمایا: جب آپ مدینہ پہنچیں تو قرض لینے والوں سے طے کرلیں کہ وہ اتنے اب لے لیں اور اتنے پر ہی راضی ہو جائیں تو بہتر ہے تاکہ یہ معاملہ تمام ہو جائے اگر راضی نہ ہوں تو جب کھجور کے جمع کرنے کا وقت آ جائے تو مجھے بتادیں۔

پھر انہوں نے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں ایک بیوہ عورت سے شادی کی ہے۔حضرتؐ نے فرمایا کسی لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلو اور وہ تمہارے ساتھ کھیلے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ میں ڈر گیا کہ میری بہنوں کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے نہ ہوں۔فرمایا: آپ نے بہت اچھا سمجھا ہے پھر فرمایا: اس اونٹ کو کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے کہا پنج اوقیہ سونے میں خریدا ہے۔(اوقیہ دس مثقال کو کہتے ہیں) آنخضرت نے فرمایا ہم نے تم سے لے لیا ہے۔

جابر کہتا ہے جب میں مدینہ پہنچا تو اپنے اونٹ کو حضرتؐ کے پاس لے گیا۔آپ نے فرمایا: بلال پانچ اوقیہ

اونٹ کی قیمت ادا کردو کہ وہ اپنے باپ کے قرض کو ادا کرے تین اوقیہ بھی اس کو دے دو اور اونٹ بھی اس کو لوٹا دو اس کے بعد فرمایا اگر باپ کا قرض ادا نہ ہو تو جس وقت کھجور اتارتے ہیں اس وقت مجھ کو خبر دے دیں جابر نے کہا جب خرمہ چننے کا وقت آیا تو میں نے حضرت کو خبر دی۔

حضرتؑ نے ہمارے لئے دعا کی حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ہم نے خرمہ کو چنا اور اپنے باپ کے قرض کو ادا کر دیا اور اس سے زیادہ اس قدر تھے کہ کئی مدت تک اس سے زندگی گزار سکتے تھے۔

خلاصہ رسول اللہؐ بیچاروں کی مدد کرتے تھے۔ ان کی اولاد نے بھی رسول اللہ کی پیروی کی لیکن امت نے اس کا عجب بدلہ دیا۔۔

مجلس نمبر45

امیر المو منینؑ کے حسن خلق کے بارے میں

چونتیسویں مجلس میں امیر المومنینؑ کے حسن خلق کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔عین الحیوۃ میں اور مجموعہ ورام میں تحریر ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنے غلام کو کئی مرتبہ آواز دی وہ سنتا تھا پھر بھی جواب نہیں دیتا تھا۔حضرت اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ سویا ہوا ہے۔فرمایا:اے غلام کیا تم نے میری آواز نہیں سنی عرض کیا کیوں نہیں۔میں نے آپ کی آواز سنی تھی۔فرمایا پھر کیوں جواب نہیں دیا اس نے کہا سستی کی وجہ سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ کی سزا سے محفوظ تھا اس لئے جواب دینے میں تسامح سے کام لیا۔ایک دوسری روایت کے مطابق اس غلام نے کہا کہ میں آپ کو غصہ دلانا چاہتا تھا۔حضرتؑ نے فرمایا:مجھے غصہ آتا ہے اس پر کہ جس نے اس چیز پر آمادہ کیا یعنی شیطان پر میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کر دیا جب تک زندہ ہوں تمہاری ضروریات میرے ذمہ ہیں۔

ابواب الجنان میں ہے کہ ایک دن کنیز نے قصاب سے گوشت خریدا۔اس نے اس کو خراب گوشت دے دیا۔اس کو واپس لے آئی تو قصاب نے قبول نہ کیا۔کنیز روتی ہوئی ادھر اپنے مولا سے بھی ڈرتی تھی حیران ہوگئی۔امیر المومنینؑ نے اس سے ملاقات کی اس سے احوال پوچھے کنیز نے اپنا واقعہ بتا دیا۔حضرت قصائی کے پاس آئے تا کہ قصائی سے سفارش کریں۔قصاب حضرتؑ کو نہیں پہچانتا تھا۔اس نے حضرت کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ جا کر اپنا کام کرو۔حضرتؑ نے اس کی بے ادبی کو نظر انداز کیا کچھ نہیں فرمایا اور واپس ہو گئے۔

حضرتؑ کے جانے کے بعد ہر طرف سے اس کو برا بھلا کہنے لگے کہ وائے ہو تجھ پر جانتے ہو کہ تم نے کس سے بے ادبی کی ہے۔کس سے جسارت کی ہے یہ امیر المومنینؑ علی بن ابی طالبؑ تھے۔قصاب کے نزدیک دنیا تاریک ہوئی اپنا ہاتھ کاٹا اور اس کو دوسرے ہاتھ میں لیکر حضرت کی خدمت میں آیا اور عذر خواہی کرنے لگا حضرت نے اس کے ہاتھ کو

اسی جگہ پر رکھا اور ایک دعا پڑھی اسکا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

اسی ضمن میں ہے کہ حسنینؑ جب اپنے والد کو دفن کر کے واپس آئے تو ان کے کان میں نالہ وفریاد کی آواز آئی اس آواز کو تلاش کرتے ہوئے خرابہ میں داخل ہوئے۔ ایک نابینا بوڑھے شخص کو دیکھا کہ نالہ وفریاد کر رہا ہے۔ اس سے پوچھا تو کہنے لگا: ایک سال سے اس خرابہ میں زندگی گزار رہا ہوں ہر رات ایک شخص آتا تھا اور میرے سرہانے بیٹھ جاتا تھا۔ ایک مہربان باپ اور مہربان بھائی کی طرح میری غم خواری میں قیام کرتا تھا اس سے پوچھا کہ آپ نے ان کے نام کے بارے میں نہیں پوچھا کہا کہ کیوں نہیں میں نے پوچھا ہے تو جواب میں کہا: تمہیں نام سے کیا کام میں تمہاری خدمت خدا کے لئے کرتا ہوں۔

ان سے پوچھا اس کی شکل وشمائل سے کچھ پہچانتا ہے۔ کہا میں نابینا ہوں لیکن وہ جب بھی میرے پاس بیٹھتے تھے خدا کی تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو جاتے تھے اور کہتے تھے مِسْكِيْنٌ جَالَسَ مِسْكِيْناً مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے۔ غَرِيْبٌ جَالَسَ غَرِيْباً غریب غریب کے پاس بیٹھا ہے۔ آج تین دن ہو گئے ہے کہ وہ شخص میرے پاس نہیں آیا ہے۔ حسنینؑ نے علامات اور قرائن سے جان لیا کہ وہ شخص ہمارے والد گرامی امیر المومنینؑ تھے۔ انہوں نے پوچھا: اے شخص وہ شخص کہ جس کی تلاس میں ہو وہ ہمارا باپ علی بن ابی طالبؑ ہے۔

اس وقت ان کو دفن کر کے واپس آئے ہیں۔ وہ بوڑھا شخص نالہ وفریاد بلند کرنے لگا کہتے ہیں کہ اس نے درخواست کی کہ مجھے ان کی قبر پر لیجائیں جب ان کو قبر پر لے گئے تو اس نے نعرہ مارا اور اس کی روح قبض ہوئی۔

امیر المؤمنین علیہ السلام اور ایک یہودی کا واقعہ

ایک یہودی شخص سوریہ سے کافی مقدار میں گندم اپنی سواری پر لاد کر کوفہ کی طرف آیا۔ جب کوفہ کے اطراف میں پہنچا تو ایک شوردار زمین میں اس کا وہ حیوان لاپتہ ہو گیا اور اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ یہودی شخص حیران ہوا اور ہر طرف دوڑا دائیں بائیں گیا کہیں سے پتہ نہ چلا تو مجبور ہو کر کوفہ کا راستہ اختیار کیا چونکہ حارث اعور کے ساتھ اس کی جان پہچان تھی۔ اس کے گھر میں گیا اور اپنا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔ حارث نے کہا ہمیں چاہیئے کہ امیر المومنینؑ کے گھر میں چلے جائیں اور اس کو اس واقعہ سے آگاہ کریں۔

جب حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرتؑ نے حارث سے فرمایا کہ آپ اپنا کام کریں اور مجھے اس یہودی کے ساتھ چھوڑ دیں۔ پس حضرتؑ نے یہودی سے فرمایا: مجھے وہاں لے چل جہاں تیرا

حیوان گم ہوا ہے حضرتؑ اس مکان میں پہنچے چند کلمات حضرت نے فرمائے کہ اس یہودی شخص کو پتہ نہیں چلا اس کے بعد فرمایا: اے گروہ جن خدا کی قسم تم نے اس طریقے پر میرے ساتھ بیعت اور عہد نہیں کیا تھا کہ لوگوں کے مال کو لے جاؤ اور میری رعیت کو اذیت پہنچاؤ خدا کی قسم اگر تم نے اس شخص سے حیوان اور بوجھ کو سالم واپس نہ کیا تو یقیناً میں تمہارے ساتھ جہاد کروں گا یہودی نے کہا خدا کی قسم کہ حضرت کا کلام ابھی تمام نہیں ہوا تھا کہ حیوان کو بوجھ سمیت حاضر کیا اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرو آپ آگے چلیں میں حیوان کو چلاتا ہوں یا میں آگے چلتا ہوں تم اس کو چلاؤ یہودی نے کہا: یا امیر المومنینؑ آپ آگے چلیں میں اس حیوان کو چلاتا ہوں۔ اس طریقہ پر چلے۔

یہاں تک کوفہ کے میدان میں پہنچے کہ جہاں کھانے اور پینے کے خرید و فروخت کی جگہ تھی حضرتؑ نے فرمایا: اے یہودی رات کا کچھ حصہ باقی ہے اب اپنا بوجھ اتار دیں میں حفاظت کرتا ہوں۔ جب سامان کو اتارا گیا تو حضرت نے فرمایا: اب تم سو جاؤ میں صبح تک سامان کی حفاظت کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو یہودی کے مال کو اس کے سپرد کیا فرمایا میں نماز کے لئے جاتا ہوں جب سورج نکلے گا تو تمہارے پاس آؤں گا۔ حضرت نماز کے لئے چلے گئے۔

جب سورج نکلا تو حضرتؑ واپس آ گئے اور یہودی کو حکم دیا کہ اپنے سامان کو کھول دو اور اس کی قیمت لگا دو۔ تمہاری مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے سامان کو بیچتا ہوں تم قیمت وصول کرلو یا تو وزن کرلو اور بیچو میں قیمت کو وصول کرلو۔ عرض کیا کہ آپ قیمت کو وصول کریں اس طریقے پر تمام سامان کو بیچا اور حضرت اس کی قیمت وصول کر تے تھے یہودی کو دیتے تھے۔ اور فرمایا کیا آپ کی کوئی اور حاجت ہے عرض کیا: ہاں! میں بازار سے بعض اجناس خریدنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ۔ آنحضرت نے اس یہودی شخص کے لئے خریداری کی اس حسن اخلاق نے کفر کے زنگ کو یہودی کے دل سے پاک کیا اس کی غفلت اور نادانی کو اپنی آنکھوں سے اٹھا کر اسلام کو قبول کیا اور کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ عَالِمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَخَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ خَيْرًا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے عالم اور جن وانس پر رسول اللہؐ کے خلیفہ ہیں جن اور انس پر اللہ تم کو اسلام کے متعلق جزائے خیر دے۔ اور مخفی نہ رہے کہ ابو درداء کا قصہ اس مقام پر مناسب ہے کہ چھٹی مجلس میں گزر چکا اور ضرار بن حمزہ امیر المومنینؑ کے اوصاف کو معاویہ کے لئے بیان کیا اور مجلس ۱۶ میں ذکر ہوا اور مجلس ۳۴ میں اور امیر المومنینؑ کی قضاوت میں اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور منتہی الامال میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کا حسن خلق

اس درجہ پر تھا کہ حضرت کے دشمن اس کو عیب جانتے تھے عمرو بن عاص کہتا تھا کہ حضرت بہت زیادہ خوش طبع تھے اس بات کو قول عمرو سے لیا گیا ہے اس عذر کے لئے کہ ایسے آدمی کو خلافت حوالہ نہیں کرنا چاہئے اس کو بھی انہوں نے عیب شمار کیا ہے۔

صعصعہ بن صوحان اور دوسرے لوگوں نے حضرت کے وصف میں کہا ہے۔ امیر المومنینؑ ہمارے درمیان ایسے تھے کہ ہم میں سے ہی کوئی ایک ہے جہاں ان کو بلاتے وہ آ جاتے جو کچھ ہم کہتے وہ سنتے تھے۔ جہاں کہیں کہتے بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے باوجود حضرت کی ہیبت تھی۔ جیسے ایک شخص کے جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہو اور اس کے سر پر کھڑا ہے کہ اس کی گردن جدا کر دے۔ نقل ہوا ہے کہ ایک دن معاویہ نے قیس بن سعد سے کہا کہ خدا رحمت کرے ابوالحسن پر کہ جو بہت زیادہ ہنستے تھے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا ہاں ایسا ہی تھا رسول خداؐ بھی اسی طرح تھے اپنے اصحاب کے ساتھ خوش طبع تھے اور ہنستے تھے اے معاویہ! تو اس نے ظاہری طور پر اس کی تعریف کی لیکن ان کی مذمت کا قصد کیا۔

خدا کی قسم حضرت اس خوش طبع کے باوجود ان کی ہیبت سب سے زیادہ تھی اور وہ تقوی کی ہیبت تھی کہ جس میں سرور پایا جاتا تھا نہ ان لوگوں کی ہیبت کی طرح جس طرح شام کے ذلیل اور لئیم لوگ تجھ سے رکھتے ہیں۔ خدا رحمت کرے قیس بن سعد پر کہ اس نے کس قدر معاویہ کو پہچانا تھا اہل سنت کے بہت سے علما نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ اہل سنت کے ایک باوثوق شخص نے کہا کہ میں نے علیؑ بن ابی طالبؑ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا: یا امیر المومنینؑ جب آپ نے فتح مکہ کیا تھا تو ابوسفیان کے گھر کو لوگوں کے لئے امن کی جگہ قرار دیا تھا اور فرمایا تھا جو بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا محفوظ ہوا آپ نے اس قسم کا احسان ابوسفیان کے حق میں فرمایا: اس کے فرزندوں نے اس کے بدلہ میں آپ کے فرزندوں کو قتل کر دیا۔

انہوں نے کہا حضرتؑ نے فرمایا مگر تم نے ابن صیفی کے اشعار کو اس باب میں نہیں سنا میں نے کہا کہ میں نے نہیں سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے جا کر سن لو۔ جب میں بیدار ہوا جلدی سے ابن صیفی کے گھر کہ جو معروف حیص بیص ہے۔ میں نے اپنا خواب اس کے لئے بیان کیا جب اس نے میرا خواب سنا ایک چیخ ماری اور بہت زیادہ روئے اور کہا خدا کی قسم جن اشعار کے بارے میں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے آج ہی رات میں نے لکھے ہیں ابھی تک میری زبان سے نہیں نکلے ہیں اور آج تک کسی کے لئے نہیں لکھا ہے پس کیا میرے لئے ان اشعار کو انشاء کیا۔

مَلَكْنَا وَكَانَ الْعَفْوُ مِنَّا سَجِيَّةً
فَلَمَّا مَلَكْتُمْ سَالَ بِالدَّمِ اَبْطَحُ
وَحَلَّلْتُمْ قَتْلَ الْاُسَارٰى وَطَالَمَا
غَدَوْنَا عَلَى الْاُسْرٰى فَنَعْفُو وَنَصْفَحُ
وَحَسْبُكُمْ هٰذَا التَّفَاوُتُ بَيْنَنَا
وَكُلُّ اِنَاءٍ بِالَّذِىْ فِيْهِ يَتَرَشَّحُ

امام زین العابدینؑ کو جب اسیر کیا گیا تو ملعونوں نے تین مرتبہ ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر خداوند عالم نے ان کی حفاظت کی۔

* * * * *

مجلس نمبر 46

حسنینؑ اور امام زین العابدینؑ کا حسن اخلاق

کامل مبرد سے منقول ہے کہ مجلسیؒ کی عین الحیوۃ اور دیگر کتب میں ہے کہ ایک دن امام حسنؑ سوار تھے اہل شام کے ایک شخص نے حضرتؑ سے ملاقات کی اور حضرتؑ کو برا بھلا کہا۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں کچھ بھی نہ کہا یہاں تک کہ شامی مرد گالی دینے سے فارغ ہوا اس وقت حضرت اس مرد کی طرف متوجہ ہوئے سلام کیا اور ہنس پڑے اور فرمایا: اے شیخ! میں گمان کرتا ہوں کہ تو مسافر ہے گویا تمہارے اوپر چند چیزیں مشتبہ ہوئی ہیں اگر مجھ سے خوشنودی چاہو گے تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔

اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرو گے تو میں تمہیں دوں گا اگر مجھ سے ہدایت حاصل کرنا چاہو گے تو میں تمہاری ہدایت کروں گا۔ اگر سامان اٹھانے کے لئے چاہتے ہو تو میں تجھے دوں گا اگر بھوکے ہو تو میں تمہیں سیر کر دوں گا۔ اگر مقروض ہو تو تمہارا قرض ادا کروں گا۔ اگر برہنہ ہو تو تجھ کو لباس دوں گا۔ اگر کوئی حاجت مند ہو تو تمہاری حاجت بجالاؤں گا۔ اگر سامان سمیت ہمارے گھر پر نازل ہوئے ہو تو ہمارے پاس مہمان بن کر رہیں یہاں سے جانے تک تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ چونکہ ہمارے پاس کھلا ڈھلا مکان موجود ہے اور ہمارے پاس مال بھی بہت زیادہ ہے۔

جب شامی شخص نے حضرتؑ سے ان باتوں کو سنا تو رو پڑا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ روئے زمین پر آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور خدا بہتر جانتا ہے کہ خلافت کو کہاں رکھنا چاہئے۔ آپ سے ملاقات سے پہلے آپ اور آپ کا باپ میرے نزدیک تمام مخلوق سے سب سے زیادہ دشمن تھے اور اب مخلوق خدا میں سب سے زیادہ محبوب مخلوق ہیں۔ پس اس نے اپنا سامان حضرت کے گھر میں اتارا جب تک مدینہ میں رہا حضرت کا مہمان رہا اور حضرت کے شیعوں میں سے ہوا۔

اور منتہی الامال میں امام حسنؑ کے حالات میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت کے غلاموں میں سے کسی نے خیانت

کی کہا ور سزا کا سزاوار ہوا حضرت اس کو سزا دینا چاہتے تھے تو غلام نے کہا وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ حضرت نے فرمایا میں اپنے غصہ کو پی گیا۔ غلام نے کہا وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ حضرت نے فرمایا میں تمہیں معاف کیا غلام نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزاد کر دیا اور جو کچھ میں تمہیں دیتا تھا اس کا دوگنا کیا۔

ناسخ کی اس جلد میں کہ جس میں حضرت کے حالات بیان کئے گئے ہیں یہ روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص امام حسنؑ کے پاس آیا اور عرض کیا فلاں شخص آپ کے حق میں بدگوئی کرتا تھا حضرتؑ نے فرمایا تم نے مجھے رنج میں ڈال دیا اب اپنے لئے اور اس کے لئے استغفار کرو۔ نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک دن مروان بن حکم جتنی چاہتا تھا امام حسنؑ کو گالیاں دیں حضرت خاموش ہو گئے اس کے بعد کلام شروع کیا اور مروان سے مخاطب ہو کر کہا: میں تمہیں معاف نہیں کرتا بلکہ خدا پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر تم نے سچ کہا تو تمہیں جزائے خیر دے اور اگر جھوٹ کہا ہے تو خدا تمہیں جھوٹ کی سزا دے۔ چونکہ خدا کا انتقام مجھ سے زیادہ سخت ہے۔ خلاصہ امام حسنؑ کے اخلاق اور ان کے اعمال کی خوبیوں کا حساب نہیں کیا جا سکتا اسی طرح امام حسینؑ بھی تھے۔

علامہ مجلسیؒ نے تفسیر عیاشی سے حدیث بیان کی ہے۔ امامؑ کا گزر فقراء اور مساکین کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا کہ جو حلقہ باندھے ہوئے تھے اور اپنی چادر کو بچھایا ہوا تھا۔ کچھ روٹیاں اس پر رکھے ہوئے تھے جب انہوں نے امام حسینؑ کو دیکھا تو آنحضرتؑ کو کھانے کی دعوت دی حضرت پیادہ ہوئے اور ان کے پاس دوزانو ہو کر بیٹھے اور فرمایا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِينَ ''اللہ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔'' اس کے بعد فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی اب تم بھی میری دعوت قبول کرو اور ان کو اپنے ساتھ گھر میں لے آئے اور ان کو کھانا کھلا کر سیر کر دیا۔

مناقب ابن شہر آشوب میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ بستر پر سوئے ہوئے تھے اور یہی کہتے تھے واغماہ۔ حضرت نے فرمایا: اے بھائی کس چیز کا تمہیں غم ہے عرض کیا ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں فرمایا آپ کے قرضوں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے کہا کہ ڈرتا ہوں کہیں قرض کے ادا کرنے سے پہلے مر جاؤں۔ حضرت نے حکم دیا یہاں تک کہ ساٹھ ہزار درہم لے آئے اس کے مرنے سے پہلے اور اس کے قرض کو ادا کیا۔

ناسخ نے کتاب انس المجالس سے نقل کیا ہے جب مروان نے فرزدق شاعر کو مدینہ سے باہر نکالا تو وہ امام حسینؑ

کے پاس آیا حضرت نے چار ہزار دینار اس کو دیئے عرض کیا گیا کہ یہ شخص ایک فاسق شاعر ہے۔ حضرت نے فرمایا بہترین مال وہ ہے کہ جس کے خرچ کرنے میں انسان کی عزت محفوظ رہے۔ رسول خداؐ نے کعب بن زہیر کو معاف کیا اور اس کو اچھا بدلہ دیا اور عباس بن مرداس کے بارے میں فرمایا: اس کی زبان کو میری زبان سے کاٹ دو یہ کنایہ ہے کہ اس کو مال دیکر خوش کردو۔ مجلس 14 میں اس سے مناسب چیزیں گزر چکی ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب میں شعیب بن عبدالرحمٰن خزاعی سے حدیث بیان کی ہے کہ طف کے دن حضرت امام حسینؑ کی پشت پر کوئی اثر ظاہر ہوا سید سجاد سے پوچھا گیا۔ فرمایا: یہ بہت زیادہ وزنی چیزیں اٹھانے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں بیوہ اور یتیموں کے لئے اپنی پشت پر اٹھاتے تھے اس کی وجہ سے یہ اثر ظاہر ہوا۔

اور بحار میں عبدالرحمٰن سلمی سے کہ وہ حضرت امام حسینؑ کے بعض بچوں کا استاد تھا اتفاق سے استاد سورہ حمد بچے کو سکھا رہا تھا جب وہ بچہ حضرت امام حسینؑ کے پاس آیا اور سورہ حمد کی قرأت کی تو حضرتؑ نے حکم دیا کہ ہزار دینار اور ہزار حلہ اس کو دے دیا جائے اور اس کے منہ کو موتیوں سے بھر دیں۔ لوگوں نے کہا یابن رسول اللہ یہ آپ نے کیا دیا ہے فرمایا: یہ مختصر سا مال خرچ کرنا اس عطائے کثیر کے بدلے میں کچھ نہیں ہے۔ اور اس کا اسکے ساتھ میزان نہیں کیا جا سکتا ہے اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

إِذَا جَادَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكَ فَجُدْ بِهَا
عَلَى النَّاسِ طُرًّا قَبْلَ أَنْ تَتَفَلَّتَ
فَلَا الْجُودُ يُفْنِيهَا إِذَا هِيَ أَقْبَلَتْ
وَلَا الْبُخْلُ يُبْقِيهَا إِذَا مَا تَوَلَّتْ

اور حضرتؑ نے فرمایا:

سَبَقْتُ الْعَالَمِينَ إِلَى الْمَعَالِي
بِحُسْنِ خَلِيقَةٍ وَعُلُوِّ هِمَّةٍ
وَلَاحَ بِحِكْمَتِي نُورُ الْهُدَى فِي
لَيَالٍ فِي الضَّلَالَةِ مُدْلَهِمَّةٍ

یُرِیْدُ الْجَاحِدُوْنَ لِیُطْفِؤْهُ
وَیَابَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُتِمَّہُ

آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ رسول خداؐ کا قول درست ہوا کہ فرمایا: اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ بِمَالَا اِثْمَ فِیْہِ۔ ''نماز کے بعد سب سے افضل عمل مومن کے دل میں خوشی کا داخل کرنا ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو۔ چونکہ میں نے دیکھا ایک غلام کو کہ ایک لقمہ خود کھاتا ہے اور ایک لقمہ کتے کو ڈال دیتا ہے اور اس کو اپنی غذا میں شریک قرار دے رکھا ہے تو میں نے کہا: اے غلام! ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا: یابن رسول اللہؐ میں ایک شخص ہوں کہ جو غمگیں رہتا ہوں۔ اس کتے کو خوش کر کے اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہوں۔ چونکہ میرا مولا یہودی ہے میں اس سے جدائی اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

جب آنحضرت نے یہ کلمات سنے تو اس کے مولا کے پاس گئے جو یہودی تھا اور دو سو خالص سونے کے دینار اس یہودی کے پاس رکھے یہودی نے عرض کیا میں نے اس غلام کو باغ سمیت تمہیں بخش دیا اور یہ مال بھی آپ کو دے رہا ہوں حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے اس مال کو اور باغ کو غلام کو بخش دیا اور میں نے اس کو آزاد کر دیا اس یہودی کی بیوی نے حضرتؑ کے اس سخاوت کو دیکھا تو کہا میں نے اپنا مہر اپنے شوہر کو بخش دیا اور میں مسلمان ہوئی تو اس یہودی نے کہا میں نے بھی اپنے گھر کو اپنے عیال کے لئے بخش دیا اور مسلمان ہوا۔

اور کشف الغمہ میں انس بن مالک سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ کہا کہ میں امام حسینؑ کے پاس تھا اچانک ایک کنیز آ گئی وہ حضرت کے لئے ایک خوشبو دار ٹہنی لے آیا آنحضرت نے فرمایا میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ انس نے کہا ایک کنیز کو ایک خوشبودار شاخ کے بدلے کہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہے آزاد کر دیا؟! حضرت نے فرمایا اسی طرح اللہ نے ادب سکھایا ہے جہاں فرمایا ہے:

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔ ''خدا نے ہمیں اس خصلت کے ساتھ خلق فرمایا اور ادب سکھا کر بھیجا اور قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب بھی تمہیں کوئی سلام کریں تو تم بھی اس کو سلام کر و ایسی چیز کے ساتھ کہ جو اچھی ہو اور سب سے اچھی چیز اس کنیز کے لئے اس کی آزادی ہے۔

مقتل خوارزمی میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ ایک عرب شخص حضرت امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یابن رسول اللہ! میں ضامن ہوا ہوں کہ مکمل دیہ ادا کروں اور اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوں آپ نے آپ سے کہا کہ

سب سے زیادہ کریم کے پاس جاتا ہوں کہ اس سے سوال کروں اور سب سے زیادہ کریم آپ کی ذات ہے اب آپ کے پاس آیا ہوں تو حضرت نے فرمایا: اے اعرابی بھائی! میں تم سے تین سوال کرتا ہوں اگر ایک سوال کا جواب دیا تو مال کا تیسرا حصہ تمہیں دوں گا اگر دوسوالوں کا جواب دیا تو دوتہائی دیہ تمہیں دوں گا۔ اگر تینوں سوالوں کا جواب دیا تو تمام دیت تمہیں دوں گا اعرابی نے عرض کیا: آپ سوال کریں اگر چہ آپ اہل علم اہل شرف ہیں اور میں ایک اعرابی سے زیادہ نہیں ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ میں رسول خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے المعروف بقدر المعرفۃ ہر کسی کو اس کی معرفت کے مطابق دیدو اعرابی نے عرض کیا آپ پوچھ لیں اگر مجھے پتہ ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آپ سے سیکھوں گا: وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حضرت نے فرمایا: یہ بتاؤ اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ عرض کیا الایمان باللہ خدا پر ایمان لانا حضرتؑ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ ہلاکت سے نجات دکس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ اس نے کہا کہ خدا پر وثوق رکھنے سے ۔حضرتؑ نے فرمایا کونسی چیز انسان کو زینت دیتی ہے اور کس سے بزرگواری حاصل ہوتی ہے؟ عرض کیا علم کے ساتھ برد باری ہو حضرت نے فرمایا: اگر یہ نہ ہو عرب نے کہا مال ہو اور اس کے ساتھ مروت ہو حضرت نے فرمایا اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو عرب نے کہا فقر کہ جس کے ساتھ صبر ہو حضرت نے فرمایا: اگر یہ نہ ہو تو عرب نے کہا کہ اس شخص کے لئے سزاوار ہے کہ ایک بجلی آسمان سے گرے جو اس کو جلا کر ہلاک کرے۔ آنحضرت مسکرائے اور آپ کے پاس ہزار دینار زرد وسرخ تھے اس کو دے دیئے اور ایک انگوٹھی تھی وہ بھی دی کہ جس کے نگینہ کی قیمت دوسو درہم تھی اس وقت فرمایا اے اعرابی اس ہزار دینار سے اپنا قرض ادا کرو اور اس انگوٹھی کو اپنے خرچہ کے لئے قرار دو عرب نے کہا: "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔"

حضرت موسیٰ کی مناجات اور عاشورا

ناسخ کی اس جلد میں کہ جس میں امام حسینؑ کے حالات ہیں اس نے کتب اخبار اور احادیث سے علامہ مجلسیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک دن موسیٰ بن عمران کوہ طور پر مناجات کے لئے گئے اور راستے میں بنی اسرائیل کے ایک شخص نے موسیٰ سے ملاقات کی عرض کیا یا نبی اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب مناجات کے مقام پر پہنچو تو اپنے ربّ سے سوال کرنا کہ میرے اعمال کے جرائم پر قلم عفو پھیر دے۔ چونکہ میں نے بہت زیادہ گناہ کیا ہے۔

موسیٰ نے قبول کیا اور کوہ طور میں مناجات میں مشغول ہو گئے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں آپ سے

سوال کرتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں کہ بنی اسرائیل کا ایک مرد بہت زیادہ گناہگار ہے میں تیری کی درگاہ میں اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ خالق کی طرف سے خطاب ہوا: اے موسیٰ! میں نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے گناہ کو بخش دیا جو بھی مجھ سے مغفرت کی دعا مانگے اس کو قبول کرتا ہوں مگر حسینؑ بن علیؑ کا قاتل کہ اسے نہیں بخشوں گا۔

موسیٰ نے عرض کیا: اے میرے خدا! حسینؑ بن علیؑ کون ہے؟ فرمایا: وہ ہے کہ جس کے بارے میں کوہ طور پر بتادیا تھا۔ عرض کیا: اے پروردگار! اس کا قاتل کون ہے؟ خطاب ہوا کہ اے موسیٰ اس کا قاتل اس کے جد کی امت سے ہے گمراہ اور نافرمان لوگ اس کو کربلا میں شہید کریں گے اور اس کے گھوڑے کی آواز بلند ہوگی اور اپنی آواز میں کہے گا "اَلظَّالِمَۃُ اَلظَّالِمَۃُ مِنْ اُمَّۃٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّھَا" اور حسین کے بدن کو برہنہ روئے زمین پر رکھیں گے اور ان کے اموال کو لوٹ لیں گے۔

ان کے مستورات اور اولاد کو اسیر کریں گے اور شہروں میں پھرائے جائیں گے ان کے ہر مددگار کو قتل کریں گے۔ ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کریں گے اور بازاروں میں پھرائیں گے چھوٹے بچے پیاس کی وجہ سے ہلاک ہوں گے وہ استغاثہ کریں گے تو کوئی ان کے استغاثہ کو نہیں پہنچے گا اور کوئی بھی ان کو پناہ نہیں دے گا جب یہ کلمات تمام ہوئے تو حضرت موسیٰ بہت زیادہ روئے اس کے بعد عرض کیا قتل کرنے والوں پر عذاب کیا ہوگا؟ خطاب ہوا: اے موسیٰ! ایسا عذاب ان کے قاتلوں پر نازل کروں گا کہ جہنم والے اس عذاب کو دیکھ کر ان سے پناہ حاصل کریں گے۔

میری رحمت اور ان کے نانا کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔ موسیٰ نے عرض کیا: میں قاتلان حسینؑ اور جو بھی ان کے فعل پر راضی ہے اس سے بیزار ہوں خطاب ہوا کہ اے موسیٰ میں نے ان کے شیعوں کیلئے ایک بہت بڑی رحمت قرار دی ہے کہ جو بھی امام حسینؑ پر گریہ کرے گا یا کسی کو رلائے یا رونے پر آمادہ کرے گا تو اس کے بدن پر جہنم کی آگ کو حرام قرار دے دیا ہے۔

مجلس نمبر 47

امام زین العابدینؑ کا مکارم اخلاق

سمندر کو کیسے کیل کیا جا سکتا ہے یا وزن کیا جا سکتا ہے یا سورج کو ناپا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کو زینت دینے کے لئے اس گوہر امامت کے اخلاق کی طرف صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

بحار الانوار اور مدینۃ المعاجز میں جابر بن یزید جعفی سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ عبد الملک بن مروان بیت اللہ کے طواف میں مشغول کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسینؑ کو دیکھا کہ اس کے سامنے طواف کرتے تھے اور عبد الملک کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ عبد الملک نے حضرت کو پہچان لیا لیکن اپنے آپ کو جاہل قرار دیتے ہوئے۔ حاضرین سے پوچھا یہ شخص کون ہے کہ ہمارے سامنے طواف میں مشغول ہے؟ عبد الملک کو ان کا تعارف کرایا گیا۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو اپنی جگہ پر بیٹھ گئے عبد الملک نے کہا: ان کو میرے پاس لے آؤ حضرت کو لایا گیا تو عبد الملک نے کہا: علی بن الحسینؑ میں تمہارے باپ کا قاتل تو نہیں کہ جو تم مجھ سے الگ ہوتے ہو؟ کس چیز نے تجھ کو میری ملاقات سے روکا ہے حضرت نے فرمایا میرے باپ کو قتل کرنے والے نے اپنی آخرت خراب کی ہے۔

اگر تم بھی دوست رکھتے ہو کہ ایسا ہو تو ہو جاؤ یہ مجھ پر احسان نہیں کہ تم میرے باپ کے قاتل نہیں ہو بلکہ تمہیں خود ممنوں ہونا چاہئے کہ میرے باپ کے قتل کی سزا میں گرفتار نہیں ہو عبد الملک نے کہا ہرگز نہیں کہ میں بھی اسی حال میں جاؤں لیکن ہماری طرف رخ کرو اور کبھی ہماری ملاقات کے لئے آؤ کہ آپ کو دنیوی فائدہ حاصل ہو۔ پس امام زین العابدینؑ بیٹھ گئے اور اپنی چادر پھیلا دی اور فرمایا: بارالہٰا! اپنے اولیاء کے مرتبہ کو عبد الملک کو دکھا دے۔ پس دیکھا کہ وہ چادر موتیوں سے بھر گئی فرمایا اے عبد الملک جس کا مقام اور منزلت خدا کے نزدیک یہ ہو وہ کس طرح تمہاری اس دنیا کا محتاج ہے اس کے بعد فرمایا اے پروردگار! اس سب کو لے لو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور عین الحیوۃ میں فرماتے

ہیں کہ معتبر سند کے ساتھ منقول ہے حضرت کی کنیزوں میں سے ایک کنیز کہ کھانے کا ایک پیالہ ہاتھ میں تھا، وہ پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا اس کا رنگ ڈر کی وجہ سے زرد ہوگیا امام زین العابدینؑ نے فرمایا: چلی جاؤ کہ میں نے تمہیں آزا کردیا۔

نیز معتبر سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ ایک کنیز امام زین العابدینؑ کے ہاتھ پر پانی ڈال رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے گرا اور حضرت کا سر اس سے مجروح ہوگیا۔ آپ نے سر کو اٹھایا تو کنیز نے کہ: وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ حضرت نے فرمایا کہ میں غصہ کو پی گیا اور تجھے معاف کیا۔ کنیز نے کہا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کردیا۔ نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص سے حضرت کو گالی دی حضرت نے غلاموں سے اس کو مارنے کا قصد کیا حضرتؑ نے فرمایا چھوڑو جو یہ برائیاں ہمارے اندر چھپی ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ جو ہماری طرف نسبت دیتا ہے اس کے بعد اس گالی دینے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہاری کوئی حاجت ہے وہ شخص شرمندہ ہوا۔

حضرت نے حکم دیا وہ کپڑا کہ جس کی قیمت ایک ہزار ہے اس کو دیدو۔ وہ شخص رویا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول اللہؐ کا فرزند ہیں نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے گالی دی حضرت نے فرمایا اے جوان ہمارے آگے آخرت کا موقف بہت زیادہ دشوار ہے اگر بہت زیادہ دشوار ہے اگر میں اس موقف سے گزر گیا تو مجھے کوئی پروانہیں ہے کہ تو مجھے جو کچھ بھی کہے۔ اگر اس عقبہ میں حیران اور سرگردان رہا تو میں بدتر ہوں اس سے کہ جو تو نے کہا ہے۔

نیز روایت میں ہے کہ علی بن الحسین کا ایک آزاد کردہ غلام تھا وہ اپنے کھیت میں کسی کام میں مشغول تھا حضرت ایک دن کھیت میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کھیت بہت زیادہ خراب ہے آنحضرت نے ایک تازیانہ اس غلام کو مارا جب گھر لوٹے تو پشیمان ہوئے۔ کسی کو بھیجا کہ اس غلام کو میرے پاس لے آؤ۔

جب اس غلام کو لے آئے تو غلام کو دیکھ کر حضرتؑ نے اپنے بدن سے قمیص کو اتارا اور تازیانہ سامنے رکھا گیا غلام نے یہ خیال کیا کہ حضرت اس کو تازیانہ سے مارنا چاہتے ہیں اور (مزید) تنبیہ کرنا چاہتے ہیں حضرت نے تازیانہ لیا اور غلام کو دے دیا اور فرمایا آج مجھ سے ایسی لغزش سرزد ہوئی ہے کہ جیسی آج تک صادر نہیں ہوئی تھی۔ اب اسکو لو اور اس تازیانہ کے بدلے میں مجھ سے قصاص لے تو اور مجھے تازیانہ مارو۔ غلام نے کہا: اے میرے مولاؑ! میں گمان کرتا تھا کہ آپ مجھے تازیانہ مارنا چاہتے ہیں اور میں مستحق تھا اس تازیانہ کا جو آپ نے مجھے مارا ہے پھر بھی حضرتؑ نے بار بار کہا لیکن غلام نے کہا: میں خدا کی پناہ حاصل کرتا ہوں، اس قسم کے عمل سے میں نے آپ کے لئے حلال کیا ہے بار بار حضرت

نے فرمایا: لیکن غلام راضی نہ ہوا حضرت نے فرمایا اب جب تم یہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو یہ کھیت خدا کی رضا کے لئے تمہیں بخش دیتا ہوں۔

نیز روایت میں ہے کہ ایک دن کچھ لوگ حضرت کے گھر میں مہمان تھے غلام نے تنور سے خستہ کباب کو نکالا اور چاہا کہ جلدی سے دستر خوان پر لے آئے وہ؟ اس کے ہاتھ سے گرا اور حضرت کے چھوٹے بچے پر گرا وہ فوراً مر گیا۔ غلام حیران اور پریشان ہوا۔ امامؑ نے غلام کے اضطراب کو دیکھا تو فرمایا: تو نے جان بوجھ کر یہ کام نہیں کیا ہے پریشان نہ ہو۔ میں نے تمہیں خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور مہمانوں کو خوشی کے ساتھ کھانا کھلایا اس کے بعد اس بچہ کو دفن کر دیا۔

نیز روایت کی گئی ہے آنحضرت نے سنا کہ کچھ لوگ حضرت کی غیبت کرتے ہیں تو حضرتؑ نے فرمایا: اگر تم نے سچ کہا ہے خدا مجھے بخش دے اور اگر جھوٹ کہتے ہو تو خدا تمہیں بخش دے۔

حدیقۃ الشیعہ اور کشف الغمہ وغیرہ میں منقول ہے کہ زہری نے کہا کہ عبدالملک بن مروان نے شام سے مدینہ حکم بھیجا کہ امام زین العابدینؑ کو طوق وزنجیر میں جکڑ کر شام بھیج دیا جائے۔ مدینہ کے والی نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا ان پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا میں نے ان کے وکلاء سے التماس کیا کہ مجھے ان سے ملنے کی اجازت دیں جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو ان کو طوق وزنجیر میں دیکھا میں رویا اور میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ طوق زنجیر مجھے ڈال دیں اور آپ کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ حضرتؑ مسکرائے اور مجھے خطاب کر کے فرمایا: اے زہریؒ! تمہارا گمان یہ ہے کہ مجھے اس طوق وزنجیر میں تکلیف ہے ایسا نہیں ہے اور اپنے ہاتھ اور پاؤں کو طوق وزنجیر سے نکالا فرمایا کہ جب تمہیں ایسی چیز پیش آئے تو خدا کے عذاب کو اپنے دل میں لے آؤ اور اس کی فکر کرو اور یہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں دو منزل سے زیادہ اس جماعت کے ہمراہ نہیں ہوں پس تیسرے دن دیکھا کہ ان کے وکلا پریشان ہو کر واپس لوٹے اور حضرت کو تلاش کرتے تھے اور کہیں پر بھی نہیں پایا اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دفعہ طوق وزنجیر ان کی جگہ پر دیکھے اور ان کو نہیں پایا۔

پس میں شام چلا گیا اور عبدالملک مروان کو بلا کہ وہ مجھ سے احوال پوچھی میں نے جو کچھ دیکھا تھا نقل کیا۔ کہا خدا کی قسم جس دن میں اس کے پیچھے گیا تھا وہ میرے گھر میں آیا اور مجھ سے خطاب کیا: مَا، اَنَا وَاَنْتَ تجھے میرے ساتھ اور مجھے آپ کے ساتھ کیا کام؟ خدا کی قسم اس سے ایسی ہیبت مجھے پہنچی جب خلوت میں آیا اپنے لباس کو ملوث تھا زہری کہتا ہے میں علی بن الحسین اپنے خدا کے ساتھ مشغول ہے اس سے بدگمان نہ ہو جاؤ خوش وہ ہے جو اس کے شغل کے

ساتھ مشغول ہو جائے۔

ایک فقیر کا عجیب واقعہ

نیز کتب مذکورہ میں زہری سے منقول ہے کہ کہا کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں تھا آپ کے شیعوں میں سے ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پریشانی کا اظہار کیا اور کہا اس کے علاوہ چار سو درہم کا مقروض ہوں امام روئے جب سبب پوچھا تو فرمایا: کونسی مصیبت اس سے سخت ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو پریشانی اور قرض دار دیکھے اور اس کا علاج نہ کر سکے جب سب لوگ اس مجلس سے باہر چلے گئے تو منافقین میں سے ایک نے کہا: تعجب ہے اس خاندان سے کبھی کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین ہمارے فرمان بردار ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے دینی بھائی کی اصلاح (مدد) سے عاجز ہیں۔ درویش شخص نے اس بات کو سن کر سنا تو تکلیف ہوئی۔ امامؑ کی خدمت میں جا کر کہا یابن رسول اللہؐ کسی نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ مجھ پر ناگوار گزری ہے۔ اس حد تک کہ اپنی پریشانی کو بھول گیا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا تمہاری مشکل کو حل کرے پس اپنی کنیز کو آواز دی فرمایا جو کچھ میرے افطار کیلئے تیار کیا ہے اس کو لے آؤ وہ کنیز نے دو جو کی خشک روٹیاں لے آئی حضرت نے اس درویش سے کہا کہ اس وقت ہمارے گھر میں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان جو کی دو روٹیوں کی برکت سے بہت زیادہ نعمت عطا کرے گا اور بہت زیادہ روزی تمہیں دے گا۔ یہ شخص ان دو روٹیوں کو لیکر بازار چلا گیا نفس اور شیطان نے اس کو وسوسہ ڈالا نہ بچوں کی طرح دانت ہیں کہ جو یہ کام کریں نہ یہ نان تجھے نہ تیرے اہل بیت کو سیر کرتے ہیں پس بازار میں حیران ہو کر قدم بڑھا رہا تھا چند قدم کے بعد ایک مچھلی فروش کی دکان پر پہنچا اپنے آپ سے کہا کہ جا کر اس روٹی کو مچھلی کے ساتھ تبدیل کرو جب مچھلی فروش کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک مچھلی رہ گئی ہے اس کو کوئی بھی نہیں خریدتا ہے درویش نے کہا میرے پاس جو کی روٹی ہے اس کے بدلے میں مجھے مچھلی دے دو۔ دکاندار نے قبول کیا اس نے مچھلی دے کر روٹی لے لی۔

اس کے بعد ایک بقال (سبزی فروش) کو دیکھا کہ نمک لئے بیٹھا ہے کہ جس میں خاک ملی ہوئی ہے اس کو کوئی بھی نہیں خریدتا ہے بقال سے کہا کہ یہ نمک مجھے دے دو کہ اس کے ساتھ اس مچھلی کا تدبیر؟ کروں اس کے عوض جو کی روٹی دیتا ہوں بقال نے قبول کیا درویش اس مچھلی کو نمک کے ساتھ گھر میں لے آیا ان کے پیچھے دونوں مشتری آئے صاحب نمک اور مچھلی کا صاحب انہوں نے کہا ہم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم ان دانتوں کے ساتھ کھالیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ایک درویش مرد ہے ایسی روٹی تمہاری غذا ہے ہماری طرف سے نمک اور مچھلی تمہارے لئے حلال ہے درویش نے ان

کے لئے دعا کی وہ چلے گئے۔

اس کے بعد کہا کہ میں مچھلی کے پیٹ کو چاک کروں جب اس کو شگاف کیا گیا تو اس سے موتی کے دو دانے نکل آئے کہ ایسے موتی کسی دریا کے صدف میں پیدا نہیں ہوتے۔ اس وقت اس نے اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کیا امام زین العابدینؑ کے پیغام رسان نے دق الباب کیا اور کہا میرے مولا فرماتے ہیں کہ تمہاری مشکل حل ہوگئی فوراً ہماری روٹیاں ہمارے حوالے کر دو ان روٹیوں کو ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ درویش نے ان روٹیوں کو واپس کیا اور حضرت نے اس کے ساتھ افطار کیا۔ یوں وہ شخص بہت زیادہ دولت مند ہوگیا۔

حضرت امام سید سجاد علیہ السلام کا معجزہ

منتہی الامال میں مدینۃ المعاجز سے اس نے ابوجعفر طبری سے اس نے ابونمیر علی بن یزید سے حدیث بیان کی ہے کہ میں علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت میں موجود تھا جس وقت آپ شام سے مدینہ کی طرف واپس ہوئے ان کے ساتھ مستورات بھی تھیں۔ میں نے ان کے احترام اور خدمت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ میں ہمیشہ ان کے احترام کا لحاظ رکھتا تھا ان سے دور اترتا تھا۔

جب مدینہ میں داخل ہوئے تو عورتوں نے اپنے زیورات میرے لئے بھیجے میں نے قبول نہ کئے اور میں نے کہا: اگر حسن سلوک اس سفر میں مجھ سے ظاہر ہوا ہے تو یہ میں نے خوشنودی خدا اور رسولؐ کے لئے کیا ہے اس وقت حضرت نے ایک سیاہ پتھر لیا اپنی انگوٹھی کے ساتھ اس پر نقش کیا اور فرمایا اس کو لے لو جو حاجت بھی چاہو اس سے حاصل کر لینا۔ وہ شخص کہتا ہے اس ذات کی قسم کہ جس نے اپنا رسول بھیجا میں نے تاریک جگہوں پر اس پتھر سے روشنی حاصل کی ہے جس قفل پر اس کو رکھ دیتا وہ قفل کھل جاتا۔ اس پتھر کو لیکر بادشاہوں کے پاس چلا جاتا تو ان سے کوئی برائی نہ دیکھتا۔ شیخ صدوقؒ سے روایت کی گئی ہے کہ امام زین العابدینؑ ناشناس لوگوں کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے کہ لوگ ان کو نہ پہچانیں اور ان کے ساتھ یہ شرط کرتے تھے کہ جس چیز میں تم محتاج ہو میں تمہاری خدمت کروں گا۔ اتفاق سے ایک گروہ کے ساتھ حضرت کو سفر کرنے کا اتفاق ہوا حضرت انکی حوائج کو بجالاتے تھے۔

ان میں ایک شخص نے حضرت کو پہچانا اور اس جماعت سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے کہ جو تمہاری خدمت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ زین العابدینؑ علیؑ بن الحسینؑ ہے جب ساتھیوں نے یہ سنا تو ایک مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت کے ہاتھ پاؤں کو بوسے دیئے۔ پھر عرض کیا: یابن رسول اللہؐ آپ چاہتے ہیں کہ ہم جہنم کی آگ

میں جل جائیں۔ اگر ہم سے نادانستہ ہاتھ یا زبان سے جسارت ہو جاتی کیا ہم ہمیشہ کے لئے ہلاک نہ ہو جاتے کس چیز نے آپ کو اس چیز پر آمادہ کیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: میں نے ایک دفعہ ایک جماعت کے ساتھ سفر کیا وہ مجھے جانتے تھے یہ لوگ خوشنودی رسول خداؐ کے لئے ضرورت سے زیادہ مہربانی کرتے تھے اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں آپ بھی ایسا نہ کریں میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں کہ لوگ مجھے نہ پہچانیں حضرتؑ رات کی تاریکی میں تھیلا اپنے کندھوں پر رکھ لیتے تھے کہ اس میں درہم اور دینار ہوتے تھے فقرا اور مساکین کے گھروں میں لے جاتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کھانا اور لکڑیاں لیکر محتاجوں کے گھروں میں جاتے تھے اور انہیں دیتے تھے۔ آپ اپنا چہرہ چھپائے ہوتے تھے تاکہ آپ کو کوئی نہ پہچانے اور مساکین بھی نہیں جانتے تھے کہ دینے والا کون ہے۔ صرف اتنا کہتے تھے کہ ابو جراب یعنی تھیلا والا جب آنحضرتؑ اس دنیا سے چلے گئے اور فقیروں کو کھانا ملنا بند ہو گیا تب انہیں پتہ چلا کہ وہ حضرت سجادؑ تھے۔

خلاصہ حضرتؑ کا اخلاق بیان کرنے سے قلم تحریر زبان اور تقریر عاجز ہے۔ خدا لعنت کرے اس قوم پر کہ جنہوں نے ایسے امام کے نیچے سے فرش کو کھینچا کہ جس سے بیمار کا بدن زمین پر آ گرا۔

* * * * *

مجلس نمبر48

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ نرمی کرنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَنْ خَفَّفَ مِنكُمْ عَمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ خَفَّفَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حِسَابَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَمَنْ كَفَّ فِيهِ شَرَّهُ كَفَّ اللّٰهُ غَضَبَهُ عَنْهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَمَنْ قَطَعَ فِيهِ رَحِمَه قَطَعَ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ عَنْهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ۔

یعنی جو بھی ماہ رمضان میں اپنے غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ نرمی اختیار کرے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کے حساب کو آسان قرار دیتا ہے اور جو بھی اپنے شر کو دور رکھے۔ یعنی اس سے کوئی شر اور فساد ظاہر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب نہیں کرتا ہے۔ اور جو شخص قطع رحم کرے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت کو اس سے قطع کردے گا۔

مجلس نمبر 33 میں صلہ رحم اور قطع رحم کے بارے میں اخبار ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۔ "ارحام کے حقوق کے متعلق اللہ سے ڈرو کہ تم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قاطع رحم پر لعنت بھیجی ہے اور اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اَلَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۔"

یعنی جو محکم کرنے کے بعد خدا کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور کاٹ دیتے ہیں اس چیز کو کہ جس کے خدا نے وصل کا حکم دیا ہے یعنی صلہ رحمی کا اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے انجام برا ہے۔ لیکن غلاموں کے بارے میں بعض تنگ نظر اور بے بصیرت کہ جن کو دین سے آگاہی نہیں ہے وہ اعتراض کرتے ہیں کہ غلاموں کے خرید و فروخت کے بارے میں کہا ہے کہ کیوں غلامی اور کنیزی کے عنوان کو نہیں اٹھایا وہ اس چیز سے غافل ہیں

کہ جس طرح رسول خداؐ نے عورتوں کو ذلت سے نجات دی ہے ان کے تمام حقوق کی رعایت کی کہ اس کی تفصیل کو کشف الغرور میں نقل کیا گیا ہے اسی طرح غلامی کو ذلت سختی اور دشواری سے نجات دی ہے کہ جو بھی روم کے لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کرے کہ وہ غلاموں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے۔ کبھی ان کے پاؤں میں زنجیر باندھ دیتے تھے کبھی بغیر جرم وگناہ کے ان کو تنگ اور تاریک قید خانہ میں رکھ دیتے تھے۔ دین مقدس اسلام نے ان کو عزت دی اور ان کے لئے احکام مقرر فرمائے جیسے غلام قن، مکاتب، مدبر، نکاح، عتق ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آیا ہے آخر وقت ان کے بارے میں تاکید فرماتے رہے ہر ایک کے لئے ایک مفصل تاریخ ہے یہاں تک اجنبی انصاف پسند نے اعتراف کیا ہے کہ کسی صدی میں غلام آسائش کی زندگی نہیں گزارتے تھے جیسا کہ حضرت محمد بن عبداللہ کی صدی ہے کہ جس زمانے میں ظہور فرمایا کہ حضرت غلاموں کے ساتھ فرزندوں اور بھائیوں کی طرح سلوک کرتے تھے اور ان کی سرپرستی کرتے تھے۔ فقہ کی کتابیں اس چیز پر شاہد اور گواہ ہیں کہ غلام کو آزاد کرنے کی کتنی اہمیت دی ہے۔ زکوۃ کے مصارف میں ایک غلام کا خریدنا اور آزاد کرنا ہے اسی طرح قتل کا کفارہ، ماہ رمضان میں افطار کا کفارہ، عہد توڑنے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، عورت کا اپنے بال اکھاڑنے کا کفارہ، قسم اور نذر توڑنے کا کفارہ، اور مرد اپنے فرزند یا عیال کی موت میں کپڑے پھاڑنے کا کفارہ، ہر ایک کے لئے غلام کا آزاد کرنا کافی ہے۔

از یک اصلند خواجه بنده ☆ هر دو را خواجه آفریننده
خواجکی جز خدا یرا نرسد ☆ آنچه سر کرده پای رانرسد
آنکه مفلوج شد بدان زشتی ☆ گر غلام تو بود چون هشتی
اگر این بنده را تو کنجوری ☆ مرگ زودباز دار رنجوری

کتاب من لا یحضره الفقیه میں رسول خداؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا کہ جبرئیل بار بار غلاموں کے بارے میں سفارش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت پہنچے گا تو آزاد ہوں گے۔ نیز یہ بھی رسول خداؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ "یعنی خدا سے ڈرو اپنے غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں خبردار رہو کہ کہیں ان پر ظلم اور ان کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو کہیں ان کی وجہ سے خدا کے عذاب میں مبتلاء نہ ہو جاؤ۔

کلینیؒ کی اصول کافی باب غضب میں ساتویں خبر میں منقول ہے کہ خداوند تعالی نے موسیٰ بن عمران کو حکم دیا کہ

اپنے غصہ کو پی جاؤ روکے رکھواس سے کہ جس پر تجھ کو مالک قرار دیا گیا ہے تاکہ میں بھی اپنا غضب تجھ سے روکے رکھوں۔

خصال صدوقؒ میں امام زین العابدینؑ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے ایک خط اپنے بعض اصحاب کو حقوق کے بارے میں لکھا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ فرمایا کہ تمہارے غلام کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ جان لو اس کو بھی تمہارے خدا نے پیدا کیا ہے اسی نے ماں باپ اور فرزند کو پیدا کیا ہے وہ تمہارے گوشت اور خون سے ہے نہ اس لئے کہ تم مالک ہو گمان کرلو کہ اس کو تم نے بنایا ہے نہ اللہ تعالی نے نہ ان کے اعضا اور جوارح کو تم نے خلق کیا ہے نہ تم اس کو روزی دے ہو لیکن خدا نے تم کو اس کا سرپرست قرار دیا ہے اس کو تمہارا تابع بنایا ہے تم کو اس پر امین قرار دیا ہے اس کو بطور امانت تجھے دیا ہے تاکہ تم اس کی حفاظت کرو ان کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ۔ اس کی اجرت اس کو دے دو پس اس کے ساتھ نیکی کرو جس طرح خدا نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہے اگر اس غلام کو پسند نہیں کرتے ہو اور اس کو نہیں چاہتے ہو تو اس کو تبدیل کر واور اس کی جگہ کسی اور غلام کو رکھ دیں۔ اور اصولؒ کافی میں فرماتے ہیں کہ امام صادقؑ کا ایک دوست تھا عام طور پر دونوں اکھٹے چلتے تھے۔ ایک دن وہ شخص حضرتؑ کے ہمراہ تھا اور غلام سندی بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اچانک اس شخص نے اپنے پیچھے دیکھا تو غلام کو نہ پایا اس کو تین مرتبہ آواز دی چوتھی مرتبہ غلام نے جواب دیا اس شخص نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: يَابْنَ الْفَاعِلَةِ اَيْنَ كُنْتَ اے بدفعل عورت کے بیٹے کہاں تھا۔ حضرت نے اس سے جب یہ کلام سنا تو حضرت نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارا اور فرمایا سبحان اللہ تقذف امہ تم اس کی ماں پر تہمت لگاتے ہو میں خیال کرتا تھا کہ تم نیک اور پرہیزگار ہو اب پتہ چلا کہ تو نیک اور پرہیزگار نہیں ہو۔ اس شخص نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس کی ماں سندیہ ہے جو کہ مشرک ہے۔ یعنی وہ کافرہ ہے شریعت اور دین کے قانون کے مطابق ان کے درمیان نکاح نہیں ہوا۔ اس کو زانیہ کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ حضرت نے فرمایا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ہرامت اور مذہب میں ایک نکاح ہوتا ہے۔ ان کی عورتیں زنا سے اور ان کی اولاد حرام سے محفوظ ہوں مجھ سے دور ہو جاؤ۔ راوی نے کہا: اس کے بعد اس شخص کو حضرت کے ساتھ جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

خلاصہ یہ کہ اہل بیت کی نرمی غلاموں اور کنیزوں کی نسبت یہ خود سرمشق اور شاہد ہے کہ غلاموں کے خرید وفروخت سے ان کے لئے کوئی ضرر نہیں ہوتا ہے کفار سے ان کو پکڑنے کی وجہ سے دین اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں یا فدیہ اور مسلمانوں میں سے جو گرفتار ہیں ان کی آزادی کا سبب بنتے ہیں اور معارف کی تحصیل اور مقامات عالیہ کا موجب بنتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ غلاموں کے ساتھ

علامہ مجلسیؒ حیوۃ القلوب میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے کپڑے پرانے ہو گئے تھے ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا بارہ درہم حضرت کے لئے ہدیہ لے آیا تقریباً اس زمانے میں پندرہ شاہی (ایران کا ایک سکہ جو پچاس دینار کے برابر ہے) ہوتے ہیں۔

پس آنحضرت نے فرمایا: اے علیؑ! یہ درہم لے لو اور میرے لئے کپڑے خرید لو تا کہ پہن لوں حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں بازار چلا گیا بارہ درہم دیکر رسول خدا کے لئے ایک قمیص کو خریدا جب میں اس کو حضرت کے پاس لے گیا تو رسول اللہؐ نے اس قمیص کو دیکھا اور فرمایا: میں اس سے سستی قمیص کو چاہتا تھا اے علیؑ تمہیں گمان ہے کہ دکاندار اس کو واپس لے لے گا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا: دیکھ لو ہو سکتا ہے کہ دکاندار قمیص واپس لینے پر راضی ہو جائے حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس قمیص کو لیکر دکاندار کے پاس آ گیا اور میں نے کہا کہ اس کپڑے کو نہیں چاہتے اس سے سستا کپڑا چاہتے ہیں وہ قمیص واپس لینے پر راضی ہوا اور رقم کو واپس کر دیا۔ پس اس رقم کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں لے آیا رسول خداؐ میرے ساتھ بازار آئے کہ ایک قمیص خرید لے اچانک ایک کنیز کو دیکھا کہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر رو رہی ہے حضرت نے فرمایا کہ کیوں روتی ہے؟ اس کنیز نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے گھر والوں نے مجھے چار درہم دیئے تھے کہ ان کے لئے کوئی چیز خرید لوں لیکن اس رقم کو میں نے گم کر دیا ہے اب گھر جانے کی جرأت نہیں کرتی ہوں رسول اللہؐ نے اپنی اس رقم سے چار درہم اس کنیز کو دے دیئے اور فرمایا: اب اپنے گھر چلی جاؤ۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ بازار میں تشریف لے گئے اور چار درہم کی ایک قمیص خرید لی اور پہن لی اس کے بعد حمد الٰہی بجالائے جب بازار سے باہر آئے تو ایک عرب شخص کو دیکھا جو کہتا تھا جو بھی مجھے کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کا لباس پہنائے گا رسول اکرمؐ نے جو قمیص پہنی تھی اس کو بدن سے اتارا اور اس سائل کو پہنا دیا۔ پھر بازار واپس ہوئے۔ باقی چار درہم سے ایک اور قمیص کو خرید لیا۔ اس کے بعد حمد خدا بجالایا۔ جب حضرت واپس لوٹے تو پھر اسی کنیز کو دیکھا کہ راستے میں بیٹھی ہوئی تھی اس کنیز سے فرمایا کہ گھر میں کیوں نہیں گئی۔ اس کنیز نے کہا: یا رسول اللہؐ دیر ہو گئی ہے میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ مجھے مار نہ دیں۔ حضرت نے فرمایا: اچھا تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو اور گھر کی راہنمائی کرو۔

پس حضرتؐ اس کنیز کے ساتھ اس کے گھر تک تشریف لے گئے اور گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الدَّارِ "کسی نے جواب نہ دیا دوسری مرتبہ سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ

مجلس نمبر49

نمازِ شب کی فضیلت

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم :مَنْ تَطَوَّعَ فِیْہِ۔''

جو بھی ماہ رمضان میں مستحب نماز بجالائے خداوند تعالی اس کے لئے لکھتا ہے کہ یہ شخص جہنم کی آگ سے آزا دہے اور واجب نماز جو شخص بجالاتا ہے۔خداوند تعالیٰ اس کے لئے ستر نمازوں کا ثواب عطا کرتا ہے کہ جو باقی مہینوں میں بجالاتا ہو۔اور رسول خداؐ نے فرمایا: جو بھی ماہ رمضان میں مجھ پر زیادہ دورد بھیجے تو خداوند تعالی قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا ترازو بھاری کر دیتا ہے۔اس وقت کہ جب بہت سے لوگوں کے اعمال کے ترازو ہلکے ہونگے یعنی ان کے گناہ زیادہ ہونگے۔مستحب نمازیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے پانچ وقت کے نوافل،دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے آٹھ رکعت نماز ظہر سے پہلے آٹھ رکعت نماز،نماز عصر سے پہلے چار رکعت نماز نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر نماز عشاء کے بعد آٹھ رکعت نماز آدھی رات کے بعد دو رکعت نماز شفع،آٹھ رکعت کے بعد ان کے بعد ایک رکعت نماز وتر کہ حمد کے بعد قل اعوذ برب الناس،اور قل اعوذ برب الفلق اور تین مرتبہ سورہ توحید اس کے بعد قنوت پڑھیں اور قنوت میں ستر مرتبہ استغفر اللہ ربي واتوب الیہ،اس کے بعد چالیس مومنوں کے لئے استغفار کریں،چاہے مرد ہوں یا عورت۔زندہ ہو یا مردہ۔اس کے بعد تین سو مرتبہ العفو کہو اگر صبح ہو چکی ہے اور چار رکعت بجالا چکا ہو باقی نمازوں کو بھی ادا کرے سورہ کے بغیر اور العفو کہتے وقت اپنے بائیں ہاتھ کو بلند کرے اور چہرے کے مقابل لائے اور دائیں ہاتھ سے شمار کرے اور جس مقدار میں کر سکتا ہے دعائیں پڑھے۔یہ تمام بجا ہے اور یہی مقام ہے اور دعاؤں کی کتابوں میں بہت زیادہ دعائیں منقول ہوئی ہیں:''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا قِیَامَ اللَّیْلِ وَتِلَاوَۃَ الْقُرآنِ وَقرائۃ اَلاَوْعِیَتِہٖ مَعَ قَلْبٍ طَاھِرٍ ونیۃ صادقۃ۔''

نمازِ شب کی فضیلت اور فوائد دنیا اور آخرت میں بہت زیادہ ہیں۔ اور مضمون کا خلاصہ بعض روایات ہیں کہ جو ارشاد دیلمی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں چند مقامات پر قیام لیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۔ "یعنی مومنین رات کو کچھ دیر سوتے ہیں اور سحری کے وقت خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ نیز فرماتا ہے تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۔" یعنی مومنین وہ ہیں جو اپنے بستر سے اٹھتے ہیں تا کہ اپنے رب کو پکاریں حالانکہ خدا سے مغفرت کے لالچی ہیں اور خدا کے عذاب سے ڈرتے ہیں اس کے علاوہ بھی اس بارے میں آیات ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: مومن کی شرافت نماز ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی ہے۔

نیز فرمایا: جب خداوند تعالی تمام مخلوق کو قیامت میں جمع کرے گا ایک منادی ندا دے گا کہ اٹھو وہ حضرات کہ جو نمازِ شب کے لئے اپنے بستر کو چھوڑ کر مغفرت طلب کرنے کے لئے اور عذاب آخرت سے محفوظ رہنے کے لئے اٹھتے تھے اس وقت تھوڑے لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور بہشت کی طرف جائیں گے اس کے بعد مخلوق کے حساب میں مشغول ہو جائیں گے۔

نیز فرماتے ہیں: جنت عدن ایک درخت ہے کہ سفید سیاہ گھوڑے وہاں سے باہر آئیں گے اس کے اوپر یاقوت اور زبرجد کے زین ہونگے کہ وہ اپنے دو پروں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ ان کا بول و براز نہیں ہوگا خدا کے اولیا اس پر سوار ہوں گے اور جنت کی طرف پرواز کریں گے جہاں جانا چاہیں بہشت والے عرض کریں گے پروردگارا! یہ جماعت کس وجہ سے ایک بلند مقام پر فائز ہو چکی ہے۔ منادی ندا دے گا یہ جماعت وہ ہے کہ جو دنیا میں نمازِ شب کے لئے اٹھتے تھے۔ اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور تم کھانا کھاتے تھے اور اپنے مال سے صدقہ دیتے تھے اور تم بخل سے کام لیتے تھے اور یہ خدا کے ذکر سے تھک نہیں جاتے تھے اور خوف خدا سے روتے تھے۔

اور اسی کتاب میں داؤد پیغمبرؑ کو وصیت کی کہ اے داؤد کہ جو بھی نماز شب پڑھتا ہے۔ اور لوگ سوئے ہوئے ہوں ان کی غرض یہ ہے کہ مجھ سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ میں ملائکہ کو حکم دیتا ہوں کہ اس کے لئے استغفار کریں اور بہشت ایسے شخص کی مشتاق ہوتی ہے اور ہر خشک اور تر اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے اٹھتا ہے اور انیند کی لذت کو ختم کر کے خوشنودی خدا کے لئے نماز شب پڑھتا ہے اللہ تعالی اس بند کے عمل کے ساتھ ملائکہ پر فخر ومباہات کرتا ہے۔ فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! کیا تم نہیں دیکھتے میرے اس بندہ کو کہ جو نیند سے اٹھتا ہے اور خواب کی

لذت کوترک کر دیا ہے اس نماز کے لئے کہ جو میں نے اس پر واجب نہیں کیا ہے تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔ نیز رسول خداؐ نے فرمایا: مدد حاصل کرو روزہ کیلئے سحری کھانے کے ساتھ اور مدد حاصل کرو خواب قیلولہ کے ساتھ نماز شب کے لئے ساری رات نہیں سوتا ہے مگر وہ شخص کہ شیطان نے جس کے کان میں پیشاب کیا ہو اور قیامت میں مفلس اور بے چارہ ہے۔ نیز رسول خداؐ نے فرمایا: کوئی بندہ نہیں مگر یہ ایک ملک کہ رات کو دو مرتبہ اس کو بیدار کرتا ہے اگر وہ نہ اٹھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے۔

نیز رسول خداؐ نے فرمایا: جس گھر میں نماز شب پڑھی جائے اور قرآن مجید کی تلاوت ہو وہ گھر آسمان والوں کے لئے چمکتا ہے۔ جس طرح ستارہ زمین والوں کے لئے چمکتا ہے۔

نیز اسی ارشاد دیلمی میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ یقین جانو کہ کوئی مومن بندہ قرب الٰہی حاصل نہیں کرتا ہے کہ جو خدا کے نزدیک بزرگ ہو۔ نماز شب سے بڑھ کر پس جو بھی نماز شب کے لئے اٹھے اور خدا کی تسبیح اور تہلیل کرے۔ اور قاضی الحاجات سے مناجات کرے اور اپنے گناہوں کے استغفار میں مشغول ہو جائے خضوع وخشوع تلاوت قرآن اور گریہ میں رات گزارے اور نماز شب کو نماز صبح کے ساتھ ملائے یقیناً میں اس کو بشارت دیتا ہوں دنیا میں وسیع روزی بغیر کسی رنج وتعب کے عافیت اوصحت کے ساتھ اور میں اس کو بشارت دیتا ہوں کہ قیامت تک قبر میں بہشت کی نعمتیں ہوں گی اور اس کی قبر اسی شب نماز کی وجہ سے روشن ہوگی اور اس کو بشارت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کا حساب نہیں ہوگا بغیر حساب کے جنت کے اعلی علیین میں چلا جائے گا۔ اور محمد وآل محمدؐ کے جوار میں ہوگا۔

نیز رسول خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: یَا عَلِی عَلَیْكَ بِصَلوٰةِ اللَّیْلِ '' اے علیؑ! تمہارے اوپر نماز شب ضروری ہے۔ اس کو تین مرتبہ تکرار فرمایا اس کے بعد فرمایا: اے علیؑ! کیا تم نہیں دیکھتے ہو وہ جماعت کہ جو نمازِ شب پڑھتی ہے ان کی صورتیں نورانی ہیں اور لوگوں میں ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ جب رات کو خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالی اپنے نور سے ان کو عطا کرتا ہے۔ اور باقیات الصالحات میں محدث قمیؒ نے روایت کی ہے کہ نماز شب مومن کے لئے شرف ہے۔ بدن کی صحت کا باعث ہے اور روزہ کے گناہوں کا کفارہ ہے قبر کی وحشت کو دور کرنے والی ہے، اس کا چہرہ سفید اس کی خوشبو پاکیزہ کرتی ہے اور روزی کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح مال اور اولاد اس دنیا کی زندگی کے لئے زینت ہیں آٹھ رکعت نماز شب نماز وتر کے ساتھ آخرت کی زینت ہے۔

انس سے روایت ہے کہا: میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ فرماتے تھے: دو رکعت نماز رات کی تاریکی میں نصف

شب میں میرے نزدیک بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے۔ معتبر سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا کہ رات کے لئے ایک شیطان ہے کہ اس کو رہا کہتے ہیں جب بھی کوئی نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اٹھنا چاہتا ہے تو وہ شیطان اس سے کہتا ہے اب اٹھنے کا وقت نہیں ہے پھر دوبارہ بیدار ہوتا ہے پھر چاہتا ہے کہ اٹھے تو شیطان کہتا ہے کہ ابھی اٹھنے کا وقت نہیں ہوا۔ یعنی ابھی جلدی ہے بار بار اس کو اٹھنے سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے پھر اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ قطب راوندی سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: تین چیزوں میں طمع نہ کرو تین چیزوں کے ہوتے ہوئے زیادہ کھانے کے ساتھ شب بیداری کی طمع نہ کرو ساری رات سونے سے چہرہ میں نور نہیں آسکتا ہے فاسقوں کے ساتھ رہنے سے اور دنیا میں امان میں نہیں رہ سکتا ہے۔

اے برادر عزیز! دن اور رات تیر انداز کے تیر کی طرح گزر جاتا ہے اور یہ عمر کئی گھنٹے اور لحظوں سے زیادہ نہیں ہے اگر تمام دن کو غفلت میں گزاریں اور تمام رات بھی سو جاؤ تو پھر کہاں تم میں نیکی باقی رہتی ہے۔ البتہ تمہارا دل مرجاتا ہے اور مردہ دل جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

أَيَقْظَانُ أَنْتَ الْيَوْمَ أَمْ أَنْتَ نَائِمٌ
وَكَيْفَ يَلَذُّ النَّوْمَ حَيْرَانُ هَائِمٌ
نَهَارُكَ يَا مَغْرُورُ لَهْوٌ وَغَفْلَةٌ
وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَالرَّدٰى لَكَ لَازِمٌ
وَلَا أَنْتَ فِي الْيَقْظَانِ يَقْظَانُ ذَاكِرٌ
وَلَا أَنْتَ فِي النُّوَّامِ نَاجٍ وَسَالِمٌ

خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ وہ ندا دیتا ہے۔ اے وہ شخص کہ جس کی عمر پچاس سال سے زیادہ گزر چکی ہے تمہاری زراعت کے کاٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ یعنی تمہاری موت نزدیک ہو چکی ہے۔ اور ساٹھ سال والے کو آواز دیتا ہے کہ آخرت کیلئے کیا کیا بھیجا ہے یعنی نیک عمل میں سے اور کس قسم کا مال رکھا ہے کہ جو لوگ کھائیں تو رحمت بھیجیں اور ستر سالہ کو آواز دیتا ہے کہ اپنے نفس کو مردوں میں شمار کرو اور آرزو نہ رکھو۔ اے کاش یہ مخلوق خلق نہ ہوتی اب جبکہ یہ خلق ہوئے ہیں کاش کہ جانتے کہ کس لئے خلق ہوئے ہیں؟

پس اے برادر عزیز! اپنی عمر کے چند دنوں کو غنیمت شمار کرو اور نیک کاموں میں جلدی کرو قبل اس کے کہ ملک

الموت تمہارے گریبان کو پکڑے اور تمہاری روح کو قبض کرے۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: ہماری پھوپھی کی نماز شب شام کے راستے میں بھی ترک نہیں ہوئی آپ دیکھ لیں ان مصائب کا دسواں حصہ بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا اور یہ مخدرہ وہ ہے جن سے نوافل اور مستحبات بھی ترک نہیں ہوتے ہیں۔ اور کبھی دل جلانے والا مرثیہ پڑھتی تھی۔

مَاتَتْ رِجَالِی وَاَفْنَی الدَّهْرُ سَادَاتِی
وَزَادَنِی حَسَرَاتٌ بَعْدَ لَوْعَاتِی
صَالَو اللِّئَامَ عَلَیْنَا بَعْدَ مَا عَلِمُوا
اِنَّا بَنَاتُ رَسُولِ لِهٰذَا اٰیَاتِ
یُسَیِّرُونَا عَلَی الْاَقْطَابَ عَارِیَةً
کَاَنَنَا بَیْنَهُمْ بَعْضَ الْغَنِیْمَاتِ

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

مجلس نمبر50

باقی نوافل کے بارے میں

ان میں ایک نماز جعفر طیار ہے کہ جس پر شیعہ اور سنی کے درمیان اتفاق ہے اس کو صلوۃ تسبیح اور صلوۃ حبوہ بھی کہتے ہیں اس کی فضیلت کے بارے میں اخبار تواتر کی حد تک ہیں۔ جب حضرت جعفر حبشہ سے واپس لوٹے اسی دن فتح خیبر بھی ہوئی تھی رسولخدا نے فرمایا: میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے کس سے زیادہ خوشی ہوئی ہے فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے کی وجہ سے اس کے بعد جعفر طیار سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی انعام دوں یعنی تمہیں ایک ہدیہ دوں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا: میں تجھے ایک ایسا عطیہ دوں گا کہ جو دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا لوگوں نے گمان کیا کہ وہ ہدیہ سونا اور چاندی ہے۔ پس رسول اکرمؐ نے جعفر کو نماز جعفر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ اگر اس نماز کو بجالاؤ گے۔ تو دونوں کے درمیان جو گناہ ہیں بخشے جائیں گے۔ اگر ہر جمعہ ایک دفعہ یا ہر مہینہ میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک دفعہ ادا کرو گے تو جو گناہ ان کے درمیان واقع ہوں گے سب کو خداوند کریم معاف کرتا ہے۔ ایک اور روایت کہ جو عروۃ الوثقیٰ میں نقل ہوئی ہے میں فرمایا: اگر جہاد سے فرار کرلے اور تمہارے گناہ ریت اور دریا کی جھاگ کے برابر ہوں تو بھی خدا کو بخش دیتا ہے۔

نماز جعفر طیار کی کیفیت یوں ہے کہ چار رکعت نماز کو دو سلام کے ساتھ انجام دیں۔ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ اذا زلزلہ پڑھ لیں اس کے بعد پندرہ مرتبہ پڑھیں: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** اور رکوع کی حالت میں دس مرتبہ اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور سجدہ اول میں اٹھانے کے بعد اور دوسرے سجدہ میں اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ہر ایک میں دس مرتبہ وہی تسبیحات اربعہ پڑھ لیں۔ اس کے بعد کھڑے ہو جائیں حمد کے بعد سورہ والعادیات پڑھیں۔ پہلی رکعت کی طرح تسبیحات کو پڑھ لیں اور نماز کو تمام کریں۔ اس کے بعد دوسری دو رکعت شروع کریں پہلی رکعت میں حمد کے بعد اذا جاء اور دوسری رکعت میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** پڑھیں اور تسبیحات اسی طرح کہ جو

پہلی دو رکعتوں میں بجالائے ہو اور نماز پوری کریں۔ اور عروۃ الوثقی میں فرماتے ہیں۔ یہ نماز مستحب مؤکد ہے اگر چہ جو سورہ بھی پڑھ لیں کافی ہے۔ سفر میں حضر میں جس وقت یہ نماز پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

جمعہ کے دن پڑھنا زیادہ ثواب ہے اگر کوئی ضروری حاجت ہو تو اس کیلئے پہلی دو رکعت پڑھ لیں دوسری دو رکعتوں کو کسی اور وقت میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس کو نافلہ کی جگہ بھی حساب کر سکتے ہیں۔ اسی طرح نماز شب میں اور نماز جعفر کا ثواب اسے دیا جاتا ہے اور جائز ہے۔ جب بھی کوئی ضروری کام ہو تو تین سو تسبیح کو جو ترتیب کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ نافلہ نمازوں میں ایک نماز، نماز وحشت ہے کہ جو دفن کی رات پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں حمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ **انّا انزلنا** اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ اِلٰی قَبْرِ فُلَانِ ابْنُ فُلَان یعنی میت اور میت کے باپ کا نام لے یا صرف میت کا نام لے لے۔ نافلہ نمازوں میں سے ایک نماز، نماز غفیلہ ہے کہ اس کو نماز مغرب اور عشاء کے درمیان بجالائے اس کی کیفیت معروف اور مشہور ہے۔

ان نافلہ نمازوں میں سے ایک نماز، نماز وصیت ہے یہ بھی مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جاتی ہے یہ دو رکعت ہے پہلی رکعت میں حمد کے بعد تیرہ (13) مرتبہ **اِذَا زُلْزِلَتِ** اور دوسری رکعت میں پندرہ مرتبہ **قُلْ ھُوَاللّٰہُ** پڑھے۔ عروۃ الوثقی میں حضرت امام صادقؑ سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے۔ اس میں رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اس نماز وصیت کے بارے میں یہاں تک کہ فرمایا جو بھی مہینہ میں ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ یقیناً وہ مومنین میں سے ہوگا۔ اگر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لے تو محسنین سے شمار ہوگا اور جو ہر جمعہ پڑھ لے تو مخلصین سے شمار ہوگا۔ اگر کوئی ہر رات پڑھ لے تو اس کے ثواب کا خدا کے علاوہ کوئی حساب نہیں کر سکتا ہے یعنی بہشت میں میرے ساتھ ہے۔ ان نوافل میں سے ایک نافلہ نماز عید غدیر ہے آٹھارہ ذی الحجہ کو اس میں بھی دو رکعت ہیں اور ہر رکعت میں حمد کے بعد دس دفعہ قل ہو اللہ احد اور دس دفعہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ **اِنَّا اَنْزَلْنَا** پڑھ لیں اور یہ زوال کے وقت ہے کہ غسل کیا ہو تو نماز کو بجالائیں۔ امام صادقؑ کی روایت کے مطابق اس کے عوض ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب ملے گا۔ اس کی دنیوی اور اخروی حاجتیں قبول ہوں گی اگر اسکا وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا بجالا سکتے ہیں عروۃ الوثقی کے فرمان کے مطابق۔ ان میں سے ایک نماز قضا حاجت ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔ سب سے زیادہ مجرب عروۃ الوثقی کے فرمان کے مطابق

یہ نماز ہے۔ زیاد قندی عبدالرحمن قصیر سے اس نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ دو رکعت نماز صبح کی نماز کی طرح بجالائے یہ سب کچھ غسل کرنے کے بعد ہو نماز کے سلام کے بعد کہو:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنِّي السَّلَامَ وَبَلِّغْ اَرْوَاحَ الْاَئِمَّةِ الصَّالِحِيْنَ سَلَامِيْ وَارْدُدْ عَلَيَّ مِنْهُمُ السَّلَامَ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَثِبْنِيْ عَلَيْهِمَا مَا اَمَلْتُ وَرَجَوْتُ فِيْكَ وَفِيْ رَسُوْلِكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"

اس کے بعد سر کو سجدہ میں رکھو اور کہو: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيًّا لَا يَمُوْتُ يَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔" چالیس دفعہ اس ذکر کو پڑھو اس کے بعد دائیں رخسار کو رکھ لو اور چالیس مرتبہ پڑھو اس کے بعد بائیں رخسار کو زمین پر رکھو اس میں بھی چالیس مرتبہ پڑھو اس کے بعد سر کو بلند کرو اور اپنے ہاتھوں کو پھیرتے وقت چالیس دفعہ پڑھو۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو گردن میں ڈالو اپنی انگلیوں کے ساتھ انکسار کی حالت میں چالیس دفعہ پڑھ لو اس کے بعد اپنی ڈاڑھی کو بائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑلیں اور گریہ کرے۔ یا پھر رونے کی شکل بناؤ اور کہو: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَشْكُوْ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكَ حَاجَتِيْ وَاِلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الرَّاشِدِيْنَ حَاجَتِيْ وَبِكُمْ اَتَوَجَّهُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ حَاجَتِيْ۔" اس کے بعد سجدہ میں چلے جاؤ اور کہو: یااللہ! یااللہ! یہاں تک کہ سانس ختم ہو جائے: صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ بِيْ كَذَا وَكَذَا کذا و کذا کی جگہ اپنی حاجت کو ذکر کریں۔ امام صادقؑ نے فرمایا ہے جو بھی اس نماز کو اس کیفیت کے ساتھ بجالائے۔ میں ضامن ہوں کہ یہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا مگر یہ کہ اس کی حاجت قبول ہو گی۔ کسی نے کہا ہے:

اگر از کوہ کندن وصل دلبر میشدی حاصل
من از مژگان چشمم کار صد فرہاد میکردم

کیا ان سخت دلوں کے ساتھ اور خشک آنکھوں اور کینہ سے بھرے سینہ اور ناپسند افعال بجالاتے ہوئے اس کی حاجت قبول ہو گی لیکن خدا کے لطف رحمت اور عطوفت سے کچھ بعید نہیں کہ اس کی حاجت قبول ہو جائے۔

ان نوافل میں سے ایک نماز نافلہ اعرابی ہے اور نماز اول ماہ معصومین کی ہدیہ کی نماز ماں باپ کے لئے نماز بھوک کی نماز، نماز حدیث نفس وسوسہ نماز استخارہ ذات الرقع ادا دین کی نماز، رفع مہمات کے لئے نماز اس کی مختلف صورتیں

ہیں۔ نماز استغاثہ نماز فاطمۃ الزہرا، نماز استغاثہ امیر المومنینؑ اور امام زمانہ حجۃ بن الحسن، نماز خوف، نماز مغفرت، ہفتہ کی نمازیں، ماہ رمضان میں ہر رات کی نمازیں یہ سولہ قسم کی نمازیں مفاتیح الجنان، باقیات الصالحات میں موجود ہیں۔

اسی مفاتیح کے حاشیہ پر اور دوسری دعاؤں کی کتابوں میں موجود ہے کہ مستحب نمازیں شمار نہیں کر سکتے ہیں جیسے ماہ رجب کی نمازیں عمل ام داؤد ماہ شعبان اور زیارت کی نمازیں مستحب نمازیں کئی قسم کی ہیں ایک قسم وہ ہے جو اوقات مخصوصہ کے ساتھ مختص ہے۔ اور دوسرے اسباب حاصل ہونے کی وجہ سے ہے۔ جیسے نماز طواف نماز زیارت مسجد میں داخل ہونے پر نماز تحیت۔ بعض دوسرے غایات مخصوصہ کے لئے ہے جیسے بارش کے لئے نماز کا پڑھنا قضاء حاجت کے لئے نماز کا پڑھنا دوسری کچھ وہ ہیں کہ جس میں سبب غایت اور وقت معین نہیں ہے۔

جیسے نماز جعفر، نماز امیر المومنینؑ، نماز فاطمۃ الزہرا اور باقی ائمہ ہدی کی نمازیں۔ نوافل کے احکام میں عروۃ الوثقی میں فرماتے ہیں کہ مستحب نمازوں کو اختیاری حالت میں بیٹھ کر بھی پڑھا جا سکتا ہے اسی طرح سواری پر اور چلتے ہوئے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اگر سہوا رکن زیادہ ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے اسی طرح کئی رکعتوں میں شک ہو تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ اقل پر بنا رکھے یا اکثر پر۔ سجدہ سہو سجدہ کی قضا اور تشہد بھول جائے تو قضا نہیں ہے اس میں نماز احتیاط نہیں ہے اگر کوئی نماز توڑنا چاہے تو اسکے لئے جائز ہے اگر ایک سورہ سے دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا چاہے تو جائز ہے یا بعض سورہ یا ایک سورہ سے زیادہ پڑھنا چاہے تو بھی جائز ہے اس مستحب نماز کو فرادیٰ پڑھے نہ کہ جماعت کے ساتھ۔ صرف نماز استسقاء میں جماعت کے ساتھ جائز ہے ایک قول کی بناء پر غدیر کے دن نماز غدیر پڑھی جائے۔ مستحب نمازوں کو مسجد سے گھر میں پڑھنا افضل ہے اور ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں مسجد میں افضل ہو۔

چہ خوش است یک شب بکشی ہوارا
بخلوص خواہی زخدا خدا را
بحضور خوانی ورقی ز قرآن
فکنی در آتش کتب ریا را

خدا کے بندے جب ان کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے تو نماز سے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو نماز کے ساتھ تازہ کرتے ہیں گویا انہیں نشاط حاصل ہو جاتی ہے۔ چونکہ آسائش اور آرام اور نیک انجام خدا کی طرف توجہ کے ساتھ ہے۔ بابا طاہر عریان کہتا ہے

خوشا آنان کہ اللہ یار شان بی

بحمد قل ہو اللہ ما وایشان بسر

اویس قرنیؒ سے کہا گیا کس طرح آپ میں طاقت ہوتی ہے کہ رات ایک رکوع کے ساتھ گزارتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی تو سجدہ کے ساتھ گزارتا۔ اور اس میں نالہ اور گریہ بہت زیادہ کرتا۔

من وخیال تو و گریہ ھای درد آلود

بہ نیم شب کہ ہمہ مست خواب خوش باشند

حضرت امام حسینؑ نے نماز کے ساتھ زیادہ محبت کی وجہ سے اپنے بھائی عباسؑ سے فرمایا: اس قوم سے میرے لئے مہلت مانگیں کہ اس مبارزہ کو کل کے لئے قرار دیں تا کہ ایک رات اپنے خدا کے لئے نماز پڑھوں اور رات کو دعا استغفار کے ساتھ گزاروں چونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز کو دوست رکھتا ہوں قرآن اور زیادہ استغفار کا زیادہ شوق رکھتا ہوں اس وقت قمر بنی ہاشم عمر سعد کے لشکر کے سامنے آ گیا۔ مہلت لینے کے لئے امام کا پیغام پہنچایا بعض مہلت دینے پر راضی نہیں تھے۔ عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا خدا کی قسم اگر ترک و دیلم کے لوگ اس مہلت کو تم سے طلب کرتے تو تم ان کی عوت کو قبول کرتے یہ تو آل محمد ہیں یہ تردید اور تاخیر کی ہے اس پر عمر سعد۔۔ الخ

هَلَّا بَكَيْتَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَهْلِهِ

هَلَّا بَكَيْتَ لِمَنْ بَكَاهُ مُحَمَّدُ

فَلَقَدْ بَكَتْهُ فِي السَّمَاءِ مَلَائِكٌ

زُهْرٌ كِرَامٌ رَاكِعُونَ وَسُجَّدُ

لَمْ يَحْفَظُوا سِبْطَ النَّبِي مُحَمَّدٌ

اِذْجَرَّ عَوْهُ حَرَارَةً لَا تَبْرُدُ

قَتَلُوا الْحُسَيْنَ فَاثْكَلُوهُ بِسِبْطِهِ

فَالثُّكْلُ مِنْ بَعْدِ الْحُسَيْنِ مُبَدَّدُ

*****

مجلس نمبر51

قرآن مجید اور قرأت کی فضیلت

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ تَلَا فِی هٰذا الشَّهرِ آیَةً مِنَ الْقُرآنِ کَانَ لَهُ مِثْل مَنْ خَتَمَ الْقُرآنَ فِی غَیْرِهِ مِنَ الشُّهُورِ۔"

جو بھی ماہ رمضان میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ لے اس کو غیر ماہ رمضان میں ایک قرآن ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔اس مقام پر مناسب ہے کہ قرآن کے بارے میں لکھوں اول یہ کہ یہ کلام آسمانی اور خالق کی طرف سے وحی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ سورہ بنی اسرائیل میں: قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اَنْ يَاتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرآنِ لَا يَاتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَو كَانَ بَعْضُهُم لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۔"اے نبی محترم! کہو اگر جن اور انس اکٹھے ہو جائیں اور ایک دوسری کی رائے جان لیں اور ایک عقل کو دوسری عقل کے ساتھ ملائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اور سورہ ہود میں فرماتے ہیں: اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأتُو بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهٖ مُفْتَرِيَاتٍ ۔"اور سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں: اِنْ كُنْتُمْ فِی رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُو بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَائَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۔"اور سورہ قصص میں فرماتے ہیں: قُلْ فَاْتُو ابِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۔"اور سورہ یونس میں فرمان ہے: اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاْتُوا بِسُورَةٍ وَادْعُوْ مَنِ اسْتَطَعْتُم مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۔"اور سورہ نساء آیہ 84: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرآنَ وَلَو كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۔"

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے کہ محمدؐ پر خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے اس کو رسول نے اپنی طرف سے نہیں بنایا ہے اگر تمہیں شک ہے اور تمہارا گمان ہے کہ اس کو خود محمدؐ نے یا کسی کے تعاون سے بنایا ہے تم بھی جن اور انس کو اپنی مدد کے لئے بلا لو۔ پورے قرآن جیسا یا دس سورہ جیسا یا اس کے ایک سورہ جیسا لے آؤ تو ہرگز نہیں لا

سکو گے۔کلام کی فصاحت اور بلاغت سے معلوم ہوگا کہ یہ معجز نما کلام ہے انتہائی اعتماد اور وثوق رکھتا ہے اور اعجاز کے شواہد اول سے آخر تک کئی طریقوں سے پائے جاتے ہیں۔

☆ اول: یہ کہ ایک آیہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کو چند مقام پر ذکر فرمایا۔تا کہ دوسری آیتوں کے ساتھ مہلک نہ ہوں۔

☆ دوم: ان آیات کو ایک سورہ میں اور ایک جگہ جمع نہیں کیا بلکہ ان کو متعدد مقامات پر ذکر کیا تا کہ پڑھنے والے کو ہمیشہ یاد رہے۔اور فراموش نہ کرے اور اگر ایک جگہ اکھٹے کرتے تو قرآن پڑھنے والے ایک مرتبہ ختم کرنے کے ضمن میں اسے پڑھتے لیکن بخلاف اس صورت کے اگر کمال اطمینان نہ رکھتا تو اس کے برعکس کر دیتا۔

☆ سوم: آیاتِ مذکورہ میں کلمات متشابہ اور مجمل عبارات ہیں کہ جس میں دو احتمال ہیں۔یہ نہیں ہے بلکہ محکمات اصل مدعی پر صریحاً دلالت کرتی ہیں۔

☆ چہارم: یہ حکم نہیں دیا کہ قرآن کو صندوق میں رکھ لو اس کو کسی کے ہاتھ میں نہ دو جیسا کہ یہود تورات کو لوگوں سے چھپاتے تھے۔بلکہ یہ سب کے لئے ہے اور اس قرآن کا پڑھنا لکھنا تعلیم دینا تعلیم حاصل کرنا حفظ کرنا یہاں تک کہ قرآن کے خطوط کی طرف نظر کرنا اس کے لئے بہت زیادہ ثواب کا ذکر کیا گیا ہے اگر عالم کے عاجز ہونے کا یقین نہ ہوتا تو ایسا نہ کرتے اور اس کو آفاق میں مشہور نہ کرتے۔

☆ پنجم: لوگوں کا اس قرآن جیسا لانے سے عاجز آنا کسی ایک وقت کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ الفاظ بھی تاکید پر دلالت کرتے ہیں کہ اس جیسا قرآن لانے پر کسی وقت بھی قادر نہیں ہیں۔بلکہ بانگ دہل فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم اکھٹے ہو جائیں اور چاہیں کہ اس جیسا سورہ لے آئیں تو نہیں لاسکیں گے بلکہ عاجز ہوں گے۔حالانکہ عاجز آنا ادعا کے زمانے میں مدعی کا دعوی ثابت ہے۔

☆ ششم: عجز کو تمام قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں دی گئی بلکہ دس سورتوں کا لانا آسان ہے پھر ایک سورہ کے ساتھ اکتفا کیا اور بدیہی ہے کہ تمام قرآن جیسا لانا بہت زیادہ مشکل ہے ایک سورہ سے اور اشکل سے اسہل کی طرف انتقال کرنا یہ صرف اس لئے ہے اطمینان رکھتے تھے کہ قادر نہیں ہیں۔

☆ ہفتم: سورہ کو تخصیص نہیں دی طویل سورتوں کے ساتھ۔بلکہ فرمایا اگر ایک سورہ بھی ہو۔

☆ ہشتم: تخصیص نہیں دیا سورتوں کے ساتھ کہ جو ان آیات پر مشتمل ہوں کہ جیسی فصحاء نے اس جیسا لانے سے

عاجزی کا اظہار کیا ہے کہ جن میں اعلی درجے کی فصاحت اور بلاغت پائی جاتی ہے سورہ ہود کہ جس میں **یا ارض ابلعی مائک** پائی جاتی ہے۔ بلکہ فرمایا: تمام کا تمام قرآن ہے اور خدا کا کلام ہے اس قرآن میں سے جس سورہ جیسا لانا چاہیں لائیں۔

علامہ مجلسیؒ حیوۃ القلوب کی جلد ثانی میں فرماتے ہیں کہ معتبر حدیث میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق کے زمانے میں ابن ابی العوجاء کہ جو منکر تھا اور انتہائی فصیح الانسان تھا اتفاق کیا کہ ہم قرآن جیسا قرآن لے آئیں گے ان میں سے ہر ایک چوتھا حصہ تیار کرے اور اس قرارداد کو مکہ میں خفیہ طور پر پیش کیا تھا کہ آئندہ سال مکہ میں اکھٹے ہوں گے۔ اور ترتیب دیں گے جب دوسرا سال آیا تو یہ مقام ابراہیم میں اکھٹے ہو گئے ان میں سے ایک کہنے لگا کہ جب میں نے اس آیہ کو دیکھا: **وَيَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَائَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِي وَغِيْضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ**۔" تو میں نے جان لیا کہ میں قادر نہیں ہوں کہ میں قرآن کا مقابلہ کروں اس لئے اس کے مقابلہ سے منصرف ہوا یعنی آمادہ نہیں ہوا دوسرے نے کہا جب میں نے یہ آیت دیکھی: **فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا**" میں بھی قرآن کے مقابلہ سے مایوس ہوا اس وقت امام صادق کا گزر ان کے قریب سے ہوا اور یہ آیت پڑھی: **قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ** ۔" جب انہوں نے سنا تو ناامید ہو گئے ایک اور روایت میں ہے کہ عرب کے درمیان جو بھی فصیح کلام کرتا تھا اس کے کلام کو کعبہ میں لٹکاتے تھے فخر کے لئے جب آیہ **يَا اَرْضُ ابْلَعِي** نازل ہوئی تو تمام کا فررات کو وہاں سے اٹھ گئے کہ کہیں ان کی رسوائی نہ ہو۔

☆ نہم: تصریح کر دی کہ اس قرآن میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے اگر اس میں اختلاف ہوتا تو پیغمبر پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ تمہارے خدا نے کہا ہے: **لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا**" اگر خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس قرآن میں اختلاف پایا جاتا۔" اب اس قرآن میں اختلاف پایا جاتا جب انہوں نے قرآن میں اختلاف پیدا کرنے والے نہیں پائے تو یہ امر اس قرآن کے معجزہ ہونے کے لئے کافی ہے چونکہ بشر سے اس قسم کا کلام صادر ہوتا تو یہ نہ ہوسکتا کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہ پایا جاتا۔ ہر فصاحت و بلاغت کے کلام کو دیکھیں تو بھی ان کی فصاحت اور بلاغت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر ایک فقرہ فصیح ہے تو دوسرا فقرہ فصیح نہیں ہے اگر ایک بیت عالی ہے تو دوسری بیت عالی نہیں ہے۔ پس جو کلام اول سے آخر تک فصاحت ہی فصاحت ہو ایسا کلام صادر نہیں ہوتا ہے مگر اس ذات سے کہ جس کی ذات اور صفات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اگر اطمینان نہ ہوتا تو ایسا چیلنج نہ کرتا۔

☼ دہم: قرآن کے دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ کلمات بشر کے کلمات نہیں ہیں۔ صاحب تفسیر نہایہ نے ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ عرب نے جب اس آیہ کو سنا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ۔ "فوراً سجدہ کیا کسی ایک نے پوچھا کہ خدا کے لئے سجدہ کیا اور ایمان لائے، اعرابی نے کہا: ہرگز ایمان نہیں لایا ہوں ایسا کلام میں نے سنا کہ جو بشر کی طاقت سے باہر ہے اس کی فصاحت اور بلاغت کے لئے سجدہ کیا۔ جواہر الکلمات نہاوندی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ابن المقفع اپنے زمانے میں سب سے فصیح و بلیغ شخص تھا۔ وہ مہدی عباسی کے زمانے میں تیار ہوئے کہ قرآن جیسا کلام ترتیب دیں اسی دوران میں کہ جب کام شروع کیا تھا اس کا گزر ایک مکتب سے ہوا کہ کسی بچے سے یا ارض ابلعی کی آیت کی تلاوت سنی تو دہشت اور حیرت اس پر غالب آ گئی واپس ہوا اور جو کچھ اس نے ترتیب دیا تھا اس کو مٹا دیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بشر کا کلام نہیں ہے۔ تاریخ عقد الجواہر سے نقل کیا گیا ہے کہ اس آیت کو سننے کے بعد وہ انتہائی غمگین ہوا اور تلوار سینہ میں ماری اور اس زخم کی وجہ سے مر گیا۔

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِي مَدَدٍ
وَفَوْقَ جَوْهَرِهِ فِي الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

در ہر صدفی درون این بحر
بس گوہر قیمتی نہان است
در مخزن سر او توان یافت
نقدی کہ خلاصہ جہان است

مجلسیؒ حیاۃ القلوب میں روایت بیان کرتے ہیں کہ جب قریش قرآن کی فصاحت اور اسلوب کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور مجبور ہو گئے تو ولید بن مغیرہ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ کہ عرب کے حکماء میں سے کہ جن کی فصاحت و بلاغت اور رائے و تدبیر تمام قبائل عرب میں مسلم ہے ان سے جا کر کہیں کہ جا کر محمد کے کلام کو سنو اور ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتا دیں کہ ان کے کلام کو کس چیز کے ساتھ نسبت دے سکتے ہیں۔ پس وہ حضرت کے قریب گیا اور کہا: اے محمدؐ! اپنا شعر مجھے سنا دو حضرت نے فرمایا شعر نہیں ہے اللہ کا کلام ہے کہ جو مجھ پر انزل ہوا ہے۔ اس وقت حضورؐ نے سورہ حٰم سجدہ کی اس کے سامنے تلاوت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے: فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ۔"

تو ولید بن مغیرہ اس آیہ کو سنتے ہی لرزنے لگا اور اس کے بدن کے بال کھڑے ہو گئے جیسے کسی پر بجلی گر گئی ہو۔ وہ گونگا اور خاموش ہو گیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ قریش نے گمان کیا کہ ولید بن مغیرہ اسلام لے آیا ہے۔ وہ بہت زیادہ ڈر گئے کیونکہ ابوجہل کا چچا تھا۔ ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا: اے چچا! آپ نے ہمیں رسوا کیا اس لئے محمدؐ کے دین کی طرف مائل ہوئے۔ کہا نہیں میں تمہارے دین پر قائم ہوں۔ لیکن میں نے محمدؐ سے ایک سخت کلام سنا کہ جس سے میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ معبود کی قسم اس قدر اس کے کلام میں میٹھاس پائی جاتی ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس کی ٹہنیاں ثمر آور ہیں اور اس کا تنا بھی ثمر آور ہے۔ ابوجہل نے کہا: کیا شعر ہے۔ کہا شعر نہیں ہے کہا: خطبہ ہے کہا نہیں چونکہ خطبہ میں کلام متصل ہوتا ہے۔ اور یہ کلام پراکندہ ہے بعض کا بعض کے ساتھ اتصال نہیں۔ لیکن اس میں جو حسن اور حلاوت پائے جاتے ہیں بیان نہیں کئے جا سکتے۔ ابوجہل نے کہا کہ کہانت ہے؟ کہا نہیں۔ کہا: تو پھر کیا کہوں؟ تو ولید بولا مجھے مہلت دیں تا کہ اس کے بارے میں فکر کروں۔ دوسرے دن کہا: کہہ دو جادو ہے کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ ولید بن مغیرہ آخر تک کافر رہ کر جہنم واصل ہوا جو دل بغض عداوت، کینہ، حسد سے بھرا ہو جتنی بھی زیادہ آیات دیکھ لے اس کے عناد میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کمی۔ چنانچہ حضرت سید الشہداؑ نے عاشور کے دن موعظ اور نصیحت فرمایا حضرت نے اپنے اصل اور نسب کی شرح بتادی آخر میں شمر نے کہا اے حسینؑ: **أَمَا عَرَّفْنَاكَ حَتَّى تَعْرِفَ إِنَّا نُقَاتِلُكَ بُغْضًا لِأَبِيكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِمَا فَعَلَ بِأَشْيَاخِنَا فِي بَدْرٍ وَحُنَيْنٍ فَأَحَاطُوا بِهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ إِلَى أَنْ قَتَلُوهُ**"۔

ای شهیدی که لب تشنه بریدند سرت
لاله سان سوخت زداغ علی اکبر جگرت
تشنه لب هیچ مسلمان نکشد کافر را
تو چه کردی که لب تشنه بریدند سرت
برلب خشک تو آبی پسر سعد نریخت
با وجودی که بدی ساقی کوثر پدرت
ناله تشنه لبان را ببر ای باد صبا
بر سر تربت زهرا اگر افتد گذرت
بگو ای بانوی جنت سری از غرفه برآر
غرقه در لجه خون بین رخ شمس و قمرت

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

مجلس نمبر52

پیغمبر اسلام پر درود بھیجنے کا ثواب

کتاب جواہر الکلمات مرحوم حاجی شیخ علی اکبر نہاوندیؒ نے ایک طویل فصل درود کے ثواب اور فوائد کے بارے میں لکھی ہے۔ان میں سے بعض احادیث کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔مروی ہے کہ جس مجلس میں ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہو خدا کا ذکر اور محمدؐ پر درود نہ بھیجیں ایسے شخص کے لئے قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

نیز روایت کی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے تو خداوند متعال فرشتوں کی ایک ہزار صف ہر ایک اس پر درود بھیجتے ہیں اس کے بعد ہر مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے۔پس جو بھی اس نعمت کی طرف مائل نہ ہو جائے تو وہ جاہل اور مغرور ہوگا خدا رسول اور ان کے اہل بیت اس شخص سے بے زار ہوں گے۔ترازو میں درود سے بڑھ کر کوئی سنگین چیز نہیں ہے۔جب مومنین کے اعمال ترازو میں رکھے جائیں اگر نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہوں پس جو بھی رسولؐ پر صلوات بھیجتے رہے اس کو اس کی نیکیاں پر رکھی جائیں گی۔تاکہ ان کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو پھر اس کو بہشت میں لے جائیں گے اور حضرت پر درود بھیجنے کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتی ہے۔

نیز فرمایا جو بھی اپنے گناہوں کے کفارہ پر قادر نہ ہو تو محمد وآل محمدؐ پر درود بھیجے یہ شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔جو بھی خدا سے کوئی حاجت طلب کرے اگر اس کے بدلے میں درود بھیجے اس کی حاجت قبول ہوگی اور درود کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔

نیز فرمایا کہ دعا کے وقت مجھے مسافر کے کوزہ کی طرح قرار نہ دو چونکہ تمام اسباب کو پہلے رکھا جاتا ہے اس کے بعد کوزہ کو آخر میں رکھا جاتا ہے کہ جب بھی پیاس لگے تو اٹھا کر پی لے بلکہ مجھے اول وسط اور آخر میں دعا مانگو ہر وقت درود بھیجو۔

نیز فرمایا کہ حضرتؐ پر درود بھیجنا تہلیل تسبیح اور تکبیر کے برابر ہے۔ جو بھی حضرتؐ کا نام اس کے سامنے ذکر کرے اور درود نہ بھیجے بہشت کا راستہ اس پر بند ہو جائیگا اور جو دعا بھی مانگے وہ محجوب ہوگی اور اوپر نہیں جائے گی جب تک حضرتؐ پر درود نہ بھیجے۔

نیز مروی ہے کہ کسی نے امام صادقؑ سے عرض کیا جب میں خانہ کعبہ سے باہر نکلا تو کوئی دعا میرے ذہن میں نہیں تھی۔ محمد و آل محمدؐ پر درود کے علاوہ تو حضرت نے فرمایا کوئی شخص بھی آپ کی اس اچھائی کی طرح نہیں نکلا ہے۔

نیز فرمایا جو حضرتؐ پر درود میں اس کی آل کو شریک قرار دے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جس طرح خزاں میں درخت کے پتے گر جاتے ہیں اور ستر فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے اگر تم ستر درود میرے بندے پر بھیجو گے تو میں سات سو درود اس پر بھیجوں گا یعنی جو رسولؐ کی آل پر درود نہ بھیجے تو وہ بہشت کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا ہے حالانکہ بہشت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے اس کے درمیان اور آسمان کے درمیان ستر حجاب نصب کئے گئے ہیں اور اس کی دعا اوپر نہیں جاتی ہے جب تک آل پر درود نہ بھیجے۔

نیز مروی ہے کہ جو بھی کہے: "صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهٖ۔" اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جامع الاخبار سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو بھی تجھ پر درود بھیجے میں اس پر درود بھیجتا ہوں اور جو تجھ پر سلام کرے میں اس پر سلام کرتا ہوں۔

کلینیؒ نے اصول کافی مین درود کی فضیلت کے بارے میں اکیس روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک امام جعفر صادقؑ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جب بھی پیغمبر کا نام لے اس پر زیادہ درود بھیجو جو ایک درود پیغمبر پر بھیجے تو اللہ تعالی اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے ایک ہزار ملائکہ کی صف کے ساتھ اور تمام مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ خدا اور ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ پس جو بھی اس عظیم نعمت سے روگردانی کرے گا۔ یقیناً وہ جاہل اور مغرور ہوگا خدا رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ ایسے لوگوں سے بے زار ہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ پر درود بھیجنا نفاق کو دور کرتا ہے اور فرمایا اور جو شخص بھی یہ کہے: يَـا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ کو سو دفعہ ایک سو حاجتیں اس کی قبول ہو جاتی ہیں۔ تیس حاجتیں دنیا میں اور باقی آخرت میں

اسی اصول کافی میں ہے کہ ابو بکر حضرمی نے کہا مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی کہ جس نے خود امام صادق سے سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے آدھے درود کو آپ کے لئے قرار دیا فرمایا: اچھا کام کیا ہے میں تمام درود کو تمہارے لئے قرار دیتا ہوں جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس کی دنیا اور آخرت کے لئے کافی ہوئی۔

اصول کافی میں امام صادقؑ سے نقل کیا گیا ہے کہ فرمایا: ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ میں درود کا تیسرا حصہ آپ کیلئے قرار دیتا ہوں۔ فرمایا تم نے اچھا کام کیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے نصف درود کو آپ کے لئے قرار دیتا ہوں حضرت نے فرمایا یہ بہتر اور افضل ہے اس شخص نے عرض کیا میں تمام درود کو آپ کے لئے قرار دیتا ہوں حضرت نے فرمایا خدا نے تمہارے دنیا اور آخرت کے امور کو کافی قرار دیا۔

ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کس طرح اپنے درود کو اپنے لئے قرار دیتا ہے حضرت نے فرمایا جب خدا سے کوئی چیز سوال کرنا چاہے تو ابتداء درود سے کرے اور رسول خداؐ نے فرمایا کہ اپنی آواز کو درود کے ساتھ بلند کرو آوازیں نفاق کو دور کرتی ہیں۔

اور کافی میں بھی روایت کی گئی ہے جب بھی کوئی شخص محمد وآل محمد پر دس دفعہ درود بھیجے فرشتے سو دفعہ اس پر درود بھیجتے ہیں اگر سو مرتبہ درود بھیجے تو خداوند عالم اور فرشتے ہزار دفعہ اس پر درود بھیجتے ہیں اور یہ اللہ تعالی کا قول ہے: هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۔ "یعنی خدا اور ملائکہ تمہارے اوپر درود بھیجتے ہیں اور تم کو ضلالت کی تاریکی اور گمراہی سے نجات دیتے ہیں اور باہر نکالتے ہیں اور نور ایمان کی طرف تمہاری راہنمائی کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے صلوٰۃ سے مراد مغفرت اور رحمت ہے اور ملائکہ سے دعا اور طلب مغفرت مراد ہے۔ خلاصہ درود بھیجنے کے بہت زیادہ فائدے ہیں جو کچھ میں نے اصول کافی وغیرہ سے نقل کیا گویا دریا کا ایک قطرہ تھا اہل سنت کی کتابوں میں درود کے لئے بہت زیادہ ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کا درود وہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے چونکہ یہ آل پر درود نہیں بھیجتے ہیں۔

کافی میں امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت کا گزر ایک شخص سے ہوا جو کہتا تھا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور اس طرح کے درود کو ابتر کہتے ہیں۔ "وَلَا تَبْتَرْهَا" اس کو دم بریدہ قرار نہ دو اور فرمایا: لَا تَظْلِمْنَا حَقَّنَا قُلِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ "اور اب ان کے فوائد کی فہرست کہ اخبار کا منطوق ہے بیان ہوگا کہ درود بھیجنا

متخلق ہونا ہے اخلاق الٰہی سے اور "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ صَلُّوا عَلَیْہِ" کی اطاعت ہے اس سے خدا اور ملائکہ درود بھیجتے ہیں قرب الٰہی اور رضا الٰہی کا سبب ہے۔ اور قیامت میں شفاعت ہوگی اور خوشنودی رسول خداؐ کا موجب ہے۔ گنا ہوں کا کفارہ ثواب کا حصول دینوی اور اخروی حاجتیں دعا کا قبول ہونا نفاق کا دور ہونا اعمال کا پاکیزہ ہونا رحمت کا ادراک اطاعت کا قبول ہونا فراموش شدہ چیز کا یاد آنا نور کا حاصل ہونا جہنم کی آگ سے خلاصی بہشت کی طرف ہدایت کا پانا قیامت کے دن پیاس کا ختم ہونا ہول ناک چیزوں سے نجات پانا۔ جان کنیؑ کی تلخی سے محفوظ ہونا اور ابلیس کے ذلیل ہونے کا موجب ہے یہ سب کے سب اخبار کے مضامین ہیں ان میں بعض کو ذکر کیا اور بعض کو ذکر نہیں کیا۔ تف ہے ان لوگوں پر کہ جو رسولؐ پر درود بھیج دیتے ہیں اور ان کے فرزند کو تلوار سے شہید کرتے ہیں۔

مجلس نمبر53

قرآن کا اعجاز

علاوہ اس کے کہ سابق مجلس میں بتایا گیا۔ کہتا ہوں قرآن کئی جہات سے اس کا معجزہ ہونا ثابت ہے قرآن کا معجزہ ہونا دن میں سورج کی طرح آشکار ہے۔ البتہ جو بھی پیغمبر مبعوث ہوا اس کے پاس معجزہ ہوتا تھا کہ جو کہ اس کی نبوت کی سچائی پر دلیل بنتا تھا جیسے موسیٰ بن عمران ایک ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے کہ جس زمانے میں جادو زیادہ تھا لہذا اس کے لئے معجزہ یہ کہ عصا کو اژدہا بنا دیا عیسیٰ ایک ایسے زمانے میں تھے اس زمانے میں بہت زیادہ طبیب تھے جو علم طب میں زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے اس کو مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا بیماروں کو شفا دیتے تھے۔

رسول خداؐ ایک ایسی قوم کے درمیان رہتے تھے کہ جو فصاحت اور بلاغت میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ سابق مجلس میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے اس لئے باقی رہنے والا معجزہ قرآن مجید کو دے دیا کہ جس سے تمام فصحاء اور بلغاء زمانہ شکست کھا چکے، ہتھیار ڈال چکے اس کے علاوہ باقی پیغمبروں کے معجزے بھی ان کے پاس تھے لیکن فصاحت کا مسئلہ حجاز کے تمام مردوں کا پیشہ تھا ہر کسی کو فصاحت کے اعتبار سے ترازو میں تولا جاتا تھا شیریں زبان شعراء اور فصیح و بلیغ خطیبوں کو تمام مخلوق سے بہتر اور بالاتر جانتے تھے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے لئے بڑے معجزہ کو کلام کی جنس سے قرار دیا اور امرالقیس قصاص کے موضوع پر کہا: اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ "قتل کرنا ختم کر دیتا ہے قتل کرنے کو۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ کوئی کسی کو قتل کرے اس قاتل کو قتل کرنا چاہئے تاکہ قتل کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ عرب کے تمام فصحاء نے ہتھیار ڈال دئے اس کلمہ کیلئے اور اس مختصر جملہ کیلئے سب جھک گئے۔ اور انہوں نے کہا اس سے زیادہ فصیح اور مختصر نہیں ہو سکتا ہے۔

جس وقت یہ آیہ نازل ہوئی: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ "عرب کے فصحاء نے دیکھا اس میں سات چیزوں کا فرق پایا جاتا ہے امرءالقیس کے کلام کے ساتھ اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ اس جملہ سے تمام فصحاء کو حیرت ہوئی جب آیہ نازل ہو چکی تو اس وقت پھول اور باغ یا سورج اور چراغ کی حیثیت ہوتی ہے۔

☆اول: یہ لفظ قتل ابتدائی قتل کو بھی شامل ہوتا ہے تو نفی للقتل نہیں ہوگا بلکہ کہا جا سکتا ہے **اَلْقَتْلُ اَثْبَتُ لِلْقَتْلِ قتل** سے قتل ثابت ہوتا ہے۔ لیکن لفظ قصاص میں ایسا نہیں ہے وہ دوسرے قتل کے ساتھ مخصوص ہے یہ قصاص صراحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ یہ بشری زندگی کے لئے حفاظت کرتا ہے، بشری زندگی بقاء ہے۔

☆دوم: قتل مطلوب اور مرغوب ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ مجلس 27 میں بتایا گیا کہ قرآن کا اعجاز یہی ہے کہ عرب کے فصحاء اس جیسا کلام لانے سے عاجز آ گئے تھے وہ قادر ہوتے، قرآن جیسا کلام لانے پر تو اپنے آپ کو ہلاکتوں جنگ وجدال قتل نفوس اور مال کے لوٹنے سے نجات پاتے لیکن انہوں نے دیکھا یہ قرآن اس کا ہر فقرہ فصاحت کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ اور یہ یاقوت رمانی اور لعل بدخشاں کی طرح چمکتا ہے۔ اس کے اسلوب عجیب غریب ہیں جو حلاوت جو بلاغت اس میں ہے کسی بھی عرب کے اسلوب میں نہیں پائی جاتی ہے۔

☆سوم: اس قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے، یہ پہلے بیان ہو چکا۔

☆چہارم: یہ قرآن معارف ربانی پر مشتمل ہے۔ چونکہ اس وقت عرب کے درمیان خصوصاً اہل مکہ ان سے علم برطرف ہوا تھا۔ آنحضرت مبعوث ہونے سے پہلے علماء اہل کتاب کے ساتھ تعلقات نہیں تھے دوسرے شہروں میں سفر کم کرتے تھے کہ علم طلب کرے حکماء کئی ہزار سال معارف الٰہی میں فکر کی ہر سورہ اور آیہ میں بہترین طریقہ سے بیان فرمایا ہے اور یہ قرآن کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور حضرت رسولؐ کی آمد سے پہلے عرب جہالت میں بہت زیادہ مشہور تھے بعد میں علم ادب اور اخلاق میں دوسرے لوگ ان سے رشک کرنے لگے۔ دنیا کے علماء مال کے کسب کرنے میں ان کے محتاج ہوئے سفر کر کے حضرت کے پاس آتے تھے۔

☆پنجم: یہ قرآن آداب کریمہ پر مشتمل ہے ہر مکارم اخلاق میں حکماء اور علماء کئی سال سے فکر کرتے تھے۔ اس کو ہر سورہ میں کئی گنا بیان ہو چکا اور ایک قانون بندوں کی اصلاح اور فساد کو دور کرنے کے لئے بنایا گیا ہر باب میں دنیا کے عقلاء کئی ہزار سال معارف الٰہی میں فکر کریں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں نکال سکتے ہیں جو قانون حضرت رسولؐ نے قرآن میں مقرر ہوا ہے کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتا ہے اگر کوئی اپنی عقل کے ساتھ حکم لگائے تو جانتا ہے کہ اس سے عظیم کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا ہے۔

☆ششم: انبیاء سابقہ کے قصے پر مشتمل یہ اس زمانے میں اہل کتاب کے ساتھ مخصوص تھے دوسرے لوگوں کو خصوصاً اہل مکہ اس بارے میں انہیں پتہ نہیں تھا جس طریقے پر حضرت رسولؐ نے بیان فرمایا بے شمار اہل کتاب کے دشمن

ہونے کے باوجود وہ حضرت کو جھٹلا نہ سکے کوئی جزء ان قصہ کے اجزاء میں سے ان کے درمیان مشہور امر کے مخالف تھا ان کو ان کے لئے بیان کیا اور ظاہر کردیا اور جس چیز کو یہ چھپا کر رکھتے تھے اور جو ان کی کتابوں میں تھی ان کے لئے ثابت کر دیا چنانچہ رجم کا قصہ اس کے علاوہ باقی ظاہر ہوا اونٹ کے گوشت حلال ہونے کے بارے میں یہود نے کہا ہے یہ گوشت پیغمبروں پر حرام تھا لیکن اللہ نے ان کو جھٹلا دیا اور فرمایا: قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ'' پس آنحضرتؐ نے خبر دی یقینی طور پر کہ تمہاری تورات میں اس طرح لکھا ہے حالانکہ توراۃ نہیں پڑھی تھی۔

☼ **هفتم** :سورتوں کے آثار اور آیات کریمہ تمام جسمانی اور روحانی دردوں کے لئے شفا ہے۔نفسانی ضرر اور شیطانی وسوسوں کا دور کرنا ظاہری اور باطنی خوف سے امن امان دنیا اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچاؤ قرآن کی سورتوں اور آیات میں ہے تجزیہ سے معلوم ہوا ہے کہ قرآن کے تاثیرات دلوں کو جلا بخشنے اور اور سینوں کو شفا دینے میں اور شبہات شیطانی سے نجات حاصل کرنا کوئی شخص بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا ہے یا کوئی عاقل اس میں تامل کرے۔

قران کلام صامت پروردگار ماست
قرآن زهر جهت سبب افتخار ماست
قرآن چراغ روشنی شام تار ماست
قرآن بزرگ شافع روز جزای ماست
قرآن زهر کتاب سماوی سرآمد است
قرآن بنای محکم دین محمد است
باید بحکم محکم قرآن عمل کنیم
برکیش خویش جذب قلوب ملل کنیم
ما این کتاب مذهب خود حرزجان کنیم
ارشاد همرهان وهمه را زنده دل کنیم
اسلام را شریعت خود میدهد رواج
قرآن نهد بفرق مطیعان خویش تاج
خواهیم اگر زخصم گرفتن بدهر باج

باید بحکم محکم قرآن عمل کنیم
بر کیش خویش جذب قلوب ملل کنیم
واحسر تا کہ گشت کتاب خدا غریب
شد مورد تمسخر یك مشت نانجیب
ایدل بیا وذو بشنو نالہ ونحیب
واغربتا یش ازل دل یاران بردشکیب
توراۃ نسخ گشتہ بدینگونہ خوارنیست
انجیل این چنین بمذلت دچار نیست
از مسلمین جامعہ این انتظار نیست
کاندر کنار مسجد وهر شهر هر دیار
قرآن ورق ورق شدہ آلودہ باغبار
افتادہ است درکف یك مشت مردہ خوار
خوانندش از برای گدائی بهر مزار

خدا لعنت کرے یزید بن معاویہ پر کہ حضرت امام حسینؑ سے قرآن کی آواز کوسنا اس کے باوجود خیزران کی لکڑی کے ساتھ نواسہ رسولؐ کے لب ودندان پر مارتا تھا اور کہتا تھا۔

لَسْتُ مِنْ خِنْدَفٍ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مِنْ غَيْرِ فَشَلَ
أَيْنَ الرَّسُولُ وَثَغْرٌ كَانَ يَرْشِفُهُ
تَدُقُّهُ بِقَضِيْبٍ كَفُّ مَخْمُوْرٌ

* * * * *

مجلس نمبر 54

قرآن کے اعجاز کے بارے میں

☼ہشتم :۔قرآن اس اعتبار سے معجزہ ہے کہ قرآن مجید نے غیب کی خبریں دیں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا اور قرآن میں شمار سے زیادہ ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں۔پہلی قسم وہ ہے کہ بہت سی آیات میں خبر دی ہے کہ کافر اور منافق جو اپنے گھروں میں کہتے ہیں یا جو اپنے دل میں لے آتے تھے اور خبر دینے کے بعد حضرت کو جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ندامت اور توبہ کا اظہار کرتے تھے۔جب بھی آپس میں کوئی بات کرتے تھے تو ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی وقت جبرئیل خبر لے کر حضرت کے پاس جائیں گے کہ ہم نے یہ کہا ہے اس قسم کی آیات قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔علامہ مجلسیؒ نے حیوۃ القلوب جلد۲ میں بہت سی آیتوں کو نقل کیا ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں آنے والے امور کے بارے میں خبر دی ہے کہ جس کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے وحی اور الہام کے بغیر ان کے واقع ہونے سے پہلے اس کے بعد واقع کے مطابق ہوا ہے وہ بھی قرآن مجید میں بہت زیادہ ہیں اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول خبر دینا کہ ابولہب وغیرہ کافر ایمان نہیں لائیں گے چنانچہ سورہ تبت میں ابولہب کے ایمان نہ لانے کے بارے میں خبر دی گئی ہے۔ایک اور مقام پر فرمایا ہے:سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَأَنذَرۡتَهُمۡ أَمۡ لَمۡ تُنذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُونَ۔"اس قسم کے اقوال قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔دوسری حضرت کا خبر دینا کہ اس قرآن جیسا نہیں لاسکو گے تو آخر تک نہیں لا سکے۔

دوسری یہود کی ذلت کے بارے میں خبر دینا اور ایسا ہی واقع ہوا جس طرح حضرت نے خبر دی بنی قریظہ بنی نظیر یہود اور خیبر کے متعلق اور دوسرے عرب کے قبائل کے بارے میں اور دوسری یہ خبر دینا کہ تمام مشرکین مغلوب ہوں گے اور آیات بھی مدعی کے سچ ہونے پر گواہ ہے کہ حیوۃ القلوب کی دوسری جلد میں مذکور ہے اور دوسری خبر دینا پیغمبر کی نسل کے

کثرت کے بارے میں اور عاص بن وائل اور عمرو بن عاص کی نسل قطع ہونے کے بارے میں ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔

☆نہم: قرآن کے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اس کو سن کر اکتا نہیں جاتا ہے بلکہ اس کو پڑھ کر لذت حاصل کرتا ہے۔ قرآن کے مطالب کسی بھی وقت پرانے نہیں ہوجاتے زمانہ لمبا ہونے کے ساتھ بلکہ جس قدر بھی آپ اس کو زیادہ پڑھیں گے اور اس میں فکر کریں گے ان کلمات کو تروتازہ پائیں گے اس کو پڑھ کر اور سن کر سیر نہیں ہوں گے۔

☆دہم: قرآن پڑھتے وقت خوف اور ہیبت سننے والے پر طاری ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مجلس 54 میں گزر چکا ہے۔ سمندر کا ایک قطرہ اور گندم کے انبار سے ایک دانہ تھا کہ جو ہم نے قرآن کے اعجاز ہونے کو بیان کیا اور قرآن کو ایک امتیاز حاصل ہے جو باقی پیغمبروں کے معجزات میں نہیں ہے۔ باقی انبیاء کے معجزات ان کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھے اور یہ قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی ہے ایک اور امتیاز یہ ہے کہ ان معجزات کے فوائد حقیقت اظہار کئے بغیر کوئی اور چیز نہیں ہے۔

اگر کوئی اور فائدہ ہوتا تو اس کا فائدہ عام نہیں تھا لیکن یہ قرآن کی عظمت ہے کہ قیامت تک قریب یعنی قرب و بعد اور دور کے لئے پھیلا ہوا ہے ہر گھنٹے میں ایک لاکھ مردہ دل اس سے حیات ابدی پاتے ہیں ہر زمانے میں ایک گروہ اپنے دردوں میں شفا پاتے ہیں۔ ہر وقت شفا کے محتاج علم کے دریا کے کنارے بیٹھ جاتے ہیں معرفت میں تشنہ حضرات معرفت سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

ہر لحظہ میں کئی ہزار بہرے گونگے شفا پا کر ٹھیک ہوجاتے ہیں اس کا ہر الف، موسیٰ کے عصا کا کام دیتا ہے اور اس کے ہر حرف میں نفس مسیحا کی تاثیر پائی جاتی ہے اس کے میم کی آنکھ سے کلیم کے چشمے جاری ہیں اس کے ہر نون کا دریا وذالنون حیران ہے اس کے صاد سے آدم کا صفا ظاہر۔ اور اس کے ہا سے ہود کا علم آشکار ہے۔ اس کے مد کے کشش سے بنی اسرائیل کا دسترخوان من اور سلوی سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے حا سے نوح کا حلم خضر اس کے عین کے چشمہ سے ظاہر اور ذوالقرنین اس کی قدرت کے قاف سے حجاب میں ہے۔

دال کو داؤد نے وردزبان قرار دیا ہے تاکہ ترک اولی سے ملامت نہ پائے اس کے سین سے ابراہیم کو آتش نمرود سے سلامت پائی ہے۔ اس کے شین کو شعیب کی آنکھ پر رکھا ہے تاکہ بینائی ہوجائے اس کے فاء کو یوسف نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

معتبر حدیث میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے جتنا زیادہ قرآن پڑھتے ہیں ذکر تازہ ہوجاتا ہے۔ پرانا نہیں ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ خدا نے اس قرآن مجید کو ایک مخصوص زمانہ کے لئے نہیں بھیجا ہے اور ایک مخصوص گروہ کے لئے مقرر نہیں کیا ہے۔ بلکہ تمام مخلوق کے لئے بھیجا ہے اور یہ قیامت تک ہے اور اس لئے اس کی تازگی ہر وقت ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے۔ اور تمسک کرنے والوں کے لئے عروۃ الوثقیٰ ہے اور صراطِ مستقیم ہے کہ اس پر چلنے والوں کو بہشت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔ اور ہر زمانہ کے گزرنے کے ساتھ پرانا نہیں ہوجاتا۔ اور بہت زیادہ پڑھنے سے اس کی زبان بے قدر نہیں ہوتی، بے وقعت نہیں ہوتی۔ چونکہ اس کو کسی ایک زمانے کے لئے نہیں بھیجا ہے بلکہ دلیل برہان اور حجت قرار دیا ہے ہر زمانے میں اس کی طرف باطل آگے پیچھے سے نہیں آسکتا ہے اور یہ حکیم حمید کی طرف سے آیا ہے۔

یونس بن عبدالرحمٰن کے تاریخ کی طرف اشارہ

جو بھی قرآن کی عظمت کو جانتا ہے اس پر عمل کو اپنے لئے سرمایہ افتخار جانتا ہے۔ جیسے یونس بن عبدالرحمٰن کہ جس کو واقفہ کی جماعت نے دس ہزار درہم دیا کہ ان کے معاملے میں خاموش ہوجائے فرمایا میں اس کو ہرگز قبول نہیں کروں گا اور خاموش نہیں رہوں گا اس لئے کہ میرے مولا امام صادقؑ نے فرمایا:

"اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فَعَلَى الْعَالِمِ اَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ وَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ سُلِبَ نُورُ الْاِيْمَانِ مِنْهُ"۔ جب بدعتیں ظاہر ہوجائیں عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اگر ایسا نہ کیا تو اس سے ایمان کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ علامہ مامقانی نے اس کے حالات کے بارے میں اپنی رجال میں اس کی شرح کی ہے مخفی نہ رہے کہ تیس سے زیادہ روایتیں اس کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ واقفی نے جب دیکھا کہ یہ ان کا ساتھ نہیں دے رہا ہے تو تقریباً دس روایتیں ان کی مذمت میں وضع کی ہیں علماء رجال نے سب کو تسلی بخش جواب دیا ہے۔

ابومحمد یونس بن عبدالرحمٰن جو کہ علی بن یقطین کا غلام تھا ان کی ولادت ہشام بن عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی ہے اور ان کی وفات دوسو آٹھ (۲۰۸ھ) ہجری میں ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مدینہ میں وفات ہوئی ہے۔ امام صادقؑ کے زمانے کو پالیا ہے۔ اور موسیٰ بن جعفر کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ اس کے بعد حضرت امام رضا کے ساتھ رہے اور ان کے وکلاء میں سے شمار ہونے لگے اور ایک ہزار کتابیں مخالفین کے رد میں لکھی ہیں۔

نجاشی نے ان میں سے تیس کتابوں کا نام لیا ہے اور تمام ارباب رجال نے جیسے کشی، نجاشی، شیخ طوسیؒ، علامہ ابن داؤد ابن ندیم اور صاحب البلغۃ والوجیزہ وغیرہ نے مکمل طور پر ان کی توثیق کی ہے اور ان کو قم کے بہترین فقہاء میں سے قرار دیا ہے۔ ان کی تمام روایتوں کو صحیح جانا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے مگر وہ احادیث کہ محمد بن عیسیٰ بن عبید جس کی نقل میں تنہا ہے اس پر اعتماد نہیں کیا ہے۔ اور ابن ندیم نے اس زمانے کے علامہ سے تعارف کرایا ہے۔ ان کی بہت سی تصنیفات اور تالیفات کو شمار کیا ہے اور نجاشی نے ان کو حضرت امام رضاؑ کا خواص اور اس کا وکیل جانا ہے۔ آنحضرت لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ دین کے احکام کو ان سے سیکھیں اس کے لئے یہ بہت بڑی منزلت ہے۔ کتاب یوم ولیلہ کو اس نے امام علی نقیؑ کو دکھایا حضرتؑ نے اس کی ساری کتاب کو پڑھا اس کے بعد ارشاد فرمایا: خداوند تعالیٰ ہر حرف کے بدلے قیامت میں یونس بن عبدالرحمٰن کو ایک نور عطا کرے۔

احمد بن ابی خالد کہتا ہے: کہ میں بیمار تھا ابو جعفر امام محمد تقیؑ میری عیادت کے لئے آئے اور یونس بن عبدالرحمٰن کی کتاب یوم ولیلہ میرے پاس تھی، حضرت نے اس کتاب کو اٹھایا اور آخر تک مطالعہ کیا اس کے بعد فرمایا: ہذا دینی و دین آبائی وہوالحق کلہ یہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ یہ سب کا سب حق ہے علامہ نے خلاصہ میں فرمایا ہے: یونس بن عبد الرحمٰن علی بن یقطین کا غلام تھا وہ ہمارے اصحاب میں بہت زیادہ وجیہ تھے ان کا بہت بڑا مقام تھا امام موسیٰ اور حضرت رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امام رضاؑ علم اور فتویٰ میں اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کو واقفی نے بہت زیادہ مال دینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے لینے سے انکار کیا اور حق پر ثابت قدم رہے اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے تین مرتبہ اس کے لئے بہشت کی ضمانت دی۔

نیز صحیح سند کے ساتھ فضل بن شاذان سے منقول ہے کہ فرمایا: اسلام میں سلمان فارسی سے بڑھ کر کوئی نہیں آیا کہ جو ان سے زیادہ فقیہ ہو ان کے بعد یونس بن عبدالرحمٰن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں آیا اس نے پینتالیس 45 حج اور پینتالیس 45 عمرے ادا کئے اور یونس کے چالیس بھائی تھے کہ جو روزانہ سلام اور احوال پرسی کے لئے ان کے پاس جاتے تھے۔ پھر گھر لوٹ آتے تھے اور کھانا کھاتے تھے۔ نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے نماز کے بعد تصنیف اور تالیف میں مشغول ہو جاتے تھے۔

جعفر بن عیسیٰ کہتا ہے کہ ہم ایک جماعت حضرت امام رضاؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور یونس بن عبدالرحمٰن بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ یونس نے فرمایا اٹھو اور پردے کے پیچھے جاؤ اور وہاں سے حرکت نہ کرو جب تک میں تجھے

اجازت نہ دوں یونس کھڑے ہوئے اور پردے کے پیچھے چلے گئے بصریوں کی ایک جماعت آ گئی۔ وہ جتنی کر سکتے تھے یونس کی بدگوئی کرنے لگے۔

حضرت امام رضاؑ نے سر نیچے کیا اور کلام نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد بصریوں کو رخصت کیا اور مجلس سے باہر چلے گئے اس وقت حضرت یونس کو اجازت دی تا کہ باہر آئے۔ وہ گریہ کرتے جاتے تھے اور عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو میں دین کی حمایت کرتا ہوں اور یہ ہے میری حالت میرے اصحاب کے نزدیک حضرت نے فرمایا:

تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے یہ تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں جب تک تمہارا امامؑ تجھ سے راضی ہے ان لوگوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو ان کو ان کی سمجھ کے مطابق حدیث بیان کرو جس چیز کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ اگر تمہارے ہاتھ میں ایک موتی ہو اور لوگ کہیں یہ کہ یہ گوبر ہے کیا اس سے تمہیں کوئی ضرر پہنچتا ہے۔

یونس نے کہا نہیں: فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا كُنْتَ عَلَى الصَّوَابِ وَكَانَ اِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِيًا لَمْ يَضُرَّكَ مَاقَالَ النَّاسُ ۔ ''حضرت نے فرمایا: جب تم راہ راست پر ہو اور تمہارا امام بھی تم سے راضی ہے لوگ جو کہیں اس سے تم کو ضرر نہیں ہوگا۔ ایک جماعت یونس کے پاس آ گئی اور انہوں نے کہا لوگ آپ کو برا بھلا کہتے ہیں فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ جو بھی علیؑ کے شیعہ ہیں میں نے اس کو حلال کیا۔

امام محمد تقیؑ لوگوں کو یونس سے محبت کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس پر رحمت کی دعا مانگتے تھے۔ تیس سے زیادہ روایتیں ان کے فضائل اور توثیق میں وارد ہوئی ہیں۔ واقفی اس پر طعن کرتے تھے کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے ہماری طرح دین کو دنیا کے بدلے میں نہیں بیچا۔ عبیداللہ زیاد نے عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مصہر صیداوی کو شہید کر دیا کیوں حسینؑ کے شیعوں کا تعارف نہیں کراتا تھا کیوں نہیں بتاتا ہے کہ یہاں پر حسینؑ کے شیعہ کون کون ہے ہانی بن عروہ کو شہید کر دیا چونکہ اس نے مسلم کو پناہ دی تھی۔

مجلس نمبر55

قرآن کے فضائل کے بارے میں

نہج البلاغہ کے پہلا خطبہ کے آخر میں فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے قیامت تک راہنمائی کے لئے اپنی رحلت سے پہلے اس چیز کو رکھا کہ جو گزشتہ انبیاء اپنی امتوں کے درمیان چھوڑا تھا چونکہ انبیاء نے ان کو واضح راستہ اور صریح نشانہ کے بغیر نہیں چھوڑا۔ رسول اکرمؐ نے بھی خدا کی کتاب کو تمہارے ہاتھوں میں رکھا حلال حرام واجبات مستحبات ناسخ منسوخ رخصت عزیمت خاص عام عبرتیں مثالیں مطلق مقید محکم متشابہ سب کچھ بیان کیا مجمل کی تفسیر کی اور مشکل مطالب کو لوگوں کے لئے آسان کر دیا۔ لیکن حلال کتاب خدا میں جیسے: أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ اسی جیسی اور آیات حرامت ہیں جیسے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ اور باقی مثالیں۔

واجبات جیسے: اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۔ اس جیسی اور آیات مستحبات جیسے: فتهجد به نافلة'' نافلہ نماز کے لئے رات کے کچھ حصہ کے بعد بیدار ہو جاؤ۔ ناسخ جیسے: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ'' چونکہ یہ آیہ لكم دينكم ولي دین کے لئے ناسخ ہے اب جبکہ شرک سے ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ تو تمہارا دین اور آئیں تمہارے لئے ہوگا اور توحید کا آئیں میرے لئے رخصت جیسے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ من أَيَّامٍ أُخَرَ۔ عزیمت یعنی وہ احکام جس میں تجاوز نہیں کر سکتے ہیں جیسے فَمَنْ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ'' خاص وہ لفظ جو خاص مقام پر کہا گیا ہے معنی اس کا عام ہے جیسے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِي اِسْرَائِيلَ اَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۔'' یعنی آدم کے بیٹا قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور پشیمان ہوا ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا جو بھی کسی کو قتل نفس کے بدلے یا زمین میں فساد کی وجہ سے نہ ہو پس ایسا ہے کہ اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور جو بھی

کسی کی زندگی کی بقاء کا سبب بنے گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا ہے۔

پس یہ آیہ بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا معنی سب کو محیط ہے۔ اور عام جیسے: يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ اے بنی اسرائیل ہم نے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں اور تم کو دنیا پر برتری دی اس کو یاد کرو پس یہاں پر اگر چہ لفظ عَلَى الْعَالَمِينَ میں عام ہے۔ تمام دنیا کے لوگوں کو شامل کرتا ہے اس کا معنی بنی اسرائیل کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

عبرتیں یعنی جو چیزیں تعجب آور ہیں یہ گویا یہ خود ایک پند اور نصیحت ہے جیسے: إِنَّ ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ "مثالیں جیسے مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا" جو لوگ تورات پڑھنے اور سیکھنے پر مامور ہیں پھر اس پر عمل نہ کریں یہ اس گدھے کی طرح ہیں کہ جس کے اوپر بڑی بڑی کتابوں کو اٹھایا ہوا ہے مطلق وہ ہے کہ جو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے جیسے فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ اور مقید وہ ہے کہ جو قید ہو جیسے: وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ اور مُحکَم جیسے: وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یا إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ اور متشابہ جیسے: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔ "جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہیں حیض میں تین طہر یا تین حیض انتظار کرے چونکہ قرء مفرد ہے جمع قروء ہے حجاز کے نزدیک طہر ہے اور اہل عراق کے نزدیک حیض کے معنی میں ہے۔ مجمل جیسے أَقِيمُوا الصَّلَاةَ۔ مشکل جیسے كهيعص یہ قرآن ان مطالب کو شامل ہے کہ جن کا جاننا واجب ہے جیسے خدا کی معرفت: وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ایک وہ چیز جس کے نہ جاننے سے منع نہیں کیا گیا ہے جیسے حم عسق اور وہ چیز کہ جس کا وجوب ثابت ہوا ہو اور سنت میں اس کا نسخ معلوم ہو جائے جیسے:

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا۔ "تم میں سے جو عورتیں زنا کر ائیں پھر ان پر چار مرد بالغ عاقل عادل گواہ قرار دو۔ اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں قید رکھو یہاں تک کہ مر جائیں یا خداوند تعالی ان کو قید سے نجات دے دیں پس اس آیہ کا مضمون زانیہ کا حکم گھر میں بند رکھنا مرتے دم تک اور سنت میں قید کرنے کے بارے میں منسوخ ہوا ہے رجم اور سنگسار کا حکم برقرار ہے

وہ چیز کہ اس پر عمل کرنا سنت میں واجب ہے اگر اس پر عمل نہ کرے تو اس کی بھی اجازت دے دی گئی ہے جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا سنت میں واجب تھا اور کتاب میں نسخ ہوا: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَحَيْثُ مَاكُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ایک وہ ہے کہ مخصوص وقت میں واجب ہے کسی اور وقت میں واجب نہیں ہے جیسے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔نماز جمعہ کا پڑھنا جمعہ کے دن کے ساتھ مخصوص ہے اس وقت کے علاوہ باقی اوقات میں ساقط ہے۔اس قرآن میں جو چیزیں حرام ہوئی ہیں ان میں فرق رکھا ہے پس جو بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اس کو عذاب اور آگ میں ڈالنے کا وعدہ دیا ہے جیسے:
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا۔ ''اور جو گناہ صغیرہ بجالائے اس کے گناہوں کو بخشا گیا ہے جیسے: إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۔' نیز اس قران کے مطالب کا دارمدار ان چیزوں پر ہے کہ کم بھی قابل قبول ہے اور زیادہ پسندیدہ ہے: فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔جتنا آپ کو میسر ہے قرآن پڑھ لو اور کم پڑھنا بھی قابل قبول ہے زیادہ پڑھنے کو انسان کے اختیار میں قرار دیا گیا اگر کوئی اس کو ترک کرے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں (ترجمہ کا خلاصہ فیض الاسلام سے)۔

علی علیہ السلام کا خطبہ قرآن مجید کے بارے میں

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 18 میں ہے: خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: قرآن میں کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا ہے جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں سب بیان کر دیا ہے۔اس میں ہر چیز موجود ہے اور یہ اللہ تعالی کے قول کا مضمون جملہ ہے کہ فرماتا ہے:
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ۔''ہم نے قرآن مجید کو تمہارے اوپر نازل کیا ہے اس میں ہر چیز کو بیان کیا ہے اور ذکر فرمایا ہے بعض قرآن دوسرے بعض کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے پھر قرآن مجید میں فرمایا ہے یہ قرآن اگر خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا چونکہ بشر کا کلام لفظ اور معنی کے اعتبار سے خلل اور فساد سے خالی نہیں ہے چونکہ قرآن مجید میں تناقض جیسا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو کسی بشر نے نہیں کہا ظاہر قرآن تعجب آور اور اس کا باطن ایک دریا ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے اس کے عجائب اور غرائب ختم نہیں ہو سکتے ہیں اگر چہ اس کے حاصل کرنے میں کوشش کریں اور جہل نادانی اور شبہات کی تاریکیاں دور نہیں ہو سکتی ہیں مگر قرآن کے ذریعہ۔

میں کہتا ہوں (مصنف): قرآن اس عظمت کے باوجود خوار اور لوگوں کی نظروں سے گرادیا چنانچہ حضرت امیرالمومنینؑ خطبہ 147 کے ضمن میں فرماتے ہیں عنقریب تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آئے گا حق سے زیادہ پوشیدہ باطل سے زیادہ ظاہر خدا اور رسولؐ پر جھوٹ سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہوگی لوگوں کے نزدیک اس زمانے میں قرآن سے زیادہ بے قدر نہیں ہوگی جس وقت ازروئے حق تلاوت کی جائے صحیح طریقے پر اس کی تفسیر اور تاویل بیان ہوجائے۔ عام رواج یہ ہے اس کے معانی میں تحریف اور تغیر کر کے ان کو اپنی خواہشات کے مطابق باطل اغراض کے ساتھ تطبیق کریں گے شہروں میں نیک کام سے زیادہ قبیح اور برے کام سے زیادہ اچھی چیز ان میں کوئی نہیں ہوگی۔

پس حاملان قرآن وہ ہیں کہ جو قرآن کے ساتھ آشنا ہوں اور اطلاع رکھتے ہوں اسکے باوجود بھی بے پرواہ ہیں کہ قرآن کے دستور کے مطابق عمل نہیں کرتے ہیں اور اس کو حفظ کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جو تلاوت کی حفاظت کرتے ہیں اور عمل کے وقت بھول جاتے ہیں پس قرآن اور اہل قرآن جو کہ آئمہ طاہرین تھے ان ان کو دور رکھا اور لوگوں کے درمیان نہیں ہیں چونکہ اس وقت باطل کی طرف رخ کیا ہے اور حق سے دور ہو گئے ہیں قرآن اور اہل بیت ایک راستے پر ساتھ ہیں لوگ ان کا احترام نہیں کریں گے۔ یہ اپنے پاس محفوظ نہیں رکھیں گے۔ چونکہ ان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہے پس قرآن اور اہل قرآن اگرچہ لوگوں کے درمیان میں ہے۔

لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو لوگوں کے درمیان نہیں ہے یعنی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ چونکہ ضلالت اور گمراہی ہدایت اور رستگاری کے ساتھ موافقت نہیں رکھتی ہے اگرچہ ایک جگہ پر اکھٹی ہو جائیں۔ پس گمراہ قسم کے لوگ یک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں قرآن سے جدا ہونے پر اس جماعت سے الگ ہوجاتے ہیں کہ جو قرآن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے پیشوا ہیں اور قرآن کو اپنے اغراض باطلہ اور نادرست فکر کے ساتھ اس کی تفسیر اور تاویل کرتے ہیں اور قرآن ان کا پیشوا نہیں ہے چونکہ انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس کے طابق عمل نہیں کرتے ہیں اور قرآن سے صرف خط اور کتابت کو جانتے ہیں

چنانچہ جنگ صفین میں جنہوں نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا وہ قرآن سے صرف خط و کتابت کو جانتے ہیں اور بر المومنینؑ جو کہ کلام اللہ ناطق تھے ان سے ہاتھ اٹھا دیا اور حکمین کے قصہ کو آگے لائے اور کئی کاموں کو حضرت پر تنگ کیا ہ جس کی وجہ سے انہوں نے خدا سے اپنی موت کو طلب فرمایا۔

مجلس نمبر 56

فضال اور ابوحنیفہ کا واقعہ

نہج البلاغہ خطبہ 157 میں فرماتے ہیں: اللہ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا اس زمانے میں کہ ان کے درمیان مدت سے کوئی پیغمبر موجود نہیں تھا۔ پھر لوگوں کے پاس تشریف لائے جو کچھ ہاتھ میں تھا اس کی تصدیق اور اعتراف کرتے ہوئے اور ایک نور کو لیکر اس کی پیروی کریں اور وہ قرآن ہے پس درخواست کریں گے تا کہ وہ بولے اور قرآن خود بخود نہیں بولتا ہے۔ لیکن میں تمہیں اس کے نطق کی خبر دیتا ہوں اس کے علوم اور احکام کو بیان کرتا ہوں آگاہ ہو جاؤ کہ قرآن میں آئندہ علوم اور گزشتہ خبریں ہیں۔ زمین اور آسمان کی خلقت سے لیکر جو کچھ اس میں ہے۔ آگاہ رہو کہ اس قرآن میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں ہیں۔ اور تمہاری بیماریوں کی دوا ہے۔ نادانی کی درد کی دوا ہے اور تمہارے درمیان دنیا کی نظم اور ترتیب ہے حضرت امیرؑ نے خطبہ 175 میں فرمایا ہے کہ جان لو کہ یہ قرآن پناہ دینے والا ہے راہ راست کی راہنمائی میں خیانت نہیں کرتا ہے اور یہ ایک ایسا راہنما ہے کہ جو گمراہ نہیں کرتا ہے اور ایسا کلام کرنے والا ہے کہ وہ اپنے کلام میں جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جس نے بھی اس قرآن کی قرائت میں غور و فکر کیا تو اس کی ہدایت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یا اس کی گمراہی میں کمی آجاتی ہے۔ یہ جان لو کہ قرآن کی آیات پر غور و فکر اور اس کے احکام پر عمل کرنے کے بعد محتاج نہیں ہے یعنی دنیا اور آخرت کے لئے محتاج نہیں ہے کہ کوئی چیز سیکھے نہ قرآن کو یاد کرنے سے پہلے کسی کو بے نیازی ہے پس ظاہر باطنی روحی اور جسمی دردوں کی بہبودی کو اس قرآن سے طلب کریں چونکہ قرآن تمہارے دردوں کے لئے بہت بڑی دوا ہے اور وہ درد کفر نفاق اور گمراہی ہے۔

البتہ جو شخص بھی قرآن کی تفسیر کو اہل بیتؑ سے نہیں لیتا ہے تو وہ گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جیسے ابوحنیفہ یہ کتاب اور سنت کے خلاف فتوی دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلا گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جنہوں نے ان کو

رسوا کیا فضال بن حسن بن فضال کوفی تھے۔ بحار جلد ۶ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔

کتاب فصول المختارہ علم الہدی سید مرتضیٰؒ سے کہ فضال کہیں جا رہے تھے جاتے ہوئے ابو حنیفہ کو دیکھا مجلس درس میں بیٹھ کر درس فقہ دے رہے ہیں۔ فضال نے اپنے ساتھی سے کہا خدا کی قسم جب تک ابو حنیفہ کو رسوا نہ کروں یہاں سے نہیں جاؤں گا اس کے ساتھی نے کہا: ابو حنیفہ آجکل امام اعظم ہے ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کی وجہ سے مشکلات پیش نہ آئیں فضال نے کہا خاموش ہو جاؤ تمہیں خوف ہے کہ اس کا باطل ہمارے حق پر غالب آ جائے۔ پس فضال نے سلام کیا اور درس کے مجمع میں بیٹھے اور کہا اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول خداؐ کے بعد بہترین مخلوق علی بن ابی طالب ہے اور میں کہتا ہوں کہ رسول اللہؐ کے بعد بہترین مخلوق ابو بکر ہے۔ اس کے بعد عمر ہے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ابو حنیفہ نے تھوڑی دیر اپنے سر کو جھکائے رکھا اس کے بعد سر کو بلند کیا کہا: ابو بکر اور عمر کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو میں دفن ہوئے ہیں اس سے واضح حجت کیا ہو سکتی ہے۔ فضال نے کہا میں نے اس حدیث کو اپنے بھائی کیلئے بتا دیا۔ اس نے اس کے جواب میں کہا جس جگہ پر ابو بکر اور عمر دفن ہوئے ہیں اگر رسول کی ملکیت تھی تو پھر ورثہ کی اجازت کے بغیر اس میں دفن کرنا جائز نہیں اور یہ ظلم ہے کہ غیر کے مال میں تصرف کرے۔ اگر ان کی ملکیت تھی اور انہوں نے رسول خداؐ کو ہبہ کیا تھا تو پھر جس چیز کو ہبہ کیا ہو اس میں دوبارہ رجوع کرنا اچھا کام نہیں ہے۔

ابو حنیفہ نے سر کو جھکایا تھوڑی دیر کے بعد اٹھایا اور کہا ان دونوں میں کوئی نہیں تھی بلکہ بیٹیوں کی طرف سے انہیں میراث میں ملی تھی۔ فضال نے کہا میں نے اسی مطلب کو اپنے بھائی کے لئے بیان کیا اس نے جواب میں یہ کہا کہ جب رسول اس دنیا سے چلے گئے تھے تو ان کی نو بیویاں تھیں اور ترکہ کا آٹھواں حصہ ان نو عورتوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

ایسی صورت میں عائشہ اور حفصہ کا حصہ ایک بالشت سے کمتر بنتی ہے۔ پس کس طرح جائز ہے کہ دو آدمی وہاں پر دفن ہوں اس کے علاوہ یہ بتائیں کہ عائشہ اور حفصہ اپنا میراث لے لیں لیکن رسول کی بیٹی فاطمہؑ اپنے باپ کے ارث سے محروم ہو جائے اور ان کو میراث دینے سے روکیں۔ ابو حنیفہ نے کہا: اس شخص کو مجھ سے دور کرو کہ یہ رافضی خبیث ہے۔

شیخ طبرسیؒ احتجاج میں اور ابو علی اور مامقانی اپنے رجال میں اس قصہ کو نقل کیا ہے اور یہ فضال علی بن حس بن فضال کا بھائی ہے اس کے جد کا نام اس کو رکھا گیا ہے اور شیعہ کے بزرگوں میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں (مصنف) یہ ہے امانت دیانت اور انصاف بعض لوگ حق ظاہر ہونے کی صورت میں بھی مناظرہ کے میدان سے بھاگ جاتے ہیں۔اس کے بدلے غصہ میں آجاتے ہیں اور گالی دیتے ہیں۔ بلکہ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہیں۔عاشور کے دن فرزند رسول نے ابن سعد کے لشکر کیساتھ احتجاج کیا اور خطبہ پڑھا اور اپنا تعارف کرایا انہوں نے کہا اے حسینؑ ہم آپ کو آپ کے باپ علی بن ابی طالبؑ کے بغض میں شہید کرتے ہیں اور ہم بدلہ لیتے ہیں اس کا کہ جوانہوں نے ہمارے بزرگوں کے ساتھ بدر وحنین میں کیا ہے۔

مجلس نمبر 57

قرآن مجید کے فضائل

حضرت امام علیؑ نے فرمایا: اللہ سے سوال کرو قرآن کو دوست رکھتے ہوئے یعنی قرآن کو دوست رکھتے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کو بندوں کے خواہش وسیلہ قرار نہ دو چونکہ بندوں نے قرآن کے مانند کسی چیز کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور جان لو کہ قرآن مجید قیامت میں شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور سچ بولنے والا ہے کہ اس کے گفتار کی تصدیق کی جاتی ہے اور قرآن قیامت کے دن جس کے لئے شفاعت کرے گا اس کے بارے میں اس کی شفاعت قبول ہوگی اور قرآن جس کو قیامت کے دن برا جانے اس کی زبان سے اس کے گفتار کی تصدیق ہو جائے گی۔ کیونکہ قیامت کے دن ندا کرنے والا فریاد کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر زراعت کرنے والا اپنی زراعت میں گرفتار ہوگا اپنے عمل کے انجام میں مگر قرآن کے پیروی کرنے والے کہ جو قرآن کو پروردگار کی طرف راہ نما قرار دے اور اس سے نصیحت حاصل کرے ان کی فکر قرآن کے خلاف نہ ہو اپنی خواہشات کے مطابق اس کی تفسیر اور تاویل نہ کرو تا کہ عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

اور خطبہ 182 میں فرماتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے خدا نے قرآن میں لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور معاصی سے روکا ہے ظاہری طور پر خاموش ہے چونکہ حروف کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور واقع میں قرآن بولتا ہے چونکہ یہ قرآن اخبار اوامر اور نواہی پر مشتمل ہے خدا کی طرف سے حجت اور برہان ہے اپنے بندوں پر ان سے عہد و پیمان لیا ہے اور ان کو اس کا گروی قرار دیا ہے اس کے نور کو تمام کر دیا ہے اور اپنے دین کو قرآن کی وجہ سے کامل کر دیا ہے۔ عذاب سے رہائی اس صورت میں ہے کہ جب قرآن کی پیروی کی جائے۔ نیز خطبہ 189 میں فرماتے ہیں کہ خدا نے قرآن مجید کو رسول اسلامؐ پر نازل فرمایا ہے اور یہ قرآن ایک نور ہے کہ ان کی قندیلیں نہیں بجھتی ہیں اور چراغ ہے اس کی

روشنی ختم نہیں ہوتی ہے یہ ایک دریا ہے کہ جس کی گہرائی کا پتہ نہیں چل جاتا ہے یہ ایک راستہ ہے اس راستہ پر چلنے سے گمراہی نہیں ہوتی ہے قرآن ایک شعاع ہے کہ جس کی روشنی بے نور نہیں ہوتی ہے اور حق اور باطل کے درمیان جدا کرنے والا ہے اس کی دلیل ناچیز نہیں ہوا کرتی ہے یہ ایک عمارت ہے کہ جس کی بنیادیں ویران نہیں ہوتی ہیں اور بھبود ہے کہ جس کی بیماری کا خوف نہیں رہتا ہے چونکہ ہر قسم کی بیماری کیلئے بہبود ہے کہ جو پیش آتا ہے بدن کی بیماری ہو یا روح کی بیماری ہو اور قدر و منزلت ہے کہ اس کی مدد کرنے والا شکست نہیں کھاتا ہے یہ ایک حق ہے کہ ان کی مدد کرنے والے مغلوب نہیں ہوتے ہیں۔ قرآن ایمان کا مرکز ہے علم کا چشمہ اور دریا ہے۔ یہ ایک دریا ہے کہ پانی لینے والے اس کو خالی نہیں کرتے ہیں۔ یہ ایک چشمہ ہے سیراب ہونے والے جتنا بھی اس سے لے لیں کم نہیں ہو جاتا ہے۔ اور یہ ندی ہے اس پر وارد ہونے والوں کی وجہ سے کم نہیں ہوتا ہے دانشمند اس کے تمام اسرار کو درک نہیں کر سکتے ہیں یہ وہ منزل ہے کہ مسافر اس راستے کو گم نہیں کرتے ہیں اس کی نشانیاں ہیں اس پر چلنے والے نابینا نہیں ہیں۔ یہ وہ ٹیلے ہیں کہ اس کی طرف جانے والا وہاں سے گزر نہیں سکتا ہے خدا نے اس قرآن کو دانشمند لوگوں کو سیراب کرنے کے لئے قرار دیا ہے۔ مجتہدین کے دلوں کی بہار ہے اور نیک لوگوں کے راستوں کا مقصد ہے یہ ایک دواء ہے کہ اس دوا کے بعد درد باقی نہیں رہتی ہے۔ یہ ایک روشنائی ہے کہ اس کے ساتھ تاریکی نہیں ہے یہ ایک رسی ہے اس کے تھامنے کی جگہ مضبوط ہے یہ قرآن ایک قلعہ ہے کہ اس کا برج مضبوط ہے اور قدر و منزلت اس شخص کے لئے ہے کہ جو قرآن کو دوست رکھے صلح اور امن اس کے لئے ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے ہدایت اور رستگاری اس کے لئے ہے کہ جو قرآن کی پیروی کرے اور قرآن اس کے عذر کو قبول کرتا ہے کہ اس کو اپنی طرف نسبت دے یہ اس کے لئے دلیل کہ جو قرآن کے ساتھ گفتگو کرلے اور قرآن اس شخص کے لئے گواہ ہے کہ قرآن کے ذریعہ دشمن کے ساتھ مقابلہ کرے کامیابی اس کے لئے ہے۔ جو قرآن کو حجت لے آئے یہ اس کی حفاظت کرتا ہے کہ جو اس پر عمل کرے۔ یہ قرآن تیز مرکب ہے اس کے لئے کہ جو قرآن کے ذریعہ کام بجالائے۔ اس کے لئے نشانہ ہے جو نشانہ کو تلاش کرے یہ اس کیلئے سپر ہے کہ جو اس کو لے لیں۔ اس کے لئے دانا ہے کہ جو قرآن کو سنے۔ اور اس کے لئے خبر ہے کہ جو نقل کرے۔ اس کے لئے حکم ہے کہ جو لوگوں کے درمیان حکم کرے چونکہ ہر امر میں قرآن حق کا حکم کرنے والا ہے اس کے علاوہ حکم نہیں ہے۔ قرآن کے علاوہ حکم صحیح نہیں ہے۔

قیامت میں قرآن کی شفاعت

کلینیؒ اصول کافی میں سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے۔ اس روایت کے مضمون کا

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قرآن کو یاد کرلو کہ کل قیامت کے دن بہترین صورت میں مجسم ہوگا ہے اور انبیاء ملا ئکہ اور شہدا کے صفوں سے عبور کرے گا۔ حالانکہ ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی۔ اسی ہزار صفیں رسول خداؐ کی امت کی ہوگی کوئی بھی اس کو نہیں پہچانے گا۔ اس کے بعد قرآن رسول خداؐ کے پاس آئے گا اور سلام کرے گا لوگ حضرت سے سوال کریں گے یا رسول اللہؐ یہ کون ہے؟ جتنا اسکا چہرہ نورانی اور خوبصورت ہے ایسا ہم نے نہیں دیکھا؟ فرمائیں گے اس کو نہیں پہچانتے ہو؟ عرض کریں گے نہیں یا رسول اللہؐ۔

رسولؐ فرمائیں گے یہ خدا کی حجت قرآن ہے اس کے بعد قرآن عبور کرے گا اور عرش پروردگار کے نیچے سجدہ میں چلا جائے گا خطاب ہوگا۔ اے میری حجت میری مخلوق پر میرے کلام صادق و ناطق سر کو اٹھا دو اور سوال کرو جو چاہو کہ میں قبول کروں اور شفاعت کرو۔ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ یہ بتاؤ کہ میرے بندوں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ؟ قرآن عرض کرے گا بعض نے میری حرمت کا خیال رکھا اور میری حفاظت کی میرے احکام پر عمل کیا دوسرے بعض نے مجھ خوار کیا لوگوں کی نظروں میں بے اہمیت قرار دیا اور مجھے ضائع کیا اور مجھے جھٹلا دیا خطاب آئے گا میری عزت وجلال کی قسم جس نے تمہاری حرمت کا خیال رکھا آج اس کو بہترین ثواب عطا کروں گا اور جس نے تجھ کو ضائع کیا اسے دردناک عذاب کے ساتھ عذاب دوں گا۔ پس جنہوں نے قرآن کی حرمت کا خیال رکھا ہے شفاعت کرے گا ان سے کہیں گے آپ کون ہے کہ جو ہماری شفاعت کی۔

قرآن کہے گا میں قرآن ہوں دنیا میں اپنے آپ کو تھکا دیا تکلیف اٹھائی میرے احکام کی حفاظت میں اسی وقت اس بندہ کو بہشت میں داخل کریں گے اور بہشت کے حلے پہنالیں گے اس کے سر پر تاج رکھیں گے اور اس کو جوانی دی جائیگی کہ جس میں بڑھاپا نہیں ہوگی صحت ہوگی کہ جس کے بعد بیماری نہیں ہوگی غنی بنادیں گے کہ جس کے بعد فقر نہیں ہوگا اس کو ایک خوشی عطا کرے گا کہ جس کے بعد حزن اور غم نہیں ہوگا اور ایسی زندگانی کہ جس کے بعد موت نہیں ہوگی ۔ حضرت صادقؑ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم اس دنیا کے گھر میں مسافر ہو اور جلدی جلدی اس راستے کو طے کرو گے تم منتظر ہو۔ دن رات سورج چاند مہینہ ہر تازہ کو پرانا کردیتے ہیں ہر روز کی چیز کو نزدیک کر دیتے ہیں لے آتے ہیں اور ہم تک پہنچ جاتا ہے ہر وہ چیز کہ جس کا وعدہ دیا ہے اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو آخرت کے زاد کو زیادہ کرو اس طویل سفر کے لئے۔ اس وقت مقداد بن اسود اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ دار ہدنہ کیا ہے؟ فرمایا ایک گھر ہے جو آخر میں فانی ہوگا چاہیے کہ حاجت کی مقدار اس میں زندگی کرے اور اس میں آخرت

کے زاد کو مکمل طور پر تیار کرے اور جب بھی مشتبہ ہوں تمہارے لئے فتنے تمہارے لئے ضروری ہے کہ رات کی تاریکی کی طرح تمہارے لئے ہے کہ قرآن سے تمسک کرو کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول ہوگی جو بھی جس کے ساتھ جھگڑا کرے اس کی حجت کی تصدیق کرتا ہے اور جو بھی قرآن کو اپنا پیشوا قرار دے اس کو بہشت لے جاتا ہے اور جو بھی قرآن کو پس پشت ڈالے اس کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے قرآن ایک راہنما ہے کہ جو بہترین راستوں کی راہنمائی کرتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں تمام احکام کی تفصیل موجود ہے اس کیلئے ظاہر اور باطن ہے اس کے ظاہر میں احکام الٰہی ہے اور اس کے باطن میں لامتناہی علوم ہیں اس کا ظاہر خوش آئند ہے اور اس کا باطن گہرا ہے اس کے لئے نجوم اور کواکب ہیں کہ جو احکام الٰہی پر دلیل ہیں۔

اور ان ستاروں پر اور ستارے ہیں کہ لوگوں کو وہ احکام پہچاتے ہیں۔ یعنی آئمہ طاہرین کہ قرآن کا علم ان کے پاس ہے قرآن کے عجائب کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے اور اس کے غرائب ہرگز پرانے نہیں ہو جاتے ہیں اس میں ہدایت کے چراغ روشن ہے حکمت کے انوار اس کے ظاہر ہے گناہوں کی بخشش کی طرف راہنما ہے کہ جس میں بخشش کے اوصاف موجود ہوں پس ہر ایک اپنی آنکھوں کو گردش دے اور اپنے دل کی آنکھوں کو انوار کے مطالعہ کے لئے کھول دے تا کہ ہلاکت سے نجات پائے اور گمراہی کی ہلاکت سے نجات پائے۔

علامہ مجلسیؒ نے عین الحیات میں ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قرآن گمراہ لوگوں کیلئے ہادی ہے اور بیان کرنے والا ہے کہ اس کو نابینائی و جہالت سے نجات دے تمہارا دین قرآن ہے اور کسی کو بھی اس سے عدول نہیں کرنا چاہئے مگر یہ کہ وہ جہنم میں چلا جائے گا۔

قرآن اور اہلبیت علیہم السلام کی فضیلت

اخبار متواترہ میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اِنّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی اَھْلَ بَیْتِی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُم بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوا مِنْ بَعْدِی اَبَدًا وَلَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِی فِیْھِمَا۔ "البتہ میں تمہارے درمیان دو سنگین چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت ہے ہر زمانے میں ان سے تمسک رکھو اور ان دونوں کی اطاعت کرو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ملاقات کریں گے۔ پس یہ دیکھنا ہے کہ میرے بعد کس طرح میری جگہ پر ان کی حفاظت کرتے ہو۔

عین الحیاۃ میں فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: اَلْقُرْآنُ مَائِدَةُ اللّٰهِ "یعنی قرآن پڑھنا خدا کی نعمت ہے اور کریم کی نعمتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں کئی کھانے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو اس سے فائدہ نہ اٹھائے بہت سے لوگ لفظ کی کتابت سے بہت زیادہ دنیوی اور اخروی فائدہ اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ جو سیاہی استعمال کرتا ہے اور جو کاغذ کو بناتا ہے اور بعض لفظ کے تعلیم اور تعلم سے دنیوی اور اخروی فائدہ حاصل کرتے ہیں ہر صاحب علم قرآن سے فائدہ حاصل کرتا ہے جس طرح صرفی تصریف اور اشتقاق سے ترکیب قسموں سے شاہد مثال پیش کرتے ہیں اور علم معانی بیان میں نکات غریبہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں مصیبت زدہ لوگ۔

آیات کریمہ کی برکات سے تلاوت کر کے اور لکھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قرآن کے اعجاز کا ایک راستہ ان کے سورتوں اور آیتوں کا عجیب وغریب تاثیرات ہیں ارباب تکسیر اور اصحاب عدد وغیرہ سب قرآن سے پناہ حاصل کرتے ہیں اور معانی غریبہ کے راستے سب مختلف علوم کے صاحبان اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ جماعت کہ جو ظاہر قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہیں ہر بطن قرآن کے بطون سے اصحاب عرفان ارباب ایقان بے شمار فوائد اٹھاتے ہیں۔

پس قرآن مجید کو مکمل طور پر جاننے والے وہ ایک گروہ ہے کہ قرآن کے تمام فوائد سے استفادہ کرتے تھے اور وہ رسول خداؐ اور ائمہ ہیں اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ تمام علوم قرآن امیر المومنین کے پاس احادیث متواترہ میں ہے کہ قرآن کے معانی کو ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا اور علم ما کان اور ما یکون قیامت تک تمام شرائع اور احکام قرآن میں ہے اور اس کا علم ان کے پاس ہے قرآن کے سات پیٹ سے لیکر ستر پیٹ تک ہے اور ان تمام بطون (معانی) کا علم ان کے پاس ہے پس تمام خطا سے محفوظ ہیں اور معصوم ہیں اور تمام بشری کمالات سے متصف ہیں اکثر قرآن ان کی مدح اور مخالفین کی مذمت میں ہیں۔ چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ ثلث قرآن ہماری شان میں ہے اور ایک ثلث ہمارے دشمنوں کی مذمت میں ہے جبکہ ایک ثلث فرائض اور احکام کے بارے میں ہے اور یہ معنی بھی ظاہر ہے کہ رسول خداؐ اور ائمہ طاہرینؑ میں تمام صفات کمال پائے جاتے تھے اور قرآن حقیقی یہی ہیں۔ جو بھی ان کی ہتک حرمت کرے ہمیشہ جہنم میں ہوں گے خدا لعنت کرے ان لوگوں پر کہ جو قرآن حقیقی کو یعنی حضرت سید الشہداء کو تشنہ لب شہید کر دیا اور ان کے بدن کو پامال کر دیا اور ان کے سر مبارک کو شہروں میں پھرایا گیا۔

مجلس نمبر58

تلاوت قرآن کی فضیلت

جناب فاطمہؑ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالی نے تمہارے درمیان ایک حق پر ضامن قرار دیا ہے اور تمہارے لئے ایک عہد نامہ بھیجا ہے اور تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کیا ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جو حلال اور حرام کو بیان کرنے والی ہے اور صادق ہے اور روشن کرنے والا نور ہے اور ایک ضیاء ہے جو تمہاری آنکھوں کو بینائی عطا کرنے والا ہے قرآن کے رموز تمہارے لئے آشکار ہیں۔ قرآن کے پیرو چاہتے ہیں اور حسرت رکھتے ہیں کہ قرآن کے پیروکار بنیں قرآن کی پیروی کرنے والا انسان کو خوشنودی خدا کی طرف کھینچتا ہے اس کے سننے سے انسان کو نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ رستگاری کا وسیلہ فراہم کرتا ہے قرآن کے توسط سے خدا کے حج کا ادراک کرتے ہیں اس کے واجبات دریافت کئے جاتے ہیں خدا نے جن محرمات کے ارتکاب سے ڈرایا ہے اس کو واضح اور آشکار کیا ہے۔ ظاہری دلائل و براہین، فضائل مندوبہ، رخصت مندوبہ فرض شدہ شرائع قرآن کے توسط سے آشکار ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ اخبار فضائل قرآن میں بہت زیادہ ہیں قرآن کا تمام علم آل محمدؐ کے پاس ہے اور مجمع البیان کے مقدمہ میں ابن مسعود سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے ان میں سے کوئی حرف بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ظاہر اور باطن ہے اور تمام ظاہر اور باطن علی بن ابی طالبؑ کے پاس ہے۔

نیز تفسیر صافی کے مقدمہ میں فضیلت کے بارے میں کچھ روایات کو ذکر کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: **اَهْلُ قُرآنٍ اَهْلُ اللّٰهِ هیں اَهْلُ الْقُرآنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَأَةُ الْقُرآنِ**۔'' اور سب سے افضل عبادت قرآن مجید کا پڑھنا ہے اور فرمایا کہ قرآن کو تلاوت کرنے والے اہل اللہ ہیں یہ مقربین کے صف میں ہوں گے چونکہ افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے قرآن کے قاری قرآن کی رحمت کے ساتھ مختص ہیں کہ جو کلام خدا کو یاد

کرتے ہیں خدا کے نزدیک مقربین سے ہے۔ جو بھی ان کو دوست رکھے اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے قرآن کو دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا اللہ تعالی دنیا کے بلاء کو قرآن سننے والوں سے دور کرتا ہے اور آخرت کے بلاؤں کو دور کرتا ہے پھر فرمایا اے قرآن کو اٹھانے والو اپنے آپ کو خدا کا محبوب قرار دو قرآن کی تعظیم و تجلیل سے جب بھی تم ایسا کرو گے خداوند تعالی کی محبت تمہارے ساتھ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور تمہاری محبت کو لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے تا کہ تم کو دوست رکھیں اور فرمایا خداوند تعالی اس دل کو عذاب نہیں دیتا ہے جس کے دل میں قرآن موجود ہو یعنی اس نے قرآن حفظ کیا ہو قرآن کے حافظ قیامت کے دن اہل بہشت ہیں اور فرمایا میری امت میں سے زیادہ شریف قرآن کی تلاوت کرنے والے اور شب بیداری کرنے والے ہیں روایات اس بارے میں بہت زیادہ ہیں

جلد اول تفسیر برہان محدث سید ہاشم بحرانی قدس سرہ 23 روایتیں فضیلت قرآن کے بارے میں اور چھ روایتیں ثقلین کے بارے میں نقل فرمائی ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ فرمایا تمہارے اندر دو خصلتیں ہونی چاہئیں ایک قرآن دوسری علی بن ابی طالب۔ علیؑ سب سے پہلا انسان ہے کہ جو جس نے پر اظہار ایمان کیا اور قیامت کے دن میرے ساتھ مصافحہ کرے گا اور علیؑ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں حق کو باطل سے جدا کرے گا اور علیؑ یعسوب الدین ہے اور مومنوں کا بادشاہ ہے جبکہ مال منافقین کا یعسوب ہے۔ ان تمام ہدایات رسول خداؐ کے بعد امیر المومنینؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ حضرت امیر المومنینؑ پچیس سال تک گھر میں بیٹھے رہے امر خلافت کے بارے میں فکر مند رہے حضرت کو اس قدر کو مجبور کیا گیا کہ فرماتے تھے کہ خدا تمہیں قتل کرے :لَقَدْ اِمْتَلَأَ تُمْ قَلْبِی قِیْحًا وَّدَمًا ۔'' تم نے میرے دل کو پیپ اور خون سے بھر دیا کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تمہیں نہ پہچانتا اور کبھی فرماتے تھے:

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی شکایت اپنے اصحاب کے بارے میں

(حضرتؑ کے دلخراش کلام کا خلاصہ یہ ہے) میں نے بار بار دشمنوں کے ساتھ جنگ کی دعوت دی اور میں نے کہا کہ آگے بڑھو قبل اس کے کہ دشمن تمہارے اوپر حملہ کرے شب و روز خفیہ ظاہری صورت میں کہا اور بار بار کہا کہ خدا کی قسم دشمن تمہارے شہروں میں حملہ کرنے والے ہیں ذلت اور رسوائی کے سواء ان کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی تم نے جہاد میں سستی کی اور مجھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ دشمن نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تمہارے شہروں کو اپنے تصرف میں لے لیا اور گودام میں حسن بن حسان بکری کو قتل کر دیا اور مورچوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ معاویہ کے

لشکر سے ایک شخص مسلمان عورت پر اور ایک دوسرا شخص ذمیہ عورت پر وارد ہوئے ہیں پاؤں سے جوتے پازیب ہاتھ سے چوڑیاں اور کانوں سے گوشواروں کو لوٹ کر لے گئے ہیں اور بہت سے غنائم کو گوادم سے لے گئے ہیں۔ ان میں سے نہ کوئی زخمی ہوا نہ قتل ہوا ہے اگر مسلمان شخص اس مصیبت کے بعد جان دے دے تو اس پر ہرگز ملامت نہیں ہوگی بلکہ سزاوار ہے کہ وہ مرجائے ان واقعات سے کہ جو پیش آئے خدا کی قسم یہ پیش آمد واقعات اس قدر ناگوار ہے کہ جس نے میرے دل کو توڑ دیا ہے اور اس سے میرا دل محزون ہو جاتا ہے حالانکہ دیکھتا ہے یہ معاویہ کے اصحاب باطل پر اس قدر مضبوط اور متحد ہیں اور تم جب کہ حق کے راستے پر ہو پھر بھی تم میں اتحاد نہیں پایا جاتا ہے تمہارے چہرے قبیح ہو جائیں کہ تم نے اپنے آپ کو دشمن کے تیر کا نشانہ بنا دیا یہاں تک کہ دشمن نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تم کو لوٹ لیا اور تم ان کو لوٹنے سے عاجز آ گئے دشمن لڑتا رہا تم نہیں لڑے تم نے خدا کی نافرمانی کی اور تم اس پر راضی ہو جب میں نے گرمیوں کے موسم میں جنگ کی دعوت دی تو عذر پیش کرتے رہے کہ اب ہوا گرم ہے ہمیں مہلت دیں تا کہ گرمی کم ہو جائے۔

جب سردیوں میں تمہیں جنگ کی دعوت دی تو تم نے کہا کہ اب سردی ہے ہوا ٹھنڈی ہے ہمیں مہلت دیں یہاں تک کہ سخت سردی ختم ہو جائے جب سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگنے والا ہو خدا کی قسم تلوار سے تو اور زیادہ بھاگو گے اے لوگو! تمہارے اندر جوان مرد اور غیرت مند نہیں ہے تمہاری عقل بچوں والی ہے اور تمہاری رائے عورتوں جیسی ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے ملاقات نہ کروں اور کبھی بھی تمہیں نہ پہچانوں خدا کی قسم یہ شناسائی پشیمانی اور ہم و غم کے علاوہ میرے لئے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

کبھی اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے اور بہت زیادہ روتے تھے اور فرماتے تھے اَیْنَ عَمَّارُ وَاَیْنَ اِبْنُ تِیهَانِ وَاَیْنَ ذُوالشَّهَادَتَیْنِ وَاَیْنَ نُظَرَ ائهُمْ۔'' عمار کہاں ہیں؟ ابن تیہان کہاں؟ ذوالشہادتین کہاں پاس ان کی نظیر کہاں ہے؟ جس طرح حضرت کے فرزند عاشورا کے دن فرماتے تھے: اَیْنَ اَبْطَالُ الصَّفَا اَیْنَ فُرْسَانُ الْهَیْجَا الخ

مجلس نمبر 59

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ جمعہ شعبان کے آخر میں

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے لوگو! ماہ رمضان میں بہشت کے دروازے کھلے ہیں ایسا کام نہ کریں کہ وہ دروازے تمہارے اوپر بند ہو جائیں خدا سے سوال کرو اور خدا سے توفیق طلب کرو تا کہ نیک اعمال بجالا نیکی توفیق عطا فرمائے تا کہ خدا کی رحمت تجھ پر ہو اور اہل بہشت کے ساتھ شمار ہو جاؤ جہنم کے دروازے بند ہیں۔ یعنی خدا کی زیادہ رحمت اور مغفرت امت کیلئے ہے اور جہنم کا راستہ بند ہو چکا ہے اگر تم اس ماہ رمضان میں توبہ اور عبادت کروں گے تو جہنم کا دروازہ تمہارے لئے نہیں کھلے گا اطاعت اور بندگی کے نتیجہ میں شیطان کے لئے تمہارے پاس آنے کا راستہ پیدا نہیں کرے گا۔ گویا وہ غل وزنجیر میں ہے وہ تمہارے اوپر مسلط نہیں ہو سکتا ہے نہ یہ کہ حقیقت میں غل اور زنجیر کو شیطان کی گردن میں ڈال دیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ماہ رمضان میں کوئی بھی معصیت نہ کرتا حالانکہ ماہ رمضان میں اہل معصیت اور سرکش بہت زیادہ ہوتے ہیں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں میں اپنی جگہ سے اٹھا عرض کیا یا رسول اللہؐ اس مہینہ میں سب سے افضل عمل کونسا ہے فرمایا: ورع اور تقوی یعنی محرمات سے دوری اختیار کرنا ورع اور تقوی کے چار مرتبہ ہیں۔

- پہلا توبہ کرنے والوں کا تقوی کہ انہوں نے گناہوں سے توبہ کیا ہے اس توبہ کی وجہ سے فسق سے خارج ہوا اور اس کی گواہی قبول ہوگی۔
- دوسرا نیک لوگوں کا تقوی محرمات اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے ہمیشہ پرہیز کرتا ہے۔
- تیسرا متقین کا تقوی کہ مکروہات مشتبہ غذا سے پرہیز کرتا ہے۔
- چوتھا صدیقین کا تقوی کہ مباح چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اگر اس سے حرام میں پڑنے کا خوف ہو کہ ایک مجلس اور محفل میں جانا اس کے لئے مباح ہے اس کو ترک کرے کہ کہیں اس کی وجہ سے حرام میں مبتلاء نہ ہو جائے جیسے غیبت لغو باتیں شبہ والی غذا یا کہیں باطل کی ترویج نہ ہو جائے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس وقت رسول خداؐ نے گریہ کیا میں نے کہا یارسول اللہؐ کس چیز کے لئے آپ روتے ہیں فرمایا: اے علیؑ ایک چیز میرے ذہن میں آئی ہے کہ اسی ماہ رمضان میں ایک مصیبت تمہارے اوپر وارد ہوگی گویا میں دیکھ رہا ہوں اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ شقی آپ کی فرق مبارک پر ایک ضرب لگائے گا کہ آپ کی ڈاڑھی اپنے سر کے خون سے خضاب ہوگی۔ جو شقی ناقہ صالح کے پاؤں کے کاٹنے والا کی نظیر ہے۔

اس وقت امیر المومنینؑ نے فرمایا: یارسول اللہؐ! اس وقت میرا دین سالم رہے گا؟ رسول خداؐ نے فرمایا ہاں تمہارا دین سالم ہوگا۔ اے علیؑ جس نے تمہیں قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا۔ جس نے تمہیں ناسزا کہا اس نے مجھے ناسزا کہا جو تمہارا دشمن ہوگا وہ میرا بھی دشمن ہوگا اس لئے کہ تو میری جان کی طرف ہے تیری روح تیری طینت میری روح اور میری طینت ایک ہے۔

چونکہ خدا نے مجھے اور تجھے ایک نور سے خلق فرمایا ہے۔ مجھے نبوت کے لئے اختیار کیا اور تجھکو امامت کے لئے جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علیؑ تو میرا وصی ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے میری بیٹی کا شوہر ہے میری امت میں میرا خلیفہ ہے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد تیرا امر میرا امر ہے تیری نہی میری نہی ہے اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے رسولؐ بنا کر بھیجا اور مجھے اپنے بندوں کے درمیان سے چنا کہ تو اللہ کی حجت ہے مخلوق خدا پر اور اسرار حق پر امین ہے اور اس کے بندوں پر تو خلیفہ ہے۔

وَلَولَا حُسَامُ الْمُرْتَضٰى اَصْبَحَ الْوَرٰى
وَمَا فِيْهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ مُسْلِمًا
وَاُقْسِمُ لَوْ قَالَ الْاَنَامُ بِحُبِّهٖ
لَمَا خَلَقَ الرَّبُّ الْكَرِيْمُ جَهَنَّمَا

قضاوقدر کے بارے میں حضرت امیرؑ کا فرمان

حضرت امیر المومنینؑ کے بارے میں اتنا کافی ہے کہ سب سے بڑے دشمن بھی علیؑ کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں منقول ہے کہ حجاج بن یوسف نے حسن بصری، عمرو بن عبید، واصل بن عطا، عامر شعبی کو لکھا تم جانتے ہو کہ قضاوقدر کے بارے میں بہترین کلام کونسا ہے؟ اگر تمہارے پاس پہنچا ہو تو مجھ کو لکھ کر بھیج دیں۔

حسن بصری نے جواب دیا قضاوقدر کے بارے میں بہترین کلام حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کا قول ہے کہ فرمایا

اَتَظُنُّ اَنَّ الَّذِی نَهَاكَ دَهَاكَ وَاللّٰهُ بَرِیْئٌ مِنْ ذَالِكَ ۔'' کیا گمان کرتے ہو وہ خدا کہ جس نے تم کو نافرمانی سے روکا ہے کیا اس نے تمہارے لئے معصیت کو مقدر کیا ہے کہ بجالاؤ؟ اللہ تعالی اس قسم کے فاسد گناہ سے بیزار ہے۔

عمرو بن عبید نے لکھا بہترین کلام کہ جو قضا وقدر کے بارے میں سنا ہے وہ علی بن ابی طالبؑ کا قول ہے کہ فرمایا
لَوکَانَ الْوِزْرُ مَحْتُومًا کَانَ الْوَازِرُ فِی الْقِصَاصِ مَظْلُومًا'' اگر گناہ کسی بندہ پر لکھا گیا ہے اور اس کے بجالانے پر مجبور ہو اگر اس گناہ گار کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے تو وہ مظلوم ہوگا ونعوذ باللہ اس سے لازم آئے گا کہ خدا ظالم ہو۔

واصل بن عطا نے لکھا سب سے بہترین قول کہ جو قضاء وقدر کے بارے میں سنا ہے امیر المومنین کا قول ہے کہ فرمایا: اَیَدُلُّكَ عَلَی الطَّرِیْقِ وَیَاخُذُ عَلَیْكَ الْمَضِیْقَ ۔''یعنی خداوند تعالی تجھ کو بہشت کے راستے کی راہنمائی کرے یعنی اطاعت اور بندگی کا حکم دے اس کے بعد اطاعت کے راستے بند کردے اور تجھ کو معصیت بجالانے پر مجبور کرے یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہرگز نہیں ہوگا۔

عامر شبعی نے لکھا بہترین کلام جو قضاء قدر کے بارے میں سنا ہے وہ حضرت امیر المومنینؑ کا قول ہے کہ حضرت نے فرمایا: کُلَّمَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهُ فَهُوَ مِنْكَ وَکُلَّمَا حَمِدْتَ اللّٰهَ عَلَیْهِ فَهُوَ مِنْهُ'' جو کچھ بھی اس سے استغفار کریں اور اس فعل سے پشیمان اور نادم ہو جاتے ہو اور توبہ کرتے ہو یہ تجھ سے ہے اور جو کچھ اس کے بجالانے سے خدا کی حمد کرتے ہیں۔ وہ خدا سے ہے جب یہ خطوط حجاج کو پہنچے تو کہا: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ اَخَذُوْهَا مِنْ عَیْنٍ صَافِیَةٍ'' کہ اللہ ان کو قتل کرے کہ انہوں نے ان صحیح مطالب کو صاف ستھرا چشمہ علی بن ابی طالب کے علم سے لیا ہے۔

عدل اوراس کی فضیلت

عدل کے بارے میں ابن جوزی نے مناقب میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ دنیا ایک باغ ہے اس شریعت کے درخت اور باغبان سید الانبیاء ہیں شریعت بادشاہ کے حکم کی طرح ہے کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور اطاعت سیاسات اور نوامیس شرع ہیں۔ بادشاہ کو چاہئے کہ اس کو قائم کرے اور بادشاہ نظم دینے والا ہے کہ جو لشکر کا محتاج ہے اور فوج کی مدد سے ملک وملت کا نظام کے لئے ایک عہدہ دار ہونا چاہئے ظاہر ہے اکیلا کچھ نہیں کرسکتا ہے لشکر کئی افراد کے مجموعہ کا نام ہے یہ خرچ واخراجات کے محتاج ہیں کہ ان کی زندگی کی کفالت کریں اور مال ایک روزی ہے کہ جس کو رعیت سے فراہم کیا جاسکتا ہے اور رعیت بہت زیادہ ہیں وہ عدل کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں اور عدل ہی ان کو جمع کر

ے گا یعنی عدالت رعیت کے دل کو گرم کرتا ہے اور سبب ہو جاتا ہے یہ مال کے حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے البتہ عالم کا قیام عدل کے ساتھ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ ''اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل نیکی صلہ رحمی کرنا اور رشتہ داروں کو عطا کرنا منکرات اور ظلم سے روکا ہے اور تم کو موعظہ کرتا ہے شاید بیدار ہو جاؤ اور یاد کرلو۔ اور سورہ مائدہ میں فرماتا ہے: اِعْدِلُوْ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوااللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ ''عدل سے کام لو وہ تقوی کے زیادہ قریب ہے اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ باخبر ہے اس چیز سے کہ جس کو تم انجام دیتے ہو۔ اور سورہ انعام میں فرماتے ہیں: وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوکَانَ ذَاقُرْبٰی وَبِعَھْدِاللّٰهِ اَوْفُوا۔ ''یعنی عدالت سے کام لو یہ عدالت پرہیز گاری کے زیادہ نزدیک ہے تم خدا سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے جو کچھ تم انجام دیتے ہو جب بھی تم کلام کرو سچا اور صحیح کلام کرو کسی کی جانب داری نہ کرو جس کے بارے میں تم کہتے ہو اور گواہی دیتے ہو اگر چہ تمہارا اس سے رشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید میں بیس سے زیادہ مقام پر ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ عدالت سے پیش آؤ تا کہ سچ بولنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی سعادت پالو اگر چہ عدل کا حسن ہونا عقلی ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں ان میں سے بعض فوائد کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

* اول: اس سے خدا اور رسول کی خوشنودی ہوتی ہے چونکہ خدا عادل ہے اور جو بھی اس صفت کے ساتھ متصف ہو جائے وہ محبوب خدا ہے۔

* دوم:۔ یہ درجات کے بلندی کا باعث اور اجر وثواب کا موجب ہے اور جہنم کے عذاب سے نجات ہے۔

* سوم:۔ یہ طول عمر کا باعث ہے اور خدا کی نعمتوں کی شکر گزاری ہے جو بادشاہ عدل کے ساتھ متصف تھے ان کی حکومت لمبی ہوگئی انہوں نے اچھی زندگی گزاری اور ان کی عمریں بھی لمبی ہوگئیں۔

* چہارم: جو شخص عدالت سے کام لے خصوصاً بادشاہ یہ رعیت اس کے سپرد ہے۔

* پنجم:۔ نیک اور ذکر جمیل کا موجب بنتا ہے سالوں سال ان کی عدالت کا چرچا رہتا ہے۔

* ششم:۔ عدل رعایا کے دعا گوئی کا باعث ہے ملت کے کئی افراد اس کے نیچے ہوتے ہیں اس کے لئے جو دعا کی جائے قبول ہو جاتی ہے جب کئی ہزار کسی کے لئے دعا کریں البتہ ان میں ایک ایسا بھی ہوگا کہ جس کی دعا قبول ہو گی۔

٭ ہفتم:۔عدل کے برکات اس کی اولاد میں بھی سرایت کرتی ہے۔ چنانچہ ظلم نسل کے منقطع ہونے کا موجب ہے جیسا کہ بنی امیہ کے احوال سے یہ چیز ظاہر ہے۔

٭ ہشتم:۔عدل ملک وملت کے آباد ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بادشاہ کے خزائن درہم ودینار سے بھرے ہوتے ہیں اس کی وجہ سے ملت آسودگی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے۔ ملا محمد باقر سبزواری روضۃ الانوار میں لکھتے ہیں کہ انوشیروان عادل نے تمام دنیا میں نام پیدا کیا اور انصاف کیا سترہ سال تک بادشاہی کرتا رہا۔ عالم کی عمارت جہان کی آبادی وہاں تک پہنچی کہ امتحان کے لئے تلاش کیا لیکن پچاس جریب یعنی ایک مربع جو پچیس ایکڑ کا ہوتا ہے زمین خراب پیدا نہ کرسکے۔

٭ نہم:۔عدل کی نیت اور بادشاہ کی اچھی نیت تمام چیزوں میں سرایت کرتی ہے اور نعمتوں کی زیادتی اور برکتوں کا موجب بنتا ہے۔ جب بادشاہ بدنیت ہوتو یہ تمام چیزوں میں سرایت کرتی ہے۔ خیر اور برکت تمام فوائد اور تمام نعمتیں اس دنیا سے چلی جاتی ہیں۔

عدل اور بادشاہ کی نیت

روضۃ الانوار میں کہا ہے کہ قباد ایک دن شکار کے لئے گیا اور شکارگاہ میں ایک ہرن کے پیچھے چلا گیا یہاں تک کہ لشکر سے جدا ہوا سخت گرمی تھی قباد کو پیاس لگی تھی دور صحراء کے درمیان سے ایک سیاہی دکھائی دی اپنے گھوڑے کو اس کی طرف دوڑایا تو صحراء کے درمیان ایک پھٹا پرا خیمہ دیکھا۔ کہا مہمان چاہتے ہو ایک عورت خیمہ سے باہر نکلی گھوڑے کے لگام کو پکڑا اور خیمہ کے اندر لے گئی تھوڑا سا دودھ لے آئی اور جو کچھ موجود تھا اس کو لے آئی قباد نے تناول کیا اس کے بعد اس پر نیند غالب آگئی دیکھا کہ اب وقت کم ہے یہیں پر رہنے کا ارادہ کیا جب شام کی نماز ہوئی صحراء سے گائے آگئی بوڑھی عورت نے لڑکی سے کہا جو انتہائی ذہین تھی اٹھو جا کر گائے کا دودھ دھولیں تاکہ مہمان کو کھانا کھلائیں۔

لڑکی اٹھی گائے سے دودھ کو دھویا قباد نے دیکھا کہ گائے سے بہت زیادہ دودھ دھویا اس نے بہت زیادہ تعجب کیا اپنے آپ سے کہا یہ لوگ ہماری عدل کی وجہ سے اس صحراء میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر روز اس گائے سے اتنے دودھ کا استفادہ کرتے ہیں اگر ایک دن یہ دودھ بادشاہ کے لئے دے دیں تو ان کے لئے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ ہمارے خزانہ میں اضافہ ہوگا پھر اپنے آپ سے کہا کہ میں جب واپس جاؤں گا گائے اور گوسفند سے بھی ٹیکس لوں گا جب رات گزری ماں نے اپنی بیٹی کو بیدار کیا کہا اٹھو گائے سے دودھ دھولو لڑکی اٹھی کہ دودھ دھولے۔ فریاد بلند کیا اور کہا اے مادر ہاتھ دعا کے

لئے اٹھادو کہ بادشاہ نے ظلم کرنے کی نیت کی ہے قباد نے کہا سبحان اللہ اس لڑکی کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے یہ نیت کی ہے۔ بوڑھی عورت اٹھی اور دعا کے لئے ہاتھ کو بلند کیا قباد نے بوڑھی عورت کو بلایا اور کہا کہاں سے معلوم ہوا کہ بادشاہ نے ظلم کی نیت کی ہے بوڑھی عورت نے کہا کہ جب بادشاہ ظلم کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالی خیر اور برکت کو کم کرتا ہے اور یہ نقصان تمام چیزوں کو پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ حیوانات کے دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اور جب بادشاہ نیک کام کی نیت کرتا ہے تو خداوند تعالی تمام چیزوں میں برکت عطا کرتا ہے اس کے اثرات تمام دنیا کو پہنچتے ہیں۔ قباد نے کہا تم نے سچ کہا میری نیت اچھی نہیں تھی اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اس کے بعد وہ لڑکی اٹھی اور گائے دودھ کو دھویا بہت زیادہ دودھ دیا۔

بہرام کی حکایت بھی اسی قسم کی ہے ملا رفیعا کی ابواب الجنان میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہرام ایک دن سخت گرمی میں ایک باغ کے دروازے پر پہنچا صاحب باغ سے انار کا پانی طلب کیا۔ مالی گیا اور ایک گلاس انار کا پانی لے آیا۔ بہرام نے پیا۔ اور مالی سے پوچھا اس باغ سے سال میں کتنی آمدنی آتی ہے؟ کہا تین سو دینار تک آمدنی ہے پوچھا ٹیکس کتنا ادا کرتے ہو کہا ہمارا بادشاہ باغ سے ٹیکس نہیں لیتا ہے وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے سوچا کہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ باغ ہیں اس ٹیکس سے خزانہ میں بہت آمدنی آ سکتی ہے اور رعایا پر کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا ہے اس کے بعد کہوں گا کہ باغوں سے ٹیکس لینا چاہیے اس ارادہ کے بعد دوبارہ مالی سے کہا ایک گلاس انار کا پانی لے آؤ۔ مالی چلا گیا اور دیر سے آئے اس دفعہ کم لے آیا۔

بہرام نے اس کا سبب پوچھا مالی نے کہا: اے جوان میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ظلم کرنے کی نیت کی ہے اس کی نیت کی وجہ سے باغ سے برکت اٹھ گئی ہے پہلی مرتبہ جب انار کا پانی لے آیا تو وہ ایک انار کا پانی تھا اب میں نے کئی انار نچوڑے پھر بھی گلاس بھرا نہیں۔ بہرام نے اپنی نیت کو بدل دیا اور ارادے کو دل سے نکال دیا اس کے بعد اس مالی سے انار کے پانی کا ایک گلاس مانگا تو انار کا پانی گلاس میں بھر گیا اور ہنستے ہوئے آئے اور کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے اس ارادے کو اپنے دل سے نکال دیا ہے دوبارہ برکت کا اثر ظاہر ہوا اور ایک انار سے ایک گلاس پانی نکلا۔

اور روضۃ الانوار میں کہا ہے کہ ابن عباس اور وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ جب بھی والی اور حاکم ظلم کرنے کا قصد کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو الہ تعالی اہل مملکت کو نقصان پہنچاتا ہے بازاروں میں زراعت میں باغوں میں یہاں

تک کہ دودھ دینے والا حیوان کے پستان میں کمی آجاتی ہے اور ہر چیز میں اور جب بھی عدل اور انصاف کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اہل مملکت کے لئے برکت عطا کرتا ہے۔ اور منقول ہے مغربی شہروں میں ایک خبر بادشاہ کو دی گئی کہ ایک عورت کی سرزمین پر گنے کا ایک کھیت ہے کہ جس میں گنے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ایک گنا نچوڑنے سے ایک گلاس رس نکلتا ہے۔ بادشاہ نے اس بارے میں اس عورت سے پوچھا کہ جس کا کھیت تھا تو اس عورت نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس کھیت کو اس عورت سے لے لے اس کے بعد اس عورت نے ایک گنے کو نچوڑا تو آدھا گلاس جوس بھی نہ نکلا۔ بادشاہ نے کہا کیا ہوا تم دعوی کرتی تھی کہ ایک گنے سے ایک گلاس رس نکلتا ہے۔ اس عورت نے کہا ایسا ہی تھا لیکن بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی ہے کہ یہ باغ مجھ سے لے لے۔ جس کی وجہ سے اس باغ سے برکت بھی دور ہوگئی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے توبہ کی اور اپنی نیت کو صحیح کی اس کے بعد اس عورت کو حکم دیا کہ اب ایک گنا نچوڑ دے جب اس نے نچوڑا تو اس سے ایک گلاس بھر گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان عدل کے بارے میں

حضرت امیر المومنینؑ کے کلمات عدل کے بارے میں: اَلْعَدْلُ مِلَاكٌ وَالْجَوْرُ هَلَاكٌ ''عدل کام بناتا ہے ملکیت بخشتا ہے اور ظلم ہلاکت اور فساد کا باعث ہے اور فرمایا: اَلْعَدْلُ حَيَاةٌ وَالْجَوْرُ مَمَاتٌ'' عدل زندگی ہے اور ظلم موت ہے اور فرمایا: اَلْعَدْلُ خَيْرُ الْحِكَمِ اور فرمایا: اَلْعَدْلُ يُصْلِحُ الْبَرِيَّةِ اور فرمایا: اَلْعَدْلُ قِوَامُ الرَّعِيَّةِ وَجَمَالُ الْوُلَاتِ اور فرمایا: اَلْعَدْلُ فَوْزٌ وَكَرَامَةٌ یعنی عدل حیات اور زندگی ہے حقیقت میں تمام چیزوں کی زینت اور زندگی عدالت کے ساتھ ہے اور ظلم ان سب کو مٹانے والا ہے یعنی ہلاک کرنے والا ہے۔ نیکیوں اور خوبیوں کو ضائع کرنے والا ہے عدل بہترین حکمت ہے عدل اصلاح خلق کا باعث ہے۔

رعیت کی حالت کا انتظام عدل کے ساتھ ہے جہاں عدل نہ ہو تو رعیت کا امر درہم برہم ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے نظام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ حاکموں کی زینت اور جمال عدل کے ساتھ ہے عدل سے کامیابی اور کرامت ہے۔ نیز فرمایا: اِعْدَلْ تُدَامُ لَكَ الْقُدْرَةُ۔ فرمایا: اِسْتَعِنْهُ عَلَى الْعَدْلِ بِحُسْنِ النِّيَّةِ فِي الرَّعِيَّةِ وَقِلَّةِ الطَّمَعِ وَكَثْرَةِ الْوَرَعِ۔ اور فرمایا: اِجْعَلِ الدِّيْنَ كَهْفَكَ وَالْعَدْلَ سَيْفَكَ تَنْجُ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَتَظْهَرْ عَلَى كُلِّ عَدُوٍّ۔''

اور فرمایا: اَفْضَلُ مَا مَنَّ اللّٰهُ بِهٖ سُبْحَانَهٗ عَلَى عِبَادِهٖ عِلْمٌ وَعَقْلٌ وَمُلْكٌ عَادِلٌ ''اور فرمایا: اَجَلُّ الْمُلُوْكِ مَنْ مَلَكَ نَفْسَهٗ وَبَسَطَ مِنْهُ الْعَدْلَ ''اور فرمایا: اَلْعَدْلُ مِيْزَانُ اللّٰهِ الَّذِيْ وَضَعَهٗ لِلْخَلْقِ وَنَصَبَهٗ

لِاِقَامَتِہِ الْحَقِّ فَلَا تُخَالِفُہُ فِی مِیزَانِہٖ وَلَا تُعَارِضُہُ فِی سُلْطَانِہٖ "یعنی عدالت سے کام لوتا کہ تمہاری قدرت ہمیشہ رہے اور مدد طلب کرو عدل سے رعیت کے بارے میں طمع کم کرو اور پرہیزگاری زیادہ کرو دین کو اپنے پناہ میں قرار دو اور عدل کو اپنی تلوار قرار دو تا کہ ہر برائی سے نجات پاؤ گے اور ہر دشمن پر غالب آؤ گے سب سے بہترین چیز کہ جو اللہ نے اپنے بندوں کو دیا ہے علم عقل اور سلطان عادل ہے سب سے بڑے بادشاہ وہ ہیں جو اپنے نفس کا مالک ہو یعنی اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی سے روک کے رکھے اور عدالت کو پھیلائے عدل خدا کا ترازو ہے کہ اس کو مخلوق کے لئے قرار دیا ہے۔ پس خدا کی مخالفت نہ کرو اس کے ترازو میں اور اس کے ساتھ معارضہ نہ کرو احکام میں یا یہ کہ تعبیر میزان کے ساتھ اس لئے کی ہے کہ جس طرح ترازو چیزوں کو برابر تولتا ہے کہ کسی کو کسی پر زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ نیز فرمایا:

اِنَّ السُّلْطَانَ لَاَمِیْنَ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ وَمُقِیْمُ الْعَدْلِ فِی الْبِلَادِ وَالْعِبَادُ فِی رَعِیَّتِہٖ "اور فرمایا: اِذَا بَنَی الْمُلْكُ عَلٰی قَوَاعِدِ الْعَقْلِ وَدَعَمَ بِدَعَائِمِ الْعَدْلِ نَصَرَ اللّٰہُ مَوَالِیْہِ وَخَذَلَ مُوَادِیْہِ "اور فرمایا: شَیْئَانِ لَا یُوْزَنُ ثَوَابُھُمَا الْعَفْوُ وَالْعَدْلُ "اور فرمایا: زَکَاۃُ السُّلْطَانِ اِغَاثَۃُ الْمَلْھُوْفِ وَزَکَاۃُ النِّعَمِ اِصْطِنَاعُ الْمَعْرُوْفِ "اور فرمایا: فِی الْعَدْلِ الْاِقْتِدَاءُ بِسُنَّۃِ اللّٰہِ وَثَبَاتُ الدُّوَلِ "اور فرمایا: قُلُوْبُ الرَّعِیَّۃِ خَزَائِنُ رَاعِیْھَا فَمَا اَوْدَعَھَا مِنْ عَدْلٍ اَوْجَوْرٍ وَجَدَہٗ "اور فرمایا: لَا سُلْطَانَ اِلَّا بِالرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ اِلَّا بِالْمَالِ وَلَا مَالَ اِلَّا بِالْعِمَارَۃِ وَلَا عِمَارَۃَ اِلَّا بِالْعَدْلِ۔"

حضرت نے فرمایا: کہ بادشاہ خدا کا امین ہے زمین پر امین ہے زمین پر اس کو چاہئے اللہ کے بندوں کے درمیان عدل قائم کرے جس وقت ملک عقل کے قواعد اور ان کے ستون عدل پر برقرار ہو اللہ تعالی اس بادشاہ کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے۔

دو چیزوں کا ثواب عدل کے ترازوں میں نہیں آتے ہیں ایک عدل اور دوسری چیز چشم پوشی کرنا عذاب سے بادشاہ کی زکاۃ بیچاروں کی فریادرسی کو پہنچنا اور نعمت کی زکاۃ مومنین کے حوائج میں کوشش کرنا اور نیکی کی طرف جلدی کرنا ہے جیسے عدل پروردگار کی سنت کی پیروی کرنا اور یہ دولت کے دوام کا موجب بنتا ہے جیسے رعیت کا دل بادشاہ کے خزانہ کی طرح ہے عدل اور ظلم کہ جو رعیت کو پہنچتا ہے، اس کا پھل بادشاہ کی طرف لوٹتا ہے۔ مملکت میں نظام قائم نہیں ہوسکتا ہے مگر ان مردوں کے ساتھ کہ جو بہادر اور متدین ہو اور یہ مرد پیدا نہیں ہوتے ہیں مگر مال خرچ کرے اور مال فراہم نہیں ہوتا ہے مگر بازار اور کھیتی باڑی کے رواج کے مطابق چلے اور بازار اور کھیتی باڑی کا دستور عدالت پر موقوف ہے۔

اگر عدل کردی درایں ملك ومال
بمال وبملکی رسی بی زوال

خدا مهربان است وبس داد گر
ببخشای وببخشایش حق نگر

شهر وسپه را چه شوی نیك خواه
نیك تو خواهد همه شهر و سپاه

عدل باشد پاسبان نامها
نی بشب چوبك زنان بربامها

چه سلطان بفرمان داور بود
خدایش نگهبان ویاور بود

گزند کسانش نیاید پسند
که ترسد که درملکش آید گزند

بقومی که نیکی پسند د خدای
دهد خسرو عادل نیك رای

چه خواهد که ویران کند عالمی
نهد ملك درپنجهء ظالمی

چه نیت نیك باشد پادشه را
گهر خیزد بجای گل گیه را

فراخهای تنگیهای اطراف
زعدل پادشاه خود زند لاف

بنی امیہ کا ظلم اور تجاوز سبب ہوا کہ توفیق کے دروازے امت پر بند ہو گئے۔ عاشور کے دن حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے دن ایک منادی نے زمین اور آسمان کے درمیان ندا دی: اَیَّتُهَا الْاُمَّةُ الْمُتَحَیِّرَةُ لَا وُفِقْتُم فِی الْفِطْرِ

وَلَا ضُحٰی "یعنی تمہارے لئے میسر نہیں ہوگا کہ نماز عیدین کو ایسے امام کے ساتھ بجالاؤ کہ جنکی اطاعت کرنا واجب ہے ظاہری طور پر یہ اس وقت تھا کہ آنحضرت نے گھوڑے سے زمین پر آ گئے:

فَوَضَعَ خَدَّہُ الْاَیْمَنَ عَلَی التُّرَابِ وَخَدَّہُ الْاَیْسَرَ تَصْھَرُ الشَّمْسُ وَجَعَلَ یَقُوْلُ اُقْتَلُ ظُلْمًا ناً وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ "حضرت نے اپنا دایاں رخسار مٹی پر رکھا اور بایاں رخسار کو سورج کی طرف گیا اور فرماتے تھے میں پیاسا قتل کیا جاتا ہوں حالانکہ میرا نانا رسول اللہؐ ہیں۔

مجلس نمبر 60

ظلم کے مفاسد اور اس کے اثرات

ظلم عقلی اعتبار سے قبیح ہے۔ کثرت کے ساتھ آیات اور اخبار متواترہ جو گزر چکی ہیں اس کے علاوہ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ ظلم اصل لغت میں بے جا کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور حد سے تجاوز کرنا ظلم اس معنی کے اعتبار سے تمام رزائل اور تمام قبائح شرعیہ اور عقلیہ کو شامل ہے اس ظلم کا معنی عام ہے ظلم کا ایک اور معنی بھی ہے کہ قتل کے بغیر ضرر اور اذیت پہنچانا یا مارنا گالی دینا یا غیبت کرنا یا اس کے مال کو ناحق تصرف کرنا اور لینا یا اس کے علاوہ کردار یا گفتار جو غیر کے لئے اذیت کا باعث ہو اس ظلم کا معنی خاص ہے آیات اور اخبار اور عام مردوں کے درمیان ذکر کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر یہی معنی مراد ہے اگر اس ظلم کا باعث اگر عداوت اور کینہ ہو تو یہ قوت غضبیہ کا نتیجہ ہوگا۔ اگر اس کا لالچی اور مال ہو تو یہ بھی قوۃ مشھو یہ کے رزائل میں شمار ہوگا خلاصہ تمام عالم کے لوگوں کا اتفاق ہے کہ ظلم تمام گناہوں سے بڑا گناہ اور سب سے زیادہ سخت اور اس کی ندامت بہت زیادہ ہے اور سب سے بڑا عذاب ہے۔ بہت سے مقامات پر قرآن نے ظالموں پر سخت لعنت کی ہے اور متواتر اخبار میں بہت زیادہ مذمت اور دھمکی دی ہے اگر کوئی اور تہدید اور دھمکی نہ ہو تو یہی آیہ مبارکہ ظالم لوگوں کے لئے کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۔ ''یعنی گمان نہ کرو کہ تمہارا پروردگار غافل ہے اس چیز سے کہ جو ظالم انجام دیتے ہیں ایسا نہیں ہے یہ ایک مہلت ہے کہ جو انہیں دی گئی ہے اس لئے کہ ان کے عمل کا عذاب اور سزا ایسے دن میں ہوگا جس دن لوگوں کی آنکھیں خوف کے مارے پتھرا جائیں گی اور اپنے اپنے سر اٹھائے چلے جا رہے ہیں ان کی طرف ان کی نظر نہیں لوٹتی۔ اور تمام لوگ اس دن جلدی میں ہوں گے یعنی حیران اور سرگردان ہوں گے آرام اور سکون میں نہیں ہوں گے ہر طرف دوڑیں گے اس وقت

ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ان میں قدرت نہیں ہوگی کہ آنکھیں بند کر دیں اور ان کے دل شدت خوف اور جزع سے ٹوٹا ہوا ہوگا اور عقل اور ہر چیز سے خالی ہوں گے۔ اللہ تعالی کا قول: وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ''جلد از جلد جان لیں گے وہ لوگ کہ جنھوں نے ظلم کیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کی جگہ کہاں پر ہوگی ہاں ظالم کی لوٹنے کی جگہ جلانے والی آگ سانپ اور بچھو ہوں گے جو ڈنگ مارتے ہیں جہاں یہ ہوں گے وہاں پر ظالم بھی ہوں گے۔ یہ بھی جان لے کہ ظلم اور ستم کرنا خدا کے بندوں پر اور پھر قیامت کے دن گناہوں کے مغفرت کی امید رکھنا حماقت ہے۔ اللہ تعالی کا قول سورہ انعام میں: وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ۔ ''اگر دیکھ لیتے جس وقت ظالم سکرات الموت اور جاکندنی کے وقت عذاب کے لئے ملائکہ حاضر ہو جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو کھول دیتے ہیں اور ان کے سر پر آگ کا گرز ماریں گے اور ان سے کہیں گے ان خبیث ارواح کو باہر نکالو آج اس کی سزا ہے کہ جو تم نے قبیح کام انجام دیا ہے یہ عذاب ذلیل کرنے والا ہوگا اس جھوٹ کی وجہ سے کہ جو انہوں نے خدا پر باندھا ہے ان کے آیات سے نصیحت حاصل نہیں کی اور تکبر کیا اور خدا کی بڑی آیات جو کہ آل محمد ہیں ان سے منہ پھیرا حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ پست اور ذلیل ترین مخلوق خدا کے نزدیک وہ ہے کہ مسلمانوں کا امر اس کے ہاتھ میں ہو اور ان کے ساتھ اچھائی کے ساتھ پیش نہ آئے اور فرمایا کہ ایک گھنٹہ ظلم کرنا بدتر ہے خدا کے نزدیک ساٹھ سال کے گناہ سے اور فرمایا جو بھی انتقام اور بدلہ سے ڈرے البتہ وہ شخص ظلم کرنے سے باز آتا ہے چونکہ منتقم حقیقی ہر ظلم کا انتقام لیتا ہے اور ظالم کو اس کی سزا دیتا ہے۔

چه بد کردی مشو ایمن ز آفات
که واجب شد طبیعت را مکافات
منجنیق آه مظلومان بصبح
زود گیرد ظالمانرا در حصار

معراج السعادہ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ خداوند معبود کی طرف سے حضرت داؤد کی طرف وحی ہوئی کہ ظالموں سے کہو کہ مجھے یاد نہ کریں مجھ پر واجب ہے کہ یاد کروں اس کو کہ جس نے مجھے یاد کیا ہے اور ظالمین کو یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان پر لعنت کا بھیجنا۔ اور سید سجاد نے امام محمد باقرؑ سے شہادت کے وقت فرمایا اے فرزند کہ خبر دار

ظلم نہ کرنا اس شخص پر کہ جن کی مدد کے لئے خدا کے علاوہ کوئی اور نہ ہو پس جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ ملک الملوک کی درگا ہ میں ہاتھ بلند کرتا ہے اور حقیقی انتقام لینے والا اس ظالم سے انتقام لے گا اور حضرت امام محمد باقر سے مروی ہے کوئی بھی جب کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدا اس کے ظلم کا بدلہ لیتا ہے ان کی جان یا مال سے اور ایک شخص جو ایک مدت تک حاکم تھا ایک شخص حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کیا میرے لئے توبہ ہے فرمایا نہیں جب تک تمہارے ذمہ میں ایک حق ہے اس کو ان تک نہ پہنچاؤ اور امام صادقؑ سے منقول ہے: کہ اللہ تعالی کے قول: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ " کی تفسیر میں فرمایا کہ صراط پر ایک پل ہے کہ اس پل سے گزر نہیں سکتا ہے کہ جس کی گردن پر کوئی ظلم ہو جو اس نے ظلم کیا ہو کوئی ظلم شدید اور بدترین نہیں ہے اس ظلم سے کہ جس کی مدد کے لئے خدا کے علاوہ کوئی مددگار نہ ہو اور فرمایا جو بھی کسی بھائی کا مال ناحق کھالے اور اس کو واپس نہ کرے تو قیامت کے دن یہی ناحق کھانے والا آگ کی چنگاریاں کھائے گا اور حضرت سے مروی ہے اللہ تعالی نے وحی بھیجی پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی طرف کہ ایک ظالم بادشاہ مملکت میں رہتا ہے کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور کہو میں نے تم کو بے گناہ لوگوں کے خون بہانے اور لوگوں کے مال کو لینے کے لئے مملکت نہیں دی ہے۔ بلکہ تم کو صاحب اختیار قرار دیا ہے اس لئے کہ مظلوموں کی آواز کو میرے درگاہ سے روکے رکھو اور ان کے رونے کو کم کرو میں نہیں چاہتا ہوں کہ کسی پر ظلم ہو جاہے چاہیے وہ کفار ہی کیوں نہ ہو۔ بادشاہ کی حیثیت ایک چرواہا کی طرح ہے کہ خالق نے ان کو رعایا پر مقرر کیا ہے اور اس بادشاہ سے رعایا کی محافظت چاہتا ہے جب بھی ان کی حفاظت مین کوئی تسامح یا بھول جائے جلد از جلد اس کے ہاتھ کو اس چرواہا سے کم کرتا ہے اور قیامت کے دن ان سے انتقام لے گا۔

میازار دهقان بیک خردله
که سلطان شبان است ودهقان گله
چه پر خاش وبیداد ازاو
شبان نیست گرگ است فریاد از او
شهی که حفظ رعیت نگاه میدارد
حلال باد خراجش که مزد چوبانی است
واگر نه راعی خلق است زهر مارش باد

کہ ہر چہ میخورد رزجزیہ مسلمانی است

اگر بد کنی چشم نیکی مدار

کہ ہرگز نیارد گز انگور بار

نہ پندارم ای درخزان کشتہ جو

کہ گندم ستانی بوقت درو

خطا این کہ بردست ظالم برفت

جہان ماند او با مظالم برفت

خانہ نہ بر ملک ستمگاری است

دولت باقی بکم آزاری است

پایداری بعدل وداد بود

ظلم وشاہی چراغ وباد بود

نخفتہ است مظلوم زآهش بترس

زدود دل صبحگاہش بترس

نترسی کہ پاک اندرونی شبی

بر آورز سوز جگر یاربی

چراغی کہ بیوہ زنی برفروخت

بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت

پریشانی خاطر داد خواہ

بر اندازداز مملکت پادشاہ

ستانندہ داد آنکس خداست

کہ نتواند از پادشہ داد خواست

حضرت امام صادقؑ سے مروی ہے کہ ظلم کرنے سے ڈرو بتحقیق مظلوم کی دعا آسمان پر جاتی ہے اور وہاں پہنچ جاتی

ہے کہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ کہتے ہیں باہوش بادشاہ میں سے ایک بادشاہ مظلوموں کی دعا کے تیر سے ڈرتا تھا اس نے شعر کے دو بیت کو اپنے تکیہ پر نقش کئے ہوئے تھے۔ شب و روز اس پر نظر کرتا تھا اور اس عبرت حاصل کرتا تھا۔ اشعار یہ ہیں:

لَا تَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا
فَالظُّلْمُ مَقْدَرَةٌ تُفْضِي اِلَى النَّدَمِ
تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُومُ مُنْتَبِهًا
يَدْعُو عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ يَنَمْ

ظلم کرنے سے بچو جب ظلم کرنے قادر ہو آخر اس ظلم سے ندامت اور پشیمانی ہے چونکہ رات کی تاریکی میں تم خواب استراحت میں ہو اور مظلوم سوئے بغیر اس کے لب تمہارے نفرین کیلئے کھلے ہی اور خدا کی ذات سونے سے مبراء ہے وہ مظلوم کی آواز کو سنتا ہے اور مظلوم کا بدلہ ظالم سے لے لے گا۔

اگر زیر دستی بر آید زپای
حذر کن زنالیدنش بر خدای
گرفتم زتو نا توانت بسی است
توانا تر از تو هم آخر کسی است
فراخی در آن مرز و کشور مخواه
که دلتنگ بینی رعیت زشاه
خرابی و بدنامی آید زجور
بزرگان رسند این سخن را بغور
تفو بر چنین ملک و دولت بود
که لعنت بر او تا قیامت بود
نماند ستمکار بد روزگار
بماند بر او لعنت روزگار

حضرت امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: آفَةُ الْعِمْرَانِ مِنْ جَوْرِ السُّلْطَانِ ۔'' آبادی کی خرابی بادشاہوں کے ظلم سے ہے۔ اور فرمایا: من ظلم رعیۃ اعداہ'' جو بھی اپنی رعیت پر ظلم کرے حقیقت میں اس نے اپنے دشمنوں کی مدد کی ہے۔ اس کے علاوہ اس ظالم کا نام اطراف اور اکناف میں ظلم کی وجہ سے مشہور ہوگا نزدیک کا دل اور دور کا دل اس سے نفرت کریں گے کئی سال اور صدیاں اس پر لعنت کریں گے اس کی رسوائی اور بدنامی اس کے خاندان میں یادگار کے طور پر رہی گی عذاب آخرت کے علاوہ۔

خود لحد گوید بظالم کیستی ؟
ظالما در بیت مظلم زیستی
ظالما نرا کاش جان درتن مباد
کز حریقش آتش اندر من فتاد
نیکوانرا خوفها از من بود
ای عجب ظالم زمن ایمن بود
خانه ظالم بدنیا شد خراب
من براو پاینده تا یوم حساب

امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جو بھی ظلم کرے اور جو بھی اس کے ظلم کرنے پر راضی ہو جائے اور جو بھی اس کی مدد کرے تینوں کے تینوں ظالم ہیں اور ظلم میں شریک ہیں۔ اور فرمایا کہ جو بھی کسی ظالم کی مدد کرے اس ظلم میں کہ جو کر رہا ہے اللہ تعالی ایک ظالم کو اس پر مسلط کرتا ہے کہ جو اس پر ظلم کرے جس قدر بھی دعا مانگے اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اس پر جو بھی ظلم ہوگا اس کے لئے کوئی اجر اور ثواب نہیں ہوگا اور حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے کہ: شر الناس المثلث ''لوگوں میں سے بدترین مثلث ہے عرض کیا کہ مثلث کون ہے؟ فرمایا: جو کسی بادشاہ امراء اور احکام کے پاس جاسوسی کرے کہ اس نے تین آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اول اپنے آپ کو اس معصیت کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے دوسرا بادشاہ امیر یا حاکم کو اس ظلم کی وجہ سے کہ جو اس نے مظلوم پر کیا ہے۔ تیسرا مظلوم کو کہ دنیا میں ہلاک کیا ہے اس اذیت کی وجہ سے کہ جو اس کو پہنچی ہے اور اس نے حق کو ضائع کر دیا ہے۔

نیز فرمایا ہے: جو بھی ظالم کے ساتھ ظالم کی مدد کے لئے جائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ شخص اسلام

سے خارج ہوا ہے اور کفر میں داخل ہوا ہے۔

نیز فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ ظالم کہاں ہیں اور جو ظالم کے شبیہ ہیں اور جو ظالم کے مانند ہیں یعنی ظالم کے ظلم پر راضی ہیں۔ یہاں تک ایک قلم بھی ظالم کیلئے چھیلے یا ایک دوات اس کیلئے سیاہی تیار کرے۔ سب کے سب لوہے کے تابوت میں جمع کریں گے اور جہنم میں ڈالیں گے۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں چنانچہ حضرت امیرؑ نے فرمایا: اَلَا وَاِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ فَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ وَظُلْمٌ مَغْفُورٌ لَا يُطْلَبُ ''یعنی ظلم کی تین قسمیں ہیں ایک وہ ظلم کہ جس میں اس کو نہیں بخشا جائیگا اور وہ ہے خدا کا شریک قرار دینا چنانچہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔'' دوسرا وہ ظلم کہ جس میں بخشا جائے گا وہ کہ جو اپنے نفس پر ظلم کیا ہو یعنی ایک قبیح چیز کا مرتکب ہوا ہو کہ اس کا ضرر دوسروں میں تجاوز نہ کرے۔ تیسرا ظلم وہ ہے کہ اس سے انتقام لے گا اس کے انتقام سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا وہ ہے کہ خدا کے بندوں پر ظلم کرے اور حدیث میں وارد ہے: مَنْ اَصْبَحَ لَا يَنْوِيْ ظُلْمَ اَحَدٍ غُفِرَلَهٗ مَاجَنَاهُ۔'' جو بھی صبح کرے اور کسی پر ظلم کا قصد نہ کرے اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔

اور ابواب الجنان ملا رفیعا میں ہے کہ بادشاہ کو حج کرنے کا شوق ہوا حکومت کے ارکان نے کہا کہ حج کی شرط امن ہے اور بادشاہ کے بہت زیادہ دشمن ہیں اگر لشکر کے ساتھ حرکت کریں گے ان کا تیار کرنا مشکل ہے اور اگر تھوڑے آدمیوں کے ساتھ حرکت کریں تو آپ کیلئے یقیناً خطرہ ہے۔ چونکہ بادشاہ اس مملکت میں بدن میں جان کا حکم رکھتا ہے اگر مملکت سے دور ہو تو ایسا ہے بدن تو ہو لیکن جان اس سے نکل جائے۔ مملکت بادشاہ کے بغیر سر و سامان کے ہرج مرج اور پرآشوب ہوگا بادشاہ نے کہا پھر کیا کروں کہ حج کا ثواب پالوں۔ اس نے کہا کہ فلاں جگہ میں ایک زاہد ہے کہ جو بار بار حج پر گیا ہوا ہے ممکن ہے کہ ایک حج کا ثواب اس سے خرید لیں۔ جب زاہد کے پاس گئے اپنا واقعہ ان کو بتادیا تو زاہد نے کہا میں ایک حج کا ثواب تمہیں بیچ دیتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کتنے میں بیچو گے زاہد نے کہا ہر قدم کہ جو میں نے اٹھایا ہے ایک تمام دنیا۔ بادشاہ نے کہا میرا اس دنیا میں تھوڑا کچھ ہے وہ بھی ایک قدم کے برابر نہیں ہوجاتا ہے پس اس معاملہ کو کیسے حل کریں کہا آسان ہے کہا ایک گھنٹہ دفتر میں بیٹھیں کسی بے چارہ کا کام کریں عدالت سے کام کروں اس کا ثواب مجھے دیدو تاکہ میں ساٹھ حج کا ثواب تجھے دیدوں اور اس معاملہ میں صرف معاملہ میرے ساتھ ہے۔

حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ فرمایا: مَنْ عَمِلَ بِالْعَدْلِ حَصَّنَ اللّٰهُ مُلْكَهٗ وَمَنْ عَمِلَ بِالْجَوْرِ

عَجَّلَ اللّٰهُ هُلْكَهُ ''یعنی جو بھی بادشاہ عدل کے صفت کیساتھ متصف ہو جائے اور اپنے ملک کو ایک مضبوط قلعہ قرار دے اور امن و امان کے قلعہ میں محفوظ ہو اور جس بادشاہ نے ظلم اور جور کے ساتھ رعایا پر ڈٹا رہے اس نے اپنی ہلاکت میں جلدی کی ہے بعض بزرگوں نے کہا ہے بادشاہی جب بھی عدالت کے ساتھ ہو کفر کے باوجود باقی رہتی ہے اور اگر بادشاہی ظلم کے ساتھ ہو اسلام کے باوجود بادشاہی باقی نہیں رہتی ہے۔ رسول خداؐ سے مروی ہے چنانچہ کلینیؒ کی کافی میں ہے کہ فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّهُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ''اللہ سے ڈرو اور ظلم سے ڈرو چونکہ یہ قیامت کے دن تاریکیاں ہیں۔

نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے: جب ملک الموت ظالم کی روح کو قبض کرنے کے لئے نازل ہوگا تو اس ملک الموت کے ساتھ آگ کی ایک سیخ ہوگی کہ جس سے اس کی روح کو قبض کرے گا۔ اور حضرت امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: وَمَا مِنْ سُلْطَانٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ قُوَّةً وَنِعْمَةً فَاسْتَعَانَ بِهَا عَلٰى ظُلْمِ عِبَادِهِ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَنْزِعَهَا مِنْهُ اَلَمْ تَرَ اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ ''کوئی صاحب سلطنت نہیں مگر یہ کہ اللہ نے اس کو قوت اور نعمت دی ہے اور جس کی مدد سے خدا کے بندوں میں ظلم کرے مگر یہ کہ اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اس قوت اور نعمت کو اس سے چھین لے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ان اللہ لا یغیر ... تا آخر

نیز فرمایا: بِالظُّلْمِ تَزُوْلُ النِّعَمُ وَتَجْلِبُ النِّقَمِ۔ ''ظلم کی وجہ سے نعمتیں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں اور بلائیں آجاتی ہیں۔

پایداری بعدل وداد بود
ظلم وشاهی چراغ وباد بود
از رعیت شهی که مایه ربود
بن دیوار کند وبام اندود
شه بود چون سر رعیت تن
باهم این هر دو را فزود ثمن
تن بی سر غذای زنبود است

سر بی تن سزای طنبوراست
رعیت چه بیخ است سلطان درخت
درخت ای پسر باشد از بیخ سخت
کسی کو جفا وستم میکند
یقین دان که او بیخ خود میکند
ای بسا تاج وتخت تاجوران
لخت از دعای مظلومان
ای بسا تیر های کنجوران
شاخ شاخ از دعای رنجوران
ای بسا نیزه های جباران
تار تار از دعای غمخواران
ای بسا بارگاه وقصر قویم
زیر وبالا زاشک چشم یتیم
ای بسا رایت عدو شکنان
سر نگون از دعای پیر زنان
هان ای نهاده تیر جفا بر کمان جور
اندیشه کن زناوک دلدوز درکمین
گر تیغ تو زجوشن وفولاد بگذرد
پیکان آه بگذرد از کوه آتشین
مکن که آه فقیری شبی برون تازد
فغان ونالہ بعرش وملائک اندازد
هزار جوشن وفولاد اگر بپوشی تو

زدود آہ فقیری چہ موم بگدازد
مکن کہ گردش این دھر آشنای تو نیست
تو شیشہ داری و او سنگ صد من اندازد
چنان بشیشہ زند سنگ آہ مظلومی
کہ شیشہ نفست راچہ توتیا سازد
بوقت نیم شبی گر بگوید ای اللہ
ہزار ھمچہ تواز خانمان بر اندازد

ظلم اور تجاوز کے اثرات عدل اور رعیت پروری کی حکایتیں

شاہ طھماسب صفوی کی حکایت کہ ظلم اور تجاوز سے توبہ کی وجہ سے اس کی عمر اور بادشاہت طویل ہوئیں۔ سوموار کے دن 19 رجب کہ جو کلمہ (ظل) کے موافق ہے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور 54 سال حکومت کی قزوین ان کا دارالخلافہ تھا۔ محقق شیخ علی کرکی، شیخ حسین بن عبدالصمد اس کا بیٹا شیخ بہاء الدین عاملی قدس اللہ اسرارہم کے زمانے میں ان کی حکومت تھی شاہ طہماسب ۱۵ صفر ۹۸۴ میں ان کی وفات قزوین میں ہوئی اور ۱۵ صفر ان کی تاریخ قرار دی گئی ہے۔ اور سبزواری روضۃ الاحباب میں کہتا ہے کہ شاہ طہماسب ایک رات مشہد میں حضرت امام رضاؑ کے روضہ پر گزاری اور شام سے لیکر صبح تک عبادت میں رات گزاری اس رات جذبات الٰہی میں سے ایک جذبہ شاہ کے دل میں آیا اور اس آیہ کے مصداق: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نُصُوحًا ۔'' اس نے بارگاہ الٰہی میں عاجزی کے ساتھ تضرع زاری اور بے قرار ہو کر گریہ کیا اور توبہ کی اور امام کو گواہ بنایا اور اس کے بعد اپنے توبہ پر اس قدر ثابت اور راسخ ہوا کہ کوئی اس معاملہ میں اس سے آگے نہیں بڑھا اس لئے کئی دشمنوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور دشمنوں کو جھکا دیا۔ اس نے حکم دیا کہ تمام شراب خانے تباہ کریں۔ تمام عیش و عشرت لہو ولعب کے آلات سب کو ختم کر دیں اور لوگوں کو شراب پینے، بنگ پینے اور باقی نشہ آور چیزوں کی تاکید کے ساتھ روکا شہر میں رہنے والوں کو اسلام کے قاضیوں کی عدالت میں لے کر تمام برائیوں اور بری چیزوں سے توبہ کرایا ہر محلہ اور گلی میں اور تمام مساجد میں مقرر فرمایا کہ عوام کو ضروریات دین اور اسلام کے پانچ ارکان کی تعلیم انہیں دیں۔ جو بھی شریعت کے خلاف کوئی کام کرے گا شرع کے قانون کے مطابق انہیں سزا دی جائے اس عادل بادشاہ کی برکت سے تمام ممالک توبہ کر چکے

طہارت، نماز، روزہ، حج، زکات کے آداب کو ان سے یاد کیا کچھ لوگوں نے کوڑے اور حکومت کے تازیانے کے ڈر سے توبہ کی۔ کچھ مدت کے بعد عبادت کا نور ان میں آ گیا عصیان اور گناہ تاریکیاں ان سے مٹ گئیں آخر انہوں نے تہہ دل سے توبہ اور استغفار کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ کا تعلق علما، صلحاء اور اتقیاء کے ساتھ ہے اور مصداق: **ان اکرمکم عند الله اتقاکم** ''خدا کے نزدیک وہی زیادہ قابل احترام ہے کہ جو تقوی رکھتا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں نے فسق و فجور سے ہاتھ اٹھا دیا تھا اور مصداق ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ '' انہوں نے تقوی اور پرہیزگاری کو اختیار کیا۔ شاہ طہما سب نے جو املاک جن حکام نے لوگوں سے زبردستی قبضہ کر لیا تھا اس نے سب کے سب ان جاگیر کے مالکوں کے حوالہ کیا اور اشیاء کے لئے جو رسوم اور راستوں میں مقرر ہوئے تھے سب کو ختم کیا اور تمام لوگوں کو مالیات معاف اور مرفوع القلم قرار دیا اور ہر سال کئی ہزار تومان فقراء طالب علم حافظ قرآن اور مکہ مدینہ ائمہ طاہرینؑ کے مشاہد مقدسہ کے موذنوں میں خرچ کیا۔ جو بھی ان کے پاس آ جاتا اس کو تحفے اور ہدایا دے دیتے ان خیرات نیکیاں عدل اور انصاف کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کو طویل عمر اور ایک بے خلل ملک عطا کیا فرمایا: وہ کسی شہر کے فتح کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اس کے باوجود شہروں اور بادشاہوں کے قلع جو ان سے پہلے ان کے فتح کرنے پر قادر نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کو فتح کیا جیسے شیروان، گیلان، مازندران، ولار، سیستان، قاندہاران علاقوں کو فتح کیا یہ ہے عدل اور انصاف کا فائدہ۔

اس ظالم بادشاہ کی حکایت کہ جس سے کو ذوالکفل نے توبہ کرائی

سبزواری روضۃ الاحباب میں ص 53 میں ذکر کیا ہے کہ کنعان ایک شخص تھا عمالقہ کا اور ایک بادشاہ تھا جو بہت زیادہ ظالم اور متکبر تھا یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا تھا۔ خداوند تعالی نے یسع کو اس کی طرف بھیجا کہ جو بعد میں ذوالکفل کے نام سے مشہور ہوا ذوالکفل پوشیدہ طور پر لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ بادشاہ کو پتہ چلا کہ بعض ارباب فساد نے ان سے کہا یہ لوگوں کو تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں ان کا یہ کام ملک میں نظم کے درہم برہم بننے کا موجب بنے گا اور ملک میں فتنہ و فساد برپا ہو گا کنعان آگ بگولہ ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو میرے پاس حاضر کریں اور اس کو قتل کریں جب ذوالکفل حاضر ہوا۔ کنعان نے انتہائی غصہ سے کہا: یہ کیسی باتیں ہیں کہ جو آپ سے نقل کرتے ہیں سنا ہے کہ لوگوں کو میرے علاوہ کسی اور کی عبادت کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ ذوالکفل نے کہا کہ تھوڑی دیر میری بات سنو اور غضبناک نہ ہو جاؤ آپ میری باتیں سنیں چونکہ غضب جان کا دشمن ہے یہ غضب نفس اور حق کے درمیان حائل ہو جاتا ہے کہ نفس کو باطل خواہشات کی طرف دعوت دیتا ہے کنعان نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو

۔ذوالکفل ایک فصیح و بلیغ شخص تھا۔ گفتگو کرنا جانتے تھے کلام کی ابتدا ملک علام کے شکر اور حمد سے کی اس کے بعد کہا: اے بادشاہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تو ان لوگوں کا خدا ہے کہ جو تمہارے ملک میں ہیں۔ پس تمہارا ایک اور شریک ہے کہ جو لوگوں کا خدا ہے کہ جو تمہارے ملک میں نہیں ہیں۔ اگر تمہارا گمان یہ ہے کہ یہ تمام مخلوق کا خدا ہے پس یہ بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے؟ کنعان نے کہا: ہائے افسوس پھر میرا خدا کون ہے؟ ذوالکفل نے کہا: تمہارا خدا وہ ہے جو آسمان و زمین، سورج، چاند، ستارے اور باقی موجودات کا ہے اے بادشاہ خدا سے ڈرو اس کے عذاب سے ڈرو اس کی بندگی اور اطاعت کرو۔ کنعان نے کہا: مجھے بتا دیں جب میں تمہارے خدا کی اطاعت کروں تو میری جزا کیا ہوگی۔ ذوالکفل نے کہا کہ بہشت ہوگی۔ کنعان نے کہا بہشت کیا ہے؟ ذوالکفل نے کہا یہ ایک جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے اولیاء کے لئے رہنے کی جگہ قرار دیا ہے۔ ان کو 33 سال کی جوانی میں ان کو محشور کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔ جوان ہوں گے بڑھاپا نہیں ہوگا۔ وہاں سے نہیں نکلیں گے۔ خوش حالی کے ساتھ بہشت میں حور اور غلمان کے ساتھ رہیں گے۔ کنعان نے کہا: جو خدا کی عبادت نہ کرے اس کی سزا کیا ہے۔ ذوالکفل نے کہا اس کی سزا جہنم کی آگ اور دردناک عذاب ہے ان باتوں نے کنعان میں اثر کیا نرم دل ہو گئے اور بہت زیادہ گریہ وزاری کرنے لگا اور کہا اگر میں زمین اور آسمان کے خدا کی طرف لوٹوں اور اس پر ایمان لے آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی ۔ذوالکفل نے کہا: ہاں کنعان نے کہا: میرے لئے اس بارے میں ایک وثیقہ اور ایک حجت موجود ہو کہ میری وفات کے وقت میرے ساتھ قبر میں رکھ دیں تاکہ جنت میں جانے کا مستحق ہو جاؤں ورنہ مجھے کیا معلوم کہ میری توبہ اور ایمان قبول ہو چکیں ہیں یا نہیں چونکہ میں نے بہت زیادہ گناہ اور بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ ذوالکفل نے کنعان کے مقصد کو قبول کیا اور ضمانت اس مضمون کا لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ ایک ضمانت نامہ ہے کہ میں کفیل بنتا ہوں بادشاہ کنعان کے لئے اس نے خدا پر اعتماد کیا خدا پر فلاں کی کفالت سے کہ جب بھی کنعان توبہ کرے اور خدا کی عبادت بجالائے کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے اور عذاب خدا سے امان میں ہو چونکہ خدا رحیم ہے مومنوں پر اور اس کی رحمت غضب پر سبقت لے چکی ہے اور اس نامہ کو کنعان کو دیا اس کے بعد کنعان نے کہا: اب میں کیا کروں گا ذوالکفل نے کہا: اٹھو اور غسل کرو اور پاک و پاکیزہ کپڑے پہنو۔ کنعان نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ ذوالکفل نے اس کو کلمہ کی تعلیم دی اور اس کو ارکان شریعت کی تعلیم دی کنعان اس کے بعد ملک اور سلطنت کو چھوڑ دیا لوگوں کے درمیان سے باہر چلا گیا شہر والوں کو جب

کنعان کے جانے کا پتہ چلا حیران اور سرگردان اس کی تلاش میں ہر جگہ گئے۔ جب ان کا کوئی پتہ نہیں چلا تو ناامید ہو کر واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ جو شخص ہمارے بادشاہ کے سرگردانی کا باعث بنا اس کو اپنا نگہبان قرار دیں۔ کنعان کے جانے کے بعد ذوالکفل ایک گوشہ میں چھپا ہوا تھا لوگوں نے اس کو تلاش کیا لیکن انہیں نہیں ملا۔ کنعان کے مخصوص آدمیوں نے کہا جب تک ہم اپنے بادشاہ کو تلاش نہ کریں واپس نہیں ہوں گے۔ ایک مہینہ تک اس کو تلاش کرتے رہے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک گوشہ میں زمین وآسمان کے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں انہوں نے جب کنعان کو دیکھا تو فوراً اس کے سجدہ کے لئے جھکے کنعان نے کہا: اے میرے ساتھیو! تم جان لو کہ میں زمین اور آسمان کے خالق کا ایک ذلیل بندہ ہوں غیر خدا کے لئے سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور یہ جان لو کہ میں نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ زمین اور آسمان کے خالق پر ایمان لے آیا ہوں اور ان کو شفقت کے طور پر نصیحت کی اس وقت ان کو کوئی درد لاحق ہوا اور کہا اے میرے ساتھیو! تم یہاں نہ ٹھہرو میری تھوڑی سی عمر باقی رہ گئی ہے میری موت قریب ہوئے جب میں مر جاؤں اور جب مجھے دفن کرنا چاہو تو اس کتاب کو میرے سینہ پر رکھ دو اس کے بعد میری قبر کو بند کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد وفات پا چکے اصحاب نے ان کے وصیت کے مطابق عمل کیا اور اس کو دفن کر دیا اور اس کے سینہ پر کاغذ رکھا اور اس کی قبر کو چھپا دیا اور اپنے شہر میں واپس آ گئے۔ اللہ تعالی نے اس کفالت کو ذوالکفل سے قبول کیا اور کنعان کو بخش دیا اور بہشت میں داخل کر دیا اور نامہ فرشتہ کو دے دیا کہ اس کو ذوالکفل کے پاس لے جائے اور کہے کہ میں نے تمہاری کفالت قبول کیا اور کنعان کو بہشت میں جگہ دی۔ یہ نامہ وہ ہے جو تم نے کنعان کو دیا تھا۔ ذوالکفل نے جب یہ بشارت سنی اس ضمانت نامہ کو لیا اور اس گوشہ میں کہ جس میں چھپے ہوئے تھے قوم کے سامنے آئے لوگوں نے ان کو پکڑا کہ اس کو ماریں کہ تم نے ہمارے بادشاہ کو فریب دیا ہے اس کو سرگرداں کر دیا ہے ذوالکفل نے کہا: اے لوگو! میں نے تمہارے بادشاہ کے ساتھ فریب نہیں کیا ہے اور اس کو دھوکہ نہیں دیا ہے بلکہ اس کو گناہوں سے توبہ کرائی ہے اور اس کو دین حق کی تعلیم دی ہے اس کو کفر وشرک سے بری کر دیا ہے۔ اس کے لئے بہشت کی ضمانت دی ہے کفالت کا خط اس کو دے دیا ہے اور تمہارا بادشاہ فلاں دن اس دنیا سے چلا گیا ہے۔ فلاں مکان میں تمہارے اصحاب اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے فلاں وقت اس کو دفن کر دیا کنعان کے وصیت کے مطابق اس کفالت نامہ کو اس کے سینے پر رکھا اور خدا نے اس کفالت نامہ کو میرے لئے بھیجا ہے کہ میں نے کنعان کو تیری کفالت کی وجہ سے اس کو بخش دیا ہے اور اس کو بہشت میں داخل کر دیا ہے یہ وہی کفالت نامہ ہے کہ اس کے اصحاب نے ان کو دفن کر دیا اور میری سچائی کی یہی دلیل ہے اب تم ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ تمہارے اصحاب آ جائیں گے

۔جو کچھ میں نے بتایا وہ صحیح ہے تو ہمارا مطلب ثابت ہوا، اگر میں نے جھوٹ کہا ہے تو مجھے اس کی سزا دیں شہر والوں نے قبول کیا اور ان کو تکلیف دینے سے باز آئے لیکن اس کو قید کر دیا یہاں تک کہ ان کے ساتھی آ گئے اور کنعان کا واقعہ اور وصیت اور اس کے مرنے کی خبر دی شہر والوں نے کہا کہ جس کفالت نامہ کو تم نے کنعان کے ساتھ دفن کیا تھا اگر اس کو دیکھو گے تو پہچان لو گے انہوں نے کہا: ہاں جب ذوالکفل سے وہ کفالت نامہ ان کو دیا تو ان سب نے کہا کہ یہ وہی کفالت نامہ ہے کہ جو ہم نے کنعان کے ساتھ دفن کیا تھا مرنے کا دن، وقت، مکان بالکل صحیح نکلا جس طرح ذوالکفل نے خبر دی تھی ویسا ہی انہوں نے بتا دیا انہیں ذوالکفل کے سچ بولنے کا پتہ چلا اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے ذوالکفل پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کی اور ذوالکفل سب کے لئے ضامن ہوئے اس لئے اس کو ذوالکفل کہتے ہیں۔

انوشیروان عادل کی حکایت

ناسخ میں کہا ہے کہ انوشیروان نے 74 سال زندگی کی 48 سال بادشاہ رہے وہ قباد کا بیٹا ہے یہ پہلا شخص ہے کسریٰ جس کا لقب تھا اس کا اتباع کرتے ہوئے تمام ساسانیوں کو اکاسرہ کہتے ہیں۔انوشیروان قباد کے فرزندوں میں سے برگزیدہ بیٹا تھا وہ دین زردشت رکھتا تھا۔فنون حکمت دانش سیاست فراست سب سے زیادہ ممتاز تھے اور تین سو ساٹھ آدمی عجم کے حکما میں سے جادوگر کاہن اور اہل نجوم والے اس کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔اگر کوئی مشکل کام پیش آتا ان کی رائے سے اصلاح ہو جاتا تھا۔جب اس کا باپ اس دنیا سے چلا گیا لوگ ان کے پاس اکھٹے ہو گئے اور چاہا کہ ان کو سلطنت کے تخت پر بٹھا دیں۔انوشیروان نے سر کو جھکایا اور کہا میں اس سلطنت سے دل برداشتہ ہوں یہ سلطنت میرے دل پر گراں گزرے گا اگر تم لوگ اس قانون کو کہ جو اپنے لئے پسند کیا ہے اس عادت کے ساتھ کہ جو لوگوں میں پائی جاتی ہے اس پر راضی ہو جاؤں اور وہ اپنی خواہش کے مطابق حرکت کریں تو یہ دن میرے اوپر سخت گزریں گے۔میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں اگر لوگ میرے قانون کے مطابق کہ جو میں نے پسند کی ہے اس پر آمادہ کر دوں تو لوگ خون بہانے گریز نہیں کریں گے۔وہاں کے سرکردہ لوگوں نے کہا ہم ہرگز آپ سے ہاتھ نہیں آٹھائیں گے ہم آپ کے فرمان کے مطابق عمل کریں گے آخر میں خسروانی کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا اور اس کو سلطنت کے تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلا کام یہ کہا کہ مزدک شخص کو جہنم واصل کیا یہ مزدک نیشاپور کا تھا اور دار الملک مدائن میں آ گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک کتاب لکھی اپنی شریعت کے اصول اور فروع کو اس کتاب میں لکھ دیا اس جہان کے لئے دو صانع کے قائل ہوا ایک نور کہ جو خیر کا فاعل ہے اور اس کا نام یزدان رکھا اور دوسری ظلمت کہ جو فاعل شر ہے اور اس کا نام اہرمن رکھا۔عناصر کی خلقت

معاون سونا چاندی درخت میوے حیوانات زندہ اور پرہیزگار انسان یزدان سے ہے۔ آگ میں جلانا پانی میں غرق کرنا اور بدن کو لوہے سے کاٹنا کانٹوں کا بدن میں چبھ جانا زہر کاٹنے والے حیوان کو اہرمن نے خلق کیا ہے۔ ناسخ میں ۱۲۲عیسوی کے حوادث آدم کے ہبوط کے بعد مزدک کے عقائد کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے یہاں تک کہ کہتا ہے: اے لوگو! لوگوں کے درمیان قتل اور نزاع کا سبب دو چیزیں ہیں ایک مال اور دوسری عورت۔ پس یزدان کو خوش کرنے کے لئے تمام لوگوں کو مال اور عورتوں میں ایک دوسرے کا شریک قرار دیا جائے جس طرح آگ پانی اور گھاس میں شریک ہیں۔ قباد اس زمانے میں ایران میں بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ مزدک نے اس کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ قباد نے اس سے معجزہ طلب کیا۔ مزدک نے کہا کہ آگ میرے ساتھ کلام کرتی ہے اس نے آتش کدہ کے پہلو میں ایک گڑھا کھودا ہوا تھا اور اپنے دوستوں میں سے ایک اس میں چھپا دیا تھا۔ قباد کو لے کر آتش کدہ کے پاس گیا اور آگ سے بات کی اور اس نے جواب دیا۔ قباد نے دھوکہ کھا کر اس کی پیروی کی اور اس پر ایمان لے آیا۔ اس وقت شر پسند لوگوں نے شور شرابہ کر کے مزدک کے پیچھے ہو گئے لوگوں کے مال اور ناموس پر حملہ کیا۔ محارم کے ساتھ وطی کی اپنی ماں بہن اور بیٹی کے ساتھ ہم بستری کرنے کو مباح قرار دیا۔

گائے گوسفند اور باقی زندہ حیوانوں کے گوشت کو حرام قرار دیا۔ قباد نے اس حکومت کا سہارا لیا لیکن قوم اور قبائل کے جاہل اور شریر لوگوں نے اکابرین کے ناموس پر حملہ کیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دن مزدک قباد کے گھر میں چلا گیا اور چاہا کہ انوشیروان کی ماں کے ساتھ ہم بستری کرے انوشیروان اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا مجبور ہو کر مزدک کے پاؤں کا بوسہ لیا اور ہزار بہانے سے اپنی ماں کو بچالیا وہ مزدک اس کام سے باز آیا۔ یہ کینہ انوشیروان کے دل میں پرورش پا رہا تھا۔ جب انوشیروان کی حکومت آئی تو فرمان دیا کہ مزدک کو حاضر کریں اور اس کے ساتھ بہت زیادہ مہربانی کے ساتھ پیش آیا یہاں تک کہ اس کا دل قوی کیا اس کے بعد کہا وہ لوگ کہ جنہوں نے تمہارا طریقہ اختیار کیا ہے سب ایک دن میں جمع ہو جائیں میں چاہتا ہوں کہ ان پر کچھ احسان کروں۔ مزدک نے ایک دن ان سب کو جمع کیا جب سب اکٹھے ہو گئے تو انوشیروان نے کہا: میرا احسان ان پر اور تمہارے ساتھ یہ ہے کہ تم میں ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں مزدک نے کہا: اے بادشاہ! تم روئے زمین کی سب مخلوق کو قتل نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہی میرے پیرو ہیں۔ انوشیروان نے کہا میں اس شریعت کہ جو تم لے کر آئے ہو چیلنج کرتا ہوں اور براہین عقلی و نقلی سے تمہارے اوپر غالب آؤں گا۔ اس کے بعد تمہیں ہلاک کردوں گا۔ اب بتاؤ ایک شخص زحمت کر کے مال جمع کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جس نے کوئی زحمت

نہیں کی ان دونوں کو برابر اجرت دیں تو یہ ظلم ہوگا یا نہیں؟ مزدک نے کہا ظلم ہے۔انوشیروان نے کہا پس تم کیوں اس شخص کا مال کہ جس نے زحمت کی ہے۔اس شخص کو دیتے ہو کہ جس نے کوئی زحمت نہیں کی ۔اب مجھے بتا کہ میں جانو ں ایک شخص دانہ بوتا ہے اور زراعت کرتا ہے آیا اس زراعت کی آمدنی زراعت کرنے والے کے ساتھ مخصوص ہے یا اس شخص کے لئے بھی جس نے اس زراعت میں کوئی کام نہیں کیا اور اس کو اس زراعت کا علم تک نہیں؟ مزدک نے کہا :زراعت کرنے والے کا حصہ ہے۔انوشیروان نے کہا: پس کیوں ایک کسی عورت کی اور کو دے دیں اور لوگوں کی نسل کو خراب کریں پھر اس سے پوچھا اگر ایک شخص دوسرے کو قتل کرے تو اس قاتل کی سزا کیا ہے؟ مزدک نے کہا قتل کرنا اچھا نہیں ہے۔چونکہ قتل کرنے والے نے برا کیا تو ہم اس سے برا سلوک نہ کریں۔انوشیروان نے کہا اگر اس کو قتل نہ کروں تو دس دوسرے آدمیوں کو قتل کرے گا۔ایک قتل دس کا قتل سے بہتر ہے۔اس کے بعد کہا: یہ آئین کہ جس کو تم نے ایجاد کیا ہے تو اس سے خسروی رسم ختم ہو جائے گی۔ایسی صورت میں کسی خاندان کا پتہ نہیں چلے گا۔اشرار میدان میں آ جائیں گے جن کی وجہ سے لوگوں کے جان اور مال ضائع ہوں گے۔پھر کہا: اے مزدک اس روز میں نے تمہارے پاؤ ں کا بوسہ لیا تو تمہارے جراب کی بدبو میرے دماغ میں پہنچی۔

اس کے بعد حکم دیا کہ مزدک کو پھانسی پر لٹکا دیں اور فرمایا کہ اس کے پیر جہاں بھی ملیں ان کو پھانسی دے دوں۔ اسی دن ایک لاکھ مزدک کے پیروؤں کے سر کو تن سے جدا کیا اور نہروان اور مدائن کے درمیان میں پھانسی دے دی۔پھر ان کو پھانسی سے اتار دیا اور لوگوں کی عورتوں کو اپنے شوہروں کے گھروں میں بھیجا اور جو مال بھی مزدکی لے گئے تھے اس کو واپس کر دیا اور صاحب مال کے حوالہ کیا اور جو اس دنیا سے چلا گیا تھا اس مال کو اس کے ورثوں کے حوالہ کیا اگر کسی کا وارث نہ ملا تو اس مال کو فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔اس دن سے اس بادشاہ کو انوشیروان عادل کہا جانے لگا۔اس کی عظمت کے لئے اتنا کافی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: وُلِدْتُ فِی زَمَنِ الْمُلِكِ الْعَادِلِ "کہ میری پیدائش بادشاہ عادل کے زمانے میں ہوئی ہے۔انوشیروان نے عدل اور انصاف کے دروازے کھول دیئے اور مملکت کے کام منظم کیا۔وہ مقدس لوگوں کی عزت کرتا تھا۔اس نے درویشوں کو جمع کر کے مزدوری اور زراعت کا حکم دیا۔تا کہ اس مملکت میں کوئی مسکین اور فقیر موجود نہ رہے جو غیر آباد زمین تھی حکم دیا کہ اس کو آباد کریں نیز پراگندہ اور غریب لوگوں کو سرمایہ دیا اور ان کو اپنے وطن بھیج دیا۔ہر ندی پر پل بنوایا راستوں میں مکمل طور پر امن قائم کیا اور اپنی مملکت کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ۔⌘ پہلا حصہ خراسان بجستان کرمان ⌘ دوسرا حصہ اصفہان ،قم آذربایجان ، ارمنیہ ⌘ تیسرا حصہ فارس اہواز

چوتھا ⌘ حصہ عراق، عرب روم کی سرحد تک اور ہر ایک جگہ کے لئے نائب عادل اور ایک قابل اعتماد عاقل کو مقرر کیا جس شخص کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور ہر بچہ کو کہ جس کی عمر بیس سال سے کم تھی نیز تمام عورتوں کو ٹیکس سے معاف رکھا جو مالدار ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق ٹیکس ادا کرے اور یہود ونصاریٰ پر جزیہ رکھا جب سلطنت کا کام مضبوط ہوا تو تین لاکھ جنگی مردوں کو مدائن سے باہر خیمے لگا دیا دیئے اور عموریہ سے گزرے اور حلب میں دونوں لشکروں کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ آخر میں قیصر نے شکست کھائی اور معاہدہ اس پر ہوا کہ وہ جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور قیصر ہر سال چھ کروڑ دینار خالص سونے کا اور بیس کروڑ درہم اور پانچ سو کپڑے حکومت ایران کے حوالہ کرے گا۔ اور یہ بھی طے پایا کہ قیصر ہر سال میں ایک دفعہ اس کے درگاہ میں پیش ہوگا۔ اس کے بعد ایک عہد نامہ اور وثیقہ لکھا گیا اور اس پر انگوٹھی کی مہر لگائی گئی۔ اس کے بعد دونوں لشکروں نے جنگ بندی کا اعلان کیا اور انوشیروان مدائن واپس لوٹ گیا تمام بادشاہ اس کے فرمان کے تابع ہوگئے اور ہر سال تحفے ہدیے اور ٹیکس اس کی درگاہ میں لے جاتے تھے کہ جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سب اس کو ملک الملوک کہتے تھے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ اور اس کی عدالت تمام دنیا میں مشہور ہوگئی۔

جب قیصر کا ایلچی انوشیروان کے پاس آیا تو اس کی پرشکوہ سلطنت اور اس کے قصور وعمارات اور دربار کو دیکھا اس کے دربار میں ایک ٹیڑھی جگہ دیکھی تو اس نے اس کا سبب پوچھا اسے بتایا گیا کہ اس مقام پر ایک بوڑھی کا مکان ہے بادشاہ نے اس گھر کو خریدنے کے لئے بڑی کوشش کی بہت زیادہ قیمت دینے کی پیش کش کی تاکہ دربار کی دیوار سیدھی ہو۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر بادشاہ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ قیصر کا ایلچی کہنے لگا اس دربار کی دیوار کا ٹیڑھا ہونا ایسی سیدھی دیوار سے بہتر ہے جو ظلم کے ساتھ سیدھی کی گئی ہو۔

انوشیروان کے کلمات یہ ہیں: + سب سے فاضل بادشاہ کے لئے وزیر کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے عاقل ترین عورتوں کے لئے بھی شوہر کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ + بہترین گھوڑوں کے لئے چابک واجب ہے اور بہترین تلوار کے لئے صیقل کرنا ضروری ہے + علما کے ساتھ مشورہ کرنے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے جاہلوں سے دوری اختیار کرنا روح کے لئے خوشی کا باعث ہے + مرد وہ ہے کہ مال کی کمی اور زیادہ ہونے سے اس میں تبدیلی واقع نہ ہو چونکہ دارمدار مال پر نہیں ہے + سلطنت کا دارمدار پانچ چیزوں پر ہے پہلی اپنی مملکت کی حفاظت، دوسری شریعت کی پیروی، تیسری نیک لوگوں کو نیک جاننا، چوتھی برے لوگوں کو برائی کی سزا دینا پانچویں اپنے عزیزوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔ + آدمی کی شرافت دوسرے حیوانوں پر عقل سے ہے نہ کہ مال سے اور عقل کی شرافت حکمت کے کسب کرنے پر ہے اور

حکمت کی شرافت خدا کی معرفت کے ساتھ ہے نہ جدل اور مناقشہ کے ساتھ اور معرفت کی شرافت رضا اور عبادت کے ساتھ ہے نہ کہ بتوں کی پوجا کے ساتھ۔ + ہر شخص اپنے آپ کو چار چیزوں سے بچالے تو کسی صورت میں اس کو ملال نہیں ہوگا۔ اول جلد بازی سے دوسرے سستی سے تیسرے خود پسندی سے چوتھے لڑنے جھگڑنے سے۔ + چار چیزیں ہلاکت کا موجب ہیں اول لالچ دوم خوف سوم عار چہارم قرض۔ + چند صفتیں چند لوگوں سے بہت بری ہیں: بادشاہوں سے بے رحمی، علما سے حرص، دولتمندوں سے بخل، جوانوں سے سستی اور بوڑھوں سے زینت اور عورتوں سے بی شرمی۔ + تمام تدبیروں سے اچھا تحمل اور کام کو وقت پر کرنا ہے۔ + نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور کفران سے نقصان اور عذاب ہوتا ہے۔ + جب میں نے عدل اختیار کیا تو اپنے گزشتہ آباء سے زیادہ پایا اور جس دن بادشاہ ہوا اس وقت جان لیا کہ امراء اور لشکر اہل زراعت اور اہل حراثت کے کارکن ہیں۔ لشکر کا قیام ان کی آمدنی سے ہے اور ان کی استقامت لشکر کے قوی ہونے سے ہے۔ پس اہل زراعت سے اس قدر مال لیا کہ لشکر کی حاجت پوری ہوتی ہے اور جو ان کے نفقہ سے زیادہ ہو وہ عمارت کے کام میں آئے پس میں نے ان دو گروہ کو اپنے دو ہاتھوں کی طرح قرار دیتا ہوں کہ اگر ایک کو نقصان ہو تو یہ نقصان دوسرے میں بھی سرایت کر جاتا ہے۔

انوشیروان کے وزیروں میں سے ایک دانشمند بوذر جمہر بن سوخرا کہ اس کا نسب طوس بن نوذر تک پہنچتا ہے، نے شطرنج کے مقابلے میں نرد کھیل کو ایجاد کیا۔ بوذر جمہر انوشیروان کو مزدک کے قتل کرنے پر آمادہ کرتا تھا اور اس کے خواب کی درست تعبیر بھی بتاتا تھا ایک رات انوشیروان نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تخت کے سامنے ایک درخت آشکار ہوا ہے اور ایک دلیر شخص انوشیروان کے گلاس سے شراب پی رہا ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا چند دانا لوگوں سے اس خواب کی تعبیر کا مطالبہ کیا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک بوذر جمہر نے تنہائی میں اس سے کہا: بادشاہ سلامت آپ کے سونے کی جگہ ایک لڑکا ہے کہ مگر آپ کے حرم میں سے کسی ایک پر عاشق ہے اگر آپ چاہیں کہ اس مطلب سے آگاہ ہوں تو ایک ایک عورت کو ننگا کریں اس نے ایسا کیا تو ایک لڑکا آشکار ہوا کہ جو عورتوں کا لباس پہنے ہوئے تھا اور عورتوں کی طرح اس کے گیسو تھے۔ انوشیروان نے اس عورت اور لڑکے کو پھانسی دے دی۔

اس کے بعد کوئی کام بھی بوذر جمہر کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ ایک دن داناؤں میں سے ایک نے انوشیروان سے کہا ملک الملوک نے کہاں سے اس عدل کے طریقہ کو پسند کیا ہے انوشیروان نے فرمایا: جوانی کے دنوں میں ایک دن شکارگاہ میں ایک پیادہ کو دیکھا کہ اس نے ایک پتھر کو اٹھایا اور اس سے ایک کتے کے پاؤں کو توڑا وہ آگے بڑھا چند قدم

اٹھائے تو کہ گھوڑے نے اس کو لات ماری جس سے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ چند قدم کے بعد اس گھوڑے کا پاؤں چوہے کے سراخ میں چلا گیا اور ٹوٹ گیا۔ میں نے جان لیا کہ ہر کام کی سزا ہے۔ گویا انکار نہیں کرنا چاہئے کہ برائی کی جزا اور سزا ہے۔

انوشیروان کی اچھی عادتوں سے ایک عادت یہ تھی کہ اس نے کہا علم نااہل کو نہ سکھائیں اور نااہل لوگوں میں سے قاضی اور حاکم مقرر نہ کیا جائے۔

سبزواری روضۃ الانوار میں لکھتے ہیں کہ انوشیروان جب تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس کو یہ خبر پہنچی کہ آذربیجان کے حاکم نے ایک بوڑھی عورت پر ظلم کیا ہے۔ وہ بوڑھی عورت اس جگہ پر کھڑی ہوگئی کہ جہاں سے بادشاہ کا گزر ہوتا تھا اور شکایت کی انوشیروان نے باڈی گارڈ سے کہا کہ اس کو اپنے گھر میں لے جاؤ اور تمام معیشت کے اسباب اس کے لئے مہیا کرو۔ پھر کسی کو آذربائیجان میں بھیجا تا کہ اس کے حال کی تحقیقات کرے۔ وہ تحقیق کر کے واپس آیا تو بوڑھی عورت کی بات سچ نکلی۔ انوشیروان نے حاکم کو طلب کیا اور اس کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر روکے رکھا اس کے بعد امراء سے سوال کیا کہ آپ اسکے اسباب اور مال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ کہا: اس شان وشوکت کے ساتھ بیچاری بوڑھی عورت کی زمین کو غصب کرے اور ظلم کرے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہئے؟ انہوں نے کہا بادشاہ کا جو فرمان ہو صحیح ہے۔ انوشیروان نے حکم دیا کہ اس حاکم کے سر کے چمڑے کو اتارا جائے اور بوڑھی عورت کی زمین کو اس کے حوالہ کیا۔

نیز اسی کتاب میں کہا گیا ہے کہ انوشیروان نے حکم دیا کہ ایک زنجیر بنائی جائے اور اسے بادشاہ کے قصر کے اوپر شارع عام پر لٹکا دیا گیا تا کہ ہر ضعیف اور جس پر ظلم ہوا ہو زنجیر کے نیچے آئے اور گھنٹی بجائے اور اپنی حالت بغیر واسطہ کے بادشاہ تک پہنچائے۔

ایک دن گھنٹی کی آواز بادشاہ کان میں آئی اس نے قصر کے اوپر سے دیکھا تو ایک گدھے کو پایا جو ضعیف نحیف اور لاغر تھا اور گھنٹی کو حرکت دے رہا تھا۔ انوشیروان نے پوچھا یہ کس کا گدھا ہے؟ تو انہیں کہا گیا کہ فلاں کا ہے گدھا ہے جب تک جوان تھا اصطبل میں باندھتا تھا اب بوڑھا اور ضعیف ہوا ہے تو اس لئے اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ انوشیروان نے حکم دیا کہ اس کو لے آئیں جب اس کو لے آئے تو انوشیروان نے ہدایت دی کہ روزانہ چند کیلو گھاس اس کو کھلائیں گویا بادشاہ کے عدل کا اثر تمام عالم پر ظاہر ہوا اور ناسخ میں انوشیروان کے احوال میں لکھا ہے کہ انوشیروان جب بھی

بادشاہوں کو خط لکھتا تو ان کو سب سے پہلے خدا کے قہر کی تنبیہ کرتا تھا۔ انبیاء کے قصوں اور گزشتہ بادشاہوں کی سیرتوں کو شاہد مثال کے طور پر پیش کرتا تھا۔ اپنی کچھ فتوحات اور عدالت بیان کرتا اور اسکے بعد خط کو ختم کر کے انشاء اللہ کہتا تھا۔

ان نصیحتوں میں ایک نصیحت یہ تھی کہ روزانہ دو مرتبہ علما کے گھروں میں جاؤ ان کا احترام کرو اور اپنے تمام امور کا ان کے بغیر فیصلہ نہ کرو۔ اپنے کام کرنے والے کو لکھتا کہ لشکر کا حق ہمارے اوپر زیادہ ہے واجب ہے کہ ہم ان کو تکلیف نہ دیں۔ دین داروں کا حق بہت زیادہ ہے ان کی راہنمائی سے ہماری عبادت قبول ہوتی ہے اور عمال کا حق ہمارے اوپر یہ ہے کہ ان کے امور میں سختی سے کام نہ لیں تا کہ وہ اپنا بوجھ اپنے نیچے والوں پر نہ ڈالیں

نیز رعایا کا حق ہمارے اوپر یہ ہے کہ ہر وقت ان کی اصلاح کے بارے میں سوچیں۔ بزرگوں کو چاہئے کہ اپنے نیچے کام کرنے والوں سے رعایت کریں اور نیچے والے بڑوں کی خدمت کریں چونکہ مملکت کا دارمدار بزرگوں کے وجود پر نیچے والوں کی اطاعت پر ہے۔ جب ایک شخص نے انوشیروان کو خط لکھا کہ اس شہر میں تاجروں میں سے ایک نے شاہ کے خزانہ سے زیادہ جمع کر رکھا ہے تو انوشیروان نے اس خط کی پشت پر لکھا کہ تو وہ ہم میں سے ہے اگر اس کا مال زیادہ ہوا تو اس سے ہمارے مال میں کوئی کمی نہیں آتی دوسرے نے لکھا بادشاہ کا خزانہ نہیں رہا جو کچھ تھا سب کو خرچ کیا جا چکا تو جواب لکھا کہ ہمارا عیب اس وقت ہے جب اپنے خزانے کو مستحق لوگوں کو نہ دیں تب حسرت ہوگی۔ ایک اور نے لکھا کہ بادشاہ چند لوگوں کے ساتھ لوگوں کے درمیان سے عبور کرتا ہے یہ احتیاط سے بعید ہے۔ کہیں دشمن دھوکہ دیکر بادشاہ کو نقصان نہ پہنچائے تو اس کے جواب میں لکھا: بادشاہ عادل کا نگہبان اس کا عدل ہے۔ ایک اور نے لکھا کہ بادشاہ کے خازن نے تین لاکھ دینار فقراء پر خرچ کیا یہ ایک قسم کی شاہ کے خزانہ میں خیانت ہے جواب میں لکھا جو بھی مستحق لوگوں کو پہنچے اس کو ہم اپنے مال میں اضافہ جانتے ہیں۔

خلاصہ اس کے عدل اور انصاف کی وجہ سے اس کی بادشاہی عظیم ہوئی اس حد تک کہ اس کے دربار میں پانچ کرسیاں رکھی جاتی تھیں۔ ایک چین کے بادشاہ کے لئے دوسری ہندوستان کے بادشاہ کے لئے تیسری امیر طور روم کے لئے چوتھی ترکستان کے بادشاہ کے لئے اور پانچویں بوذرجمہر کے لئے کہ یہ سب ان کرسیوں پر بیٹھ جاتے تھے۔

چوتھا: انوشیروان کے خواب کی حکایت

جب انوشیروان کے 39 سال گزر چکے تو اس کی حکومت میں سے ایک نے خواب میں دیکھا کہ عرب کے اونٹ عجم کے اونٹوں کے ساتھ لڑتے ہیں اور عجم کے اونٹ بکھر گئے ہیں اس خواب کو انوشیروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ نیز انو

شیروان نے خواب میں دیکھا ایوان کے چودہ کنگرے زمین پر گر گئے ہیں اور کسی وزن کے بغیر ایوان کی دیواروں میں شگاف پڑ گیا ہے اور اب تک اس کا نشان موجود ہے۔ یہ واقعات رسول خداؐ کی ولادت کی رات واقع ہوئے اور چودہ کنگروں کا گرنا اور شگاف پڑ جانا انوشیروان کی خواب کے تین دن بعد واقع ہوا۔ اس واقعہ کے بعد یہ خبر پہنچی کہ ساوہ کا دریا خشک ہو گیا وادی سماوہ کا پانی جوش میں آ گیا ہے۔ نیز فارس کا آتش کدہ بجھ گیا ہے۔ اس زمانے تک ہزار سال ہوا تھا کہ نہیں بجھا تھا انوشیروان خوف زدہ ہوا جادوگر کاہن اور اہل نجوم کو بلا کر ان سے یہ واقعہ بیان کیا اور انہوں نے پیش گوئی کی کہ کوئی عرب سے آ کر عجم پر غالب ہوگا اور عجم کے دین میں رخنہ ڈالے گا۔ آپ عرب سے ایک شخص کو لے بلائیں جوان کے اخبار اور کتابوں کو جانتا ہو تا کہ یہ مشکل حل کرے۔

سطیح کا واقعہ

انوشیروان نے عمرو بن ہند کو کہ وہ پہلے حیرہ کا حاکم تھا، خط لکھا کہ عرب کی جماعت سے ایک دانا شخص کو بھیج دیں میں چاہتا ہوں کہ عرب کے اخبار کے بارے میں کچھ اس سے پوچھ لوں۔ عمرو بن ہند نے عبدالمسیح کو بھیجا جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا اور واقعہ سے آگاہ ہوا تو اس نے کہا کہ میرا ایک ماموں ہے جس کا سطیح نام ہے۔ اور وہ شام اور یمن کے درمیان رہتا ہے میں اتنا میں جانتا ہوں کہ یہ مشکل وہ حل کرے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے پاس جاؤں کسریٰ نے اجازت دی اور عبدالمسیح اس پست اور بلند زمین کو طے کرتے ہوئے سطیح کے سرہانے پہنچا۔ وہ اس وقت جان کنی کی حالت میں تھا۔ اس کے سامنے کچھ اشعار پڑھے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے: ایک آدمی تمہارے رشتہ داروں میں سے آیا ہے کسریٰ کے پاس سے حادثہ کو ظاہر کرنے کے لئے کہ جس سے بہت سے لوگ عاجز آ چکے ہیں جب یہ بات سطیح کے کان میں پہنچی اس نے آنکھ کھولی اور کہا کہ عبدالمسیح تو ایک اونٹ پر مسافت کو طے کر کے سطیح کے پاس آیا ہے اس وقت کہ جب وہ سکرات موت میں ہے۔ تجھ کو آل ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے تا کہ خواب کی تعبیر معلوم کر سکے۔ ای عبدالمسیح جب قرآن پڑھنا زیادہ ہو جائے اور صاحب عصا ظاہر ہو جائے اور برانگیختہ کرے دعوت کے لئے تو وہ پیغمبر ہوگا پھر سماوہ کی ندی جاری ہوگی اور ساوہ کا دریا خشک ہوگا اور فارس کا آتش کدہ بجھ جائیگا۔ بابل عجم کا مسکن اور شام سطیح کا مقام نہیں ہوگا اس پر آل ساسان حکومت کریں گے۔

اس کے مرنے کے بعد عبدالمسیح اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور انوشیروان کے پاس آیا اور اس کو واقعہ سے آگاہ کیا انوشیروان نے کہا اس زمانے تک میری اولاد سے چودہ آدمی حکومت کریں گے یہ ایک لمبی مدت ہوگی اس کے بعد جو بھی

ہوجائے۔اوران کو یہ پتہ نہیں چلا کہ اس کی مدت ستر سال سے کم ہوگی۔اسی دن دجلہ سے ایک آواز آئی کہ جودل اور جان کوتوڑنے والی تھی وہ آواز یہ تھی کہ شاہ شکست کھا گیااور دجلہ پر جو پل تھاوہ ٹوٹ گیااور پانی میں بہہ گیا۔انوشیروان بہت زیادہ ڈرگیااس نے اہل نجوم اور داناؤں کو بلایااوراس کا سبب پوچھاتمام لوگوں نے جواب نہ دیااور مہلت مانگی ان لوگوں میں سے ایک شخص کہ ان کو سائب کہتے تھےاوروہ علم قیافہ میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا رات کو شہر سے باہر چلا گیااورایک بلند جگہ پر جابیٹھاوہ آسمان کے اطراف کودیکھتا تھااچانک ایک بجلی کودیکھا کہ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے وہ بڑھتی گئی یہاں تک کہ مشرق تک پہنچی جب صبح ہوئی تواپنے قدم کے نیچے سبزہ پایاپس قیافہ سے اس نے جان لیا کہ ایک بادشاہ حجاز سے ظہور کرے گا کہ اس کی سلطنت مشرق تک ہوگی اس کی حکومت سے بڑی حکومت کوئی نہیں ہوگی یہ اپنے اصحاب کے پاس چلا گیااورساراواقعہ بیان کیا۔سب نے اتفاق کرلیا کہ یہ علامات پیغمبرؐ کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ حجاز میں ظاہر ہوں گی۔وہ ساسانیوں کی حکومت کوتباہ کرے گااور مجوس کا دین ختم ہوجائے گا۔اگر ہم یہ باتیں کسریٰ کو کہیں تووہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گااس کے بعد کسریٰ کے پاس آئے اوراس مطلب کو چھپا کررکھاانہوں نے کہا کہ اس پل کی بنیاداوراس طاق کی عمارت کونحس وقت میں بنایا گیا ہےاب ہم سعدوقت میں اس کو بناتے ہیں تا کہ اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہو۔

کسریٰ نے اس وقت پل کی بنیادرکھی آٹھ ماہ کے بعد پل تیار ہوگیااس پل کے دیوار بنارہے تھےانوشیروان اس بساط پرآکربیٹھااچانک دجلہ کے پانی نے اس پل کواپنے لپیٹ میں لے لیااوراس کو نیچے گرادیادجلہ سے ایک مہیب آوازآئی کہ شاہ کا خاتمہ ہوگیاانوشیروان بڑی مشکل سے دریا کے کنارے پر پہنچاجادوگروں اور نجومیوں کو بلوایاان میں ایک سوآدمیوں کو مارڈالا اور کہا کہ تم نے میری رسم کوتوڑدیااورتم میرے ساتھ مذاق کرتے ہوانہوں نے کہا: حساب کرنے میں غلطی ہوگئی تھی۔ہم سے پہلے لوگوں نے بھی غلطیاں کی ہیں اب صحیح طرح حساب کرتے ہیں تا کہ حساب میں غلطی نہ ہو۔لامحالہ انوشیروان نے خزانہ خرچ کیااورآٹھ ماہ اس پل کے بنانے پرخرچ کئے گئے۔جب پل مکمل ہواتوانو شیروان وہاں پہنچاابھی وہ ختم نہیں ہواتھا کہ ایک خوفناک آوازاس کے کان میں آئی کہ شاہ کا خاتمہ ہوااور پل پانی میں چلا گیاانوشیروان کوغصہ آگیانجومیوں اور جادوگروں سے کہا: خدا کی قسم تم میں سے ایک شخص کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔تم سچ بتاؤ کہ یہ کس چیز کی علامت ہے یہ مجبور ہوکر کہنے لگے: حقیقت یہ ہے جیسا کہ ہم نے جان لیا ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوگااورآپ کی سلطنت کوختم کرے گا۔ہم نے یہ بات اپنی جان کے خوف سے نہیں بتائی تھی انوشیروان نے ان کے جرم کو

معاف کیا اور قضاء پر راضی ہو گیا۔

عضد الدولہ اور قاضی کی خیانت کی حکایت

عضد الدولہ آل بویہ کا چوتھا بادشاہ تھا اس کا نام فنا خسرو اور لقب تاج الملوک اور ملک الملوک تھا۔ اس نے 34 سال حکومت کی اس نے اس دنیا میں 48 سال زندگی گزاری۔ عضد الدولہ کے جاسوسوں میں سے ایک نے خبر دی کہ بغداد کے پل پر ایک جوان کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ اس کے چہرے اور گردن پر زخم کے نشان تھے مجھے دیکھا اور سلام کیا۔ میں نے اس کا جواب دیا میں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تمہیں بہت زیادہ محزوں اور پریشان دیکھ رہا ہوں ؟! کہنے لگا میرا واقعہ بہت طولانی ہے میں چاہتا ہوں کسی ایسے شہر میں جاؤں کہ جہاں عادل بادشاہ اور متدین قاضی ہو۔ میں نے کہا جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو عضد الدولہ سے زیادہ عادل بادشاہ چاہتے ہو اور قاضی ہمارے شہر کے قاضیوں سے زیادہ متدین اور زیادہ عالم ہو ان سے بڑھ کر کس کو طلب کرتے ہو اس نے کہا: اگر بادشاہ بیدار ہوتا تو اس کا قاضی خیانت کار نہ ہوتا۔ میں نے کہا تم نے بادشاہ کی غفلت اور قاضی کے واقعہ سے کیا دیکھا۔ اس نے کہا جان لو! میں فلاں تاجر کا بیٹا ہوں اور میرے باپ کے رہنے کی جگہ اس شہر میں فلاں ہے اور میرے باپ کو سب جانتے ہیں کہ میرا باپ مال دار شخص تھا۔ میرا باپ فوت ہو چکا میں لہولعب اور شراب خوری میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق سے میں بہت زیادہ بیمار ہو گیا میں اپنی زندگی سے ناامید ہوا تو میں نے نذر کہ اگر اس بیماری سے میری جان بچ گئی تو میں حج بیت اللہ کی سے مشرف ہوگا خدا نے مجھے شفا دی تو اپنے مال کو نقد رقم میں قرار دیا وہ پچاس ہزار دینار تھے میں نے اپنے آپ سے کہا اس پچاس ہزار دینار کو اپنے ساتھ لے جانے میں مصلحت نہیں ہے میرے لئے بیس ہزار کافی ہیں اس لئے میں چلا گیا اور دو لوٹے خرید لئے اور لوٹے میں پندرہ پندرہ ہزار دینار ڈال دیئے اور اس پر مہر لگا دی۔ اپنے آپ سے کہا قاضی سے زیادہ امین کون ہو سکتا ہے وہ عالم اور حاکم ہے بادشاہ نے لوگوں کے مال اور خون کو اس کے سپر کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے۔ وہ بہر حال خیانت نہیں کرے گا اس لئے میں نے وہ دو لوٹے اس کے پاس لے گیا اور اس کے پاس امانت رکھ دیئے اس نے قبول کیا میں نے بھی بیس ہزار دینار اس سے لیا اور حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گیا زیارت کے بعد مدینہ منورہ گیا اور زیارت رسولؐ کے بعد روم کی طرف چلا گیا اور رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا چند زخم میرے بدن پر لگے۔ وہ میرا سارا مال لوٹ کر لے گئے چار سال تک ان کے پاس اسیر رہا روم کا بادشاہ بیمار ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اسیروں کو رہا کریں۔ ان میں سے ایک میں بھی تھا کہ جو رہا ہوا بڑی مشکل سے میں بغداد پہنچ گیا۔ میں خوش تھا کہ قاضی کے پاس تیس ہزار دینار ہیں

میں قاضی کے پاس گیا سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھا اور اپنا واقعہ اول سے آخر تک بیان کیا اور اس سے دونوں لوٹوں کا مطالبہ کیا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں دوسرے دن پھر اس کے پاس گیا اور کہا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے شرم کے مارے اپنے گھر میں نہیں گیا میرا ہاتھ خالی اور میرے کپڑے پرانے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے رات ایک خراب مسجد میں گزاری ہے مجھے وہ دو لوٹے کہ جو امانت کے طور پر آپ کے پاس رکھے تھے کہ ضرورت میں کام آئیں واپس کر دیں۔ قاضی نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ بھی نہیں کہا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اس وقت وہ کھڑا ہو گیا اور گھر چلا گیا میں بھی چلا گیا۔ میں تیسرے دن پھر اس کے پاس گیا اس دفعہ میں نے سختی سے کہا اس نے مجھے کہا کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا دماغ سفر کرنے کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے کہ بہت زیادہ بیہودہ باتیں کرتے ہو۔ نہ میں تمہیں جانتا ہوں نہ یہ کہ جو تم کہتے ہو اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے۔ اٹھو میرا دماغ نہ کھاؤ۔ میں نے کہا اے قاضی! خدا سے ڈرو اور خدا کے عذاب سے ڈرو۔ اس نے کہا: وعظ نہ کرو اور مجھے تکلیف نہ دو پھر میں نے کہا ان دو لوٹوں میں سے ایک آپ رکھ لیں اور ایک میں لے جاتا ہوں میں بہت زیادہ محتاج اور پریشان ہوں قاضی نے کہا تم دیوانے ہو گئے ہو تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے پاگل ہونے کا حکم دوں تا کہ تمہیں پاگلوں کے ہسپتال میں بند کر دیا جائے۔ جب تک تمہاری جان ہے اس وقت تک وہیں پر رہو جب مر جاؤ گے تو وہاں سے تمہاری نجات ہو گی۔ میں ڈر گیا اور جان لیا کہ قاضی ایسا خیال رکھتا ہے اگر وہ حکم کرو تو میں زنجیر میں بند ہو جاؤں گا اس لئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر عضد الدولہ اب بھی بیدار ہوتا تو تیس ہزار دینار قاضی نہ کھاتا۔ اس مرد نے سارا واقعہ عضد الدولہ کو لکھا جب عضد الدولہ نے خط پڑھا تو اپنی انگلی کو دانتوں میں لیا اور کہا: کوئی شئے جتنی بھی گندی ہو اس کا علاج نمک سے ہوتا ہے اور اگر نمک خود خراب ہو جائے تو اس کا علاج کس سے کیا جائے۔ اس نے حکم دیا شام کی نماز کے وقت اس جوان کو میرے پاس لے آئیں جب وہ حاضر ہوا اور اپنا قصہ بتایا تو عضد الدولہ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اور کہا یہ کیا ہوا ہے میں کیا کہوں اس قاضی سے کہ جس کو مسلمانوں کے مال اور خون کا امین قرار دیا ہے اور کافی تنخواہ دے رہا ہوں تا کہ کسی سے رشوت نہ لے اور لوگوں کا کام کرے اور شرع کے مطابق عمل کرے ایک عالم شخص اگر میرے ملک میں ایسا کرے تو پھر دوسرے شہروں میں کیا حالت ہو گی لوگ کس قدر خیانت کریں گے۔ اس کے بعد اس جوان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: خدا کی قسم مجھے خوشی نہیں ہو گی آرام سے نہیں سوؤں گا کہ جب تک تمہارا حق تمہارے حوالہ نہ کروں اور اس قاضی سے انتقام نہ لوں۔ اس کے بعد دو سو دینار اور پانچ کپڑے اس کو دیئے اور کہا کہ آج کی رات اصفہان میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہارے ساتھ اچھا

سلوک کرے گا تم وہیں پر رہو جب بھی میں تمہیں بلاؤں میرے پاس چلے آنا اس وقت وہ جوان اصفہان چلا گیا قاضی نے بھی اس جوان کا کوئی اثر نہیں دیکھا خوش حال ہوا کہ تیس ہزار دینار میرے حصے میں آ گئے لیکن میں صبر کرتا ہوں ایک سال تک یہاں تک کہ اس کی موت کی خبر سن لوں۔

ادھر عضد الدولہ نے کسی کو بھیجا کہ اور تنہائی میں قاضی کو بلایا اور اس سے کہا: تم جانتے ہو کہ میں نے تجھے کس لئے بلایا ہے؟ اس نے کہا کہ بادشاہ بہتر جانتا ہے۔ عضد الدولہ نے کہا: جان لو میں نے فکر کیا اس دنیا کی مملکت پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کوئی ایسا پیدا ہو سکتا ہے کہ اس سلطنت کو مجھ سے لے لے۔ جیسا کہ تم نے دوسروں سے لیا یا خالق کی طرف سے حکم آئے اور ہمیں سلطنت کے تخت سے تابوت میں منتقل کر دیا جائے۔ میری موت کے لئے کسی کا کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں اپنے اموال کا امین بنا دوں اس کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلے۔ چونکہ میرے گھر میں چھوٹے بچے بیٹے بیٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو یہ سلطنت کسی اور کے ہاتھ میں آ جائے گی۔ یہ بچے ہاتھ سے نکل جائیں گے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر میں ایک سرداب بنا لوں کہ اس میں سونے اور چاندی سے قیمتی جواہرات بھر دوں کہ تم میرے بعد میرے بچوں کی سرپرستی کرو اور لڑکیوں کی جہیز دو تا کہ ان کی شادی ہو جائے۔ بیٹوں کو کافی سرمایہ دو کہ جو معاشرہ کی خدمت کریں میں تجھ سے زیادہ امین کسی کو نہیں سمجھتا ہوں اس کے بعد دو سو دینار اس کو مکان بنانے کے لئے دیئے اور کہا جب بھی اس سے زیادہ کی ضرورت پڑ جائے تو مجھے بتا دیں قاضی نے کہا: اَیُّهَا الْمَلِكُ اَیَّدَكَ اللّٰه اس مقدار رقم اپنے پاس سے خرچ کروں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عضد الدولہ نے کہا کہ سزاوار نہیں ہے کہ ہماری اہم چیزوں کے لئے اپنا زر خرچ کریں قاضی باہر چلا گیا اور بہت زیادہ خوش ہوا وہ اپنے آپ سے کہتا تھا میرا بخت بیدا ہوا جب بادشاہ مرے گا یا قتل ہو جائیگا تو یہ سارا مال میرے اور میری اولاد کے نصیب میں ہوگا کسی کے پاس سند اور گواہ اور ثبوت موجود نہیں ہے اور وہ جوان مجھ سے ان دولتوں کو نہیں چھین سکے گا اس کے بعد جلدی جلدی سرداب بنانے لگا جب سرداب مکمل ہوا عضد الدولہ کو خبر دی تا کہ سرداب دیکھنے کیلئے آ جائے آدھی رات کو عضد الدولہ قاضی کے گھر گیا اور سرداب کو دیکھا اور قاضی کی بڑی تعریف کی اور کہا میں نے جان لیا کہ تم اپنے کام میں بہت کوشش کرتے ہو الحمد اللہ میرا گمان آپ کے بارے میں خطا نہیں گیا۔ آپ نے میرا دل اس اہم کام سے فارغ کر دیا: اب فلاں دن فلاں وقت میرے پاس آ جاؤ اور وہ جواہرات کہ جو میں نے جمع کئے ہیں ان کو دیکھ لو تا کہ آدھی رات کو جن چند قیدیوں کا قتل کرنا واجب ہے اس تمام مال کو ان کے ذریعے اٹھوا کر سرداب میں رکھوا دیں

اور اس کے بعد ان کو قتل کر دیں تا کہ کسی کو اس راز کا پتہ نہ چلے۔ قاضی اس سے بہت زیادہ خوش ہوا۔ دوسری طرف عضد الدولہ نے ایک شخص کو بھیجا اور اس جوان کو بلایا کہ فلاں دن قاضی کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کرو وہ تمہیں دے دے گا جب لے لیں تو ان دونوں لوٹوں کو لے کر قاضی کے آنے سے پہلے میرے پاس آ جانا اور میری مجلس میں حاضر ہو جانا۔ اس جوان نے قبول کیا وہ اس معین وقت میں قاضی کے پاس گیا اس سے کہا: اے قاضی میں نے آج تک صبر کیا میں نے تیری عزت کا خیال رکھا اب اس سے زیادہ وہ صبر نہیں کر سکتا ہوں اور تمام شہر والے جانتے ہیں کہ میرے باپ کتنا کیا کچھ مال تھا میری بات سب کے نزدیک مقبول ہے اگر تم نے زر دیا تو ٹھیک ورنہ میں عضد والدولہ کے پاس جاتا ہوں اور اس سے تمہارے بارے میں شکایت کرتا ہوں اور تمہاری عزت کو خاک میں ملا دوں گا قاضی نے اپنے آپ سے کہا اگر یہ جوان جا کر عضد الدولہ سے شکایت کرے اور سارا واقعہ اس کو بتا دے تو کم از کم میرے حق میں بدگمان ہوگا اور سب جواہر میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے صحیح یہ ہے کہ اس جوان کے مال کو اس کے حوالہ کر دوں۔ اس کے بعد اس جوان کو تنہائی میں بلایا اور اس پر بہت زیادہ نوازش کی اور کہا تو میرا دوست اور دوست زادہ ہے۔ میرے بیٹے کی جگہ پر ہے میں ایک مدت سے تجھے تلاش کرتا تھا الحمد اللہ کہ تجھے دیکھ لیا اب میری ذمہ داری ختم ہوئی اس کے بعد اٹھا اور دونوں لوٹوں کو ان جوان کے حوالہ کیا اور کہا یہ تمہارا زر ہے اب جہاں جانا چاہو چلے جاؤ وہ جوان اس رقم کو لیکر عضد الدولہ کے دربار میں داخل ہوا اور دونوں لوٹوں کو ان کے پاس رکھ دیا عضد الدولہ نے کہا الحمد اللہ کہ حق حقدار کو پہنچا اور تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے کیا حیلہ اختیار کیا ہے یہاں تک کہ یہ رقم تمہارے پاس پہنچی بزرگوں نے پوچھا عضد الدولہ واقعہ کیا ہے؟ تو عضد الدولہ نے سارا واقعہ بتا دیا سب سے اس کی اس سیاست اور عقلمندی پر تعجب کیا۔ پھر شہر کے چوکیدار سے کہا کہ جا کر قاضی کو سر برہنہ عمامہ اس کی گردن میں ڈال کر میر پاس لے آؤ۔ چوکیدار نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب عضد الدولہ کی نظر اس پر پڑی تو کہا تم ایک بڑے عالم ہوا۔ تم قبر کے قریب پہنچنے والے ہو اس کے باوجود یہ خیانت کرتے ہو پھر ہم دوسروں سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ قاضی نے اس جوان کو وہاں پر دیکھا اور دو لوٹوں کو اس کے پاس دیکھا اس نے جان لیا کہ عضد الدولہ نے جو کچھ کیا صرف ان دو لوٹوں کی وجہ سے کیا ہے۔ اپنے ہلاک ہونے کا اس کو یقین ہو گیا۔ عضد الدولہ نے کہا اب مجھے پتہ چلا کہ یہ سارا مال رشوت اور خیانت کی وجہ سے جمع کیا ہے اب تمہاری جزا یہ ہے چونکہ تم بوڑھے عالم ہو میں تجھ کو قتل نہیں کرتا لیکن جو کچھ تمہارے پاس مال ہے حکومت کے خزانہ میں جمع کروا دو جو مال اور ملکیت اس کی تھی اس سے لے لئے اور اس کو قضاوت سے بھی معزول کر دیا۔ جب تک وہ زندہ رہا کوئی کام اس کو کرنے نہیں دیا

وہ جوان اپنی رقم کولیکر اپنے کام پر چلا گیا یہ ہے خیانت اور حرص کا ثمرہ کہ اس سے دنیا اور آخرت میں خسارہ ہے۔

قاضی کی خیانت اور سلطان محمود

علامہ سبزواری روضۃ الانوار میں مذکورہ حکایت کے بعد کہتے ہیں کہ خواجہ نظام الملک نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے دو ہزار اشرفیاں سبز تھیلے میں بند کر کے مہر لگا کر قاضی کے پاس بطور امانت رکھیں اور سفر پر چلا گیا جب سفر سے واپس آیا تو قاضی نے کیسہ کو مہر کے ساتھ اس کے حوالہ کیا جب گھر میں لے آیا تو دیکھا کہ تھیلہ پیتل سے بھرا ہوا ہے۔ قاضی کے پاس آیا کہ میں نے آپ کو اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا دیا تھا اب پیتل سے بھرا ہوا ہے۔ قاضی نے کہا تم نے میرے حوالہ کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اس میں اشرفیاں ہیں تم نے ایک تھیلا دیا تھا کہ جس پر مہر لگی ہوئی تھی اب میں نے تمہیں مہر کے ساتھ حوالہ کیا ہے میں نے تمہیں کہ یہ تمہارا تھیلا ہے۔ تم نے کہا ہاں ٹھیک ہے اب دوبارہ میری جان سے کیا چاہتے ہو۔ وہ شخص سلطان محمود کے پاس گیا اور اس کو سارا واقعہ بتایا اور درخواست کی: اے بادشاہ! میری فریاد کو پہنچیں میں آدھی روٹی پر بھی قادر نہیں ہوں۔ سلطان نے کہا جا کر اس تھیلا کو میرے پاس لے آؤ۔ سلطان نے اس کو بہت غور سے دیکھا لیکن اس میں کوئی شگاف نہ تھا آخر اس شخص سے کہا کہ اس تھیلہ کو میرے پاس رکھ دو اور جا کر خزانہ سے ہر مہینہ دس دینار اور ہر روز تین من (فارسی) روٹی اور ایک من گوشت لے لیا کرو۔ میں اس کے بارے میں فکر کروں گا وہ شخص اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتا رہا اور سلطان نے یہی سمجھا کہ اشرفیوں کو اسی تھیلا سے نکالا گیا ہے اور پھر پیتل سے بھر دیا گیا ہے اور اس شگاف کو رفو کیا گیا ہے۔ پس ایک قیمتی جبہ تھا ہمیشہ اس کو خادم کے حوالہ کرتا ہے خادم کو بتائے بغیر اس جبہ کا ایک حصہ پھاڑ دیا اور اسی جگہ رکھ دیا اور شکار کے لئے چلا گیا خادم اس جبہ کے پاس آیا کہ اس کو تیار کر کے رکھے اور حاضر کرے کہ بادشاہ جب بھی شکار سے واپس لوٹے تو اس کو پہن لے۔ تو دیکھا کہ جبہ کا ایک حصہ پھٹا ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر افسوس ہوا اگر بادشاہ کو پتہ چل جائے تو مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا ان خدمت گاروں کے درمیان ایک بوڑھا خدمت گار تھا جب اس نے اس خدمت گار کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے اس کے سامنے واقعہ بیان کیا کہ کسی کو مجھ سے دشمنی تھی اس لئے جبہ کو پھاڑ دیا ہے اور میری ہلاکت کے اسباب فراہم کیا ہے اس بوڑھے نے کہا: اس بات کا کو تمہارے علاوہ کسی کو پتہ چلا ہے؟ کہا نہیں بوڑھے نے کہا خوش رہو۔ میں اس کا انتظام کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ فلاں محلہ میں ایک شخص رہتا ہے اس کا نام احمد رفوگر ہے اس جبہ کو اس کے پاس لے جاؤ ایسا رفو کرے گا کہ کسی کو اس کے شگاف کا پتہ نہیں چلے گا وہ جو بھی اجرت مانگے دے دینا۔ بادشاہ تین دن کے بعد شکار سے

آئے گا اس خادم نے اس جبہ کو احمد رفوگر کے پاس لے گیا کہا اس جبہ کو اس طرح رفو کریں کہ کسی کو شگاف کا پتہ نہ چلے اس سے پوچھا کہ کتنی اجرت ہے اس نے کہا کہ آدھا دینار خادم نے کہا میں تمہیں ایک دینار دیتا ہوں اس کو جلد از جلد ٹھیک کریں اس نے کہا کہ نماز عصر کے بعد مجھ سے لے لینا۔ وعدہ کے مطابق رفوگر کے پاس گیا اس نے ایسا رفو کیا تھا کہ اس کے شگاف کا پتہ نہیں چلتا تھا وہ خوش ہوا اور جبہ لے آیا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا جب بادشاہ واپس آیا اور اس سے جبہ طلب کیا تو خادم نے حاضر کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ جبہ پھٹا ہوا تھا۔ خادم نے کہا پھٹا ہوا نہیں تھا بادشاہ نے کہا اے احمق نہ ڈرو میں نے خود اس کو پھاڑ دیا تھا اب بتاؤ کہ کس نے اس کو اس بہترین طریقہ پر رفو کیا ہے خادم نے کہا احمد رفوگر نے کیا ہے۔ کہا جا کر اس کو میرے پاس بلالاؤ خادم نے اس کو حاضر کیا سلطان نے کہا اے استاد اس جبہ کو تم نے رفو کیا ہے؟ کہا: ہاں! سلطان نے کہا: بہت اچھا رفو کیا ہے بتادو کہ میں جانوں کہ اس رفو میں تم سے زیادہ ماہر استاد اس شہر میں ہے؟ کہا نہیں ہے سلطان نے کہا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مجھے سچ بتانا کیا تم ان چند سالوں میں محتشمی کے گھر گئے ہو اور سبز دیبا کے تھیلا کو رفو کرنے کے لئے اس نے تمہیں کہا۔ ہاں میں گیا تھا رفو بھی کیا تھا۔ سلطان نے کہا اگر اس تھیلے کو دیکھو گے تو اس کو پہچان لو گے کہا ہاں سلطان نے اس تھیلا کو رفوگر کے ہاتھ میں دے دیا اور یہ وہی ہے کہ جس کو تم نے رفو کیا ہے؟ کہا ہاں اور رفو کی جگہ بھی بتادی۔ سلطان نے اس کی مہارت کو دیکھ کر تعجب کیا۔ پھر اس سے کہا اگر قاضی کو یہاں حاضر کروں تو تم گواہی دو گے کہ میں نے اس تھیلا کو رفو کیا تھا۔ وہ کہنے لگا ہاں میں گواہی دوں گا۔ سلطان نے کسی کو بھیجا تا کہ قاضی کو لے آئے اور کسی اور کو بھیجا تا کہ تھیلے کے صاحب کو بلالاؤ۔ جب تھیلے کا مالک حاضر ہوا تو اس وقت سلطان قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو بوڑھے اور عالم بھی ہے۔ میں نے تمہارے اوپر اعتماد کیا۔ لوگوں کا مال، ناموس، عزت، خون تمہارے حوالہ کیا اور ایک شخص کی دو ہزار اشرفیاں تمہارے حوالے کیں۔ میں تمہیں ٹھیک ٹھاک تنخواہ دے رہا ہوں کیا تمہارے لئے مناسب ہے کہ کسی مسلمان شخص کو اپنے مال سے محروم کرو؟! اس نے کہا: اے بادشاہ! یہ آپ کیا کہتے ہیں میں نے کس کا مال لیا ہے؟! سلطان نے تھیلا دکھادیا اور کہا اس تھیلے سے اشرفیاں نکالی ہیں اور اس کی جگہ پیتل رکھ دیا اور احمد رفوگر کو دیا ہے کہ وہ تمہارے لئے رفو کرے۔ احمد نے بھی گواہی دی کہ میں نے اس تھیلے کو رفو کیا تھا قاضی شرمندہ ہوا اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ ڈر کی وجہ سے لرزنے لگا وہ بات نہیں کر سکتا تھا سلطان نے قاضی کو پکڑلو اور اس کو بند کر دو یہاں تک کہ دو ہزار اشرفیاں اس شخص کو دے دے ورنہ حکم دوں گا کہ اس کی گردن اڑا دیں قاضی سلطان کے سامنے سے چلا گیا۔ وہ نیم مردہ دکھائی دیتا تھا اس کو کہا گیا کہ دو ہزار اشرفیاں حاضر کرے قاضی نے اپنے وکیل کو بلایا اور

اس کو حکم دیا کہ جا کر فلاں مکاں سے دو ہزار اشرفیاں لے آئے اور اس تھیلے کے صاحب کے حوالے کرے۔اس وکیل نے قاضی کے کہنے کے مطابق عمل کیا دوسرے دن سلطان محکمہ عدالت میں بیٹھ گیا اور امراء اور بزرگان کے سامنے قاضی کی خیانت کی تشریح کی۔پس اس نے حکم دیا تا کہ قاضی کو حاضر کریں۔

بزرگوں نے سفارش کی کہ یہ ایک بوڑھا عالم ہے آخر اس نے اپنی جان کو پچاس ہزار اشرفیوں میں خریدا اس کے بعد قضاوت کا منصب اس کو نہ دیا گیا۔یہ ہے خیانت اور بد دیانتی کا نتیجہ۔ایسا انسان دنیا اور آخرت میں خسارہ میں ہے۔

امیر کی خیانت اور درزی کا اذان دینا

روضۃ الانوار میں کہا گیا ہے: خواجہ نظام الملک طوسی نے اس کتاب میں سلطان ملک شاہ کی نصیحت کیلئے لکھا ہے کہ معتصم عباسی کی سلطنت کے زمانے میں بنی عباس کے خلیفہ میں آٹھواں خلیفہ تھا۔امراء میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغداد میں کسی کو جانتے ہیں کہ جس سے پانچ سو دینار قرض لے لوں اور جب اس کی قیمت بلند ہو تو اس کو ادا کر دوں چونکہ مجھے ایک مہم درپیش ہے۔اس کو بتایا گیا ہم ایک شخص کو جانتے ہیں کہ جس نے چھ سو دینار ایک دراز روزگاری کے لئے حاصل کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے لئے سرمایہ کسب کرے۔اگر اس سے طلب کریں کوئی اچھی جگہ بٹھا دیں اس کے ساتھ لطف سے پیش آئیں اس کے ساتھ غذا بھی کھالیں ممکن ہے کہ وہ حیا سے آپ کی بات کو نہ ٹھکرائے میٹھی باتوں سے اس رقم کو اس سے لے سکتے ہیں۔امیر نے اس رائی کو پسند کیا اس مرد کو بلوایا اس کے لئے کھڑے ہو کر احترام کیا اور اس کو صدر مجلس میں جگہ دی اور کہا اے خواجہ میں نے آپکی دیانت اور سیرت کی بڑی تعریف سنی ہے جب بھی تمہیں کوئی حاجت یا کام ہو تو ہماری طرف رجوع نہیں کرتے ہو۔اس بیچارے نے اس مکار پر یقین کیا اور کہا کہ امیر کی عمر طویل ہو۔اس کے بعد امیر نے اس شخص سے بہت پیار و محبت سے خطاب کیا: اے خواجہ اس گھر کو اپنا گھر سمجھیں میرے ساتھ دوستی رکھیں میں تمہاری مشکلات میں تمہارا مددگار بنوں گا اس کے بعد حکم دیا کہ کھانے کا دسترخواں بچھا دیں امیر نے اس کو اپنے پاس بٹھا دیا جب بھی اٹھاتے تو اس شخص کے پاس رکھ دیتے تھے جب کھانے سے فارغ ہوا اور ہاتھ دھوئے تو اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم جانتے ہو کہ میں نے کیوں زحمت دی۔کہا: امیر جانتا ہے کہا میرے اس شہر میں بہت زیادہ دوست اور احباب ہیں اگر ان سے پانچ ہزار یا دس ہزار چاہوں تو منت کے بغیر مجھے دیتے ہیں لیکن میں نہیں چاہتا ہوں کہ ان سے درخواست کروں چونکہ آپ ایک متقی اور پرہیزگار ہیں تمہاری رقم اس کام کے لئے جو میں جانتا ہوں بہت زیادہ مناسب ہے۔میری غرض یہ ہے کہ آپ مجھے ایک ہزار دینار دے دیں چار مہینے تک ایک

کپڑے کے ساتھ تمہیں دوں گا میں جانتا ہوں کہ آپ اتنی رقم دے سکتے ہیں اور امیر کے سب ساتھیوں نے اس شخص کے بارے میں کہا: اے خواجہ تو امیر کو نہیں جانتا ہے کہ لوگوں نے اس سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے اور اس کو کس طرح امین جانتے ہیں۔ اس وقت خزانہ میں ایک ہزار سے زیادہ ہے لیکن اس کام میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس سے خرچ کروں چونکہ آپ نے حلال کی کمائی کی ہے کہ جو اس کام کے لئے مناسب ہے۔ اس شخص نے کہا اے امیر خدا جانتا ہے کہ میرے پاس چھ سو دینار سے زیادہ نہیں ہے ایک لمبی مدت میں نے اس رقم کو حاصل کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ایسا کام کروں کہ جس سے میرا فائدہ ہو امیر نے کہا میں ان چھ سو دینار کو سات سو دینار اور کپڑے کے ساتھ تمہیں دے دوں گا اس شخص نے کہا اس مقدار میں ہو تو کوئی حرج نہیں میں اس رقم کو تمہیں دے دیتا ہوں اس کے بعد وہ رقم اس کے حوالہ کی جب وعدہ کا وقت آ پہنچا تو وہ شخص امیر کو سلام کرنے کے لئے گیا لیکن اس نے کچھ نہ کہا بلکہ اپنے آپ سے کہا کہ امیر مجھے دیکھ لے تو جان لے گا کہ میں کس کام کے لئے آیا ہوں وعدہ سے دو ماہ گزر گئے۔ وہ کئی مرتبہ آیا، مگر امیر نے کوئی بات نہ کی۔ مجبور ہو کر ایک درخواست لکھی اور اس کو دی کہ آپ میری رقم واپس کر دیں۔ مجھے اس کی ضرورت ہے وعدہ کے بعد دو ماہ گزر گئے ہیں۔ امیر نے اس کے جواب میں کہا تم خیال کرتے ہو کہ میں غافل ہوں یہ ذہن میں رکھیں میں تمہاری رقم کی فکر میں ہوں چند روز مجھے مہلت دو میں اس رقم کو تمہارے گھر بھیج دوں گا مزید دو مہینے صبر کیا پھر بھی کوئی پتہ نہ چلا ایک اور درخواست لکھ کر دیا پھر بھی کوئی پتہ نہ چلا تو ایک اور درخواست لکھ کر دی پھر بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا یہاں تک کہ آٹھ مہینے گزر گئے قاضی امراء وغیرہ سے سفارش کرائی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا ہر بڑے سے سفارش کروائی ڈیڑھ سال گزر گیا مکمل طور پر مایوس ہوا اور ہر طرف سے عاجز اور بیچارہ ہوا اور وہ راضی ہوا کہ اصل مال میں سے سو دینار کم کرے اور باقی رقم دے دیں پھر بھی فائدہ نہ ہوا سب لوگوں سے مایوس ہوا تو مسجد کی طرف چلا گیا کہ چند رکعت نماز پڑھ لے اور خدا سے نالہ و فریاد کرنے لگا اور کہنے لگا: اے میرے رب! تو مجھ کو میرا حق پہنچا دے ایک شخص نے اس مسجد میں اس نالہ و فریاد کو سنا اور اس کے پاس آیا اس سے حالات کو پوچھا تو اس نے کہا کہ امیر نے مجھ سے قرض لیا ہے اور واپس نہیں کرتا ہے نیز اپنا سارا واقعہ اس کو بتا دیا اس شخص نے کہا اب تمہارا غم دور ہوا اور کشایش کا دروازہ کھل گیا جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے تو تمہارا حق تمہیں ملے گا اور وہ یہ ہے کہ اب اٹھ کر فلاں محلہ میں چلے جاؤ اور مسجد کے پہلو میں ایک منارہ ہے اس منارہ کے نیچے درزی کی دکان ہے ایک شخص اس دکان میں پرانے کپڑے سیتا ہے اس کے دو شاگرد ہیں وہ شخص پیوند لگا ہوا لباس پہنے ہوگا، اس کو سلام کریں اور اس کے پاس بیٹھ جائیں اور اپنا واقعہ اس کو بتا دیں وہ تمہاری رقم اس سے لے لے گا

اور تجھ کو دے دے گا جو کچھ میں نے کہا اس میں سستی نہ کرو تب تم اپنے مقصود پر پہنچو گے وہ شخص مسجد سے باہر آیا اور اپنے آپ سے کہا تعجب ہے ان سب بزرگوں کو وسیلہ قرار دیا ان سے بات چیت کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا کس طرح یہ درزی میرا کام کرتا ہے آخر میں کہا کہ اگر فائدہ نہ ہو تو ضرر بھی نہیں ہے آہستہ آہستہ درزی کی دکان پر پہنچا سلام کیا اور بیٹھ گیا درزی نے حالات کا پوچھا اس نے اپنا واقعہ بیان کیا درزی نے کہا کاموں کو اللہ مکمل کرتا ہے میں خدا کے لئے ایک بات کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ تم اپنے مقصد پر پہنچو گے۔ دیوار کا سہارا لو اور تھوڑی دیر آرام کرو اس کے بعد اس چھوٹے شاگرد سے کہا کہ فلاں امیر کے گھر جاؤ جو بھی وہاں آئے یا باہر نکلے اس سے کہو کہ درزی کا شاگرد دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس کے پاس ایک پیغام ہے جب وہ تمہیں اندر بلائے تو سلام کرو اور کہو کہ استاد نے سلام بھیجا ہے اور کہتا ہے ایک مظلوم شخص میرے پاس آیا ہے اور آپ سے سات سو دینار کی ایک سند آپ کے اقرار پر مبنی مبلغ سات سو دینار کا ایک اقرار نامہ ہاتھ میں ہے وعدہ کے مطابق اس سے دیڑھ سال گزر گیا ہے۔ اب آپ اس کا تمام حق ادا کریں اور اس کو خاش کریں۔ شاگرد چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ امیر نے تجھ کو سلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی وقت اس کے پیسے لے آتا ہوں اس شخص نے تعجب کیا کہ بادشاہ اپنے آدمی کو ایسا حکم نہیں دیتا یہ خیاط یہ درزی ایک چھوٹے بچہ کے ساتھ امیر کو پیغام پہنچا دے اور اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ امیر کا جواب اور سلام پہنچانا اور یہ کہ درزی کے امر کو جلدی سے انجام دینا وہ اس فکر میں تھا کہ اتنے میں امیر اپنے دونوکروں کے ساتھ پہنچا اور گھوڑے سے پیادہ ہوا اور درزی کے ہاتھ کا بوسہ دیا اور اس کے سامنے بیٹھا اور ایک تھیلا نکالا اور پانچ سو دینار کو شمار کیا اور اس شخص کے حوالے کیے اور کہا: دو سو دینار کل فراہم کروں گا اور کہا کہ یہ تقصیر میرے وکیلوں کی طرف سے تھا میں اپنے بہت زیادہ کام کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتا تھا اس قسم کے بہت زیادہ عذر پیش کر چکا اس کے بعد درزی کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور سوار ہو کر چلا گیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں اتنا خوش تھا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں کس عالم میں ہوں ان میں سے سو دینار درزی کے سامنے رکھا اور کہا میں راضی تھا کہ اصل رقم سے سو دینار کم دے اب آپ کی برکت سے مجھے سارا حق ملا ہے اس لئے آپ مجھ سے سو دینار قبول کریں۔ درزی کا چہرہ بدلا اور کہا: میں اس وقت خوش ہوں کہ ایک مسلمان کا میری باتوں سے رنج اور غم دور ہو جائے اور اس کا حق اس کو پہنچے۔ اگر میں نے تم سے یہ سو دینار قبول کیے تو میں سب سے زیادہ ظالم ہوں گا اپنی رقم اٹھالیں اور سلامتی کے ساتھ چلے جائیں اس کے بعد اپنے معاملات میں احتیاط کریں اس شخص نے کہا اس رات آرام کے ساتھ سویا جب سورج نکلا تو دیکھا کہ کوئی دق الباب کر رہا ہے میں چلا گیا دیکھا کہ امیر کا چوکیدار ہے وہ کہتا ہے کہ امیر تمہیں سلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی وقت

میرے گھر میں آ جائیں۔ میں اٹھا امیر کے پاس گیا تو وہ کھڑا ہوا اور مجھے اچھی جگہ پر بٹھا دیا اور اپنے وکیلوں کو گالی دی کہ انہوں نے کوتاہی کی ہے میں نے ہزار مرتبہ کہا کہ تمہارا حق ادا کریں میں ہمیشہ خدمت میں مشغول ہوں۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ دوسو دینار لے آئیں اور وہ مجھے دیا اور کہا کہ سات سو دینار مکمل طور پر پہنچ گئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کا ممنون ہوں۔ میں نے چاہا کہ چلا جاؤں تو اس نے کہا کہ تھوڑی دیر بیٹھیں کھانا حاضر ہوا جب میں نے ہاتھ دھوئے تو اس نے قیمتی لباس پہنایا اور ایک دستار میرے سر پر باندھی۔ امیر نے کہا اب مجھ سے راضی ہو گئے ہو تو لکھ کر مجھے دے دو اور آج ہی اس درزی کے پاس جائیں اور اس کے کہیں کہ میں امیر سے راضی ہوا۔ میں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا جب اس نے یہ سفارش کی ہے تو میں اس کو خبر دوں گا پس وہاں سے اٹھ کر درزی کے پاس آیا اور واقعہ کو بیان کیا۔ وہ گھر چلا گیا گوسفند اور مرغی کا روسٹ بنایا اور پلیٹ میں حلوا اور کلیجہ کے ہمراہ لے کر درزی کے پاس لے گیا اور کہا اے استاد جب آپ نے رقم قبول نہیں کی تو کم از کم اس کھانے کو قبول کر لیں یہ حلال کی کمائی سے ہے تاکہ میرا دل بھی خوش ہو اس وقت درزی نے ہاتھ آگے بڑھایا کہ اس سے کھانا کھالے اور شاگردوں کو بھی دیا اس کے بعد کہا اے استاد میری ایک حاجت ہے اگر اس کو قبول کرو تو عرض کروں گا۔ کہا کہو میں نے کہا: کہ یہاں کے سب بزرگوں نے میرے بارے میں امیر سے بات کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا کسی کی بات اس نے قبول نہیں کی اور قاضی القضاء بھی اس کام میں عاجز آ گیا میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کی بات کو قبول کیا یہ حرمت اور حشمت کہاں سے آ گئی۔ اس نے کہا آپ کو میرے بارے میں پتہ نہیں ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ جان لو مجھے تیس سال ہو رہے ہیں کہ اس مسجد کے منارہ پر اذان دے رہا ہوں اور میری کمائی درزی گری ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور اس محلّہ میں امیر کا گھر ہے کہ پانچ ہزار سوار اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ غروب کے وقت میں مسجد جا رہا تھا۔ اسی امیر کو کہ جس کو آپ نے دیکھا کہ وہ شراب میں مست تھا اور ہاتھ میں ایک بے چاری عورت کی چادر ہے اور اس کو کھینچتا تھا اور وہ عورت یہی فریاد کرتی تھی اور کہتی تھی اے مسلمان میری فریاد کو پہنچو میں اس کام کی اہل نہیں ہوں۔ میں فلاں کی لڑکی ہوں اور میرا گھر فلاں محلّہ میں ہے اور سب مجھ کو باعفت جانتے ہیں اور یہ ترک مجھے مجبور کر کے لے جا رہا ہے تاکہ میری عفت کو لوٹے۔ اگر ایک رات بھی گھر سے غائب رہی تو میرا شوہر مجھ کو طلاق دے گا اور روتی تھی کسی نے جرأت نہیں کی کہ اس کے قریب جائے۔ میں نے بہت شور مچائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اس نے عورت کو اپنے گھر لے گیا۔ میری دینی غیرت جوش میں آ گئی۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں اپنے ساتھ چند آدمیوں کو لے کر امیر کے دروازے پر گیا اور فریاد بلند کی کہ یہ مسلمانی نہیں ہے کہ

خلیفہ کے گھر کے قریب شہر میں کوئی شخص ایک عورت کو جبر کے ساتھ اس کو راستے سے پکڑ لے اور گھر لے جائے اور اس کی عصمت کو لوٹے۔ اس عورت کو صحیح سلامت بھیج دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ابھی خلیفہ کے درگاہ میں جاتا ہوں اور ظلم کی شکایت کرتے ہیں۔ جب اس نے ہم سے باتیں سنیں تو گھر سے باہر آیا اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ ایک کے سر کو توڑا ایک کا ہاتھ توڑا لوگ بھاگ گئے میں بھی مجبور ہو کر گھر آ گیا دیکھا کہ مجھ سے آرام ختم ہو چکا ہے اور مجھے نیند نہیں آ رہی ہے آخر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شرابی جب مست ہو جائیں تو سو جاتے ہیں جب بیدار ہو جاتے ہیں تو وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ کیا وقت ہے بہتر یہ ہے کہ میں چلا جاتا ہوں کہ اذان کہوں جب وہ سنے گا تو گمان کرے گا کہ صبح ہو گئی ہے تو اس عورت کو چھوڑ دے گا میں اذان کے بعد مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا یہاں تک کہ وہ عورت آئے گی اور اس کو اس کے گھر پہنچا دوں گا کہ شوہر سے رہ نہ جائے اس کے بعد میں منارہ پر گیا اور میں نے اذان دے دی۔ اتفاق سے خلیفہ بیدار ہوا میں نے جو اذان دی تھی اس کو اس نے سنا۔ وہ بہت زیادہ غصے ہوا۔ کسی کو میری تلاش میں بھیجا جب میں حاضر ہوا تو غصہ کے ساتھ کہا تم وقت اذان کیوں دیتے ہو۔ میں آپ کی مستی کو اور اس عورت کو رہا کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے فوراً چند فوجیوں کو بھیجا عورت کو میرے پاس حاضر کیا جائے پھر اس عورت کو ایک بوڑھے شخص اور دو آدمیوں کے ساتھ شوہر کے گھر بھیجا اور سفارش کی اس عورت کو اچھائی سے پیش آئیں جہاں یہ گئی تھی بے گناہ تھی اور میں اس کی سفارش کرتا ہوں اس کے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور مجھے کہا کہ تھوڑی دیر میرے پاس رہو۔

پس اس امیر خیانت کار کو بلایا اور اس سے خطاب کیا میں وہ نہیں ہوں کہ ایک مسلمان عورت رومیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئی تھی بغداد سے لشکر کشی کی اور عموریہ جو رومیوں کا دار الخلافہ تھا اس کو فتح کیا اور قیصر کو شکست دی اور چھ سال سے روم کے شہر کو اکھاڑ رہا تھا اور اس میں ایک جامع مسجد بنائی اور میں نے مسلمانوں کو رومیوں کے قید خانہ سے نجات دی اب تم کو کس قسم کا عشق تھا کہ بغداد شہر میں جو کہ دار الخلافہ ہے جبر کر کے ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کا سوچا اور جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تم ان کو مار کر ہاتھ اور سر کو توڑ دو۔

پھر حکم دیا کہ ایک بوری لے آئیں اور اس کو اس بوری میں ڈالا اور بوری کے منہ کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا اور دو آدمیوں کو حکم دیا کہ سخت لکڑی کے ڈنڈے لے کر دونوں طرف کھڑے ہوں اور اس کو اس قدر ماریں کہ اس کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس کے بعد اس کی لاش کو دجلہ میں ڈال دیں پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے شیخ جو بھی خدا سے نہ ڈرے وہ مجھ سے بھی نہیں ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرے اور دنیا میں کام کرے تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہے۔ یہ

کتا اپنی سزا کو پہنچ گیا۔اب میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ شہر میں جو ظلم اور ستم ہوتے ہوئے دیکھو لو کہ منارہ کے اوپر جا کرنا بے وقت اذان دو تا کہ میرے کان میں پہنچے اور اس ظلم کو دور کروں اور مجھے انعام دیا اور رخصت کیا۔اب اس شخص نے یہ رقم میرے احترام کی وجہ سے نہیں دی وہ ڈرتا تھا کہ کہیں میں بے وقت اذان نہ دوں اور اس کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو اس کے ساتھی سے ہوا۔

شاہ شجاع کی عدالت اور آثار کی حکایت

فزونی استر آبادی کتاب بحیرہ میں کہتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے شاہ شجاع کا راستہ روکا اور کہا: اے عادل بادشاہ میری تین بیٹیاں ہیں اور تینوں شادی کے قابل ہوگئیں ہیں اور میں ان کی شادی کرنے پر قادر نہیں ہوں اس لئے میں نے بادشاہ کی پناہ حاصل کی ہے۔قیامت کے دن بادشاہ کا دامن پکڑوں گی اور کہوں گی کہ خداوندا شاہ شجاع قادر تھا کہ میری مدد کرے پھر بھی مدد نہیں کی۔اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟اس بات نے شاہ شجاع پر اثر کیا اس کی حالت پر رحم آ گیا۔صحراء میں اپنی سواری سے نیچے اترا اور کہا کہ میں قیامت کے دن غضب خدا کو برداشت نہیں کرسکتا ہوں۔پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: جو مجھے چاہتے ہیں وہ اس عورت کو کچھ دے دیں سپاہیوں سے جتنا ہوسکا دے دیا کافی مقدار میں پیسے اکٹھے ہوگئے۔پھر کہا تم میں سے جو بھی مجھے چاہتے ہیں اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں سے شادی کریں۔سپاہیوں میں ایک کہ جس کا نام آدینہ تھا نے کہا میں شادی کرتا ہوں شاہ شجاع نے کہا کہ آمدنی کتنی ہے کہا ہزار کہا میں نے تمہارے لئے دو ہزار دینار کر دیا دوسرا شخص کہ جس کا نام خسرو شاہ تھا اس نے دوسری لڑکی سے شادی کرنے کا اظہار کیا اور شاہ شجاع نے اس کی تنخواہ بھی دوگنا کر دی۔اسی طرح تیسری لڑکی کی بھی شادی ہوگئی اور جو مال امرا نے دیا تھا اس کو بوڑھی عورت کو بخش دیا اور تینوں لڑکیوں کے جہیز اور باقی خرچ کی ذمہ داری لی گئی۔اس طریقے پر جس طرح اپنی لڑکی کی شادی کرتا ہے پس تمام لشکر نے اس کیلئے دعا کی اور فرمایا کہ تمام شہزادے اس جشن میں حاضر ہوں اور اپنی عورتوں سے بھی کہا کہ وہ بھی اس جشن میں شریک ہوں پھر اس طرح جشن کیا گیا اور تحسین کا نعرہ چھوٹے بڑے سے بلند ہوا۔

گر ایماند نام نیک از آدمی
به کزاو ماند سرائی زرنگار

ملک شاہ سلجوقی کی عدالت اور آثار کی حکایت

نیر کتاب بحیرہ میں ہے کہ ملک شاہ سلجوقی کے زمانے میں اس کے غلاموں نے جب ایک بوڑھی عورت کو صحراء میں بے صاحب دیکھا تو انہوں نے اس کی گائے کو پکڑ کر ذبح کیا اور اس کے گوشت کھالیا۔ بوڑھی عورت کے چند یتیم بچے تھے ان کا گزارہ اسی گائے سے ہوتا تھا وہ عورت اس پل پر کھڑی ہوگئی کہ جہاں سے بادشاہ عبور کرتا تھا جب بادشاہ پہنچا تو اس عورت نے اس کی سواری کی لگام کو پکڑا اور کہا: اے باشاہ! مجھ مظلوم کا حق اس پل پر دیتے ہیں یا پل صراط پر ملک شاہ نے کہا مجھے پل صراط پر طاقت نہیں۔ کہو تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے؟ س اس بوڑھی عورت نے کہا کہ تمہارے غلاموں نے میری گائے کو ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت کھایا ہے۔ ملک شاہ نے تحقیق کرنے کے بعد غلاموں کو سزا دی اس کے بعد حکم دیا کہ سو گائے اس بوڑھی عورت کو دے دیں جب ملک شاہ فوت ہوا تو بوڑھی عورت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدایا ملک شاہ الب ارسلان کا بیٹا عادل تھا اس کی تقصیر کو معاف کرنا اسی رات علماء میں سے ایک نے سلطان کو خواب میں دیکھا اور کہا: اب بتاؤ اے بادشاہ تمہارے اوپر کیا کچھ گزرا اس نے کہا اگر اس بوڑھی عورت کی دعا نہ ہوتی تو میں عذاب سے نجات نہ پاتا۔۔ واللہ اعلم

سلطان محمود کا عدل اور اس کے آثار کی حکایت

ملا محمد باقر سبزواری نے روضۃ الانوار میں ذکر کیا ہے کہ ایک رات مجھے نیند نہیں آئی اپنے ملازموں کو چند مرتبہ شہر کے اطراف میں بھیجا کہ دیکھیں کہ کوئی حاجت مند مشکلات میں گرفتار نہ ہوا۔ اس کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ میری نیند اڑ گئی ہو ملازمین کو کچھ پتہ نہیں چلا سلطان سویا پھر بھی نیند نہ آئی وہ سمجھ گیا کہ میرے ملازمین نے صحیح طریقے سے تلاش نہیں کیا ہے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور تلوار کو حمائل کیا وہ آگے آگے جا رہا تھا شہر میں گردش کرتا تھا کہ اس کا گزر مسجد کے خرابہ کے دروازے پر ہوا اور وہاں سے نالہ وفریاد کی آواز آتی تھی اور کوئی کہتا تھا: یَا مَنْ لَا تَاخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ای وہ ذات کہ جس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند۔ اگر محمود غزنوی نے مظلوموں پر اپنا راستہ بند کیا ہے اور استراحت کے بستر پر سویا ہوا ہے تو محمود ازلی کا دروازہ کھلا ہے: اَغِثْنِی یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ سلطان نے دیکھا کہ اس بے چارے نے اپنا چہرہ مٹی پر رکھا ہوا ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مسلسل نالہ وفریاد کرتا ہے سلطان آگے بڑھا اور کہا میں محمود ساری رات تمہاری فکر میں تھا تمہارے نالہ وفریاد کو سنتا تھا کہ جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی بتاؤ تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے

؟اس شخص نے پہچان لیا کہ یہ محمود ہے کہ جواس کے سرہانے آ پہنچا ہے اور کہا:

تو کہ از غم ندیدہ ای خواری
از غم ما را کجا خبر داری
خفتۂ ای ہمچہ بخت ماہمہ شب
تو چہ دانی زرنج بیماری

وہ آپ کے خواص میں سے ہے کہ جس کا نام نہیں جانتا ہوں وہ میرے حرم کی بدنامی کی کوشش کرتا ہے۔ جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو مستی کی حالت میں میرے گھر پر ہجوم کرتا ہے اور مجھے گھر سے باہر نکالتا ہے۔ میرے عیال کی عصمت کو لوٹتا ہے۔ سلطان کی غیرت جوش میں آ گئی کہا: وہ ذلیل اب گھر میں ہے یا باہر چلا گیا ہے؟ کہا باہر چلا گیا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ واپس لوٹ آئے۔ سلطان نے کہا جلدی سے اپنے گھر چلے جاؤ جس وقت وہ آئے جلدی سے میرے پاس آ جانا تا کہ اس سے انتقام لوں۔ وہ شخص واپس ہوا اور سلطان نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اس علامت کا شخص جب بھی آ جائے دن ہو یا رات ہو اس کو میرے پاس لے آنا۔

دو تہائی رات گزرنے کے بعد وہ ظالم مست ہو کر اس مسلمان شخص کے گھر میں گیا اور صاحب خانہ جلدی جلدی سلطان کے پاس پہنچا اور خبر دی کہ وہ اژدھا خزانہ پر ہے۔ سلطان نے تلوار حمائل کی اس شخص پر ایک ناگہاں عذاب آیا اور دنیا اس خبیث کے وجود سے پاک ہو گئی۔ پہلے تو صاحب خانہ نے کہا کہ چراغ کو بجھا دیں اس کو قتل کرنے کے بعد کہا کہ چراغ کو جلا دیں سلطان نے غور سے اس کی صورت کو دیکھا اور سر کو سجدہ میں رکھا صاحب خانہ نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سجدہ کیا؟ سلطان نے کہا میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ جرأت میرے فرزندوں کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے چونکہ اس قسم کی گستاخی بادشاہوں اور شہزادوں سے دیکھی جاتی ہے۔

جب میں نے اس کے چہرے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مقتول میرے رشتہ داروں میں سے نہیں ہے اس لئے سجدہ شکر بجالایا جب میں نے تم سے کہا کہ چراغ کو بجھا دو تو وہ اس لئے کہ میں آمادہ تھا اگر میرا فرزند بھی ہو تب بھی اسکے سر کو بدن سے جدا کروں گا۔ میں ڈر گیا کہیں باپ کی محبت قتل کرنے سے مانع نہ ہو اس لئے میں نے کہا چراغ کو بجھا دیں اب اگر گھر میں کوئی کھانے کی چیز موجود ہے تو لے آئیں اس لئے کہ جب سے آپ کے بارے میں پتہ چلا اس وقت سے لیکر اب تک کھانا نہیں کھایا اور میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک اس خبیث کو ختم نہیں کروں گا اس وقت تک انگلی نمک پر

نہیں رکھوں گا غذا نہیں چکھوں گا صاحب خانہ کے پاس جو کچھ وہاں پر تھا اس کو حاضر کیا سلطان نے بڑے شوق سے اس کو کھایا اس کی زندگی میں ایسے لذت حاصل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد کہا اے خواجہ محمود اب راضی ہو گئے ہو اس شخص نے سلطان کے لئے دعا کی۔

رائے ہندو کی عدالت اور آثار کی حکایت

کہتے ہیں کہ گجرات اور نہر والہ کے دریا کے کنارے مسلمانوں کی ایک جماعت رہتی تھی انہوں نے وہاں پر ایک مسجد اور مینار بنایا اور اس میں عبادت کرتے تھے وہاں کے کافروں نے اس مینار کو خراب کیا اور اس پاک مسجد کو جلا دیا اور 80 مسلمانوں کو قتل کر دیا مسلمانوں کا خطیب کہ جس کا نام علی تھا وہاں سے بھاگا اور ان کے بادشاہ کے پاس گیا کہ جس کا نام رای تھا اور اس ظلم کی شکایت کی لیکن درباریوں نے اس کے ظلم کی شکایت رای تک نہ پہنچنے دی کیونکہ وہ کافر تھے وہ اپنے ہم مذہب کی حمایت کرنے میں کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس روز رای نے شکار کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو علی رائی کی گزرگاہ میں درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ جب رائی پہنچا تو علی اٹھا اور اس کو قسم دے کر کہا کہ آپ ٹھہر جائیں اور ہماری بات سنیں رای کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اپنے ملازمین سے ایک سے کہا کہ اس خطیب علی کی حفاظت کریں جب میں چاہوں اس کو حاضر کرنا اور س کی میں کوتاہی نہ کرنا جب رائی شکار سے واپس آیا تو اپنے وزیر سے کہا تین دن میں چاہتا ہوں کہ اپنے بال بچوں کے ساتھ رہوں کسی کی ذمہ داری نہیں لگا تا ہوں تم امور مملکت کا خیال رکھنا پس اس نے اپنا لباس تبدیل کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا چالیس فرسخ مسافت کو ایک دن اور رات میں طے کیا اور شہر میں داخل ہوا جہاں سے گزرتا تھا۔ تو سنتا تھا کہ لوگ کہتے تھے مسلمانوں پر ظلم ہوا اور بے گناہ مارے گئے اس نے مکمل طور پر تحقیق کی اور اپنے ایک برتن کو دریا کے پانی سے بھرا اور وہاں سے واپس ہوا تیسرے دن دربار اور محکمہ عدالت میں بیٹھ گیا اور خطیب علی کو بلوایا تا کہ وہ ظلم کی شکایت کرے جب علی بولنے لگا تو کفار نے اس کو اشتباہ میں ڈالنے کی کوشش کی اور اپنی قوم کی حمایت کرنے لگے رائی نے کہا پانی کا وہ ظرف لے آئیں اور اس جماعت کو پلا دیں دیکھا تو پانی شور دار ہے انہوں نے جان لیا کہ دریا کا پانی ہے۔ رائی نے کہا میں چونکہ تمہارے قول پر اعتماد نہیں کرتا تھا اس لئے چالیس فرسخ مسافت کو تین دن میں طے کیا اور تین دنوں میں واپس آ گیا وہاں پر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر ظلم ہوا ہے اور میری حکومت کے دنوں میں ایسا ظلم کیوں ہو جائے۔ یہ جماعت میری امان کے سایہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ پس اس نے حکم دیا کہ مجرمین کو سزا دی جائے اور ایک لاکھ مسلمانوں کو دیا کہ مسجد اور مینار کو نئے سرے سے بہترین طریقہ پر بنائیں اور

خطیب کو انعام دیا اور وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

سلطان سنجر بن ملک شاہ کی حکایت

سنجر آل سلجوق سے ایک بادشاہ تھا اس نے طویل عمر گزاری۔ روضۃ الصفا کے مطابق سنجر مال جمع کرنے شہروں کو فتح کرنے فتنہ وفساد برپا کرنے میں ممتاز تھا خوف خدا رکھنے والا کریم الطبع اور رعیت پرور تھا ملکوں پر فتح کرنا اور ملک کو چلانے کا طریقہ اسے اچھی طرح آتا تھا اس نے انسٹھ سال مستقل حکومت کی ایک مدت تک اپنے بھائی سے پہلے خراسان کے علاقے میں حکومت کرتا رہا۔ بہتر (۷۲) سال اور نو مہینے اس دنیا میں زندگی کی اور سنہ ۵۵۲ھ میں وفات پائی چونکہ اس کی ولادت شام کے مقام سنجار میں ہوئی تھی اس لئے ملک شاہ کا نام سنجر پڑ گیا۔

روضۃ الانوار میں ہے کہ سلطان سنجر بن ملک شاہ جس وقت طالقان کی جانب روانہ ہوا ایک بچہ طالقان سے اسے دیکھنے کے لئے باہر آیا اور گھر کی چھت کے کنارے پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا۔ سلطان نے دور سے اس گھر کے اوپر دیکھا چونکہ وہ جگہ بہت زیادہ بلند تھی لہذا وہ بچہ ایک پرندے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ سلطان نے خیال کیا کہ کوا ہے اس نے ایک تیر کمان میں ڈال کر چلایا وہ بچہ تیر کا نشانہ ہوا اور زمین پر گر گیا سلطان سنجر نے کہا دیکھیں میں نے کس پرندہ کا شکار کیا ہے لوگ جا کر اس خون آلود بچہ کو کسی چیز پر اٹھا کر سنجر کے پاس لائے۔ سلطان سنجر نے اس مقتول بچہ کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ اس نے بہت زیادہ فریاد کی اور حکم دیا کہ اسی جگہ خیمہ لگائیں اور مقتول بچہ کے وارثوں کو بلالیں۔ اس بچہ کا باپ نہایت فقر وفاقہ کا شکار تھا اس کو حاضر کیا گیا پس سلطان سنجر نے حکم دیا کہ سونے سے بھرا ہوا ایک طشت لے آئیں اور اس کے اوپر تلوار کو رکھ دی۔ سلطان نے اس طشت کو اس فقیر باپ کے سامنے رکھا اور کہا یہ ہے تلوار اور میرا سر یہ ہے طشت اور زر ان دونوں میں جو چاہیں اختیار کریں اگر مجھے معاف کرتے ہیں تو طشت زر اٹھا کر لے جائیں اور اگر قصاص لینا چاہتے ہیں تو یہ میرا سر حاضر ہے میں قیامت کا عذاب برداشت نہیں کر سکتا ہوں اس نے زمین کو بوسہ دیا اور کہا میری جان بادشاہ کے قدموں خاک پر قربان ہو چونکہ ہمارے دل جان آپ کے عدل کے مرہوں ہیں جگر گوشہ کے خون کے قصاص سے معاف کرنا بہتر ہے۔ بادشاہ کی دولت برقرار رہے سلطنت کے کسی گوشہ میں نقصان نہ پہنچے بادشاہ نے فرمایا زر اس کے حوالہ کیا جائے اور طالقان کی ریاست بھی اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد یہ شخص صاحب ثروت لوگوں میں سے شمار ہونے لگا اور صاحب منصب ہوا۔

سامانیان کی حکومت اور سبب زوال کی حکایت

سامان بہرام چوبین کی اولاد سے تھا اس جماعت کی حکومت کی ابتداء روضۃ الصفا کے قول کے مطابق ماموں کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ سب سے پہلے اسد بن سامان نے خراسان کی حکومت کا عہدہ سنبھال اور طـــاهــر ذوالــمــيــمــنــيــن نے ان کو اسی حالت پر رکھا۔ طاہر کے زمانے میں آل سامان کی حکومت نہیں تھی بلکہ وہ بطور نیابت حکومت کرتے تھے۔ سب سے پہلا شخص کہ جس نے 280 ہجری سلطنت کا پرچم لہرایا وہ اسماعیل بن احمد سامانی تھا سنہ میں سات سال اور کسری نے حکومت کی وہ عدل انصاف میں معروف تھا ان کے بعد ان کا بیٹا احمد بن اسماعیل تاج وتخت کا مالک بنا چھ سال چار مہینے اور سات روز اس کی حکومت کی مدت تھی آخر میں قتل ہوا جمادی الثانی کی 23 کو شب جمعرات سنہ 301 ہجری اس کے اس کا بیٹا نصر بن احمد بن اسماعیل باپ کی جگہ پر بٹھا دیا اور اپنے چچا اسحاق سامانی کے ساتھ کئی جنگیں کی اور کامیابیاں حاصل کیں۔ اور کام میں الالت فرماتے تھے کہ 27 سال حکومت کی اس کے بعد سل کی بیماری میں مبتلا ہوا تین ماہ تک بستر پر پڑا رہا یہاں تک کہ ماہ رجب 331 ہجری میں اس دنیا سے چلا گیا اس کی عمر 38 سال تھی۔ ان کے بعد بیٹا (نوح) بن نصر تاج وتخت کا مالک ہوا اس نے تیرہ سال حکومت کی یہاں تک کہ ربیع الثانی 340 میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کا طریقہ کار بہت اچھا اور اس کا اخلاق بہت زیادہ پسندیدہ تھا۔ اس کے بعد عبدالملک بن نوح باپ کی جگہ پر بیٹھا اس کی حکومت کی مدت سایت سال تھی اور کسری تھا اس کو ابوالفارس کہتے ہیں اس کے عدل وانصاف کے بارے میں بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ یہاں تک سنہ 350 ہجری میں گھوڑے پر کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر گیا اور ہلاک ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا (منصور) بن نوح اس کی جگہ پر بیٹھا اور آل سامان کے غلاموں سے ایک کہ غلامی سے امارت اس کو ملی وہ بہت زیادہ کفایت شعار تیز اور بہادر تھا 35 سال کی عمر میں خراسان کا سپہ سالار رہا اور آل سامان کی حکومت کی حفاظت کی۔ جب عبدالملک کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا منصور بن نوح خراسان اور اماوراء النہر کا حاکم ہوا اس کی بیعت سے پہلے حکومت کا ارکان اور امراء نے ایک قاصد آلبتکین کے پاس بھیجا کہ جو غلامی سے امارت کے درجہ پر پہنچا تھا جیسا کہ ذکر ہوا بادشاہ اس دنیا سے چلا گیا اس کا ایک بھائی ہے کہ جس کی عمر تیس سال ہے اور ایک بیٹا ہے کہ جس کی عمر سولہ سال ہے کس کو حکومت دی جائے چونکہ یہ ملک اور مملکت آپ کی رائے سے ہے آلبتکین نے ایک قاصد کو بھیجا اور کہا میری رائے یہ ہے کہ منصور جوان ہے اس نے دنیا کے سرد اور گرم کو نہیں چھکا اس کا چچا اس زیادہ لائق ہے۔ اس کے

قاصد کے پہنچے سے پہلے منصور کی بیعت کی خبر آلپتگین کو پہنچی کہ ملک کے بیٹے کو تخت پر بٹھا دیا اس واقعہ سے پریشان ہوا دوسری طرف آلپتگین کا لکھا ہوا بخارا میں پہنچا اس کو پسند نہیں آیا اس کا دل آبتکین کے ساتھ بدظن ہوا آبتکین نے عذر پیش کیا اور ان کو ہدایا بھی دیئے اس کا فائدہ نہیں ہوا اور یہ غبار ملک زادہ کے دل سے نہ نکلا۔

خود غرض لوگ ملک کو رنجیدہ کرتے تھے آخر اس کو کہا گیا کہ آلپتگین کو قتل نہ کروائیں یہ بادشاہی ہمیشہ کیلئے تمہارے پاس نہیں رہے گی۔ لطف اور حیلوں کے ساتھ اس کو تخت کے نیچے بلالیں جب وہ تنہا آ جائے تو اس کو قتل کریں چونکہ یہ 53 سال سے خراسان میں حکومت کرتا رہا ہے مال اور اسباب بہت زیادہ جمع کیا ہے۔ جو بے شمار ہے سب لشکر ی اس کی بات مانتے ہیں اس کو خط لکھیں جب سے ہم تخت پر بیٹھے ہیں آپ ہمارے پاس نہیں آئے ہیں میں آپ کے وجود کا محتاج ہوں جو کچھ بھی ہماری درگاہ سے قاعدہ ختم ہوا ہے پھر آپ اپنا قاعدہ بتادیں تاکہ تمہارے اوپر اعتماد زیادہ ہو اور خود غرض لوگوں کی بات ختم ہو جب یہ خط آلپتگین کو پہنچا اس وقت وہ نیشاپور میں تھا تیس ہزار سوار نیشاپور سے جب سرخس میں پہنچے امراء اور لشکر کے بزرگوں کو بلایا اور کہا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے کیوں بلایا؟ ہے انہوں نے کہا تجدید عہد کے لئے اور یہ کہ آپ کو دیکھ لے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ میرے سر کو بدن سے جدا کرے۔ وہ ابھی چھوٹا ہے لوگوں کی قدر کو نہیں جانتا۔ اور تم جانتے ہو میں اس کے باپ کی جگہ پر تھا ساٹھ سال سے میں نے سامانیوں کی حکومت کی حفاظت کی کئی مرتبہ ترکستان والوں کے ساتھ جنگ کی میں نے لشکر کو شکست دی اور کامیابی حاصل کی اور ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی اور اس بادشاہی کو اس کے باپ دادا کے لئے محفوظ رکھا آخر اس کا صلہ مجھے یہ ملا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو پتہ نہیں ہے کہ اس کا ملک بدن کی طرح ہے اور اس بدن کا سر میں ہوں جب سر نہ رہا تو بدن بھی نہیں رہے گا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں تمام لشکر نے کہا ہم آپ کو جانتے ہیں اور ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہے ہم اس کو نہیں جانتے۔ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو آپ کی رکاب میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں اور سلطنت کو آپ کے حوالہ کریں گے دوسرے دن آبتکین بیٹھا امراء اور لشکر کے بزرگوں کو بلایا اور کہا کل میں نے آپ کو طلب کی تھا میں نے آپ کا امتحان لیا پتہ چلا کہ آپ سب یک دل ہیں۔ اور آپ نے نعمت کا حق ادا کیا میں آپ تمام سے خوش ہوں اب جان لو کہ اس بیٹے کی شر کو تلوار کے ساتھ دور نہ کیا جائے گا چونکہ وہ چھوٹا ہے اور کسی کے حق کو نہیں جانتا اور کسی کی بات نہیں سنتا۔ وہ نااہل لوگوں کی باتوں میں آ گیا ہے اگر میں چاہوں کہ اس سے ملک کو لیکر اس کے چچا کے حوالے کروں یا میں خود اس کو چلانا چاہوں تو یہ کر سکتا

ہوں لیکن میں نہیں چاہتا ہوں کہ لوگ کہیں کہ ساٹھ سال تک سامانیوں کے خاندان کی حفاظت کی جب اس کی عمر 80 سال تک پہنچی تو ان کا نافرمان ہوا میں نے اچھی طرح زندگی گزری ہے۔ اب تک قبر کے قریب پہنچ چکا ہوں واجب نہیں ہے کہ ایسا کام کروں کہ جس سے میری نیک نامی ختم ہو جائے اگر چہ معلوم ہے کہ گناہ امیر منصور کا ہے لیکن سب لوگ یہ نہیں جانتے ہیں جب تک میں خراسان میں ہوں یہ گفتگو کم نہ ہوگی اور یہ بچہ میری جان سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا مجبور ہو کر اس کے ملک سے چلا جاتا ہوں اور اس آخر عمر میں کافروں کے ساتھ جہاد کرتا ہوں اگر مارا جاؤں تو شہید شمار ہوں گا اور غرض والے حضرت بھی خاموش ہو جائیں گے۔ اب تم جان لو! خراسان اور خوارزم کا لشکر اور نیم روز اور ماوراء النہر امیر منصور کے لشکر ہیں اور تم سب اس کے لشکری ہو۔ اٹھو اپنے ملک کے نزدیک خدمت کے لئے چلے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو میں ہندوستان چلا جاؤں گا اور کفار کے ساتھ جہاد میں مشغول ہو جاؤں گا یہ کہا اور امراء سے کہا ایک ایک ہو کر میرے پاس آ جاؤ تا کہ میں تمہیں وداع کروں اگر چہ امراء نے بات کی لیکن فائدہ نہ ہوا۔ وہ رونے لگے جب سب کو وداع کیا تو پردے کے پیچھے چلا گیا لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ آلبتکین خراسان کو چھوڑ دے گا اور ہندوستان چلا جائے گا۔ خراسان اور اس کے اطراف میں دس اور شہر تھے۔

کوئی شہر ایسا نہ تھا کہ جس میں باغ گھر اور جائیداد نہ ہو ہزار ہزار گوسفند ایک لاکھ گھوڑے خچر اور اونٹ تھے یہ سب سامانیوں کے قبضہ میں تھا جب دوسرا دن ہوا تو آلبتکین روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا اور اپنے خاص غلاموں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا اور تمام نعمتوں کو ترک کر کے بلخ کی جانب چل نکلا۔ اس کے لشکر امیر منصور کے پاس گئے آلبتکین کا ارادہ تھا کہ ایک دو مہینے بلخ میں رہے تا کہ جن کا بھی کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ہے اس کے ساتھ مل جائیں۔ پھر ہندوستان چلا جائے لیکن اہل شر اور اہلِ فساد نے امیر منصور کو آمادہ کیا کہ لشکر کے ذریعہ آلبتکین پر حملہ کرائے اور وہ اس کو گرفتار کر کے لے آئیں۔ انہوں نے کہا آلبتکین ایک بوڑھا بھیڑیا ہے اس سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہئے پس سولہ ہزار کا لشکر اس کی تلاش میں بلخ کی جانب روانہ ہوا جب جیحون کی نہر سے نکل گئے تو آلبتکین بلخ سے باہر نکل کر ایک درہ کے درمیان میں آ گیا۔ اور سبکتگین تین سو سالار کے ساتھ درہ کے اوپر دیکھا تو یہ خیال کیا کہ سبکتگین آلبتکین کا زرخرید غلام ہوگا وہ سلطان محمود غزنوی کا باپ ہے سبکتگین کے جتنے بادشاہ ہیں یہ اس کی اولاد سے ہیں اور آلبتکین نے ان کی تربیت کی تھی۔

سبکتگین نے دیکھا کہ صحرا لشکر سے بھرا ہوا ہے تو سوچنے لگا کہ ہمارا آقا تمام چیزیں کہ جو ان کی ملک میں تھیں جس

کوشمار نہیں کر سکتے تھے یہ سب کچھ ان کے لئے چھوڑا اب ان کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لشکر کشی شروع کی ہے اور ہمارے مولی پاک طینت کی وجہ سے ان کو محفوظ رکھا ہے اب مجھے ڈر ہے یہ ہمیں ہلاک نہ کریں یہ کام تلوار کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، ہم خاموش ہو جائیں اور یہ ہمارے پیچھے آ جائیں یہ تو سب کے سب ظالم ہیں اور ہم مظلوم اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا کہا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ان کو موقع مل گیا تو ہم میں سے ایک آدمی کو نہیں چھوڑ یں گے ہمارا صاحب اس کو پسند کرے یا نہ کرے جو بھی ہو یہ کہا اور تین سو سوار کے ساتھ لشکر امیر منصور سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے اسلحہ پہنا اور گھوڑوں پر سوار ہوئے ایک ہزار سے زیادہ ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور واپس ہوئے آلبتکین نے کہا پس صبح کی نماز کے بعد سامان اٹھائیں اور اس درہ سے باہر نکلیں اور ہزار سوار دائیں جانب اور ہزار افراد بائیں جانب کمین گاہ میں بیٹھیں اور خود ہزار سوار کے ساتھ درہ سے باہر نکل گئے امیر منصور کا لشکر جب درہ میں آیا وہاں پر کسی کو نہیں دیکھا۔

انہوں نے کہا کہ البتہ آلبتکین نے فرار کیا ہے اس کا تعاقب کرو جب درہ سے باہر نکلے آلبتکین کے ساتھی کمین گاہ سے نکلے دائیں اور بائیں جانب سے حملہ کیا سب کو ہلاک کر دیا لشکر امیر منصور کے مقتولوں کو تعداد چار ہزار سات سو پچاس تھے ان کے علاوہ باقی جو کچھ بھی ان کے پاس تھا چھوڑ کر چلے گئے تا کہ جان محفوظ ہو اور آلبتکین کے لشکر کو اس جنگ میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی کیا بلخ کے لوگوں کو ایک مدت تک چیزیں ہاتھ آ جاتی تھیں اس کے بعد آلبتکین نے قلعوں کو فتح کیا اور جنگ کی اور بہت سی غنیمت ان کو مل گئی یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلا گیا آلبتکین کے مرنے کے بعد اتفاق کیا سبکتکین اور ان کو تخت پر بٹھا دیا امیر منصور کے ظلم کی وجہ سے اس حکومت کو روبزوال ہوئی اور سامانیاں کو بھی بہت زیادہ نقصان ہوا چونکہ سامانیان کا ملک آلبتکین کے ذریعہ سے مضبوط تھا ان کے قدر کو نہیں پہچانا اور ان کا قصد کیا جب وہ خراسان سے چلا گیا کہ سامانیان کے خاندان سے حکومت بھی چلی گئی۔ **فاعتبر یا اولی الالباب''**

(حکایت) مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے عیال پر غضب ناک ہوا اس کے منہ کو طمانچہ مارا وہ عورت اس صدمہ سے بے ہوش ہو گئی اور اسی بے ہوشی کی حالت میں مر گئی۔ وہ شخص نادم ہوا اس کو وحشت اور خوف طاری ہو گیا۔ وہ گھر کے دروازے پر آ گیا اس کا ایک دوست تھا اس سے ملاقات کی اس نے اس کا رنگ متغیر دیکھا اور نہایت اضطراب کی حالت میں پایا تو حالات کے بارے میں پوچھا اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا اگر اس عورت کے رشتہ داروں کو پتہ چل گیا

تو مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔اس کے ساتھی نے کہا کہ اس کا چارہ کار یہ ہے کہ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں جب بھی کسی جوان کو وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھو تو کسی حیلہ سے اس کو گھر میں لے جاؤ اور اس کو قتل کرو اور اپنی بیوی کے پاس سلا دو۔ جب تمہارے بیوی کے رشتہ دار یہ حالت دیکھیں گے تو تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اس شخص نے اسی دستور پر عمل کیا اور گھر کے دروازے پر آ گیا دوبارہ اپنے ساتھی سے ملاقات اور کی کہا تم نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا کہا ہاں آ کے دیکھ لو جب اس کا ساتھی اندر آیا دیکھا کہ اس کا بیٹا مرا پڑا تھا وہ اس کے یہاں سے باہر نکل آیا لیکن اس نے جو کیا ہے اس کے لئے کوئی تدبیر نہ تھی۔

معتصم کے وزیر سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا

ذکر کیا گیا ہے کہ معتصم کے دور میں ایک بدوی بہترین فصاحت و بلاغت اور باقی چند خوبیوں کی وجہ سے معتصم کے قریبیوں میں سے ہوا ہے۔ وہ بادشاہ سے تعلقات میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ کوئی بھی اس پر مقدم نہ تھا۔ تمام وزراء و امراء اس سے حسد کرتے تھے۔ وزیر نے ان کو کہیں دعوت پر بلایا اور وہ کھانا دیا کہ جس میں لہسن زیادہ تھا اس کے بعد اس کو کہا گیا کہ آج خلیفہ کے مجلس میں جائیں گے خبردار ہو جاؤ کہ کہیں تمہارے منہ سے اس کو بدبو نہ آئے کہ کہیں خلیفہ تم سے نفرت نہ کرے ادھر انہوں نے معتصم سے کہہ دیا تھا کہ اس بدوی نے آپ کو رسوا کیا ہے جہاں کہیں بیٹھتا ہے کہتا ہے کہ مجھے خلیفہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ میں تنگ آ گیا ہوں مجھے خلیفہ اپنے پاس بلاتا ہے تو مجبور ہو کر میں اس کی اطاعت کرتا ہوں گھر اس کے منہ کے بدبو سے عذاب میں ہوں۔ معتصم نے کہا اگر ایسا ہے تو وہ قتل کا مستحق ہے جب بدوی معتصم کی مجلس میں آیا تو اس خیال سے کہ معتصم اس کے منہ کی بدبو سے نفرت نہ کرے منہ پر ایک رومال رکھ لیا معتصم نے گمان کیا کہ میری وجہ سے ایسا کرتا ہے پس معتصم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے ایک خط میں لکھا تھا کہ جیسے ہی یہ خط ملے اس کو قتل کر دینا اس بند خط کو بدوی کے ہاتھ میں دیا اور کہا مدت ہو چکی ہے کوئی انعام تجھ تک نہیں پہنچا۔ اس خط کو خزانچی کو دیدو دیو وہ تمہیں انعام دے دے گا۔ اعرابی نے وہ خط لیا اور چل پڑا۔ چغل خور وزیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اعرابی نے کہا: امیر المومنین نے ایک انعام کے لئے بھیجا ہے وزیر نے کہا یہ انعام جس کو نہیں دیکھا ہے کتنے میں بیچو گے؟ بدوی نے کہا: تم میرے نزدیک اس تحفے سے زیادہ عزیز ہو میں نے یہ تحفہ (انعام) تمہیں بخش دیا وزیر نے وہ خط لیا اور خزانچی کے پاس چلا گیا جب اس نے پڑھا تو گفتگو کے بغیر وزیر کے سر کو تن سے جدا کر دیا دوسرے دن معتصم آیا تو اس نے تعجب کیا۔ اس کے پاس وزیر کا واقعہ نقل کیا گیا تو معتصم نے کہا کیا تم وہاں ہی تھے جو کہتے تھے کہ خلیفہ کے منہ سے بدبو آتی ہے بدوی

نے کہا معاذ اللہ وزیر نے مجھے اپنا مہمان بنایا اور کھانے میں لہسن زیادہ ڈالا تھا وہ میں نے کھایا اس لئے میں نے رومال اپنے منہ پر رکھا تھا کہ خلیفہ کو نفرت نہ ہو معتصم نے کہا کہ وزیر اپنی جزا کو پہنچا اور اپنی سزا خود دیکھالی معتصم نے بدوی کو پہلے سے بھی زیادہ عزت دی۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَرْبَابِ

اس حکایت کی مثل کہ ایک زانی نے اپنی بیوی کو قتل کیا

ذکر کیا گیا ہے ایک شخص تھا کہ جس کی ایک نیک بیوی تھی۔ لیکن وہ ہر رات فاحشہ عورت کو اپنے گھر میں لے آتا تھا کئی مرتبہ اس نیک عورت نے نصیحت کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ ایک فاحشہ عورت کو ایک رات گھر میں لے آیا اس فاحشہ نے کہا یہ تمہاری بیوی ہمارے لئے وبال بنی ہوئی ہے ہر جہت سے عیش کے لئے مانع ہے اس شخص نے اس فاحشہ کے ساتھ محبت کی وجہ سے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی بیوی کو ہلاک کرے گا۔ ایک دن اپنی نیک بیوی سے کہا آج رات فلاں مکان پر ہم مہمان ہیں عورت کو سوار کیا اور اس کو ایسی جگہ پر لے گیا جہاں لوگوں کی نظروں سے دور ہوں اس کے بعد اس عورت کو بلندی سے درہ میں پھینک دیا۔ عورت ہلاک ہوگئی گھر واپس آ کر یاد آ گیا کہ کاش اس کے بدن کو مٹی میں دفن کر دیا ہوتا یہ جگہ لوگوں کے گزرنے کی جگہ ہے جب صبح ہوگی تو پتہ چل جائے گا اور میں گرفتار ہو جاؤں گا۔

خلاصہ اس رات اس کو نیند نہ آئی اور فاحشہ کیطرف مائل نہ ہوا۔ اذان صبح کے نزدیک اٹھا عورت کے جنازہ کے پاس آیا تو دیکھا کہ ایک کوا اس عورت کے سینہ پر بیٹھا ہے۔ جب جنازہ کے نزدیک پہنچا تو اس کوے نے اپنے پروں کے ساتھ اس شخص کے چہرے کو مارا وہ ڈر گیا اور پیچھے چلا گیا دوبارہ آگے بڑھا پھر کوا مانع ہوا اس نے ایک پتھر مارا اور کوے کو مار ڈالا اور اس عورت کے بدن کو دفن کر دیا وہ فاحشہ اس انتظار میں تھی کہ آج دن کو عیش وعشرت کریں گے۔ جب وہ شخص گھر آ گیا کہ فاحشہ کے ساتھ بیٹھے تو اس نے کہا کہ اٹھو اور اس کوے کو گھر سے باہر نکالو اس عورت نے کہا کہ گھر میں کوئی کوا نہیں ہے۔ وہ اس کو گالیاں دینے لگا کہ تو میرے ساتھ مسخرہ کرتی ہے کوا کائیں کائیں کر کے میرے کان کھا گیا ہے اور تو کہتی ہے کہ گھر میں کوئی کوا نہیں ہے۔

اس عورت نے جان لیا کہ اس کا عاشق دیوانہ ہو گیا ہے پاگل خانے والوں کو اطلاع دی اور وہ اس کو لے گئے۔ وہ عورت کچھ مقدار کھانا لیکر اس کے لئے پاگل خانے گئی کہ اس کی خدمت کرے اور اس سے احوال پرسی کرے جب اس کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اس شخص نے گفتگو کے بغیر اس عورت کا گلا دبا دیا وہ فوراً مر گئی۔ پاگل خانے کا انچارج کہنے لگا یہ خطرناک دیوانہ ہے اور اس نے حکم دیا کہ اس کو مار دیا جائے یہ ہے ظلم کا انجام اس سے عبرت حاصل کریں۔

اس شخص کی حکایت کہ جس نے اپنے میزبان کو قتل کر دیا

اسی طرح کی ایک اور حکایت کہ جس اپنے میزبان کو قتل کر دیا ذکر کیا گیا کہ ایک شخص دیہات میں داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی مکان حاصل کرے۔ مکان کہیں سے نہ ملا تو آخر پوچھا کہ یہاں کوئی مسافر خانہ نہیں ہے کہ جس میں غریب ٹھہرتے ہیں؟ اس کو بتایا گیا یہاں ایک عورت ہے اس کے پاس مہمان خانہ ہے اس میں غربا کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ وہ مہمانوں کو بہت زیادہ دوست رکھتی ہے اور مہمان نواز ہے۔

وہ شخص اس عورت کے گھر کے دروازہ پر گیا۔ بوڑھی عورت نے حشاشت بشاشت کے ساتھ اس کا استقبال کیا اچھی جگہ پر اس کو رکھا اور اس سے کہا: اب آپ آرام کریں گے یا کھانا کھائیں گے یا تھوڑی دیر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اس شخص نے کہا: اس وقت صرف کھانا کھاؤں گا اس کے بعد تھوڑی دیر باتیں کریں گے اس کے بعد سو جاؤں گا جب اس نے کھانا کھایا اس عورت نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا میں پریشان ایک شخص ہوں کیونکہ مقروض ہوں۔ میں صرف تیس تومان کے لئے اپنا شہر چھوڑ کر آیا ہوں بوڑھی عورت فوراً اٹھی اور تیس تومان لے آئی اور اس شخص کے حوالہ کئے اور کہا جب تک اس گاؤں میں ہیں آپ میرے مہمان ہیں اس شخص نے کہا: اے ماں! جس طرح اس گاؤں میں آپ نے مہمان نوازی کی ہے اس طرح دوسرے کیوں نہیں کرتے ہیں؟ بوڑھی عورت نے کہا میرے ماں باپ تھے وہ اس دنیا سے چلے گئے۔

میرے علاوہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی میں نے یہ مہمان خانہ کھولا ہے ماں باپ کے مال کو صرف مہمان نوازی پر خرچ کرتی ہوں تا کہ اس کا ثواب میرے ماں باپ کو پہنچے بوڑھی عورت اتنی باتیں کرنے کے بعد اٹھی اور اپنے سونے کے بستر میں گئی وہاں آرام سے سوئی اس شخص نے اپنے آپ سے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ اس بوڑھی عورت کے پاس بہت زیادہ رقم ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو قتل کروں اور اس کے پیسے لیکر فرار ہو جاؤں تا کہ فقر و فاقہ سے نجات حاصل ہو آہستہ آہستہ یہ ارادہ پختہ ہو گیا اس کی نیند ختم ہو گئی شقاوت اور بے رحمی اس پر غالب آ گئی۔ وہ اٹھا اور اس بوڑھی عورت کے سرہانے گیا اور اس کے سر کو جدا کیا اور تمام گھر کی تلاشی لی۔ لیکن صرف چار تومان کے علاوہ اس کو کچھ نہ ملا وہ اپنے غلط کام پر پشیمان ہوا اور اپنے آپ سے کہا: اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو مجھے قتل کریں گے بہتر ہے کہ صبح ہونے سے پہلے اس گھر کو جلا دوں۔

پس اس نے گھر کو آگ لگا دی اور فرار کر گیا اس عورت کی ایک بلی تھی جب اس شخص نے فرار کیا تو وہ بلی فریاد

کرتی ہوئی اس شخص کے پیچھے لگ گئی اور اس پر حملہ کیا لوگوں نے بلی کی ایک خاص قسم کی آواز سنی تو ان کو پتہ چل گیا کہ کوئی واقعہ ہوا ہے وہ گھر سے دوڑے بوڑھی عورت کے گھر پر ہجوم کیا اور آگ کو بجھا دیا۔ بوڑھی عورت کو آگ کے درمیان سر کٹا ہوا دیکھا پھر بلی کے پیچھے جا کر دیکھا کہ بلی اس مہمان پر حملہ کرتی ہے اور اس کی عجیب آواز بلند ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس شخص کو پکڑ لیا قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اسی نے کیا ہے اس کو پھانسی دیکر قتل کر دیا گیا۔

از خلق همرهی طلبی این چه گمرهی است
خاکت بسر بخدا آشنا نهٔ

لالچ کرنے والوں نے آیہ شریفہ: **الیس الله بکاف عبده** "کو فراموش کر دیا ہے اور وعدہ: **ومن یتوکل علی الله فهو حسبه۔**" کو نہیں سنا ہے۔

زهر است عطای خلق هر چند دوا باشد
حاجت زکه میخواهی جائیکه خدا باشد

کہتے ہیں خلفاء میں سے ایک نے بہلول عاقل سے کہا کہ (جو ظاہراً مجنون نظر آتا تھا) کیا تم راضی ہو کہ تمہارا سارا خرچ خزانہ سے دے دیں تا کہ تم آسودہ حال رہو کہا اگر اگر اس میں چند عیب نہ ہوتے تو میں راضی ہو جاتا ایک یہ کہ تم نہیں جانتے ہو کہ میں کس چیز کا محتاج ہوں تا کہ وہ میرے لئے تیار کرو۔

دوسرا یہ کہ نہیں جانتے ہو کہ میں کس وقت محتاج ہوں تا کہ اس وقت مجھے دو۔

تیسرا یہ کہ نہیں جانتے ہو کہ میں کس قدر میں محتاج ہوں تا کہ اسی مقدار مجھے دو اس سے زیادہ اور کم نہ دو تا کہ ہلاکت میں نہ پڑ جاؤں۔ وہ خداوند کہ جو ہمارا کفیل ہے ان تینوں باتوں کو جانتا ہے اور نیز ممکن ہے کہ کسی وجہ سے تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ اور مجھ پر غضب کرو اور اس خرچہ کو روک دو۔

ولیکن خداوند بالا وپست
بعصیان دررزق بر کس نبست
برائے یک لب نان در بدر چه می گردی
تو راه درگه حق را مگر نمیدانی

چہ پیش خلق گشائی دھان برای طلب
کہ موج ریختن آبروست جنبش لب

خبر میں ہے "عز من قنع ذل من طمع "جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور جس نے طمع کیا وہ ذلیل ہوا۔

نیز فرماتے ہیں: وَاَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الاطمَاعِ "جہاں عقلیں چلی جاتی ہیں اور ہلاک ہوجاتی ہیں یہ زیادہ تر لالچ کی وجہ سے ہے۔ نیز امیر المومنینؑ نے فرمایا: اِسْتَغْنِ عَمَّنْ شِئْتَ تَکُنْ لَہُ نَظِیْرًا وَاَعْطِ مَنْ شِئْتَ تَکُنْ لَہُ اَمِیْرًا وَاسْئَلْ مَنْ شِئْتَ تَکُنْ لَہُ اَسِیْرًا "یعنی کسی سے بے نیاز ہوجاؤ تم بھی اس کی طرح ہوجاؤ تو گے۔

تمہارے اوپر اس کو کوئی برتری حاصل نہیں ہے کسی کو دے دو اس کی نسبت تمہیں برتری ہوگی کسی سے سوال نہ کرو اس کے اسیر ہوجاؤ گے اور طمع کرنے والے انسان کی بندگی ایک امر ہے کہ جو ظاہر ہے ایک معمولی روٹی کے لئے اپنے آپ کو چھوٹا قرار دیتے ہو۔

لنقل الصخر من قلل الجبال
احب الی من منن الرجال
بقناعت کسیکہ شاد بود
بر دامن تو دست سلیمان نمیرد
درویشم وگدا وبرابر نمیکنم
پشمین کلاہ خویش بصد تاج خسروی
گر نباشد فرش ابریشم طراز
با حصیر کھنہ مسجد بساز
ورمزعفر نبودت باقند ومشک
خوش بود دوغ وپیاز ونان وخشک

ورنہ نباشد شانہ ای از بہر ریش
شانہ بتوان کرد با انگشت خویش

یہ ذلت اور حقارت ہے کہ کافر یا فاسق کے سامنے جھک جاؤ کہ کوئی ٹوپی تمہارے سر کے اوپر رکھ دے یا کوئی کمر بند کمر میں باندھ دے۔

فَاِذَا كَانَتِ النُّفُوسُ كِبَارًا
تَعِبَتْ فِي مُرَادِهَا الْاَجْسَادُ

بڑا نفس اور ہمت رکھنے والا اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کہ فضول مال دنیا کیلئے ہر گھر کے دروازے پر جائے وہ اپنی روٹی اور پیاز کو قسم قسم کے کھانے سے بہتر سمجھتا ہے اور نئے کپڑے کے لئے اپنی عزت کو پرانا نہیں کرتا۔

چہ خوب است تشریف میر ختن
از آن بہ کہ کہن جامہ خویشتن
کہ آزادہ ای بر زمین خسب و بس
مشو بہر قالی زمین بوس کس
وگر خود پرستی شکم طبلہ کن
در خانہ این و آن قبلہ کن
نیرزد عسل خوردن زخم نیش
قناعت کن تو بدوشاب خویش

اس چور کی حکایت کہ جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان اپنے سامان کے ساتھ کہیں جا رہا تھا وہ ایک چور کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اس کا سارا مال لے گیا اس کے بعد اس کو قتل کرنے کے لئے تلوار کو کھینچی اس شخص نے کہا: یہ میرا سارا مال لے لیا پھر مجھے کس لئے قتل کرتے ہو اس نے کہا میری مصلحت تمہیں قتل کرنے میں ہے۔

اس شخص نے اطراف میں دیکھا اور کوئی فریاد کو پہنچنے والا دیکھا۔ دو چکوروں کو ایک پتھر پر دیکھا۔ کہا: اے چکورو! تم گواہ رہنا کہ میں مظلوم ہوں دعا کرو کہ خدا اس چور سے انتقام لے۔ چور نے اس کو قتل کر دیا اور دیہات میں داخل ہوا

وہاں پر اس کا ایک جاننے والا تھا اس کے پاس گیا اتفاق سے صاحب خانہ کے گھر میں چکور کے گوشت کے کباب تیار کئے گئے۔

جب اس چور نے اس چکور کے کباب کو دیکھا تو ہنسنے لگا مالک مکان نے پوچھا کہ ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ اس چور نے کہا میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ میں ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا تو اس وقت دو چکور ایک پتھر پر بیٹھے تھے مقتول نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ تم دونوں گواہ رہنا کہ میں مظلوم مارا جا رہا ہوں اور دعا کرو کہ خدا اس شخص سے انتقام لے صاحب خانہ نے کہا ان دو چکوروں کی دعا قبول ہوئی اور چور کے سر پر مارا اور اس کو ہلاک کر دیا۔

مؤلف — آقائی حاج شیخ ذبیح اللہ محلاتی

مترجم — موسیٰ بیگ نجفی

تصحیح — پروفیسر چودھری مظہر عباس

کمپوزنگ وڈیزائننگ — قربان علی نیّر روندوی

اشاعت — یکم مارچ 2005ء

تعداد — 1000//

قیمت